Marfat.com

Marfat.com

لازوال تاریخی ناول

یوسف بن تاشفین

اسلم راہی ایم اے

مکتبہ القریش
قذافی مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور
فون: 042-7231595۔042-7352835

Marfat.com

یوسف بن تاشفین

اسلم راہی ایم اے

Marfat.com

98275

جملہ حقوق محفوظ ہیں		
ناشر	:	عبدالحفیظ قریشی
مطبع	:	نیر اسد پرنٹرز لاہور
سن اشاعت	:	2009ء
تعداد	:	600
کمپوزنگ	:	کلائمکس کمپیوٹرز
قیمت	:	-/550 روپے

فون: 7231595۔7352835

مکتبہ القریش اُردو بازار لاہور۔

Marfat.com

Marfat.com

پیش لفظ

امیر یوسف بن تاشفین ایک سچا اور پکا مسلمان تھا۔ ایک اعلیٰ حکمران کی ساری خوبیاں اُس میں موجود تھیں۔ اُس کے اعلیٰ اخلاق اور بلند کردار کا ہر کوئی معترف تھا۔ ایک نڈر، جوانمرد اور پُرجوش مجاہد ہونے کے ساتھ ساتھ ایک نایاب سالار، خدا ترس امیر، پابندشرع، متقی اور کشادہ ذہن حکمران تھا۔

اُندلس کے مسلمانوں کے پکارنے پر اُس نے لبیک کہی اور دشمن قوتوں کو روندتے ہوئے اور اُنہیں شکست دیتے ہوئے اُندلس کے مسلمانوں کا دفاع کیا۔ امیر یوسف بن تاشفین اڑتیس سال کی حکمرانی کے بعد سو سال کی عمر میں اس عالم فانی سے کوچ کر گیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ یوسف بن تاشفین کی سلطنت کا رقبہ بنو اُمیہ اور بنو عباس کی سلطنت سے بھی زیادہ تھا۔ ہر جمعہ کو کم از کم تین لاکھ مسجدوں میں اُس کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا اور تیرہ بادشاہ اُس کی اطاعت کا دم بھرتے تھے۔ اس کے باوجود وہ اپنے آپ کو عباسی خلافت کا ایک نمائندہ خیال کرتا تھا۔

یہ ناول اسی نایاب، بے مثل حکمران سے متعلق ہے اور اُمید ہے کہ یہ ناول آپ کے معیار پر پورا اُترے گا اور آپ کی پسند کا باعث بنے گا۔

اسلم راہی ایم۔اے

Marfat.com

Marfat.com

✲

طلیطلہ شہر کے قصرِ شاہی میں قشتالیہ، جلیقیہ اور نبرہ کے علاقوں کا نصرانی بادشاہ افونش ششم قصر کی سنہری سہ نشین پر بیٹھا ہوا تھا۔
اس کے ایک طرف اس کی ملکہ لیستہ، ملکہ کے ساتھ افونش ششم کی انتہا درجہ کی خوبصورت، پُر جمال، نوعمر اور نوخیز بیٹی مغریطہ بیٹھی تھی۔ جبکہ دوسری سمت لیون شہر کے اسقف الوتیوس اشستوراس اور اردفو ساتھ ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ ساتھ ہی افونش کے بہترین سالاروں میں سے فانی، فارنوس، یورلیس بھی اپنے اپنے منصب پر نشستیں سنبھالے ہوئے تھے۔ یاد رہے کہ فانیز، افونش ششم کے لشکریوں کا سپہ سالار اعلیٰ تھا۔
جبکہ افونش ششم کے قریب اس کا وزیر شروان بھی ایک نمایاں جگہ نشست سنبھالے ہوئے تھا۔ اس کے علاوہ اس قصر میں جس قدر نشستیں تھیں وہاں امراء، سالار اور سلطنت کے دیگر سرکردہ لوگ اپنے اپنے منصب کے مطابق نشستیں سنبھال چکے تھے۔
سب سے آخر میں خود افونش، اس کی بیوی لیستہ اور بیٹی مغریطہ آئی تھیں۔ ان کی آمد پر لوگوں نے کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا تھا۔
تینوں جب اپنی جگہ پر بیٹھ گئے تب افونش نے پہلے وہاں بیٹھے لوگوں کا بنظر غائر جائزہ لیا، اس کے بعد ہلکا سا تبسم اس کے چہرے پر نمودار ہوا۔ ساتھ ہی وہاں بیٹھے لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
”کبھی ہم پر یہ دور تھا کہ ہم صرف قشتالیہ کے حکمران تھے۔ اب یہ دور بھی ہے کہ قشتالیہ کے علاوہ جلیقیہ اور نبرہ کے وسیع و عریض علاقے ہماری سلطنت کا حصہ ہیں اور اب جنوب کی سمت کے مسلمانوں کے وسیع علاقے بھی ہمارے تسلط میں آ چکے ہیں اور

Marfat.com

حد یہ ہے کہ طلیطلہ شہر جس کی ماضی میں ہسپانیہ کے اندر سب سے زیادہ شان و شوکت ہوتی تھی وہ بھی ہمارے تسلط میں آ گیا ہے۔ اب ہم اپنی شان و شوکت اور اپنی سلطنت کی حدود کو مزید وسعت دینا چاہتے ہیں اور مجھے امید ہے کہ ہماری اس تجویز سے کوئی بھی اختلاف رائے نہیں رکھے گا۔ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو اٹھ کر اپنے خیالات کا اظہار کرے۔

اس پر امراء اور سالاروں میں سے باری باری لوگ اٹھ کر بڑے خوش کن انداز میں اپنے بادشاہ افونش کے خیالات کی تائید کرنے لگے تھے۔ جب یہ سلسلہ ختم ہوا تب افونش نے اپنے وزیر شیروان کی طرف دیکھا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''جیسا کہ اس سے پہلے تفصیل کے ساتھ تم سے گفتگو ہو چکی ہے۔ مسلمانوں کی سلطنت جو کسی دور میں بڑی مضبوط اور مستحکم تھی، مختلف حصوں میں تقسیم ہو چکی ہے اور ہم نے ارادہ کر لیا ہے کہ جست و خیز کرتے ہوئے ایک کے بعد دوسری مسلمان ریاست کو اپنے علاقوں میں شامل کرتے ہوئے ہسپانیہ میں مسلمانوں کی بساط کو لپیٹ کر رکھ دیں۔ ایسا کرنے کی ابتداء ہم بہت پہلے کر چکے تھے جس کے نتیجے میں یہ طلیطلہ شہر ہمارے قبضے میں آ گیا ہے۔ اب میں چاہتا ہوں تم آج ہی اپنا ایک وفد اشبیلیہ کے مسلمان حکمران معتمد کی طرف روانہ کرو۔ اس وقت ہسپانیہ میں مسلمان حکمرانوں میں سے معتمد ہی سب سے زیادہ پُرقوت، صاحبِ تدبیر اور قوتِ ارادی کا مالک خیال کیا جاتا ہے۔ اس کی طرف ایک وفد بھجواؤ۔ ماضی میں جب ہم نے اس کے علاقوں پر یلغار کرنا شروع کی تھی تو اس نے خراج دینا منظور کیا تھا لیکن خراج کی رقم آج تک ہمیں ملی نہیں ہے۔ چنانچہ تم آج ہی ایک وفد اشبیلیہ کی طرف روانہ کرو جو معتمد سے خراج کی اس رقم کا تقاضا کرے۔ اگر معتمد جس قدر خراج کی رقم اس کی طرف بنتی ہے، ادا کر دے تو کچھ عرصہ ہم خاموش رہیں گے اور اگر وہ رقم جو ہم حساب کر کے اس کی طرف بھجوائیں گے، نہ دے تو پھر وہی ہو گا جو ہم چاہتے ہیں۔ ہم اپنا لشکر لے کر اس پر چڑھ دوڑیں گے اور اس کے سارے علاقوں پر قبضہ کر کے اپنی مملکت میں شامل کر لیں گے۔ ہاں اگر معتمد نے ہماری مانگ کے مطابق خراج کی رقم ادا کر دی، تب کچھ عرصہ خاموش رہیں گے۔ اس کے بعد کوئی اور بہانہ بنائیں گے جسے بنیاد بنا کر معتمد پر حملہ آور ہو کر اس کے علاقوں کو اپنی گرفت میں کرنے کی کوشش کریں گے۔ میرے خیال میں، میں نے جو کچھ

Marfat.com

کہا ہے اسے تم سمجھ گئے ہو گے۔“

اپنے وزیر شیروان سے نگاہیں ہٹانے کے بعد افونش نے اپنے سپہ سالار فانیز کی طرف دیکھا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”فانیز! اپنے بڑے سالاروں مارنوس اور یورلیس ے ساتھ مل کر اپنے لشکریوں کو تیار اور مستعد رکھنا۔ اشبیلیہ کا مسلمان حکمران معتمد اگر خراج ادا کرنے سے انکار کرتا ہے تو پھر ہم اس کے خلاف ایسی کارروائی کریں گے جس کے نتیجے میں اسے اپنے علاقوں سے محروم ہونا پڑے گا اور اس کے سارے علاقے ہماری سلطنت میں شامل ہوں گے۔“

یہاں تک کہنے کے بعد افونش جب خاموش ہوا تب اپنی نشست پر بیٹھے ہی بیٹھے فانیز نے گردن جھکا کر افونش کو تعظیم دی۔ ساتھ ہی کہنے لگا۔

”مالک! اگر آپ برا نہ مانیں تو اس موقع پر میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔“

ہلکا سا تبسم اس موقع پر افونش کے چہرے پر نمودار ہوا تھا۔ کہنے لگا۔

”کہو! تم کیا کہنا چاہتے ہو؟ جو کہو گے ہم غور سے سنیں گے۔“

افونش کے ان الفاظ سے فانیز کو کچھ حوصلہ ہوا کہنے لگا۔

”مالک! اگر اشبیلیہ کا مسلمان حکمران معتمد خراج ادا کر دیتا ہے تو پھر اس پر حملہ آور ہونے کے لیے کوئی اور بہانہ تلاش کرنے کی خاطر ہم کچھ عرصہ خاموش رہیں گے۔ اس دوران اپنی عسکری تیاری کو بھی اپنے عروج پر اور اپنی انتہا پر پہنچا دیں گے اور اگر وہ خراج دینے سے انکار کرتا ہے، اس کے ساتھ ٹکراؤ کی نوبت آتی ہے تو اس سلسلے میں، میں چاہتا ہوں ہم محتاط رہیں۔ اگر خراج دینے سے انکار کرے تو ہمیں پہلے مرحلے میں اپنے لشکر کے ایک حصے کو متعین کر کے اس لشکر کو معتمد کے علاقوں پر حملہ آور ہونے کے لیے بھیجنا چاہیے۔ اگر وہ ہمارا چھوٹا لشکر معتمد کے علاقوں کے اندر یلغار کرنے میں کامیاب رہے تو پھر باقی لشکر کو بھی تیاری کا حکم دے دیا جائے۔ میں خود اس لشکر کی کمانداری کروں گا اور اشبیلیہ تک یلغار کرتا چلا جاؤں گا۔ مجھے امید ہے کہ کوئی بھی مسلمان قوت ہماری راہ روک نہیں سکے گی۔ پہلے چھوٹے لشکر کو اشبیلیہ کے علاقوں پر حملہ آور ہونے کے لیے بھیجنے کا مقصد یہ ہے کہ اشبیلیہ کی مسلمان ریاست کی عسکری قوت کا اندازہ لگایا جائے اور یہ اندازہ لگانے کے بعد ہی اشبیلیہ پر آخری ضرب لگائی جائے گی۔“

Marfat.com

جب تک سپہ سالار فانیز بولتا رہا، افونش خاموش رہا، مسکراتا رہا۔ جب وہ اپنی بات مکمل کر چکا افونش کہنے لگا۔

''فانیز! جو کچھ تم نے کہا ہے ہم اس سے اتفاق کرتے ہیں۔ جیسا تم چاہتے ہو ویسا ہی ہوگا۔''

اپنے وزیر اور سپہ سالاروں کے ساتھ گفتگو کرنے کے بعد افونش، اسقف الوتیوس اور اسقف اردونو کی طرف متوجہ ہوا اور ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''آپ دونوں حضرات کے ذمے میں نے سب سے اہم کام لگا رکھا ہے اور وہ یہ کہ آپ اپنے کارندوں کے ذریعے مسلمانوں کے اندر انتشار برپا کرتے رہیں۔ آپ کے کارندے مسلمان علاقوں کے اندر مسلمانوں کے بھیس میں رہتے ہوئے ان کے اندر افواہیں پھیلائیں، عربوں اور بربروں کے درمیان طبقاتی تضاد پیدا کرنے کی کوشش کریں، ان کے اندر کوئی مرکزی حکومت قائم نہ ہونے دیں۔ اگر ایسا ہو جائے گا تو یاد رکھنا مسلمانوں کے اندر قومی کردار کا خلا پیدا ہو جائے گا جس سے فائدہ اٹھا کر ہم ان مسلمانوں کو ہسپانیہ سے نکال باہر کریں گے۔

اگر مسلمانوں کے درمیان کوئی بڑی اور مرکزی حکومت قائم نہ ہونے پائے تو پھر ہمیں ان کی طرف سے ایک طرح کی آسودگی رہے گی۔ اس لیے مرکزی اور مضبوط حکومت میں قوت کا مرکز خود بادشاہ کی ذات ہوتی ہے یا دوسرے لفظوں میں بادشاہ کی ذات ہی حکومت کی قوت اور طاقت کا سرچشمہ ہوتی ہے۔ لہٰذا جب تک بادشاہ خود اپنی ذات میں قوت اور طاقت کے پیکر ہوں ان کی حکومت بھی مضبوط اور مستحکم رہتی ہے اور جب وہ کمزور ہوں، ان کی حکومت بھی کمزور ہو جاتی ہے۔ جب کمزور حکمران سربراہ سلطنت ہوتے ہیں، مرکزی حکومت کمزور ہو جاتی ہے تو ان حالات میں بادشاہ، امراء اور وزراء کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بن کر رہ جاتے ہیں اور حکومت محلاتی سازشوں کا شکار ہو جاتی ہے۔ بادشاہ کو ہر وقت اپنی جان کے لالے پڑے رہتے ہیں جس کی وجہ سے وہ امورِ سلطنت کی طرف پوری توجہ نہیں دے سکتے۔ جس کا نتیجہ اندرونی خلفشار کی صورت میں نمودار ہوتا ہے اور نتیجتاً حکومت کے اعمال اور کارندے بدعنوانیوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ نظم و نسق کا شیرازہ بکھر جاتا ہے اور اس کا بیرونی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دور دراز صوبوں کے والی خودمختار ہو جاتے ہیں اور یوں کوئی مضبوط مرکز نہ ہونے کی وجہ سے سلطنت کا

Marfat.com

جنازہ نکل جاتا ہے۔

دوسری ذمہ داری میں نے آپ لوگوں پر لگا رکھی ہے کہ مسلمانوں کے اندر طبقاتی تضاد پیدا کریں۔ بربروں کو عربوں اور عربوں کو بربروں سے بدظن کرتے رہیں۔ اگر ہم لوگ بربروں اور عربوں کو لڑانے میں کامیاب ہو جائیں اور اس میں ہم کسی حد تک کامیاب ہو بھی چکے ہیں تو ایسی صورت میں مسلمانوں کے اندر ہر شخص، ہر گروہ، ہر طبقے کو فقط اپنے ہی مفادات کا خیال رہے گا اور ان کے ہاں خودغرضی زمانے کا دستور بن جائے گی جس کی بنا پر ان کے ہاں نااتفاقی پیدا ہو جانا ایک لازم امر ہو جائے گا۔ اس نااتفاقی کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ ہر شخص دوسرے کو دشمن خیال کرے گا یا کم از کم وہ ایک دوسرے کو اپنا دشمن سمجھیں گے۔ چنانچہ ایسی صورت حال میں مسلمانوں کو اپنے سود و زیاں کا احساس نہیں رہے گا۔ وہ نہ اندرونی، نہ بیرونی خطرات کو سمجھ سکیں گے اور نہ ان کو متحد ہو کر کسی کے مقابلے پر آنا نصیب ہو گا اور جب مسلمانوں کے اندر اتحاد نہیں رہے گا تو ان کا شیرازہ بکھر جائے گا اور جب اس بکھرتے ہوئے شیرازے پر ہم ضرب لگائیں گے تو مسلمانوں کی کوئی طاقت ہماری راہ نہ روک پائے گی اور بڑی آسانی سے ہم مسلمانوں کے علاقوں کو اپنی مملکت میں شامل کر لیں گے۔

تیسرا کام مسلمانوں کے اندر اپنے کارندے اور جاسوس بھیج کر یہ کرنا ہے کہ ان کے اندر ان کا جہاد کا سب سے بڑا جذبہ اور قومی ایثار اور قربانی کے جذبے کا بالکل فقدان ہو جائے۔ یاد رکھو! یہ دنیا ایک عجائب خانہ ہے۔ اس میں ہر نوع دوسری نوع کے ساتھ اور ہر قوم دوسری قوم کے ساتھ برسرِ پیکار ہے تاکہ وہ اپنی ہستی کو برقرار رکھ سکے۔ چنانچہ تاریخ ہی ہمیں بتاتی ہے کہ اس دنیا میں جب قوم میں جذبہ جہاد باقی نہیں رہتا وہ یا تو صفحہ ہستی سے مٹ جاتی ہے یا مغلوب اور مفتوح ہو کر فاتح قوم کی غلام بن جاتی ہے۔

میرے خیال میں اسی نقطے کو سامنے رکھتے ہوئے مسلمانوں کے ہاں جہاد کو فرض قرار دیا گیا ہو گا اور اس کی اہمیت پر بجا طور پر زور دیا ہو گا۔ آپ سب جانتے ہوں گے کہ جب تک مسلمان جذبۂ جہاد سے سرشار رہے اور ایثار و قربانی ان کا شیوۂ زندگی رہا، وہ ہمیشہ فاتح اور فوزمند رہے اور عزت و آبرو سے زندگی بسر کرتے رہے اور جب وہ اس جذبے سے محروم ہوئے، ذلیل و خوار ہونا شروع ہو گئے۔

Marfat.com

ہسپانیہ میں بنو امیہ کے زوال اور انحطاط کا یہی سبب تھا کہ ان میں جذبۂ جہاد باقی نہ رہا تھا۔ میرے عزیز ساتھیو! سلاطین رزم آرائی کے بجائے بزم آرائی کو ترجیح دینے لگیں، ایثار اور قربانی کی بجائے خود غرضی کا شکار ہو جائیں تو زندگی اور کامیابیاں بھی ان سے منہ موڑ لیتی ہیں اور ان کی عظیم الشان سلطنت ان کی شان و شوکت ان کا جاہ و جلال ہمیشہ کے لیے ان کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کو اپنے سامنے کمزور کرنے اور انہیں نیچا دکھانے کے لیے ہمیں نہ صرف انہیں ان کے جذبہ جہاد سے محروم کرنا ہے بلکہ ان کے اندر قومی ایثار اور قربانی کے جذبے کو بھی ختم کرنا ہے اور میرے خیال میں میرے محترم اسقفو! تم اس کام کو اپنے کارندوں کے ذریعے بڑے اچھے اور احسن طریقے سے سرانجام دے سکتے ہو۔"

یہاں تک کہنے کے بعد افونش خاموش ہوا۔ چند لمحے گہری سوچوں میں ڈوبا رہا، اس کے بعد اس نے اپنے وزیر شروان، اپنے سپہ سالار فانیز اور دونوں اسقفوں یعنی الوتیوس اور اردونو کو مزید چند ہدایات کیں پھر وہ اپنی انتہا درجہ کی حسین اور خوبصورت بیٹی مغریطہ اور اپنی ملکہ لیستہ کے ساتھ قصر کے اس کمرے سے نکل گیا تھا۔ اس کے جانے کے بعد باقی لوگ بھی قصر سے نکلنا شروع ہو گئے تھے۔

✿✿✿

اشبیلیہ کا مسلمان حکمران معتمد اپنی زندگی رنگ رلیوں میں بسر کرنے کا عادی تھا۔ امورِ سلطنت کی طرف کوئی خاص توجہ نہ تھی۔ ایک اچھا شاعر بھی تھا۔ چنانچہ ایک نظم میں لکھتا ہے۔

"بغیر شراب کے زندگی، زندگی نہیں۔"

اس معتمد کا زیادہ وقت جلسوں اور ضیافتوں میں صرف ہوتا تھا اور جو باقی بچتا تھا وہ اس کی چار حسین اور خوبصورت بیویوں کے لیے مختص تھا اور وہ اس وقت کو اپنے حرم کی حسین عورتوں کی صحبت میں گزارتا تا کہ ان کے ساتھ لطف و محبت سے نام پیدا کرے۔ اس کی بیویوں میں سب سے زیادہ، ہر دلعزیز ملکہ رمیکیہ تھی۔ وہ اسے جنون کی حد تک پیار کرتا تھا۔ اس معتمد سے متعلق مغربی مؤرخین لکھتے ہیں:

"رمیکیہ سے معتمد کا عشق کبھی کم نہ ہوا بلکہ اس کی محبت اسی طرح زوروں پر رہی جس زور سے شروع میں تھی۔"

Marfat.com

ساتھ ہی مغربی مؤرخین یہ بھی لکھتے ہیں:

''لیکن مسلمانوں کے ملکوں میں عشق کے قواعد اور قوانین کچھ عجیب ہیں۔ ان قوانین کی رو سے غیر عورتوں کی طرف تھوڑی بہت توجہ ہو جانے سے بیوی کے حق میں کسی قسم کی بے وفائی نہیں ہوتی۔''

گو معتمد کی طبیعت گاہے گاہے دوسری طرف مائل ہو جاتی تھی لیکن اقلیم دل کی اصل مالکہ ملکہ رمیکیہ ہی تھی اور ایسی حرکتوں پر وہ شوہر کو خطاوار نہ سمجھتی تھی۔

دوسری بیوی جسے معتمد بے حد پسند کرتا تھا وہ امندہ نام کی تھی۔ اس عورت نے غضب کی دلفریب صورتی پائی تھی۔ جب کبھی معتمد اس کا جام محبت پیتا تو اپنے ساغر میں دو چار پھول امندہ کے ہاتھ کے پڑے ہوئے ضرور نظر آتے تھے۔

معتمد جس وقت پرانے شعراء کے کلام کا مطالعہ کرتا یا خود شعر کہنے بیٹھتا تب اس کی تیسری بیوی قمر ضرور اس کے پہلو میں ہوتی اور اگر کمرے میں شعاعِ آفتاب گستاخیاں کرتی آتی تو قمر ہی بادشاہ پر سے دھوپ روکنے کھڑی ہوتی اور بادشاہ کہتا۔

''سچ ہے، چاند ہی سورج کو گہنا سکتا ہے۔''

اس معتمد کی چوتھی بیوی بڑی شوخ، شرمیلی اور کسی قدر دلکش تھی۔ معتمد اسے پیار سے لولو کہتا تھا۔ یہ بڑی ضدی خاتون تھی۔ جب اسے زہر چڑھتا تو معتمد بڑی بڑی منتیں کر کے اس کا غصہ دور کرتا۔ ایک مرتبہ معتمد اور اس کے تعلقات خراب ہوئے تو صلح و صفائی کے لیے معتمد نے اپنی اس بیوی کے نام ایک نامہ لکھا۔ اس نے جواب تو دیا لیکن نامے کی پیشانی پر اپنا نام نہ لکھا جیسا کہ دستور تھا۔ معتمد نے خط پڑھ کر کہا۔

''اس کا مطلب ابھی تک معافی نہیں ہوئی۔ دیکھو اس نے اپنا نام نہیں لکھا۔ جانتی ہے کہ اس نام پر جان دیتا ہوں۔ مگر غصے کو کیا کرے، سب کچھ لکھا مگر نام نہ لکھا۔ اسے شکایت یہ رہتی ہے کہ جہاں میرا نام دیکھتے ہیں اسے پیار کر لیتے ہیں۔ واللہ! میں اب نام ہی نہیں لکھوں گی جو دیکھیں اور پیار کریں۔''

معتمد کی ایک اور بیوی بھی تھی۔ اس کا نام جنبیہ تھا۔ یہ معتمد کی تیمارداری خوب کرتی تھی اور معتمد دعا مانگتا تھا کہ وہ بیمار پڑا رہے اور اس کی یہ بیوی اس کی تیمار داری کرتی رہے۔

بہر حال یہی معتمد اشبیلیہ میں اپنے قصر میں اپنی بیویوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ

Marfat.com

اسے اطلاع دی گئی کہ نصرانی حکمران افونش کا ایک وفد خراج وصول کرنے آیا ہے۔

اس اطلاع پر معتمد نے خاص توجہ نہ دی۔ اپنے چوبدار کو حکم دیا کہ اپنے دو بڑے سالاروں مسلم اور شبیب کے ذمے یہ کام لگایا جائے کہ وہ اس وفد سے بات کریں اور انہیں خراج ادا کر کے فارغ کریں۔ چنانچہ معتمد نے خراج کا یہ معاملہ اپنے سالاروں مسلم اور شبیب کے ذمے ڈال دیا تھا۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ نصرانی حکمران افونش کے سفیروں نے اشبیلیہ شہر کے باہر جب اپنے خیمے نصب کیے تب مسلم اور شبیب کے ساتھ معتمد کے وزیر ابوبکر بن زیدون خراج کی رقم لیے سفیروں کے پاس پہنچ گئے۔

چنانچہ وہ رقم جب افونش کے سفیروں کے حوالے کی گئی تب سفیروں نے اس پر بداعتمادی کا اظہار کیا اور ان میں سے ایک بولا اور ابوبکر بن زیدون کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میں ایسا بے وقوف نہیں ہوں کہ ان سکوں کو قبول کروں۔ اس لیے کہ ان میں جعلی سکے ہیں جو قابل قبول نہیں ہیں۔ اس سال تو میں آپ لوگوں سے خالص سونا لے کر جاؤں گا۔ اگر ایسا نہ ہوا تو پھر دوسرے سال تمہارے شہروں پر قبضہ کیا جائے گا۔''

جس شخص نے یہ الفاظ ادا کیے تھے وہ ایک طرح سے افونش کے اس وفد کا سربراہ تھا۔ یہودی تھا۔ اس کا نام شالیب تھا۔ چنانچہ اس یہودی شالیب نے جب یہ گستاخی کی تب اس کی اس گفتگو کی اطلاع ابوبکر بن زیدون نے معتمد کے چوبدار کے ذریعے معتمد تک پہنچائی۔ معتمد یہ معاملہ جان کر غصے سے لال پیلا ہو گیا۔ چنانچہ حکم دیا کہ اس یہودی سمیت افونش کے وفد کے جو لوگ آئے ہیں ان سب کو پکڑ کر میرے پاس لاؤ۔

چنانچہ معتمد کے حکم کی تعمیل کی گئی۔ جس وقت افونش کے سفیر معتمد کے سامنے پیش کیے گئے تو اس گروہ میں جو عیسائی تھے ان کو تو معتمد نے زندان کی طرف بھیجنے کا حکم دے دیا۔ یہ سن کر وہ لرز کانپ گئے۔ لیکن معتمد نے اس حکم پر سختی سے عمل کروایا اور ان سارے نصرانیوں کو اس نے زندان میں ڈلوا دیا۔ باقی یہودی رہ گیا تھا جس نے بدتمیزی کے الفاظ ادا کیے تھے۔ چنانچہ اس یہودی کے متعلق معتمد نے یہ فیصلہ دیا کہ اس کو فوراً صلیب پر چڑھا دیا جائے۔

یہودی جو پہلے بہت بڑھ چڑھ کر باتیں کرتا تھا، جب معتمد نے اس کے لیے حکم

Marfat.com

جاری کیا کہ اسے مصلوب کر دیا جائے تب وہ سر سے لے کر پاؤں تک کانپنے لگا اور کپکپاتے ہوئے اور تقریباً روتے ہوئے کہنے لگا۔

''امیر! مجھ پر رحم کیجئے۔ میں آپ کو اپنے وزن کے برابر سونا دوں گا۔''

معتمد اس وقت غصے کی حالت میں تھا، اس یہودی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''خدا کی قسم! اگر تو مجھے تمام ہسپانیہ اور جو اس کے مغرب کے علاقے ہیں وہ بھی جزیے میں دے دے تو ہرگز قبول نہ کروں۔ تیرے لیے پھانسی کا حکم ہوا ہے۔ سو تجھے دار پر ضرور چڑھایا جائے گا۔''

چنانچہ معتمد کے اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اس یہودی کو مصلوب کر دیا گیا تھا۔

چنانچہ جب چند یوم تک افونش کے وفد کے وہ اراکین واپس نہ آئے تو افونش فکرمند ہوا۔ اس کے بعد اس کے مخبروں نے اطلاع دی کہ اشبیلیہ میں حادثہ پیش آ گیا ہے جس کی بنا پر نصرانیوں کو تو معتمد نے زندان میں ڈال دیا ہے جبکہ وفد کا سربراہ یہودی جس کا نام شالیب ہے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے۔

افونش کو جب اس واقعے کی اطلاع ملی اس وقت وہ طلیطلہ کے قصر میں اپنی بیوی لیستہ اور حسین پُر جمال اور خوبصورت بیٹی مغریطہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ یہ خبر سن کر جہاں افونش بے پناہ غصے کا اظہار کرنے لگا وہاں اس کی بیوی کی پیشانی پر بھی بل پڑ گئے تھے۔ جبکہ مغریطہ کا خوبصورت چہرہ بھی بتاتا تھا کہ غضب ناکی کی لہریں اس کے چہرے پر پھیل گئی تھیں۔ پھر اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے افونش نے مسیح اولیاء کی قسم کھاتے ہوئے کہا۔

''میں معتمد سے اس کا بدلہ لوں گا اور ایسا بدلہ لوں گا جسے بدلہ کہتے ہیں۔ میں اس کی ریاست کو ایسے لڑنے والوں کے ذریعے سے غارت اور تباہ کر دوں گا جن کی تعداد میرے سر کے برابر ہو گی اور اس وقت تک دم نہ لوں گا جب تک آبنائے جبل طارق تک نہ پہنچ جاؤں۔''

چنانچہ یہ خبر سننے کے بعد افونش نے اپنے سالاروں کا اجلاس طلب کر لیا۔ اس اجلاس میں اس کی سلطنت کے تین بڑے سالار فانیز، مارنوس اور یوریس بھی شامل تھے۔ جب یہ معاملہ ان کے سامنے پیش کیا گیا تھا فانیز سے افونش نے ردعمل سے متعلق سوال کیا تو فانیز کہنے لگا۔

Marfat.com

میں آپ کے سامنے ایک تجویز پیش کرتا ہوں۔ ہو سکتا ہے وہ آپ کے ہاں قابل قبول نہ ہو لیکن میں ایک اچھا مشورہ دوں گا۔ میں چاہتا ہوں کہ پہلے اشبیلیہ سے اپنے قیدیوں کی رہائی کا سامان کیا جائے، اس کے بعد ایک چھوٹا قدم اٹھایا جائے اور وہ یہ کہ ایک لشکر تیار کر کے اشبیلیہ کی حدود پر حملہ کیا جائے اور پہلے معتمد کی طاقت اور قوت کا اندازہ لگایا جائے، اس کے بعد کسی بڑی کارروائی کی ابتداء کی جائے۔ اس لیے کہ ہمارے بڑے لشکر اس وقت یہاں سے دور قشتالیہ، جلیقیہ اور نبرہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ لہٰذا اس معاملے کو نمٹانے کے لیے ہمیں اسی لشکر سے کام لینا ہے جو اس وقت ہمارے پاس طلیطلہ کی حفاظت کے لیے موجود ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد افونش کے لشکریوں کا سپہ سالار جب خاموش ہوا تب افونش غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''تمہارے خیال کے مطابق ہمیں پہلا قدم کیا اٹھانا چاہیے؟''

اس پر فانیز کہنے لگا۔

''میرے خیال میں ایک اور وفد سفارت کے طور پر معتمد کی طرف روانہ کیا جانا چاہیے اور اس سے پوچھنا چاہیے کہ وہ ہمارے قیدیوں کو کس شرط پر رہا کرتا ہے۔ جو شرط معتمد پیش کرے اس شرط کو تسلیم کر لیا جائے اور جب ہمارے قیدی ہمارے پاس پہنچ جائیں پھر معتمد کے خلاف اپنی کارروائیوں کی ابتداء کر دی جائے گی۔''

اپنے سپہ سالار فانیز کے اس مشورے کے بعد افونش نے اپنے دیگر سالاروں اور امراء کی طرف دیکھا، ان سے مشورہ کیا۔ جب سب نے اس سے اتفاق کیا تب اسی روز ایک وفد تیار کر کے معتمد کی طرف روانہ کیا گیا۔ چنانچہ یہ وفد معتمد کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسے افونش کا یہ پیغام دیا کہ وہ نصرانی قیدیوں کو کیسے چھوڑے گا اور قیدیوں کو رہا کرنے کے لیے اس کی کیا شرائط ہیں۔

معتمد نے جواب دیا کہ المدور کا شہر جس پر افونش نے ماضی میں قبضہ کر لیا تھا وہ اسے واپس کر دیا جائے تو نصرانی قیدیوں کو رہا کیا جا سکتا ہے۔

چنانچہ یہ وفد واپس افونش کے پاس گیا۔ جو شرط معتمد نے پیش کی تھی وہ افونش تک پہنچائی۔ افونش نے اس شرط کو تسلیم کر لیا۔ شہر معتمد کے حوالے کر دیا۔ جس کے جواب میں نصرانی قیدی اشبیلیہ سے نکل کر طلیطلہ پہنچ گئے تھے۔

Marfat.com

وہ نصرانی قیدی جب طلیطلہ پہنچے تو اس وقت افونش اپنے سالاروں اور امراء سے اشبیلیہ کے مسلمان حکمران معتمد کے متعلق ہی اہم فیصلے کر رہا تھا اور اس مجلس میں اس کی بیٹی بھی شامل تھی۔ چنانچہ فیصلہ یہی ہوا کہ اب جبکہ نصرانی قیدی طلیطلہ پہنچ گئے ہیں، پہلے معتمد کے ساتھ چھوٹی موٹی جھڑپیں شروع کرنی چاہئیں۔ اس کے بعد اس پر ضرب لگا کر اس کے علاقوں پر قبضہ کر لینا چاہیے۔ اس فیصلے کو سارے سالاروں اور امراء نے پسند کیا تھا۔ چنانچہ وہ سب سالاروں اور امراء جب اس کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے تب افونش کی حسین اور خوبصورت بیٹی مغریطہ، افونش کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''بابا! میں جانتی ہوں کہ چند روز تک اشبیلیہ والوں سے ہماری جھڑپوں کی ابتداء ہو جائے گی۔ بابا! میں اب بچی نہیں رہی، جوانی کی حدود میں داخل ہو چکی ہوں۔ لہٰذا میں آپ سے گزارش کرتی ہوں کہ میں آپ کی بیٹی ہی نہیں، بیٹا بھی ہوں اور آنے والے دنوں میں اشبیلیہ کے مسلمانوں کے ساتھ ہماری جھڑپیں اور ہمارا ٹکراؤ شروع ہونا ہے، ان میں، میں ایک سالار کی حیثیت سے حصہ لوں گی۔''

افونش نے پہلے تو اپنی بیٹی مغریطہ کی اس خواہش کو رد کرنا چاہا، ٹالنا چاہا لیکن جب مغریطہ بضد ہوئی تب افونش مان گیا۔ اس پر حسین اور خوبصورت مغریطہ بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے باپ کے پاس سے اٹھ کر عسکری تربیت کے لیے طلیطلہ کے مستقر کی طرف چلی گئی تھی۔

❁

Marfat.com

۞

اشبیلیہ کی ایک سرائے کا مالک عمر بن سریع اپنی سرائے کے صحن میں اپنے کارندوں کو ہدایات دے رہا تھا کہ ایک شخص سرائے کے صدر دروازے سے داخل ہوا اور اسے دیکھتے ہی عمر بن سریع بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے زور سے چلا اٹھا۔

''میرا بھائی...... میرا دوست...... منصور بن عبداللہ آیا ہے۔''

اس کے ساتھ ہی وہ بھاگا اور آنے والے کو اس نے گلے لگاتے ہوئے پُرجوش انداز میں اس کا خیر مقدم کیا پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر سرائے میں اپنے کمرہ خاص میں لے گیا۔ دونوں جب نشستوں پر بیٹھ گئے تب سرائے کا مالک عمر بن سریع آنے والے اپنے دوست کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''منصور بن عبداللہ! میرے بھائی!...... میں دیکھتا ہوں اس بار تم اکیلے آئے ہو۔ نہ تمہارے ساتھ کوئی سامان ہے نہ تمہارا کوئی کارندہ تمہارے ہمراہ ہے۔''

دراصل منصو بن عبداللہ افریقہ کا ایک تاجر تھا جو اکثر و بیشتر مال لے کر ہسپانیہ آیا کرتا تھا اسی بناء پر عمر بن سریع نے اس سے پوچھا تھا کہ اس کا مال اور اس کے کارندے کہاں ہیں۔

جواب میں منصور بن عبداللہ سرائے کے مالک عمر بن سریع کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''ابنِ سریع! اس بار تم جانتے ہو کہ میں کافی عرصے بعد آیا ہوں۔ اس بار صرف ململ ہی لے کر آیا تھا۔ گو میں کافی تعداد میں کئی کشتیوں میں لاد کر لایا تھا لیکن اس بار وہ ہسپانیہ میں ایسی بکی کہ ہاتھوں ہاتھ گئی۔ چونکہ اس کی فروخت کی وجہ سے میں بڑا مصروف رہا چنانچہ مال کے لین دین کے دوران میں تمہاری طرف نہیں آ سکا۔ جب سارا سامان بِک گیا تو میں نے اپنے کارندوں اور اپنے کچھ عزیزوں کو تو واپس بھیج دیا

Marfat.com

ہے لیکن میں تم سے ملے بغیر واپس نہیں جانا چاہتا تھا۔اس لیے تمہاری طرف چلا آیا۔''

عمر بن سریع نے ایک بار پھر منصور بن عبداللہ کو لپٹا لیا۔ کہنے لگا۔

''یہ جو تمہاری ملطیہ ہاتھوں ہاتھ بکی ہے تو اس کی ایک وجہ ہے۔''

(دراصل ملطیہ ایک ڈھال کا نام تھا جو صرف افریقہ ہی میں بنتی تھی۔اس کو ملطیہ اس لیے کہتے تھے کیونکہ اس کی نسبت لمطہ شہر سے کی جاتی تھی اور یہ شہر سوس کے نواح میں ایک چھوٹا سا شہرا ہوا کرتا تھا۔ اس کے اور لماسہ کے درمیان بیس دن کی مسافت تھی۔مشہور مؤرخ بن حوقل نے اپنی کتاب المسالک والمما لک میں لکھا ہے کہ یہ ایسی ڈھال تھی کہ دنیا میں ایسی مضبوط اور پائیدار ڈھال کہیں نہیں ملتی تھی اور لمطہ نام کے قصبے کو ڈھالوں کی کان کہا جاتا تھا۔ دنیا میں ایسی عمدہ ڈھال کہیں نہیں پائی جاتی تھی جس کی بنا پر اس ڈھال کی بڑی قدرت و قیمت تھی)

چنانچہ عمر بن سریع، منصور بن عبداللہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے عزیز بھائی! ہسپانیہ کے حالات کچھ اچھے نہیں رہے۔ دن بہ دن خراب ہوتے جا رہے ہیں۔''

عمر بن سریع کو یہاں تک کہتے کہتے رک جانا پڑا۔ اس لیے کہ افریقہ سے آنے والا اس کا تاجر دوست منصور بن عبداللہ دکھ اور غم کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''ابنِ سریع! میرے بھائی! میں خود بھی ہسپانیہ کے اندر ایک تبدیلی اور انقلاب دیکھتا ہوں اور یہ تبدیلی پہلے نہ تھی۔ میں جس طرف بھی گیا، اندازہ لگایا کہ ہسپانیہ میں عربوں اور بربروں کے درمیان ایک حد فاصل اور ایک طرح کی اجنبیت پھیلتی جا رہی ہے۔اس کے علاوہ میرے بھائی! میرے لیے جو تشویش کی بات ہے وہ یہ کہ طلیطلہ جیسا بڑا شہر جو اس سے پہلے مسلمانوں کے پاس ہوا کرتا تھا، اب ہسپانیہ میں قیام کے دوران مجھے پتہ چلا کہ اس پر تو نصرانی حکمران افونش نے قبضہ کر لیا ہے اور افونش نے ان دنوں ایک لشکر کے ساتھ طلیطلہ ہی میں قیام کیا ہوا ہے۔''

منصور بن عبداللہ کے ان الفاظ پر عمر بن سریع اداس اور افسردہ ہو گیا۔ دکھ بھرے انداز میں کہنے لگا۔

''میرے بھائی! ہسپانیہ میں ان دنوں عجیب سی طوائف الملوکی کا دور دورہ ہے۔ یہاں جتنے بڑے شہر ہیں یوں جانو اتنے ہی حکمران ہیں اور ہر شہر پر کسی نہ کسی قبیلے کی

Marfat.com

حکمرانی ہے۔ اپنے مرکزی شہر قرطبہ کو دیکھو، وہاں بنوحمود اور بنوجہور کی حکمرانی ہے۔ مالقہ شہر پر بنوحمود چھائے ہوئے ہیں۔ اشبیلیہ پر بنوعباد کی حکومت ہے۔ دانیہ شہر پر بنو عامر حکمرانی کر رہے ہیں۔ مرسیہ پر سکالیہ والے ہیں۔ بلنسیہ پر بنو عامر ہیں۔ المریہ پر صقالیہ ہیں۔ غرناطہ پر بنو زیری کی حکومت ہے۔ قرحونہ شہر پر بنو برزال حکمران ہیں۔ طلیطلہ شہر پر کبھی بنو ذوالنون حکمران ہوا کرتے تھے لیکن اب تو طلیطلہ شہر پر افونش نے قبضہ کرلیا ہے۔ سرقسطہ جیسے بڑے شہر پر بنو ہود کی کمزور حکومت ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد عمر بن سریع جب خاموش ہوا تب اسی جیسے دکھ بھرے انداز میں منصور بن عبداللہ کہنے لگا۔

''میرے عزیز بھائی! ہسپانیہ کے مختلف شہروں پر مختلف افراد اور مختلف قبائل کی حکمرانی کوئی اچھی علامت نہیں۔ اس کا مطلب ہے ہسپانیہ میں ان دنوں مسلمانوں کی کوئی مرکزی اور مضبوط حکومت نہیں ہے۔ میرے بھائی! اگر ایسا ہے تو کیا میں یہ سمجھ لوں کہ ہسپانیہ میں مسلمانوں کے دن گنے جا چکے ہیں؟ اور میرا اندازہ ہے کہ یہ جتنے چھوٹی چھوٹی ریاستوں کے حکمران ہیں ان کا آپس میں اتفاق بھی نہیں ہوگا۔ بھائی! اگر میرا اندازہ درست ہے تو پھر یہ نصرانی حکمران افونش ان چھوٹے چھوٹے مسلمان حکمرانوں پر چڑھ نہیں دوڑے گا اور ہر ایک کے علاقے پر قبضہ کر کے انہیں ہسپانیہ سے چلتا نہ کر دے گا؟''

یہاں تک کہنے کے بعد منصور بن عبداللہ خود ہی رک گیا۔ پھر اپنے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''میرے منہ میں خاک ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ ہسپانیہ میں تو ماضی کی طرح مضبوط اور مستحکم حکومت قائم ہونی چاہیے۔ پر میرے بھائی! میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ ہسپانیہ میں عربوں اور بربروں کے درمیان یہ دوریاں کیسے پیدا ہوگئی ہیں؟ جبکہ افریقہ میں ایسا تو نہیں ہے۔''

جواب میں عمر بن سریع نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

''ابن عبداللہ! میرے بھائی! اس کے دو بڑے عوامل ہیں۔ پہلا یہ کہ نصرانی حکمران افونش نے جگہ جگہ اپنے کارندے پھیلا رکھے ہیں جو مسلمانوں کے دو گروہوں یعنی عربوں اور بربروں کے درمیان نفرت اور دوریاں پیدا کر رہے ہیں اور اس کی

Marfat.com

دوسری وجہ پہلی وجہ سے بھی زیادہ بڑی اور اہم ہے اس لیے کہ دوسری وجہ کے دو پہلو ہیں۔ گویا اس وجہ کے دو ذمہ دار حکمران ہیں۔ ایک غرناطہ کا بادشاہ بادیس اور دوسرا اشبیلیہ کا سابق حکمران المعتضد جو اشبیلیہ کے موجودہ حکمران معتمد کا باپ تھا۔ ان دونوں کی وجہ سے نہ صرف مسلمانوں کی حالت ہسپانیہ میں کمزور ہوئی بلکہ عربوں اور بربروں کے درمیان ایک منافرت اور نفرت کی فضا بھی پیدا ہونا شروع ہوئی۔ بادیس بربر تھا۔ بذاتِ خود برا انسان نہیں تھا لیکن چونکہ اس کی عسکری طاقت کمزور تھی لہٰذا نصرانی حکمران افونش اسے دھمکیاں دیتا رہتا تھا اور اسی کے اشارے پر یہ عربوں کے خلاف کارروائیاں کرتا رہتا تھا جس بنا پر اس بادیس کی وجہ سے عربوں میں بربروں کے خلاف بدگمانیاں پیدا ہونا شروع ہوئی تھیں اور پھر سب سے بڑی بات یہ کہ افونش ہی کے کہنے پر غرناطہ کے حکمران نے غیر مذہب والوں کو بھی اپنے دربار میں خوب جگہ دے رکھی تھی۔ اس کا وزیر ایک یہودی تھا جس کا نام سموئیل تھا۔ یہ برا انسان نہیں تھا لیکن چونکہ یہ معاشی طور پر مسلمانوں کے خلاف حرکتیں کرتا تھا لہٰذا دوسرے علاقوں کے مسلمان اس کے خلاف تھے۔ افونش نے غرناطہ کے حکمران بادیس کو عربوں کے خلاف ایسا کر دیا تھا کہ بادیس جب بھی موقع ملتا عربوں کے خلاف حرکت میں آنے سے چوکتا نہیں تھا۔

غرناطہ کا حکمران ہسپانیہ میں سارے بربروں کا اپنے آپ کو سردار اور سربراہ خیال کرتا تھا اور اس کوشش میں تھا کہ افونش کی مدد سے ہسپانیہ میں عربوں کی بجائے سارے ہسپانیہ پر بربروں کی حکومت قائم کر دی جائے۔ اس نے ارادہ کر رکھا تھا کہ اب کسی کو خلیفہ بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ خود ہی ہسپانیہ کا خلیفہ بنے گا۔ سب سے پہلے اس کی نظریں مالقہ پر جمیں۔ وہ ان دنوں یہ خیال کرنے لگا کہ غرناطہ سے نکل کر اسے مالقہ پر قبضہ کر لینا چاہیے تاکہ اس کی طاقت اور قوت میں اضافہ ہو۔ میرے عزیز بھائی! یہ بادیس انتہا درجہ کا غیر ذمہ دار شخص ہے۔ اسے نہ دین سے کوئی محبت تھی نہ مسلمانوں سے ہمدردی۔ بس اپنی حکومت اور اپنی حکمرانی کا شیدا اور شوقین تھا اور افونش کے کہنے پر اگر مسلمانوں کے خلاف اسے بڑی ضرب بھی لگانی پڑتی تو بھی اس سے گریز کرنے والا نہیں تھا۔

جہاں تک برائی کے دوسرے پہلو کا تعلق ہے یعنی المعتضد کا تو اپنے باپ قاضی ابوالقاسم محمد صاحب اشبیلیہ کی وفات پر اس کی عمر چھبیس برس تھی اور یہ حکمران بنا۔ اس

Marfat.com

کا نام عباد تھا لیکن زیادہ تر لوگ اسے معتضد کے نام سے ہی جانتے تھے۔ معتضد ان لوگوں میں سے تھا جن کے حالات اور خصائل پڑھ کر انسان کو حیرت ہوتی ہے اور جنہیں ایک قوم کے تمدن نے اپنی پیرانہ سالی بلکہ پیری کے زمانے میں پیدا کیا تھا۔ جہاں غرناطہ کا حکمران بادیس عربوں کا بدترین دشمن تھا۔ وہاں یہ عباد یعنی معتضد جو اپنے آپ کو عربوں کا سردار سمجھتا تھا، بادیس کے خلاف بربروں کا دشمن تھا اور یہ دونوں ایک دوسرے کے حریف تھے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد عمر بن سریع رکا، پھر منصور بن عبداللہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"میرے عزیز بھائی! بادیس کی طرح معتضد بھی بدظن، منتقم اور ضدی وخودسر تھا۔ شراب سے وہ بھی بدمست رہتا تھا بلکہ فسق و فجور میں بادیس سے بھی بڑھا ہوا تھا۔ فطرتاً عیش پسند تھا۔ حیوانی خواہشیں کبھی سیر ہونا نہ جانتی تھیں۔ کسی والیء ملک کی حرم سرا میں عورتیں اس کثرت سے نہ تھیں جتنی اس عباد یعنی معتضد کے حرم میں تھیں۔ لوگوں کا بیان ہے کہ آٹھ سو حسین اور خوبصورت لڑکیاں اس کے حرم کی زینت تھیں۔

گو غرناطہ کا حکمران بادیس اور اشبیلیہ کا سابق حکمران معتضد ایک جیسے ہی عیش پسند تھے مگر باوجود اس مشابہت کے بادیس اور معتضد کی خصلتیں ایک جیسی نہ تھیں۔ بادیس کبھی کبھی انسان دوستی کا بھی مظاہرہ کرتا تھا۔ ادب و تہذیب اور علمی حسن اور لطافت سے اسے نفرت تھی۔ قصر الحمرا کے عالیشان دیوان میں شاعروں کا گزر نہ تھا کیونکہ صاحب الحمرا عادتاً بربر زبان بولتا تھا۔ شعراء کے قصائد جو عربی میں ہوتے تھے، مشکل سے سمجھ سکتا تھا۔

اس کے برعکس معتضد کی تعلیم و تربیت بہت غور اور احتیاط سے ہوئی تھی۔ یہ درست ہے کہ وہ عالم ہونے کا دعویٰ نہیں کرسکتا تھا اور اس نے زیادہ پڑھا بھی نہ تھا۔ لیکن ذہین تھا اور حافظہ بہت اچھا پایا تھا اور ایک اوسط درجے کے لائق اور قابل آدمی سے وہ بہت بڑھا ہوا تھا۔

معتضد کی لکھی ہوئی نظمیں حسن کلام کے علاوہ اس لحاظ سے بھی دلچسپ ہیں کہ ان کو پڑھ کر شاعر کی طبیعت اور فطرت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ اپنے ہم عصر شعراء میں وہ ایک لائق ناظم سمجھا جاتا تھا۔ علم دوست اور ہنر پرور تھا۔ شاعروں کو اچھے کلام پر بہت

98275

Marfat.com

انعام دیتا تھا۔ عالیشان محل اور عمارات بنانے کا بہت شائق تھا۔ جو کچھ تھوڑا بہت علم و فضل رکھتا تھا اس سے بھی شانِ حکومت بڑھانے میں کام لیتا تھا۔ نام اس کا عباد تھا لیکن عباسی خلیفہ معتضد عباسی کا لقب اختیار کرتے ہوئے معتضد کہلاتا تھا۔ جبکہ غرناطہ کے حکمران بادیس کو اتنا بھی علم نہ تھا کہ پہلا عباسی معتضد خلیفہ کون تھا؟ کب گزرا؟

منصور بن عبداللہ! میرے عزیز بھائی! یہ دونوں ہی شراب خور تھے۔ مگر بادیس ایک بدتہذیب عسکری سوار کی طرح بدمست ہو جاتا تھا لیکن معتضد کبھی شائستگی اور تہذیب کو ہاتھ سے نہ جانے دیتا تھا۔ شراب کی مستی میں بھی کوئی ایسی بات نہ کرتا تھا جس سے بدتمیزی ظاہر ہو۔ بادہ نوشی کے جلسوں میں بھی ایک حُسن پیدا کرتا، شراب خوب پیتا مگر شراب اور جو نظمیں وہ خود یا ایسے جلسوں کے انیس لکھتے تھے ان میں نفاست اور نازک خیالی موجود ہوتی تھی۔

معتضد کے قوائے جسمانی ایسے مضبوط تھے کہ کثرت عیاشی اور محنت شاقہ دونوں کو بخوبی برداشت کر لیتا تھا۔ عیش پرستی میں بھی بے روک ٹوک شدت سے نفس کو سیر کر کے امورِ سلطنت میں ہمہ تن مصروف ہو جاتا۔ منصب شاہی کی خدمات ادا کرنے میں جان تک کھپا دینے کا شوقین تھا اور جو وقت لہولعب میں ضائع کرتا اس کی تلافی میں ایسی کوشش کرتا جو انسان کی قوت سے بالاتر ہوتی تھی۔ مگر اس تلافی کے بعد پھر شراب پینے کی ضرورت ہوتی تاکہ کام کی قوت پیدا ہو۔ اور یہ عجیب بات تھی کہ جس ظالم کی غفلت آمیز نگاہوں سے حسینانِ عرب لرز جاتی تھیں وہی ظالم انہی حسینوں میں سے بعض کے عشق میں نہایت شیریں، نازک اور پاکیزہ اشعار بھی کہتا تھا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد عمر بن سریع رکا، کچھ سوچا پھر دوبارہ کہنے لگا۔

''منصور بن عبداللہ! میرے بھائی! بس یوں جانو غرناطہ کا حکمران بادیس اور اشبیلیہ کے سابق حکمران معتضد میں وہی فرق تھا جو ایک وحشی ظالم اور ایک مہذب ظالم میں ہو سکتا ہے۔ سب باتوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا تھا کہ ان دونوں ظالموں میں وحشی ظالم بادیس کم درجے کا ظالم تھا۔ بادیس کی قتل و غارت گری میں ایک قسم کی صفائی قلب ظاہر ہوتی تھی۔ معتضد کی نیت اور طبیعت کا پتہ اس کے قریبی دوستوں کو بھی نہ چلتا تھا۔ معتضد کی نگاہیں دوسرے کے دل میں گھس کر اندر کی بات لے اچکتی تھیں لیکن اپنے دل کا حال مجال نہ تھی کہ چہرے کی شکن یا آواز کی لغزش سے دوسرے پر کھل

Marfat.com

جائے۔ بادیس جو غرناطہ کا بادشاہ تھا اکثر لڑائی کے میدان میں اپنی جان جوکھوں میں ڈال دیتا تھا لیکن صاحب اشبیلیہ معتضد اگر چہ ہمیشہ لڑائیوں میں مصروف رہا۔ مردانگی میں بھی کسی طرح کم نہ تھا مگر سوائے ایک یا دو لڑائیوں کے خود لشکر لے کر میدان میں نہ اترا تھا۔ اس کے باوجود پرانے لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ معتضد اپنے حجرے میں بیٹھ کر لشکر کے لیے جو لڑائیوں کے نقشے اور منصوبہ بندی تیار کرتا تھا وہ بادیس کے بذات خود جنگ میں حصہ لینے سے بہتر ہوا کرتی تھیں۔ لڑائی میں بادیس کی ترکیبیں اور حیلے ایسے بھدے ہوتے تھے کہ دشمن انہیں جلد بے کار ثابت کر دیتا تھا لیکن معتضد کے حربی حیلے اس خوبی اور احتیاط کے ساتھ سوچے جاتے تھے کہ اس کے بہت کم مقاصد ناکام ہوتے تھے۔ چنانچہ اس کی ذات سے کچھ عجیب و غریب قصے بھی وابستہ ہیں جو میرے بھائی! میں تم سے کہتا ہوں۔

ایک زمانہ ایسا بھی تھا کہ معتضد کے قرمونہ کے حکمرانوں کے ساتھ تعلقات خراب ہو گئے اور دونوں کے درمیان جنگ چھڑی ہوئی تھی۔ معتضد نے قرمونہ میں ایک عرب کو خفیہ طریقے سے اس کام پر مقرر کر رکھا تھا کہ بربروں کی نقل و حرکت اور ان کی چالوں کی برابر اطلاع دیتا رہے۔ اس خوف سے کہ اس عرب اور معتضد میں جو خط و کتابت ہوتی رہتی ہے کسی دوسرے کے ہاتھ نہ لگ جائے اور کسی کو شبہ نہ گزرے کہ شہر میں جاسوس لگ ہوئے ہیں، ان خطوط کے بارے میں نہایت احتیاط کی ضرورت تھی جو معتضد برتا کرتا تھا۔

لوگ اس کی خط و کتابت کی ایک مثال کچھ اس طرح دیتے ہیں کہ معتضد نے ایک دن اپنے قصر میں ایک کسان کو بلایا جو اشبیلیہ کے نواح کا رہنے والا تھا۔ یہ کسان نہایت سیدھا سادھا، بے وقوف سا انسان تھا۔ جب وہ کسان حاضر ہوا تو معتضد نے اس سے کہا۔

''اپنی بدنما قبا اتار دو اور یہ جبہ جو میں تمہیں پیش کرتا ہوں یہ بہت اچھے کپڑے کا بنا ہوا ہے۔ اگر تم اسے پہن لو گے اور میرے کہنے پر عمل کرو گے تو یہ جبہ تمہیں انعام میں دے دیا جائے گا۔''

کسان یہ سن کر بہت خوش ہوا اور فوراً اپنی پرانی قبا اتار کر جبہ پہن لیا۔ اس کو اس کا شبہ بھی نہ گزرا کہ جبے کے استر میں ایک جگہ ایک خط سیا ہوا ہے جو معتضد نے قرمونہ

Marfat.com

میں کام کرنے والے اپنے ایک عرب جاسوس کے نام لکھا تھا۔

چنانچہ جبہ پہن کر کسان نے وعدہ کیا کہ حضور جو حکم دیں اسے بجالاؤں گا۔

معتضد کہنے لگا۔

''ہاں یہ درست ہے کہ تم کو صرف یہ کرنا ہے کہ یہاں سے قرمونہ چلے جاؤ۔ جب شہر کے قریب پہنچو تو کہیں سے لکڑیاں کاٹ کر ان کا ایک گٹھا باندھ لینا۔ اس کے بعد شہر کے دروازے سے داخل ہو کر جہاں لکڑ ہارے لکڑیاں بیچنے کے لیے جمع ہوتے ہیں، وہیں تم بھی جا کھڑے ہونا۔ لیکن جب تک تمہاری لکڑیوں کے کوئی پانچ درہم تمہیں نہ دے تم لکڑیوں کے اس گٹھے کو فروخت مت کرنا۔''

غریب کسان مطلق نہ سمجھا کہ یہ عجیب ہدایات کس غرض سے کی گئی ہیں۔ وہ فوراً حکم بجالانے کو تیار ہوا اور قرمونہ روانہ ہو گیا۔

شہر کے قریب پہنچ کر لکڑیوں کا ایک گٹھا تیار کیا۔ لیکن یہ کام کبھی نہ کیا تھا۔ درختوں کی شاخیں اور ٹہنیاں اناپ شناپ توڑ کر ایک گٹھا باندھ لیا اور لکڑ ہار والے بازار میں جا کھڑا ہوا۔ ایک خریدار وہاں سے گزرا اور اس نے گٹھے کے دام پوچھے۔

کسان نے کہا۔

''پانچ درہم ہوں گے۔ چاہے لو یا نہ لو۔''

خریدار نے دام سنتے ہی ہنس کر کہا۔

''شاید لکڑیاں آبنوس کی ہیں۔''

اس موقع پر قریب ہی ایک اور شخص کھڑا تھا۔ یہ بات سن کر وہ کہنے لگا۔

''آبنوس کی نہیں، عودِ ہندی کی ہیں۔''

غرض اس اناڑی لکڑ ہارے کی لوگ ہنسی اڑاتے رہے۔ جب شام ہوئی تو معتضد کا جاسوس جس کے لیے معتضد نے اس کسان کو جبہ پہنا کر بھیجا تھا اس بازار سے گزرا۔ چنانچہ اس نے بھی گٹھے کے دام پوچھے اور پانچ درہم سنتے ہی اس نے فوراً وہ گٹھا خرید لیا اور کسان سے کہا۔

''لکڑیاں اپنے کندھے پر رکھو اور میرے گھر پہنچا دو۔ میں تمہارے ساتھ ہو لیتا ہوں۔''

چنانچہ کسان نے ایسا ہی کیا۔ جب کسان جاسوس کے گھر پہنچا تو گٹھا کندھے سے

Marfat.com

اتار کر نیچے رکھا۔ جاسوس نے پانچ درہم اس کے حوالے کیے۔ کسان درہم لے کر گھر سے نکلنے لگا تو جاسوس بولا۔

''کہاں جاتے ہو؟''

کسان نے کہا۔

''شہر سے باہر جاتا ہوں کیونکہ یہاں کا رہنے والا نہیں ہوں۔''

جاسوس نے کہا۔

''ایسا خیال بھی نہ کرنا۔ تمہیں معلوم نہیں یہاں راستے میں ڈاکو بہت ہیں۔ آج یہیں ٹھہر جاؤ۔ کھانا کھا کر سو رہو اور صبح ہوتے ہی اپنے گھر چلے جانا۔''

کسان نے جاسوس کا شکریہ ادا کیا۔ اس مہمان نوازی کو قبول کیا اور جب اچھے اچھے کھانوں کی شکل دیکھی تو دن بھر لوگوں نے جو ہنسی اڑائی تھی اس کا رنج و ملال دل سے اتر گیا۔ پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔

جب کھانے سے فارغ ہوا تو جاسوس نے اس سے پوچھا۔

''تم کہاں کے رہنے والے ہو؟''

کسان نے کہا۔ ''اشبیلیہ شہر کے نواح کا رہنے والا ہوں۔''

جاسوس نے کہا۔

''تم بڑے دل گردے کے آدمی ہو۔ اتنی دور سے یہاں چلے آئے ہو۔ یہ تو تم نے بھی سنا ہوگا کہ بربر آج کل عربوں پر کیسے مظالم ڈھا رہے ہیں۔ راستے میں جو مسافر ملتا ہے اسے ختم کر دیتے ہیں۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بڑا ہی ضروری کام تھا جو تم یہاں چلے آئے ہو۔''

کسان نے کہا۔

''روزی تو ہر صورت پیدا کرنی ہی پڑتی ہے۔ مجھ غریب کو مار کے کسی کو کیا مل جائے گا؟''

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ کسان کو پیٹ بھر کر کھانا کھانے سے نیند آنے لگی۔ جاسوس نے اسے سونے کی جگہ دی۔ کسان بغیر کپڑے اتارے سونے کے لیے لیٹنے لگا تو جاسوس نے کہا۔

''رات گرم ہے۔ اپنا جبہ اتار دو تاکہ آرام سے سو سکو۔ تمہیں میں سونے کے لیے

Marfat.com

دوسرے کپڑے دیتا ہوں۔"

کسان مان گیا۔ جبہ اتار کر ایک طرف رکھ دیا اور غافل سو گیا۔

کسان کے سوتے ہی جاسوس نے جبہ اٹھا کر اس کا استر پھاڑا اور معتضد کا بھیجا ہوا خط جو وہاں سیا ہوا تھا اسے نکال کر پڑھا اور فوراً اس کا جواب لکھ کر جہاں سے استر پھاڑا تھا وہیں رکھ کر پھر اسے سی دیا۔ پھر جبہ وہیں ڈال دیا جہاں کسان اسے پھینک کر سو گیا تھا۔

چنانچہ اگلی صبح کسان سو کر اٹھا، جبہ پہنا، میزبان کا شکریہ ادا کیا اور اشبیلیہ شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔

اشبیلیہ شہر پہنچتے ہی کسان معتضد کے سامنے حاضر ہوا اور جو کچھ گزرا تھا، عرض کیا۔

معتضد نے کہا۔

"ہم تم سے بہت خوش ہوئے۔ تم تو انعام کے مستحق ہو۔ یہ جبہ جو تم پہنے ہوئے ہو ہمیں واپس دے دو۔ یہ اب بوسیدہ اور پرانا ہو چکا ہے۔ اس کی جگہ ہم تمہیں اچھے کپڑوں اور انعام سے نوازتے ہیں۔"

کسان اتنا سنتے ہی خوشی کے بارے آپے سے باہر ہو گیا۔ نئے کپڑے پہنے۔ جبہ معتضد کو دے دیا، اپنے دوستوں اور پڑوسیوں سے کہنے لگا، بادشاہ نے مجھے خلعت دی ہے۔ لیکن اس غریب کسان کو معلوم ہونا تو کجا، شبہ بھی نہ گزرا کہ وہ ایک ایسے غیر معمولی خط کا نامہ بر بنایا گیا تھا کہ اگر بربروں کو ذرا بھی خبر ہو جاتی اور وہ خط کسان کے پاس سے نکل آتا تو پھر اس غریب کسان کی جان جانی یقینی تھی۔

معتضد سے ایک اور عجیب و غریب واقعہ بھی وابستہ ہے۔ وہ کچھ اس طرح ہے کہ ایک مرتبہ معتضد نے اشبیلیہ میں ایک نابینا کی بہت سی جائیداد اپنے قبضہ میں کر لی۔ باقی جو بچا وہ اس نابینا نے خود ضائع کر دیا۔ غرض بالکل مفلس غریب ہو کر فقیر ہو گیا اور اسی حالت میں مکہ چلا گیا اور وہاں پہنچ کر رات دن معتضد کے حق میں بددعا شروع کر دی جس نے اسے مفلس اور محتاج کر دیا تھا۔

معتضد کو یہ حال معلوم ہوا تو ایک آدمی کو جو حج کرنے جا رہا تھا، بلوایا اور اسے ایک صندوقچہ دیا جس میں دینا بھرے ہوئے تھے لیکن ان دیناروں پر کوئی نہایت تیز زہر مل دیا گیا تھا۔ معتضد نے اس آدمی سے کہا کہ جب مکہ پہنچو تو یہ صندوقچہ شہر کے فلاں نابینا

Marfat.com

کو دینا۔ اس سے میرا سلام کہہ کر کہنا کہ یہ سوغات معتضد نے تمہیں بھیجی ہے۔ لیکن تم خود اس صندوقچے کو نہ کھولنا۔

چنانچہ جب وہ آدمی مکہ پہنچا تو معتضد کی سوغات لے کر اس نابینا کے پاس گیا اور وہ صندوقچہ اسے دے دیا۔

غریب نابینا نے صندوقچہ لے کر کہا۔

''واللہ! اسے ہلانے سے تو نقدی کی آواز آتی ہے۔ اس میں تو دینا بھرے معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن کیا بات ہے، اشبیلیہ میں تو معتضد مجھ پر ظلم کرے اور حجاز میں مجھے دینار بھیجے۔''

جو آدمی صندوقچہ لایا تھا اس نے کہا۔

''بادشاہوں کے مزاج میں تلون ہوتا ہے۔ یا ممکن ہے کہ معتضد نے تمہارے ساتھ جو ناانصافی کی تھی اب اس پر دل پکڑا گیا اور اس نے تمہارے نقصان کی تلافی کرنی چاہی ہے۔ بہرکیف مجھے اس سے بحث نہیں۔ مجھے معتضد نے جس کام کو کہا تھا وہ میں نے کر دیا۔ اب تم یہ صندوقچہ لو۔ یہ تمہارے لیے ایک نعمت غیر مترکبہ ہے۔''

نابینا صندوقچہ بغل میں جس قدر ممکن تھا اپنے گھر کی طرف چلا گیا اور وہاں پہنچ کر دروازہ احتیاط سے بند کر کے صندوقچہ جلدی سے کھلا۔ کہا جاتا ہے جب انسان مفلس ہوتا ہے، اتفاق سے اسے دولت مل جاتی ہے تو وہ نقدی دیکھ کر بے انتہا خوش ہوتا ہے اور اس کی چمکتی ہوئی صورت اپ اس کی نظر لوٹنے لگتی ہے۔

اشبیلیہ کا وہ نابینا آنکھوں میں اس قدر نور نہیں رکھتا تھا کہ اس قسم کی لذت سے لطف اندوز ہوتا جو کام بصارت دیا کرتی ہے۔ اس کی جگہ لامسہ اور سامعت مدد دیتے ہیں۔ غرض اس خوشی کے عالم میں وہ نابینا اشرفیوں کو کبھی مٹھی میں اٹھاتا، کبھی انگلیوں سے انہیں الٹ پلٹ کر، کبھی چھنکارتا اور کبھی انہیں گنتا، یہاں تک کہ منہ سے انہیں چومنے لگا۔ بس اس نقدی کے سکون کا منہ کو چھونا تھا کہ زہر نے فوراً اثر کیا اور رات نہ ہونے پائی تھی کہ وہ غریب نابینا دنیا سے چل بسا۔

منصور بن عبداللہ! میرے بھائی! میں نے تمہیں کہا کہ غرناطہ کا حکمران بادیس اور اشبیلیہ کا سابق حکمران معتضد ہی مسلمانوں کے اندر نااتفاقی اور دوریاں پیدا کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ بادیس اور معتضد کہنے کو تو دونوں ہی ظالم تھے لیکن ان دونوں کے ظلم میں

Marfat.com

بھی ایک امتیاز قائم ہو سکتا ہے۔ بادیس حالت غیض و غضب میں دشمن کو اکثر اپنے ہاتھ سے قتل کرتا تھا لیکن معتضد سرکاری جلاد کی خدمت خود ادا کرنا پسند نہ کرتا تھا۔ خون میں اپنے ہاتھ رنگنا معتضد کو گوارا نہ تھا لیکن اس کی عداوت میں جو سختی اور دیر پائی تھی وہ بادیس کی عداوت میں نہ تھی۔ بادیس کا دشمن جب قتل ہو جاتا تھا تو بادیس کے دل کو سکون ہو کر اس کا غصہ ٹھنڈا ہو جاتا تھا اور مقتول دشمن کا سر کاٹ کر حسب دستور ایک لکڑی کے سرے پر نصب کروا دیا کرتا تھا۔

لیکن اس کے برعکس معتضد کی دشمنی ایک ایسی اشتہا تھی جو کبھی سیر نہ ہوتی تھی۔ اس کی عداوت دشمن کے قتل ہونے کے بعد بھی دشمن کا پیچھا نہ چھوڑتی تھی۔ اس کی خونی اشتہا ایسی تھی کہ دشمن کے کٹے ہوئے سر اور کٹے ہوئے ہاتھ پاؤں دیکھنے میں اسے ایک خاص لذت محسوس ہوتی تھی۔

میرے بھائی! یوں جانو اس معتضد اور بادیس کی وجہ سے عربوں اور بربروں کے درمیان چپقلش سی چل پڑی تھی اور یہ چپقلش اور مخالفت اس وقت اپنے عروج کو پہنچ گئی جب معتضد نے بربروں کے شہر رندہ کو اپنا ہدف بنایا اور اس شہر کو فتح کیا۔ رندہ بربروں کا شہر تھا اور رندہ کے فتح ہونے پر معتضد بہت خوش ہوا اور فوراً شہر کو زیادہ مستحکم کرنے کے لیے اس کی تعمیر شروع کی۔ جب نئی دیواریں اور مورچے، دمدمے وغیرہ تیار ہو گئے تو ان کے معائنے کے لیے آیا اور سب چیزوں کو دیکھ کر جوش مسرت میں اس نے کچھ اس طرح کے اشعار کہنے جن سے اس کی خوشی اور بادیس کے غم کا اظہار ہوتا تھا۔

چنانچہ رندہ کو فتح کرنے کے بعد معتضد تو کامیابی سے سرخرو نہایت خوش و خرم زندگی بسر کر رہا تھا مگر غرناطہ کا بربر حکمران بادیس پریشان تھا۔ بڑا فکرمند تھا۔ اس کی پریشانیاں بڑھتی گئی تھیں۔ یہ سن کر کہ بربروں کے اتنے رئیس رندہ میں مارے گئے۔ بادیس نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ غم اور غصے میں چیخنے لگا۔ پھر جب سنا کہ رندہ کے عرب باشندے قومی جوش میں تنِ واحد ہو کر بربروں کے مقابلے میں اٹھ کھڑے ہوئے ہیں تو بڑے مایوسانہ خیالات نے بادیس کے دل کو مضطرب کر دیا۔ چانچہ وہ یہ سوچنے لگا کہ رندہ کا انتقام وہ غرناطہ کے عربوں سے لے۔ آخر اس کے دل میں یہ وہم پیدا ہو گیا کہ غرطہ میں جو بے شمار عرب ہیں وہ کہیں اشبیلیہ کے حکمران معتضد سے سازباز کر کے اس کے لیے خطرے کا باعث نہ بن جائیں۔ اس طرح بادیس پر مجنونانہ سی کیفیت

Marfat.com

طاری ہونے لگی۔

دوسری طرف غرناطہ کی یہ حالت تھی کہ غرناطہ کے عربوں اور بربروں کے درمیان بھی ایک طرح کی چپقلش تھی اور ان کی سب سے بڑی وجہ غرناطہ کے حکمران بادیس کا یہودی وزیر تھا۔

چنانچہ جب رندہ کی فتح پر شاعروں نے معتضد کو اس کی فتوحات پر مبارکباد دی تو انہوں نے یہ بھی کہا کہ اے معتضد! تو نے اس قوم کو سزا دی ہے جو یہودیوں کے برابر ہے۔ گو وہ اپنے آپ کو بربر کہتی ہے۔

چونکہ بادیس عربوں کی نسبت یہودیوں پر زیادہ اعتماد اور اعتبار رکھتا تھا لہٰذا اہلِ اشبیلیہ کے نزدیک غرناطہ کے لوگوں سے لڑنا جہاد تھا اور ان حیالات نے ان میں اتنی قوت پیدا کر دی کہ بادیس کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کو ہمہ وقت تیار رہنے لگے۔

اب معتضد نے مزید پَر پھیلانا شروع کیے۔ ہرکیش، شرطیش اور رندہ پر حملہ آور ہو کر ان پر اپنی گرفت کی۔ جو لوگ وہاں سے بھاگ کر بے خانماں ہوئے ان کی حالت رحم کے قابل تھی۔ معتضد نے ان کے گھروں کو واپس نہ جانے دیا اور بادیس نے غرناطہ میں ان کے رہنے کی ممانعت کر دی۔ مجبور ہو کر یہ لوگ بے چارے آبنائے جبل طارق عبور کر کے روزی کی فکر میں افریقہ میں سبطہ کی طرف چلے گئے۔

اس سے جہاں بادیس انتقام پر اتر آیا، وہاں معتضد کے حوصلے بھی بڑھے۔ چنانچہ اس نے اپنا دوسرا قدم اٹھایا۔ جزیرۃ الخضرہ کا حکمران ان دنوں ایک بربر تھا۔ نام اس کا قاسم حموری تھا۔ معتضد وہاں بھی حملہ آور ہوا اور جزیرۃ الخضرہ پر بھی اس نے قبضہ کر لیا اور یہ فتح غرناطہ کے حکمران بادیس کے سینے پر گویا سانپ بن کر لوٹ گئی تھی۔

ان حالات کو دیکھتے ہوئے غرناطہ کے حکمران بادیس نے ایک بہت بڑا قدم اٹھانے کا فیصلہ کیا اور وہ ایک خوفناک تدبیر تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ غرناطہ میں جس قدر عرب موجود ہیں ان کا خاتمہ کر دیا جائے۔ بادیس نے سوچا کہ جمعہ کا دن قریب ہے، جب مسجد میں سب لوگ جمع ہوں گے بس اسی دن عربوں کا کام تمام کر دیا جائے گا۔

بادیس میں خامی یہ تھی کہ وہ اپنے وزیر سموئیل سے مشورہ کیے بغیر کوئی کام نہ کرتا تھا۔ چنانچہ اس وزیر سے اپنا خیال ظاہر کیا اور یہ بھی کہا کہ وزیر چاہے اس کے خیال کو پسند کرے یا نہ کرے مگر ہوگا وہی جو بادیس نے سوچا ہے۔

Marfat.com

چنانچہ بادلیس نے جب اس پر ظاہر کیا کہ وہ جمعے کے دن عربوں پر حملہ آور ہو کر ان کا خاتمہ کرنا چاہتا ہے تو یہودی وزیر نے بادلیس کی تدبیر کو اچھا نہ سمجھا اور چاہا کہ بادلیس کو اس سے باز رکھے۔ نہایت ادب سے کہنے لگا۔

''ابھی توقف فرمایا جائے اور ان نتائج پر بھی غور کر لیا جائے جو ایسے کام سے پیدا ہونے والے ہوتے ہیں۔ فرض کیجئے کہ کام اس طرح انجام پا جائے جیسا آپ چاہتے ہیں اور تمام خطروں کو بغیر سوچے آپ نے عربوں کو ہلاک بھی کر دیا تو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ہسپانیہ کے باقی شہروں کے عرب اس حادثہ عظیم کی طرف سے جو ان کے ہم قوم لوگوں پر وارد ہوگا، غافل ہو جائیں گے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ وہ اس صورت میں ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہیں گے؟ نہیں...... ہرگز نہیں...... میری آنکھوں میں تو ابھی سے یہ تصویر پھرنے لگی ہے کہ عرب قہر اور غضب میں بھرے ہوئے شمشیر بکف آپ کی طرف بڑھے چلے آتے ہیں۔ مجھے تو ابھی سے نظر آ رہا ہے کہ بے شمار دشمن سمندر کی موجوں کی طرح آپ پر امڈ آئے ہیں اور ان کی تلواریں آپ کے سر پر چمک رہی ہیں۔''

گو یہودی وزیر نے اچھا مشورہ دیا تھا، اچھی تقریر کی تھی لیکن باوجود اس تقریر کے بادلیس پر کچھ اثر نہ ہوا اور وہ اپنے ارادے پر بدستور پختہ رہا۔ اس نے یہودی وزیر سے یہاں تک کہہ دیا کہ یہ بات کسی پر ظاہر نہ ہونے دے۔

غرض بادلیس نے تیاری کر کے حکم جاری کیے کہ جمعہ کو تمام لشکری پورے ہتھیار لا کر میدان میں حاضر ہوں۔ ان کا معائنہ کیا جائے گا۔

سموئیل اس اثناء میں حرکت میں آیا۔ بے کار نہ بیٹھا۔ چند عورتوں کے ذریعے جو عربی رئیسوں کے ہاں آتی جاتی تھیں، اطلاع کرا دی کہ آئندہ جمعہ کو مسجد میں نہ آئیں بلکہ کہیں چھپ کر بیٹھ جائیں۔

عرب اس طرح ہوشیار ہو گئے اور جمعہ کو چند معمولی آدمی مسجد میں آئے۔ جب بادلیس کا یہ منصوبہ نہ چلا تو اس نے بہت غصے کی حالت میں سموئیل کو طلب کیا اور افشائے راز ظاہر کرنے پر اس کو نہایت سست کہا۔

اس پر وزیر نے عرض کیا۔

''میں نے راز کی کوئی بات کسی پر ظاہر نہیں کی۔ رہا عربوں کا مسجد میں نہ آنا تو اس کی وجہ ظاہر ہے چونکہ آپ نے حالت امن میں تمام لشکریوں کو مسلح کر کے بلا کسی سبب

Marfat.com

کے حاضر ہونے کا حکم دیا تھا اس لیے قدرتی طور پر لوگوں کو خطرے کا اندیشہ گزرا۔ میں تو اس موقع پر آپ سے یہ کہوں گا کہ بجائے غصہ کرنے کے حضور کو خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اگر عربوں کو آپ کے ارادے کا علم ہو جاتا تو ممکن تھا آپ کے مقابلے کو اٹھ کھڑے ہوتے۔ مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ غصہ دور کر کے اس معاملے پر غور فرمایئے، وہ وقت آنے والا ہے کہ میں نے جو رائے دی تھی اس سے آپ اتفاق کریں گے۔"

❀❀❀

رندہ شہر پر قبضہ کرنے اور اس کے بعد جزیرۃ الخضرہ کو اپنی گرفت میں لانے کے بعد جہاں بادیس کو مایوسی ہوئی وہاں معتضد کے حوصلے بلند ہو گئے۔ چنانچہ اب اس نے یہ ارادہ اور قصد کر لیا کہ سلطنت سپین کے سابقہ دارالحکومت یعنی قرطبہ پر قبضہ کرے اور اس طرح وہ سارے ہسپانیہ کا امیر اور بادشاہ اور خلیفہ بن سکتا ہے لیکن جب اس نے اس کام کے لیے کوشش کی تو اسے اس معاملے میں سخت ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ معتضد کے لشکر کئی بار قرطبہ کے علاقوں پر حملہ آور ہوئے لیکن کامیابی نہ ہوئی۔

اس صورت حال سے مایوس ہو کر معتضد نے اپنے بڑے بیٹے اسماعیل کو جو امیر لشکر بھی تھا حکم دیا کہ مدینۃ زہرہ پر جو قرطبہ کے نواح میں تھا اور جو نصف کے قریب جنگوں کی وجہ سے کھنڈر ہو چکا تھا، قبضہ کیا جائے۔ اسماعیل نے اس حکم کو بجا لانے میں کسی قدر پس و پیش ظاہر کیا۔ اس کے علاوہ کچھ عرصہ سے اسماعیل اور اس کے باپ معتضد میں تعلقات کشیدہ چلے آ رہے تھے۔ باپ کی سخت مزاجی اور ظلم کی شکایت ہمیشہ اسماعیل کیا کرتا تھا۔ اسماعیل کا کہنا تھا کہ جب بھی مجھے کوئی لڑائی لڑنا پڑی یا کوئی قلعہ فتح کرنا پڑا تو میرا باپ ہمیشہ مجھے چھوٹا سا لشکر مہیا کرتا جس کی وجہ سے اکثر مجھے میری جان کا خطرہ ہی رہتا تھا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد عمر بن سریع رکا، اپنا گلا صاف کیا، اس کے بعد اندلس کے حالات کی مزید تفصیل بتاتے ہوئے وہ منصور بن عبداللہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"میرے عزیز بھائی! اسماعیل کی ان شکایتوں کو باہر کے ایک آدمی نے بھی دل میں بٹھا دیا جس کا نام عبداللہ بزلیانی تھا۔ ماضی میں جب غرناطہ کے بادشاہ بادیس نے مالقہ پر قبضہ کیا تھا تو یہ عبداللہ بھاگ کر اشبیلیہ چلا آیا تھا۔ اس کی بڑی تمنا یہ تھی کہ کہیں

Marfat.com

حاجب کا عہدہ مل جائے۔ اس سے بحث نہ تھی کہ کس بادشاہ کے پاس ملے۔

غرض اس عبداللہ بزلیانی نے اسماعیل کو اس بات پر اشتعال دلایا کہ باپ سے باغی ہو کر کسی مقام پر قبضہ کر لو اور یہ مقام جزیرۃ الخضرہ سے بہتر کوئی نہیں ہو سکتا۔ لیکن عبداللہ کو اس معاملے میں کامیابی نہ ہوئی۔ چنانچہ مدینۃ الزہرہ پر قبضہ کرنے کا حکم جس وقت اسماعیل کو ملا تو اس وقت باپ کے ساتھ یعنی معتضد کے ساتھ اس کے تعلقات بہت کشیدہ تھے۔ اسماعیل نے مزید لشکر مانگا، معتضد نے انکار کر دیا۔ اسماعیل نے منت سماجت کی کہ چھوٹے لشکر سے قرطبہ جیسی ریاست پر کامیابی کے ساتھ حملہ کرنا میرے بس کی بات نہیں ہے اور اگر غرناطہ کا بادشاہ بادیس قرطبہ والوں کی مدد کے لیے کمک لے کر آ گیا جیسا کہ ظاہر ہے وہ ایسا کرے گا تو پھر اشبیلیہ کا لشکر دو طرف سے گھر جائے گا اور لشکر کی تباہی ہو گی۔ مگر معتضد نے ایک عذر بھی نہ سنا اور غصے میں آ کر اسماعیل کو نامرد اور بزدل کہا اور یہ بھی کہا کہ تو نے جانے میں دیر کی تو تیرا سر قلم کر دوں گا۔

اسماعیل اس ذلت پر پیچ و تاب کھاتا غصے کی حالت میں مدینۃ الزہرہ کی طرف چلا۔ اس سلسلے میں عبداللہ بزلیانی سے مشورہ کیا۔ اس نے اسماعیل کو آسانی سے یقین دلایا کہ جس بات پر وہ مدت سے باہم مشورہ کیا کرتے تھے اس کے حاصل کرنے کا اب موقع آ گیا ہے۔ اشبیلیہ سے دو دن کا سفر طے کرنے کے بعد اسماعیل نے لشکر کو روک دیا اور اپنے سالاروں کو مخاطب کر کے کہا۔

"میں کسی اور کام کے لیے جو قرطبہ کی مہم سے بھی زیادہ ضروری ہے اور جس کے لیے میرے باپ کا حکم آیا ہے، فوراً اشبیلیہ واپس جاتا ہوں۔"

یہ کہہ کر اسماعیل، عبداللہ یزلیانی کو ہمراہ لیے تیس سواروں کے ساتھ گھوڑا دوڑاتے ہوئے اشبیلیہ پہنچا۔

اس کا باپ معتضد اس وقت شہر میں نہ تھا بلکہ دریا کے پار ایک قصر میں جس کا نام قصرِ زاہد تھا، ٹھہرا ہوا تھا۔ اسماعیل نے دیکھا کہ قلعہ اشبیلیہ کے دروازوں پر پہرہ معمولی ہے چنانچہ رات کے وقت قلعے پر اسماعیل نے قبضہ کر لیا اور باپ کے خزا۔۔ سے روپیہ نکال کر خچروں پر رکھا اور اس خیال سے کہ دریا میں اتر کر قصر تک کوئی خبر نہ پہنچا دے قلعے کے اندر جس قدر کشتیاں دریا میں تھیں ان کو ڈبو دیا۔ پھر اپنی ماں اور اپنے حرم کی

Marfat.com

دیگر مستورات کو ہمراہ لیے جزیرۃ الخضرہ کی طرف روانہ ہوا۔

گو اسماعیل نے بہت احتیاط کی تھی کہ باپ کے کانوں تک اس واقعہ کی خبر نہ پہنچے مگر اسماعیل کے ایک سوار نے اس حرکت کو ناپسند کر کے جس طرح گھوڑے پر بیٹھا تھا ویسے ہی گھوڑا دریا میں ڈال دیا اور دریا پار کر کے معتضد کو تمام حالات سے آگاہ کر دیا۔

معتضد نے یہ سنتے ہی سواروں کا ایک دستہ اسماعیل کے تعاقب میں روانہ کیا اور تمام قلعہ داروں کے پاس مسلح قاصد دوڑا دیئے۔ سب قلعوں میں خبر پہنچا دی گئی کہ اسماعیل نے یہ حرکت کی ہے۔ کہیں بھی اسے پناہ نہ دی جائے۔

چنانچہ اسماعیل جس قلعے پر پہنچا اس کا دروازہ اس کی آمد پر بند کر دیا گیا۔ اس پر اس نے اس خوف سے کہ کہیں قلعہ داروں کے محافظ لشکر اس پر حملہ نہ کر دیں، ایک قلعے کے حاکم جس کا نام حساوی تھا، پناہ کی درخواست کی۔

حساوی نے اس شرط پر پناہ دینے کا وعدہ کیا کہ اسماعیل کوہستانی سلسلے کے نیچے ہی قیام کرے۔ اس کے بعد حساوی اپنے مسلح لشکر کے ساتھ نیچے آیا۔ اسماعیل کو سمجھایا کہ باپ سے مصالحت کر لے۔ اسماعیل نے یہ دیکھ کر کہ بات بگڑ چکی ہے، حساوی کا کہنا مان لیا۔

اس کے بعد اسماعیل کو حساوی قلعے کے اندر لے گیا۔ اس کی شان کے مطابق اس کی خاطر مدارت کی لیکن ساتھ ہی اس نے معتضد کو سارے واقعے کی تفصیل بھی لکھ بھیجی اور آخر یہ لکھا کہ اسماعیل کو اپنی غلطی پر سخت ندامت ہے اور آپ سے عفو تقصیر کا خواستگار ہے۔"

کچھ عرصے بعد حساوی کے خط کا ایسا جواب آیا جس سے سب کو اطمینان ہو گیا کیونکہ اس خط میں معتضد نے اپنے بیٹے اسماعیل کی خطا معاف کر دینے کا ارادہ ظاہر کیا تھا۔ چنانچہ اس جواب سے مطمئن ہو کر اسماعیل اشبیلیہ چلا گیا۔

معتضد نے بیٹے کو اس کے مال سے جو اس نے نکالا تھا، تمتع ہونے میں کسی طرح کی دخل اندازی نہ کی لیکن پہرے بٹھا دیئے کہ اسماعیل کی نقل و حرکت پر ہر وقت نظر رکھی جائے۔

اسماعیل اپنے باپ کی چالوں سے خوب واقف تھا اور سمجھ گیا تھا جو معافی اسے دی گئی ہے وہ محض ایک فریب ہے چنانچہ اس نے پہرے داروں اور چند غلاموں کو بھاری

Marfat.com

رقم دے کر رات کے وقت ایک جگہ جمع کیا اور ہمت بڑھانے کے لیے انہیں خوب شراب پلوائی پھر ان کی مدد سے قصر کی دیوار پر چڑھا جہاں سے باپ پر اچانک حملہ کرنا ممکن تھا۔ وہ یہ سمجھا تھا کہ باپ قصر میں سو رہا ہو گا اور میں اس کو اسی حالت میں ہلاک کر دوں گا۔

مگر معتضد بالکل خلاف توقع دفعتہً ایک دستہ لشکر کا لے کر سامنے آ گیا۔ اسے دیکھتے ہی اسماعیل کے ساتھ والے بھاگ گئے۔ اسماعیل نے بھی چاہا کہ شہر کی فصیل پر چڑھ کر نکل جائے مگر لشکریوں نے تعاقب کر کے اسے گرفتار کر لیا۔ معتضد غصے سے بے تاب تھا۔ بیٹے کو گھسیٹتا ہوا قصر میں لے گیا اور تمام ملازموں کو علیحدہ ہو جانے کا حکم دے کر اسماعیل کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا۔

بیٹے کے قتل کے بعد معتضد نے اسماعیل کے ساتھیوں اور خادموں اور اس کے حرم کی عورتوں سے بدلہ لیا۔ ان کے ہاتھ پاؤں اور ناک کاٹ دیئے گئے اور اہلِ سازش کو اعلانیہ اور پوشیدہ دونوں طریقوں سے قتل کیا گیا۔ جب غصہ اتر گیا تو معتضد اس ظلم اور سفاکی پر رنج اور افسوس کا شکار ہو گیا۔ جس فرزند نے باپ سے بغاوت کی ہو، جس نے باپ کو قتل کرنا چاہا ہو، جس نے باپ کا خزانہ لوٹا ہو اور باپ کی حرموں کو بھی گرفتار کر لیا ہو اس میں شبہ نہیں کہ ایسا بیٹا نہایت سنگین جرموں کا مرتکب ہوا تھا۔ ان خیالات سے معتضد اپنے دل کو تسلی دینا چاہتا تھا مگر تسکین نہ ہوتی۔ ہر وقت یہی خیال آتا تھا کہ اسماعیل سے اسے کیسی محبت تھی۔ معتضد باوجود ظالم ہونے کے اپنے بچوں سے بہت محبت رکھتا تھا۔ یہ بیٹا وہ تھا جس کے مزاج میں احتیاط تھی، جو مشورہ دینے میں بڑا صاحب رائے تھا اور میدانِ کارزار میں بڑا بہادر اور شجاع تھا۔ بڑھاپے کا عصا اور باپ کے کاموں کو آگے بڑھانے والا تھا۔ اس کے سارے بیٹوں میں اگر کوئی کام کا بیٹا نظر آتا تھا تو یہی تھا۔ مگر اب اپنے ہی ہاتھ سے اسے قتل کر کے معتضد اپنی تمام امیدوں پر خاک ڈال چکا تھا۔

اس بھیانک واقعہ کے تین دن بعد اشبیلیہ کا ایک وزیر معتضد کی خدمت کی حاضر ہوا۔ اس وقت اس کا چہرہ ایسا ہیبت ناک ہو رہا تھا کہ اس کی طرف دیکھا نہ جاتا تھا۔ وزیر اور اس کے ہمراہی مارے خوف کے لرزنے لگے۔ سلام کرنے کے بعد مشکل سے کچھ الفاظ ادا کرنا ہی چاہتے تھے کہ معتضد نے نہایت غضب آلود نگاہ ان پر ڈالی پھر

Marfat.com

گرج کر کہا۔

''بدبختو! تم کیوں چپ کھڑے ہو؟ میری مصیبت پر دل میں خوش ہوتے ہو گے۔ میری نگاہوں سے دور ہو جائے۔''

شاید یہ پہلا موقع تھا کہ اس مغلوب الغضب فولاد سے زیادہ سخت ارادے اور حوصلے کے انسان نے اپنے دل کو ٹکڑے ٹکڑے ہوتے دیکھا اور وہ دل جو کسی سے مغلوب نہ ہونا جانتا تھا اس وقت ایسا مجروح تھا کہ جس کے زخموں کا مندمل ہونا ایک مدت گزرنے کے بعد شاید ممکن بھی ہوتا مگر زخموں کے داغ کبھی مٹنے والے تو نہیں ہوتے۔ غرض معتضد نے قرطبہ کی جمہوری ریاست کو مطیع کرنے کا خیال اس وقت چھوڑ دیا اور یہ ریاست اس تعجب میں کہ میں کیونکر سلامت رہ گئی، کچھ دن اور باقی رہی مگر جو عظیم الشان منصوبے معتضد نے سوچ رکھے تھے وہ کچھ دن ملتوی رہ کر رفتہ رفتہ پھر دل میں ابھرنے لگے۔ یوں چند دن تو ہسپانیہ کے اندر عربوں اور بربروں کے درمیان چپقلش خاموش رہی لیکن معتضد نے پھر پرپُرزے نکالنے شروع کر دیئے۔

ماضی میں غرناطہ کے بربر حکمران بادیس نے مالقہ پر قبضہ کر لیا تھا اور اب معتضد کی نگاہیں مالقہ پر جم گئی تھیں۔ بادیس بذاتِ خود ظالم تھا۔ غرناطہ کے بہت سے لوگ بھی اس کے مظالم سے تنگ تھے اور مالقہ والے بھی اس سے تنگ تھے۔ وہ بھی اشبیلیہ پر نگاہ رکھتے تھے کہ شاید وہاں سے کوئی اٹھے اور بادیس کے مظالم سے انہیں نجات دے۔

چنانچہ معتضد نے مالقہ کے عربوں کے ساتھ سازباز شروع کی اور مالقہ کے عربوں نے معتضد سے درپردہ گفتگو ہونے کے بعد مالقہ شہر میں بغاوت کا سامان کیا۔ بادیس کی غفلت اور بے پروائی نے اس سازش کو اور ترقی دی۔ بادیس اب اکثر مخمور رہتا تھا۔ سلطنت کے کاروبار کی طرف کبھی کبھی متوجہ ہوتا تھا۔ بغاوت کا جو دن عربوں نے مقرر کیا تھا اس دن مالقہ اور اس کے اردگرد کے علاقوں کے پچیس قلعوں میں غدر پڑ گیا۔ ان حالات میں معتضد نے ایک لشکر اپنے دوسرے بیٹے معتمد کی سرکردگی میں روانہ کیا تاکہ مالقہ کی سرحد پر باغیوں کی مدد کی جاسکے۔

بربر اس ناگہانی آفت سے بالکل بے خبر تھے۔ چنانچہ اس بغاوت کی وجہ سے بربروں کا خوب قتل ہوا۔ جو باقی بچے وہ بھاگ کر بمشکل اپنی جانیں بچا سکے۔ ایک ہفتے کے اندر مالقہ کی پوری ریاست معتضد کے بیٹے معتمد کے قبضے مین آ گئی۔''

Marfat.com

یہاں تک کہنے کے بعد ایک بار پھر عمر بن سریع رکا، اس کے بعد منصور بن عبداللہ کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''ابنِ عبداللہ! میرے بھائی! یہ معتمد وہی ہے جو آج کل اشبیلیہ کا حکمران ہے۔ یہ سارے حالات میں تمہیں تفصیل سے اس لیے بتا رہا ہوں کہ ہسپانیہ کے اندر جو تھوڑے سے عرصے میں خوفناک تبدیلیاں رونما ہو گئی ہیں ان سے تم آگاہ ہو سکو۔ یہ ساری تفصیل میں تمہیں اس شرط پر بتا رہا ہوں کہ اس کے بعد تم مجھے افریقہ کے حالات تفصیل سے بتاؤ گے۔ ایسا میں اس لیے چاہتا ہوں کہ اگر اندلس کے حالات زیادہ خراب ہو جائیں تو ہم اندلس کے رہنے والے کم از کم یہ تو امید رکھیں کہ افریقہ کی سرزمینوں سے کوئی مجاہد اٹھے اور دشمنوں کے خلاف مسلمانوں کے اندر اتحاد پیدا کرے اور ان کی قوت کو یکجا کرنے میں کامیاب ہو جائے۔

ہاں ......تو میں کہہ رہا تھا کہ معتضد کے بیٹے اور اشبیلیہ کے موجودہ حکمران معتمد نے مالقہ پر حملہ آور ہو کر قبضہ کر لیا۔ پر معتمد کے مزاج میں سستی ہے۔ ہر شخص کا اعتبار جلد کر لیتا ہے۔ مالقہ کے لوگوں نے جو اس کے حسنِ اخلاق کے گرویدہ ہو گئے تھے، ضیافتوں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ معتمد دعوتوں میں مصروف ہوا۔ لشکر کے بربر افسروں نے جو اس کے بادیس سے درپردہ سازش اور معتمد سے دشمنی رکھتے تھے ان لوگوں نے معتمد کو یقین دلایا کہ مالقہ شہر تو فتح ہو گیا ہے۔ شہر کا قلعہ بھی جلد فتح ہو جائے گا۔ لہٰذا فکرمندی کی کوئی ضرورت نہیں۔ ان حالات میں معتمد کو بے پرواہ کر دیا اور اپنے لشکر سمیت دشمن سے بے پرواہ ہو کر رنگ رلیوں میں مصروف ہو گیا۔

یہ غفلت مہلک ثابت ہوئی۔ قلعہ مالقہ کے بربروں کو ایسے وسائل مل گئے کہ بادیس کو اس حال کی خبر کر دی کہ اس وقت اشبیلیہ کے لشکر پر اچانک حملہ کرنا آسان ہے۔

بادیس کو اس خبر کا پہنچنا تھا کہ غرناطہ کا لشکر مالقہ کی طرف روانہ ہوا اور پہاڑوں میں سے نزدیک کا راستہ نکال کر مالقہ میں ایسے چپ چاپ پہنچ گئے کہ معتمد کو ان کے آنے کی خبر مطلق نہ ہوئی۔

اب اشبیلیہ والوں کی حالت یہ تھی کہ غرناطہ کے لشکر کو ان سے لڑنے کی ضرورت بھی نہ تھی۔ اتنی زحمت گوارا نہ کرنا پڑی کہ نہتے اور نشے میں چور اشبیلی لشکر کے گلے کاٹ ڈالیں۔ معتمد اس حملے سے بھاگ کر رندہ شہر چلا گیا اور مالقہ کا تمام علاقہ پھر

Marfat.com

غرناطہ کے بادشاہ بادیس کے قبضہ میں چلا گیا۔

معتمد کے باپ معتضد نے جب اس شکست کا حال سنا تو اس نے اپنے فرزند کی اس مجرمانہ غلطت پر غصے کا اظہار کیا۔ آگ بگولہ ہو گیا۔ یہ غفلت ایسی تھی جس سے ایک اچھا لشکر غارت ہو گیا اور ایک پورا علاقہ ہاتھ سے نکل گیا۔ چنانچہ اس نے حکم دیا کہ معتمد کو رندہ میں قید رکھا جائے اور اپنے بڑے بیٹے اسماعیل کے قتل پر جو رنج ہوا تھا، اسے بھول کر اس کے بھائی کی فکر میں ہوا کہ اس پر بھی سزائے قتل کا حکم نافذ کرے۔

معتمد اس کا اندازہ نہ کر سکا کہ باپ کو اس پر کس قدر غصہ ہے۔ باپ کو خوش کرنے کے لیے معتمد نے کچھ اشعار لکھ کر بھیجے جن میں اس کی سخاوت اور رحم دلی کی تعریف کر کے کوشش کی کہ گزشتہ فتوحات کو یاد دلا کر باپ کے دل کو تسکین دے۔ ان اشعار میں معتمد نے سارا قصور اپنے سر سے ٹال کر دغا باز بربروں کے سر تھوپا اور اپنی ناکامی پر جو رنج اور افسوس اسے ہوا تھا اس کو بڑی آب و تاب سے بیان کیا۔

اس طرح معتمد باپ سے معافی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے بعد معتضد بھی زیادہ عرصہ زندہ نہ رہا اور اس عالم فانی سے کوچ کر گیا۔ اب اس کی جگہ اشبیلیہ کا حکمران اس کا بیٹا معتمد ہوا۔ یہی معتمد آج کل اشبیلیہ کا حکمران ہے۔ یہ 432 ہجری میں پیدا ہوا۔ گیارہ برس کی عمر تھی کہ باپ نے اسے صوبہ ولبد کا حاکم مقرر کر دیا۔ اس کے بعد تھوڑا زمانہ گزرا تھا کہ اسے لشکر کی سپہ سالاری بھی سونپ دی۔

اسی زمانے میں معتمد کی ملاقات ایک شخص سے ہوئی جو عمر میں اس سے نو برس بڑا تھا اور جس کی قسمت میں تھا کہ آئندہ معتمد پر اپنی طبیعت کا بہت بڑا اثر پہنچائے۔

اس شخص کا نام محمد بن عمار اور کنیت ابوبکر تھی۔ شہر شلب کے ایک قریے میں مفلس اور گمنام باپ کے گھر پیدا ہوا۔ بنیادی طور پر عرب تھا۔ علم ادب پہلے شلب میں اور پھر قرطبہ میں حاصل کیا اس کے بعد پریشان گردی میں عمر گزرنے لگی۔ اس کی وجہ معاشی یہ تھی کہ جس کسی سے کچھ وصول ہونے کی توقع ہوتی اس کا قصیدہ لکھتا۔

نامور شعرائے سوائے وزیروں اور بادشاہوں کے کسی کا قصیدہ لکھنا اپنی شان کے خلاف سمجھتے تھے لیکن اس نوجوان ابنِ عمار جس کے بوسیدہ کپڑوں، سر پر چپکی ہوئی ٹوپی اور پرانی قبا پر کوئی ہنستا اور رحم کھاتا تھا، اسی کو غنیمت سمجھتا کہ کوئی نو دولت مند اس کا قصیدہ سن کر کچھ کر دے۔

Marfat.com

ایک دن بہت بری حالت میں یہ شخص شلب شہر میں آیا۔ تنگ دستی کی یہ حالت تھی کہ جس جانور پر سوار تھا اس کے لیے دانہ خریدنے کو بھی دام پاس نہ تھے۔ اتفاق سے اسے شلب کے ایک شخص کا خیال آیا کہ شاید وہ کچھ دے دے۔ یہ ایک دولت مند تاجر تھا۔ اگرچہ جاہل تھا مگر اپنی تعریف میں شعر سننے کا ہمیشہ مشتاق رہتا تھا۔ ابن عمار نے فوراً ایک قصیدہ لکھا اور اپنی مصیبت کی ایک داستان لکھ کر مع قصیدہ کے تاجر کے پاس بھیجی۔ تاجر قصیدہ سن کر بہت خوش ہوا۔ ایک توبرے میں جَو بھر کر مفلس شاعر ابنِ عمار کے پاس بھیجے۔ جب یہ کم قیمت انعام پہنچا تو ابنِ عمار کو خیال آیا کہ افسوس کہ تاجر سے اتنا بھی نہ ہوا کہ توبرے میں جو کی جگہ گیہوں ہی بھر کر بھیجتا۔ پھر بھی یہ جَو غنیمت ہوئے۔

شلب ایسی جگہ تھی کہ اس کی پُرفضا اور دل فریب وادیوں میں یہاں کا ایک معمولی کسان بھی شعر کہہ سکتا تھا۔ چنانچہ اسی پُر فضا مقام میں شعر کہتے ہوئے ابنِ عمار اشبیلیہ کے موجودہ حکمران معتمد کے پاس پہنچ گیا۔ دونوں عیش پسند، ہمت اور جرأت کے کاموں میں شوق سے شریک ہونے والے تھے اور شاعری کی خصوصیت سے جوہر شناس تھے اس لیے ان میں بہت جلد دوستی پیدا ہو گئی۔

ابنِ عمار کا جو زمانہ خوشی اور خرامی میں گزرا وہ معتمد کو دل سے کبھی نہ بھولا تھا۔ دراصل ابنِ عمار دولت کی چھاؤں اور عیش و آرام کے سائے میں نہ پلا تھا۔ ابتدائے عمر میں اسے افلاس اور تنگ دستی، مشکلوں اور مایوسیوں کا تجربہ ہوتا رہا تھا۔ ابنِ عمار کے خیال اور تصور میں معتمد کی سی تازگی نہ تھی۔ نہ معتمد کی طرح وہ خوش رہتا تھا، نہ معتمد کی سی جوانی اور جوانی کا جوش اس میں موجود تھا۔ کلام میں ایک دبا ہوا شکوہ اور رکی ہوئی فریاد ہوا کرتی تھی جو بغیر زبان سے نکلے نہ رہتی تھی۔ پھر ایسا ہوا کہ ایک دن معتمد نے ابنِ عمار کو شام کے وقت ایک ضیافت میں مدعو کیا۔ ضیافت ہوئی، اس میں شراب نوشی کا معمول سے زیادہ چرچا ہوا۔ جب اور مہمان رخصت ہو گئے تو معتمد نے ابنِ عمار سے کہا کہ تم نہ جاؤ۔ ابنِ عمار نے اس کی تعمیل کی اور دونوں باتیں کرتے کرتے سو گئے۔

ابنِ عمار تھوڑی دیر سویا تھا کہ اس کے کان میں آواز آئی۔

"اے نامراد! ایک دن یہ تجھ کو مار ڈالے گا۔"

ابنِ عمار ڈر کر جاگ اٹھا مگر یہ سمجھ کر کہ خمار میں برے خیالات آرہے ہیں بہت

Marfat.com

کوشش سے اس آواز کا خیال دور کر کے پھر سو گیا مگر ذرا سی دیر سونے کے بعد پھر وہی منحوس آواز سنائی دی۔

اس کے بعد دوبارہ سونے کی کوشش کی مگر وہی آواز بار بار اسے ستاتی تھی۔ چنانچہ اسے یقین ہو گیا کہ یہ آواز محض وہم نہیں بلکہ ندائے غیب ہے۔ اب سوائے اس کے دوسری کوئی بات کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ چپکے سے اٹھا، محل کی ڈیوڑھی میں گیا اور وہاں ایک کونے میں بوریے میں لپٹ کر اس ارادے سے کھڑا ہو گیا کہ دروازہ کھلتے ہی محل سے نکل جائے گا اور پھر ساحل کا راستہ لے کر وہاں کسی بندرگاہ سے جہاز پر سوار ہو کر افریقہ چلا جائے گا۔

معتمد کی آنکھ کھلی اور ابنِ عمار کو نہ پایا تو اس نے اس زور سے آواز لگائی کہ خدام جاگ اٹھے۔ معتمد نے خدام کو حکم دیا کہ ابنِ عمار کو تلاش کیا جائے۔ خادموں نے سارا قصر چھان مارا مگر ابنِ عمار کہیں نہ ملا۔ معتمد خود تلاش میں شریک ہوا اور یہ دیکھنے کو کہ قصر کا دروازہ کھلا ہے یا بند، ڈیوڑھی کی طرف گیا۔ وہاں ابنِ عمار چھپا کھڑا تھا۔ بے اختیار کچھ ایسی جنبش کی کہ بوریا جس میں لپٹا ہوا تھا، ہلا۔ معتمد کی نظر اُدھر گئی۔ پوچھا کہ اس بوریے میں کیا ہے؟

خدام فوراً دوڑ کر بوریے کے پاس پہنچے تو ابنِ عمار بوریے میں سے نکلا۔ حالت قابل رحم تھی۔ صرف پاجامہ پہنے ہوئے تھا۔ سر سے پاؤں تک تھر تھر کانپ رہا تھا۔ شرم اور ندامت سے آنکھیں نیچے کیے ہوئے تھا۔

معتمد دوست کی یہ حالت دیکھ کر رو دیا اور کہنے لگا۔

"ابنِ عمار! یہ کیا حالت ہے؟"

مگر پھر یہ دیکھ کر کہ ابنِ عمار کانپ رہا ہے اسے اپنے کمرے میں لے گیا اور معلوم کرنا چاہا کہ آخر یہ ماجرا کیا ہے۔ مگر ابنِ عمار بہت دیر تک کوئی جواب نہ دے سکا۔ کچھ تو خوف اور کچھ اپنی شرم ناک حالت سے ہوش و حواس معطل ہو گئے تھے۔ کبھی ہنستا تھا اور کبھی روتا تھا۔ آخر جب کچھ تسکین ہوئی تو سارا واقعہ معتمد سے بیان کیا جسے سن کر معتمد ہنس پڑا اور بڑی محبت اور دردمندی سے کہنے لگا۔

"شراب کے بخارات نے دماغ پر اثر کر کے یہ فضول خیال تمہارے دماغ میں پیدا کیا ہے۔ اس کے سوا کچھ نہ تھا۔ بھلا تم سمجھ سکتے ہو کہ تمہارے مار ڈالنے کا خیال

Marfat.com

میرے دل میں کیونکر آ سکتا ہے؟ تم مری جان اور زندگی ہو۔تم کو قتل کرنا خود اپنے آپ کو قتل کرنا ہے۔بس اب اس خیال کو دور کرو اور اس کا کبھی ذکر مت کرنا۔“

ایک دن ایسا ہوا کہ معتمد اور ابنِ عمار دریا کی سیر کر رہے تھے۔ ہوا کے چلنے سے دریا کی سطح پر ہلکی ہلکی لہریں پیدا ہو رہی تھیں۔ معتمد نے فوراً اس مضمون کا مصرعہ موزوں کیا۔

”نسیم کے جھونکوں سے پانی کی موجیں ذرہ بن گئی ہیں۔“

ابنِ عمار دوسرا مصرعہ کہنے کے لیے ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ اتنے میں دریا کے کنارے ایک انتہائی حسین اور نوخیز لڑکی نے جو قریب ہی کھڑی تھی، بے تکلفی سے اس سے پہلے اس شعر کا دوسرا مصرعہ کہہ دیا۔

”لڑنے والے کے لیے کیا خوب ذرہ ہوتی اگر پانی کی موجیں برف ہوتیں۔“

معتمد کو حیرت ہوئی کہ کس بلا کی تیز عورت ہے جس نے مصرعہ لگانے میں ابنِ عمار کی تقدیم کی اور ابنِ عمار بھی وہ جس کی شاعری کی ہر طرف دھوم مچی ہوئی ہے۔ اس حیرت کے عالم میں معتمد دنگ رہ گیا۔ اس عورت کو غور سے دیکھنے لگا۔ اس کی اچھی صورت کا دل پر اثر ہوا۔ خواجہ سرا جو کچھ فاصلے پر پیچھے آ رہا تھا۔ اسے حکم دیا۔

”اس شاعرہ کو قصر میں لے جا کر بٹھاؤ۔“

اتنا کہہ کر خود بھی قصر میں گیا۔ جس وقت وہ حسینہ سامنے آئی تو معتمد نے اس کا حسب نسب دریافت کیا۔ عورت نے جواب دیا۔

”میرا نام اعتماد ہے لیکن بالعموم مجھے رمیکیہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس لیے کہ میں رمیک نام کے ایک شخص کی لونڈی ہوں اور خچر ہانکنا میرا کام ہے۔“

اتنا سن کر معتمد نے پوچھا۔ ”کیا تمہاری شادی ہو چکی ہے؟“

رمیکیہ نے جواب دیا۔ ”نہیں۔“

معتمد نے کہا۔ ”یہ خوب ہوا...... میں تمہیں تمہارے آقا سے خرید کر تم سے شادی کروں گا۔“

معتمد جب تک زندہ رہا، رمیکیہ کے ساتھ اس کے عشق میں کبھی کمی نہ ہوئی۔ کوئی دل لبھانے والی چیز معتمد کی نظر میں ایسی نہ تھی جو رمیکیہ میں موجود نہ ہو۔ بعض اوقات رمیکیہ کو خوش کرنے کے لیے معتمد عجیب عجیب حرکتیں کرتا تھا گویا شادی کے بعد معتمد

Marfat.com

ایک طرح سے رمیکیہ کی گرفت میں چلا گیا تھا۔

شادی کے بعد رمیکیہ کو جو نیا شوق اچھلتا وہ شوہر کے لیے مسرت اور مایوسی دونوں کا باعث ہوتا۔ کوئی فرمائش ایسی نہ تھی جو پوری نہ کی جاتی۔ چاہے اس میں کتنی ہی دولت اور زحمت صرف ہو۔ رمیکیہ جس بات کا ارادہ کر لیتی پھر دنیا اِدھر سے اُدھر ہو جاتی مگر اپنی بات سے ٹلتی نہ تھی۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ فروریٔ کا مہینہ تھا، قصر کی کھڑکی سے رمیکیہ باہر دیکھ رہی تھی، یکا یک برف رُوئی کے گالوں کی شکل میں گرنی شروع ہوئی۔ جس ملک میں جاڑہ شدت کا نہ ہوتا ہو وہاں کبھی اتفاق سے برف کا گرنا ایک عجیب کیفیت پیدا کرتا ہے۔ برف کے سفید سفید گالے دیکھ کر رمیکیہ رونے لگی۔ معتمد نے پوچھا۔

''کیوں کیا ہوا؟...... کیوں روتی ہو؟''

رمیکیہ نے سسکیاں لے لے کر جواب دیا۔

''تمہارے برابر کوئی برا اور ظالم نہ ہوگا۔ ذرا دیکھو! یہ برف گرتی ہوئی کیسی بھلی معلوم ہوتی ہے۔ کس طرح اس کے گالے درخت کی شاخوں کو لپٹ گئے ہیں۔ اور تم بڑے نا احسان مند ہو۔ تمہیں اتنا بھی خیال نہ آیا کہ ہر جاڑے مجھے اس صحت افزاء مقام پر لے کر آتے۔ اگر یہاں ممکن نہ تھا تو پھر ایک ایسی جگہ کی سیر کروا دی ہوتی جہاں برف ہمیشہ گرا کرتی ہے۔'' یہ کہتے کہتے رمیکیہ کے آنسو رخساروں پر بہنے لگے۔

معتمد نے آنسو پونچھ کر کہا۔

''کیوں پریشان ہوتی ہو؟...... لو میں وعدہ کرتا ہوں کہ اب سے ہر جاڑے برف گرنے کی بہار تم دیکھا کرو گی۔''

ایک اور موقع پر رمیکیہ نے دیکھا کہ کچھ غریب عورتیں اینٹیں بنانے کے لیے پاؤں سے مٹی گوندھ رہی ہیں۔ رمیکیہ یہ دیکھ کر پھر رو کر معتمد سے کہنے لگی۔

''ہائے جس دن سے ایک غریب گھر سے نکال کر جہاں میں خوش اور آزاد رہتی تھی، تم نے آدابِ شاہی کی زنجیروں میں جکڑ کر مجھے اس تاریک محل میں بند کیا ہے وہ دن اور آج کا دن، جسے آرام کہتے ہیں وہ مجھے کبھی نصیب نہیں ہوا...... ذرا دریا کے کنارے ان غریب عورتوں کو دیکھو۔ کیا اچھا ہوتا کہ میں بھی انہی کی طرح پاؤں سے مٹی گوندھتی ہوتی۔ مگر افسوس تم نے ملکہ بنا کر مجھے قید میں ڈال دیا ہے۔ ان غریب عورتوں

Marfat.com

کی طرح مٹی گوندھنے کا لطف مجھے کب نصیب ہو سکتا ہے۔''

معتمد محل کے صحن میں گیا اور خدامِ شاہی کو حکم دیا کہ کافور، شکر اور مشک عنبر کے ڈھیر صحن میں لگا دیئے جائیں۔ جب یہ چیزیں حاضر کر دی گئیں تو دوسرا حکم ہوا کہ ان سب اشیاء کو آمیختہ کر کے عرق گلاب سے نرم کیا جائے یہاں تک کہ وہ نرم گیلی مٹی کی طرح ہو جائے۔

جب یہ سب کچھ ہو گیا تو معتمد نے رمیکیہ کو آواز دی۔

''اب ذرا یہاں قدم رنجہ فرمائیے۔''

رمیکیہ آئی۔ خواصے اور سہیلیاں بھی ساتھ تھیں۔ اور یہ بھی دیکھا کہ نازک پاؤں سے پامال کرنے کے لیے مٹی تیار تھی۔ اتنا سنتے ہی رمیکیہ اپنی خواصوں اور سہیلیوں کے بالا خانے سے نیچے اتری اور ننگے پاؤں ہو کر اس مشک وعنبر کی کیچڑ کو خوب خوش ہو ہو کر روندنا شروع کر دیا۔

اس کھیل میں بڑی دولت صرف ہوئی تھی۔ چنانچہ معتمد نے ایک موقع پر اپنی نازک مزاج سلطانہ کو یہ شغل یاد بھی دلایا۔ وہ موقع یہ تھا کہ ایک دن پھر رمیکیہ نے اسی قسم کی دولت ضائع کرنے والی فرمائش معتمد سے کی اور کہا۔

''مجھے تم سے شکایت کیوں نہ ہو؟ میرے برابر مصیبت زدہ کون عورت ہوگی؟ خدا جانتا ہے کہ ایک بار بھی تم مجھے خوش نہیں کرتے۔''

اتنا سنتے ہی معتمد نے ایک سرد آہ بھر کر کہا۔

''کیا جس دن پاؤں سے مٹی گوندھ رہی تھی اس دن بھی خوش نہیں تھی؟''

رمیکیہ یہ فقرہ سن کر شرمندہ ہو گئی اور پھر کبھی کوئی فرمائش نہ کی۔''

یہاں تک کہنے کے بعد عمر بن سریع رکا، کہنے لگا۔

''منصور بن عبداللہ! میرے بھائی! یہ سارے واقعات بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے مسلمان اپنی زندگی کے لمحات کو کیسے بے ہودہ کاموں میں صرف کر کے ضائع کر رہے ہیں۔

منصور بن عبداللہ! میرے بھائی! معتمد کے باپ معتضد کی بڑی خواہش تھی کہ قرطبہ پر قبضہ کر لے۔ اس کے مرنے کے بعد جب معتمد اشبیلیہ کا بادشاہ بنا تو اس نے قرطبہ پر اپنی گرفت کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا اور اس کے لیے معتمد کو ایک مناسب موقع

Marfat.com

بھی مل گیا۔

ہوا یوں کہ قرطبہ کا حاکم ابوالولید بن جمہور بوڑھا ہو گیا تھا۔ چنانچہ قرطبہ کے امور چلانے کے لیے اس نے اپنے دو بیٹوں کو مقرر کیا۔ ایک بیٹے کا نام عبدالملک اور دوسرے کا نام عبدالرحمٰن تھا۔ عبدالملک کو سلطنت کے انتظامات کے لیے مقرر کیا گیا جبکہ دوسرے بیٹے عبدالرحمٰن کو خزانے اور عام انتظامات سپرد کیے گئے۔ اس کے علاوہ عبدالملک جو چھوٹا تھا اسے لشکر کی سپہ سالاری بھی دی گئی تھی۔

حکمرانی کرتے ہوئے دونوں بھائیوں میں اختلافات پیدا ہو گئے لیکن ان اختلافات کو قرطبہ کے وزیر ابن سکا نے سنبھالے رکھا۔ وہ بڑا با تدبیر اور عقلمند انسان تھا۔ چنانچہ معتمد نے قرطبہ پر قبضہ کرنے کے لیے ابن سکا کو راستے سے ہٹانے کی تدبیر کی۔ اس تدبیر میں وہ کامیاب ہوا۔ عبدالملک اور عبدالرحمٰن کے درمیان اس نے بدگمانیاں پھیلا دیں جس کے نتیجے میں عبدالملک نے ابن سکا کو قتل کر دیا جس کا نتیجہ ریاست کے حق میں بہت مضر ثابت ہوا۔ اس لیے کہ سلطنت کے بہت سے عہدے دار ابن سکا کے ہمنوا تھے۔ انہوں نے سلطنت کا حصہ بننے سے انکار کر دیا۔

اب قرطبہ میں عبدالملک کے لیے حالات بدترین ہونے لگے۔ اندرونی خلفشار کے ساتھ ساتھ عبدالملک طلیطلہ کے حکمران مامون سے بھی خطرہ محسوس کرنے لگا۔ اس لیے کہ اس وقت افونش نے طلیطلہ پر قبضہ نہیں کیا تھا۔ ابوالحسن یحیٰی مامون وہاں کا حکمران تھا۔

ان حالات کو دیکھتے ہوئے عبدالملک نے اپنی حکومت قائم رکھنے کی خاطر اشبیلیہ کے حکمران معتمد کی مدد طلب کی۔ معتمد تو پہلے ہی اس کا منتظر تھا۔ فوراً ایک زبردست کمک عبدالملک کے لیے روانہ کی۔ لیکن اس کمک سے عبدالملک کو کوئی نفع نہ ہوا۔ کیونکہ اشبیلیہ سے جو کمک معتمد نے بھیجی تھی، اس کے سالار نے معتمد کی ہدایت کے مطابق اہل قرطبہ سے اس امر پر اتفاق کر لیا کہ عبدالملک کے ہاتھ سے تمام اختیارات نکال کر قرطبہ کو سلطنت اشبیلیہ میں شامل کر لیا جائے۔

یہ سازش ایسے خفیہ طریقے سے کی گئی کہ عبدالملک کو کچھ خبر نہ ہوئی۔ اس کو اپنی نسبت کوئی خوف اور اندیشہ بھی پیدا نہ ہوا...... یوں قرطبہ پر معتمد کا قبضہ ہو گیا اور وہاں معتمد نے اپنے بیٹے عباد کو حاکم مقرر کر دیا۔ یہ عباد معتمد اور اس کی ملکہ رمیکیہ کا فرزند

Marfat.com

تھا۔

یہ حالت دیکھتے ہوئے طلیطلہ کا حاکم ماموں بڑا فکرمند ہوا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ قرطبہ پر معتمد کا قبضہ ہو جائے۔ چنانچہ اس نے عیسائی حکمران افونش سے مدد طلب کی تاکہ اس کے ساتھ مل کر قرطبہ معتمد سے خالی کرا لے۔ لیکن بدقسمت مامون نہیں جانتا تھا کہ جس افونش کو وہ پکار رہا ہے آنے والے دنوں میں وہی اس کے مرکزی شہر طلیطلہ نہیں، اس کے علاقوں پر بھی قبضہ کرے گا۔ چنانچہ افونش اور مامون نے ایک متحدہ لشکر تیار کیا۔ قرطبہ پر حملہ آور ہوئے لیکن معتمد کے بیٹے عباد نے دونوں کو شکست دے کر مار بھگایا۔

یہ صورت حال طلیطلہ کے حاکم مامون کے لیے بڑی مایوس کن تھی۔ چنانچہ قرطبہ پر قبضہ کرنے کے لیے اس نے ایک شخص ابنِ عکاشہ کو مقرر کیا۔

ابنِ عکاشہ بڑا ظالم اور خونخوار آدمی تھا۔ کسی زمانے میں پہاڑوں میں رہ کر قزاقی کا پیشہ کر چکا تھا لیکن بہت ہوشیار اور عقلمند انسان بھی تھا اور قرطبہ کے حالات سے باخوبی واقفیت بھی رکھتا تھا۔ وہاں کے امورِ ملکی میں دخل اور واقفیت بھی رکھتا تھا۔

دوسری طرف قرطبہ کے لوگ معتمد کے بیٹے عباد سے کچھ اچھی امیدیں رکھتے تھے لیکن عباد کی عمر ابھی اتنی نہ تھی کہ اپنی ذات سے حکومت کرتا۔ تمام اختیارات لشکر کے سالار محمد بن مرتن کے سپرد کر دیئے۔ ابنِ مرتن پہلے نصرانی تھا، بعد میں اس نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ ابنِ مرتن گو سپاہی اچھا تھا مگر ظالم اور مفسد بڑا تھا۔

قرطبہ کے لوگوں کو اس سے نفرت تھی۔ قرطبہ میں بہت سے لوگ ایسے بھی موجود تھے جو ابنِ عکاشہ سے اعلانیہ تعلقات قائم کرنے میں مطلق تذبذب نہ رکھتے تھے۔

ابنِ عکاشہ بھی اپنی تمام تدبیروں کو پورے طور پر پوشیدہ نہ رکھ سکا۔ چنانچہ قرطبہ کے ایک سالار کو معلوم ہو گیا کہ یہ پرانا قزاق ابنِ عکاشہ اکثر رات کو قرطبہ کے دروازے پر آیا کرتا ہے اور وہاں جو لشکری مقیم ہیں ان کے ساتھ ایسی باتیں کرتا ہے جس کی نسبت بہت کچھ شبہ ہو سکتا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد عمر بن سریع دم لینے کے لیے رکا۔ پھر دوبارہ اپنے دوست منصور بن عبداللہ کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''اس واقعہ کی خبر حاکم قرطبہ عباد کو پہنچائی گئی۔ عباد نے خود کچھ خیال نہ کیا اور خبر

Marfat.com

لانے والے کو اپنے سالار ابنِ مرتن کی طرف روانہ کر دیا۔ ابنِ مرتن نے حکم دیا کہ اس واقعہ کی اطلاع ماتحت سالاروں کو کر دی جائے۔ غرض ایک نے دوسرے پر ذمہ داری ڈالنا شروع کر دی تھی۔

دوسری طرف ابنِ عکاشہ بہرحال ہوشیار آدمی تھا۔ تھا۔ ایک رات جبکہ بہت اندھیرا تھا اور طوفان بھی آیا ہوا تھا، ابنِ عکاشہ کو موقع مل گیا۔ اپنے لوگوں کو ساتھ لیے اس طرح شہر میں داخل ہوا کہ کسی کو خبر تک نہ ہوئی۔ ابنِ عکاشہ اور اس کے آدمی عباد کے قصر تک آئے اور یہ دیکھ کر کہ پہرہ کچھ نہیں ہے، دروازے توڑنے لگے۔ اتنے میں اندر کے دربان کو معلوم ہو گیا۔ اس نے دوڑ کر عباد کو اطلاع کر دی۔ عباد چند غلاموں اور لشکریوں کو لے کر نکلا اور ابنِ عکاشہ کو روکا۔ باوجود نوعمر ہونے کے بڑے دلیرانہ انداز میں لڑا اور ایک بار اس نے ابن عکاشہ اور اس کے ساتھیوں کو قصر سے باہر نکال دیا۔ لیکن عباد کی بدقسمتی کہ لڑتے ہوئے اس کا پاؤں پھسلا، زمین پر گرا اور گرتے ہی ایک دشمن نے کام تمام کر دیا اور اس کی لاش کو گھسیٹ کر باہر پھینک دیا گیا۔

ابنِ عکاشہ یہ کام کرنے کے بعد اپنے ساتھیوں کے ساتھ لشکر کے سالار ابنِ مرتن کے مکان کی طرف گیا۔ اسے خیال تک نہ تھا کہ اس وقت کوئی حملہ ہونے والا ہے۔ وہ نشاط کی محفل سجائے بیٹھا رقص دیکھ رہا تھا۔ اس کے علاوہ وہ سالار عباد کی طرح جواں مرد بھی نہ تھا۔

جب اس نے اپنے مکان کے صحن کے اندر تلواروں کی آواز سنی تو فوراً چھپ گیا۔ لیکن جہاں چھپا تھا، دشمن نے وہ مقام معلوم کر کے اسے بھی قتل کر دیا۔

صبح ہوتے ہی ابنِ عکاشہ نے لشکر کو ساتھ لیے شرفائے قرطبہ کے گھروں تک گشت لگایا۔ اس موقع پر شہر کی مسجد کے ایک امام نے جو مسجد کو جا رہے تھے، راستے میں ایک نیم برہنہ لاش پڑی دیکھی۔ لاش گو خاک و خون میں آلود تھی مگر انہوں نے پہچان لیا کہ لاش قرطبہ کے حاکم عباد کی تھی۔ امام نے عباد کی آخری خدمت یہ کہ کہ جو قبا وہ خود پہنے ہوئے تھے اسے اتار کر لاش پر ڈال دیا۔ ایسا کرنے کے بعد مسجد کے وہ امام پیچھے ہٹے ہی تھے کہ ابنِ عکاشہ اپنے مسلح جوانوں کے انبوہِ کثیر کے ساتھ وہاں پہنچا۔ اس انبوہ میں وہ لوگ بھی شامل تھے جو ہر ہنگامے میں مجونانہ طریقے سے شریک ہو جایا کرتے تھے۔ ابنِ عکاشہ کے حکم سے لاش کا سر کاٹ لیا گیا اور اسے ایک نیزے کے پھل پر لگا کر

Marfat.com

قرطبہ کے گلی کوچوں میں گشت کرانا شروع کر دیا گیا۔ اس وقت عبادہ کا لشکر جو قرطبہ میں موجود تھا، اس نے جب یہ کیفیت دیکھی تو لشکری ہتھیار پھینک کر بھاگ گئے۔ ابنِ عکاشہ نے اب اہلِ شہر کو جامع مسجد میں جمع کیا اور اُن سے عہد لیا کہ مامون حاکم طلیطلہ کی بیعت قبول کر لیں۔ گو حاضرین میں بہت سے لوگ ایسے تھے جو معتمد کے خیر خواہ تھے لیکن سب پر خوف ایسا طاری تھا کہ ابنِ عکاشہ کا حکم مان لیا۔

طلیطلہ کا سابق حکمران ابنِ عکاشہ کی اس کارگزاری پر بے حد خوش ہوا۔ چنانچہ قرطبہ پہنچا۔ ابنِ عکاشہ کی بے حد شکر گزاری ظاہر کی۔ کثیر انعام اور خلعت دے کر ظاہر کیا کہ ابنِ عکاشہ پر اس کو پورا اعتماد اور بھروسہ ہے۔ لیکن مامون دل میں اس پرانے رہزن سے ڈرتا تھا جو جرائم کرتے کرتے بالکل سنگدل ہو گیا تھا۔ مامون سمجھتا تھا کہ اگر ضرورت ہوئی تو ابنِ عکاشہ اس کو بھی عباد کی طرح پیوندِ خاک بنا دے گا۔

غرض مامون اس فکر میں ہوا کہ کسی حیلے سے اپنی حکومت کو اس خطرناک آدمی سے محفوظ رکھے۔ مامون نے اپنے اس خیال کو درباریوں سے پوشیدہ نہ رکھا۔ چنانچہ اس کی بھنک ابنِ عکاشہ کو بھی پڑ گئی اور جب مامون نے قرطبہ میں قیام کیا ہوا تھا، ابنِ عکاشہ نے اس کا خاتمہ کرا دیا۔

دوسری طرف اشبیلیہ میں جب اس دوگونہ مصیبت کی خبر پہنچی کہ قرطبہ بھی ہاتھ سے گیا اور معتمد کا بیٹا عباد بھی مارا گیا تو معتمد کے رنج و الم کی انتہا نہ رہی۔ عباد کو معتمد بڑا پیارا بچہ سمجھتا تھا۔ اسے وہ بڑا عزیز رکھتا تھا لیکن معتمد کی طبیعت کا بھی خاصہ دیکھئے کہ اس کو نہ بیٹے کے مرنے کا اتنا غم تھا، نہ دشمن سے انتقام لینے کا اتنا خیال تھا۔ جس قدر اس شخص کے احسان کا دل پر اثر تھا جس نے اس کے لختِ جگر عباد کی برہنہ لاش پر اپنے گلے سے عبا اتار کر ڈال دی تھی۔ معتمد کو اس کا سخت صدمہ تھا کہ اس محسن کا احسان نہیں اتار سکتا تھا کیونکہ اس کے نام تک کا علم نہ تھا۔ معتمد بار بار ایک قدیم شاعر کا شعر جو ایسے موقع پر لکھا گیا تھا، دہرایا کرتا تھا۔ وہ کہا کرتا تھا۔

> ”افسوس جس شخص نے اپنی قبا سے میرے فرزند کی لاش کو ڈھکا تھا، گو میں اسے نہیں جانتا۔ لیکن اتنا جانتا ہوں کہ وہ شریف اور فیاض انسان تھا۔“

معتمد نے ابنِ عکاشہ سے انتقام لینے کا تہیہ کر لیا تھا۔ چنانچہ ایک لشکر تیار کیا اور

Marfat.com

اس لشکر کی خود کمانداری کرتے ہوئے اس نے قرطبہ کا رخ کیا۔ شہر پر ایسا زور دار حملہ کیا کہ شہر کو اس نے فتح کر لیا۔ معتمد شہر کے ایک دروازے سے داخل ہوا تو اس وقت ابنِ عکاشہ فرار ہونے کے لیے دوسرے دروازے سے نکلا تھا۔ معتمد اس کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوا۔ ابنِ عکاشہ نے جب دیکھا کہ معتمد اس کے تعاقب میں ہے، بھاگنے نہیں دے گا تو یہ سمجھ کر کہ جس کے بیٹے کو قتل کیا ہو، اس سے رحم کی اُمید فضول ہوگی، اپنے پورے لوگوں کو جمع کر کے پوری تندہی سے معتمد کا مقابلہ کرنے اور اس پر جوابی حملہ کرنے کی ٹھانی۔ چنانچہ ابنِ عکاشہ جنگلی بجار کی طرح اپنے لشکر کے ساتھ معتمد کے لشکر میں گھس پڑا لیکن معتمد اس وقت غصے اور غضب ناکی کی حالت میں تھا۔ ایسے انداز میں ابنِ عکاشہ پر حملہ آور ہوا کہ ابنِ عکاشہ کو قتل کر دیا۔ چنانچہ معتمد کے حکم سے ابنِ عکاشہ کی لاش صلیب پر ایک کتے کے ساتھ لٹکائی گئی اور قرطبہ کی فتح کے بعد طلیطلہ کا کچھ علاقہ جو وادی الکبیر اور وادی آنہ کے درمیان پڑتا تھا اس کو بھی معتمد نے اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔

گو معتمد نے قرطبہ پر قبضہ کر لیا، طلیطلہ کے کچھ علاقوں کو بھی ہتھیا لیا لیکن اس کے باوجود معتمد ان دنوں عیسائی بادشاہ افونش کا باج گزار تھا۔ گو وہ اس کوشش میں تھا کہ خراج دینے سے انکار کر دے، اپنی طاقت اور قوت میں اضافہ کر کے افونش کا مقابلہ کرے لیکن وہ ایسا نہ کر سکا۔ اس لیے کہ مسلمان حکمرانوں میں سے کبھی کوئی معتمد کا ساتھ دیتا اور کبھی معتمد کے خلاف افونش سے مل جاتا تھا۔

چنانچہ معتمد اتنی قوت حاصل کرنے کے باوجود بھی افونش کے سامنے جھکنے پر مجبور تھا۔ افونش کو جب خبر ہوئی کہ معتمد طاقت حاصل کرتا جا رہا ہے تو ایک لشکر لے کر نکلا اور اشبیلیہ کے علاقوں پر حملہ کر دیا۔ اُس کی اس حرکت سے مسلمانوں میں خوف و ہراس پھیل گیا۔ معتمد جانتا تھا کہ اس میں اتنی عسکری طاقت نہیں کہ افونش کا مقابلہ کرے۔ دوسری طرف افونش بڑا ہی بدمزاج بادشاہ تھا۔ ملوک الطوائف سے سالانہ خراج لینے کو کافی نہ سمجھتا۔ بار بار مسلمانوں کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں پر قبضہ کرنے کی دھمکی دیتا تھا۔ چنانچہ جب اس نے اشبیلیہ پر حملہ آور ہونے کا قصد کیا تو اس موقع پر ابنِ عمار نے ایک دانش مندانہ فیصلہ کیا اور اُس کے اس فیصلے سے جنگ ٹل گئی۔

ہوا یوں کہ ابنِ عمار جانتا تھا کہ افونش گو بڑا لالچی ہے لیکن اگر کوئی شخص اس کے

Marfat.com

مزاج سے واقف ہو جائے تو پھر ایک عرب حکمران کی طرح اس عیسائی فرماں روا پر قابو پانا بالکل آسان ہے۔

غرض افونش کی اس کمزوری سے ابنِ عمار نے نفع حاصل کرنا چاہا۔ لڑ کر مقابلہ کرنے کی بجائے اس نے حکم دیا کہ فلاں شطرنج نکلوائی جائے۔ یہ شطرنج صنعت میں ایسی عجیب وغریب تھی کہ اس کی مثل کسی اور بادشاہ کے ہاں نہ تھی۔ اس کے مہرے آبنوس اور صندل کے تھے جن پر سونے کا کام ہوا تھا۔ جب یہ شطرنج نکالی گئی تو ابنِ عمار کسی بہانے سے افونش کے لشکر میں پہنچا۔

افونش بہت لالچی بھی تھا۔ ابنِ عمار نے جب یہ شطرنج نکالی تو افونش کے منہ میں پانی بھر آیا۔ افونش نے اس موقع پر ابنِ عمار سے پوچھا۔

''کیا تمہیں شطرنج کھیلنے کا شوق ہے؟''

ابنِ عمار کہنے لگا۔

''میرے بارے میں لوگوں کا خیال ہے کہ میں شطرنج اچھی کھیلتا ہوں۔''

ابنِ عمار نے جب وہ شطرنج بادشاہ کے سامنے کھولی تو بادشاہ دنگ رہ گیا۔ ابنِ عمار کہنے لگا۔

''یقیناً میں شطرنج کھیلوں گا۔ مگر ایک شرط کے ساتھ۔ وہ یہ کہ میں اور آپ ایک بازی کھیلیں گے۔ اگر آپ جیت جائیں تو شطرنج آپ کی اور اگر میں جیتوں تو جو مانگوں سو ملے۔''

افونش نے اسے منظور کر لیا۔ چنانچہ دونوں میں شطرنج کا کھیل شروع ہوا۔ افونش نے صلیب کا نشانہ بنایا اور کام شروع کیا۔ چنانچہ افونش نے اپنے رفقاء سے مشورہ کرنے کے بعد ابنِ عمار کی شرط کو قبول کیا تھا۔ کھیل شروع ہوا۔

اس کھیل میں ابنِ عمار نے افونش کو ہرا دیا۔ چنانچہ جیتنے کے بعد ابنِ عمار نے افونش سے کہا۔

''اب مجھے حق حاصل ہو گیا ہے کہ جو چاہوں سو مانگوں۔''

افونش نے کہا۔ ''مانگو کیا مانگتے ہو؟''

ابنِ عمار نے فوراً کہا۔

''میں جو کچھ مانگتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ اپنا لشکر یہاں سے اٹھا کر اپنے ملک کو

Marfat.com

واپس چلے جائیں۔''

اتنا سنتے ہی افونش کا رنگ فق ہو گیا۔ کبھی اٹھ کر کمرے میں ٹہلتا، کبھی بیٹھ جاتا اور پھر اچھل کھڑا ہوتا اور ٹہلنے لگتا۔ تھوڑی دیر بعد دربار کے رئیسوں اور اپنے امراء کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''تم نے دیکھا کہ مجھے کس طرح دھوکا دیا گیا ہے اور تم سب اس دھوکے کا باعث ہو۔ میں خوب سمجھتا تھا کہ ایسی ہی کوئی درخواست یہ عرب کرے گا۔ مگر تم نے اطمینان دلایا اور تمہارے کہنے پر میں نے اس شرط کو قبول کر لیا۔ اب تمہارے مشورے کا کڑوا پھل مجھے چکھنا پڑ رہا ہے۔''

چنانچہ افونش نے شرط کی عہد شکنی کا فیصلہ کر لیا۔ لیکن اس موقع پر اُس کے چند ساتھیوں نے کہا۔

''ایک بادشاہ کو عہد شکنی زیب نہیں دیتی۔''

چنانچہ ان کے کہنے پر مجبوراً لشکر لے کر واپس چلا گیا۔ اس طرح ابنِ عمار اشبیلیہ کو بچانے میں کامیاب ہو گیا اور اُس کی اس کامیابی نے ایک طرح سے اس میں تمرد اور غرور بھی بھر کر رکھ دیا تھا۔

اب ابنِ عمار نے فیصلہ کیا کہ وہ شطرنج کھیل کر افونش کو نیچا تو دکھا چکا ہے، اپنی سیاست، اپنے عسکری حربوں سے کچھ اور علاقے فتح کر کے اپنی شہرت میں اضافہ کرے۔ چنانچہ معتمد سے اجازت لے کر اس نے مرسیہ پر قبضہ کرنے کا فیصلہ کیا اور اس کام کے لیے وہ قرطبہ سے نکلا۔ سب سے پہلے ابنِ عمار ایک قلعے کے قریب پہنچا جس کا نام بلج بن بشر کے نام سے اب تک قلعہ بلج مشہور تھا۔ بلج بن بشر دوسری صدی ہجری میں شامی عربوں کا جو افریقہ میں بربر سے ہزیمت اٹھا کر اندلس میں وارد ہوئے تھے، سردار تھا اور جن دنوں ابن عمار بلج میں داخل ہوا ان دنوں وہاں کا حاکم ایک شخص ابن رشیق تھا۔

اس ابن رشیق نے جب سنا کہ معتمد کا وزیر ابنِ عمار آ رہا ہے تو قلعہ سے اس کی ملاقات کو نکلا اور درخواست کی شب کو قلعے میں آرام فرمائیں۔ ابن عمار نے ابن رشیق کی درخواست قبول کی۔ ابنِ رشیق نے اس معزز مہمان کی خاطر مدارت میں کوئی بات ایسی فروگزاشت نہ کی کہ ابن عمار کے دل میں ابن رشیق کی عزت و تکریم کا پایہ بلند نہ

Marfat.com

ہوتا۔ اس مہمان داری میں قلعہ بلج کے حاکم کو ضرورت سے زیادہ کامیابی ہوئی۔ یعنی ابن عمار نے اسے اپنا رازدار بنالیا۔

لیکن ابن رشیق رازدار بنانا آگے چل کر ابن عمار کی ایک سخت غلطی ثابت ہوا۔

اب ابن عمار، ابن رشیق کو ساتھ لیے شہر مرسیہ کے محاصرے کے لیے چلا۔ راستے میں حصنِ مولا کے لوگوں نے اطاعت قبول کی۔ شہر حصنِ مولا کے مفتوح اور مطیع ہو جانے سے مرسیہ کے لوگوں کو سخت نقصان ہوا۔ کیونکہ مرسیہ میں رسد کا سامان اسی شہر سے پہنچا کرتا تھا۔

چنانچہ ابن عمار نے اس لشکر کے ساتھ جو اسے مہیا کیا گیا تھا، مرسیہ کا محاصرہ کرلیا۔ ابن عمار کو یقین تھا کہ شہر والے جلد اطاعت قبول کرلیں گے۔ چنانچہ محاصرے پر ابن رشیق کو چھوڑ کر اور کچھ دستے متعین کر کے ابن عمار کچھ محافظ دستوں کے ساتھ اشبیلیہ واپس چلا گیا۔

اشبیلیہ میں قیام ہی کے دوران ابن عمار نے فتح کی خبر سنی اور جب اسے یہ خبر سنائی گئی کہ مرسیہ فتح ہوگیا ہے تو معتمد سے اجازت لے کر ابن عمار نے ارادہ ظاہر کیا کہ وہ فتح ہونے والے شہر کا خود جا کر معائنہ کرے۔ معتمد نے بلاتامل اجازت دے دی۔

یہ اجازت ملنے کے بعد ابن عمار اس خیال سے کہ اہل مرسیہ میں خوب داد عیش دے گا، شاہی اصطبل سے بہت سے گھوڑے اور خچر اور دوسرے سواری کے جانور لیے جو تعداد میں تقریباً دو سو تھے، ان سب پر نہایت قیمتی پارچہ جات کی گٹھڑیاں رکھیں اور اپنا پرچم اُڑاتا ہوا طبل اور علم کے ساتھ مرسیہ روانہ ہوا۔

جس شہر سے گزرا وہاں کے خزانے پر بھی ہاتھ پھیرتا چلا گیا۔ چنانچہ مرسیہ میں پورے جلوس کے ساتھ بڑی شان سے داخل ہوا۔ دوسرے دن دربار کیا اور اس میں شاہانہ انداز اختیار کیے۔ اسی قسم کی اونچی ٹوپی پہنی جو اشبیلیہ کا حکمران معتمد دربار کے موقعوں پر پہنا کرتا تھا۔ عرضیاں جس قدر پیش ہوئیں ان پر اپنے فیصلے لکھے۔ یہ فیصلے اس نے اپنی طرف سے کیے اور کسی پر بھی اس نے معتمد کا نام نہ لکھا۔

اس قسم کی باتوں سے ظاہر ہونے لگا تھا کہ ابن عمار اپنے آقا معتمد سے منحرف ہے۔ کم از کم معتمد کو بھی یہی خیال پیدا ہوا لیکن معتمد کو ان حرکتوں پر غصہ نہ آیا بلکہ افسوس اور مایوسی ہوئی۔ ابن عمار کی دوستی کا نقش جو گزشتہ پچیس برسوں سے نظر کے سامنے تھا،

Marfat.com

یکلخت محو ہو گیا۔ معتمد سمجھا کہ دل صداؤں نے اب تک دھوکے میں رکھا، وزیر ابن عمار کے دوستی اور جانثاری کے دعوے سب جھوٹ اور باطل تھے۔

لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ ابن عمار کی نمود اور نخوت تمسخر کی حد تک پہنچ گئی تھی تاہم یہ امر یقین نہ تھا کہ وہ اپنے آقا اور محسن معتمد سے باغی یا اس کا بدخواہ ہو گیا ہو۔ ابن عمار میں حدتِ نفس اور کسی نقش سے جلد متاثر ہو جانے کا مادہ معتمد کی نسبت بہت کم تھا۔ اس وجہ سے وہ معتمد کی دوستی اور خلوص کا پورا بدل نہ دے سکا۔ مگر پھر بھی اسے خدشہ ہوا کہ اس کی حرکتیں ناقابل برداشت ہیں تو چند اشعار لکھ کر معتمد کی طرف بھجوائے تاکہ وہ اس سے خوش ہو جائے۔

ان دنوں ابنِ عمار کے کچھ دشمن بھی حرکت میں آ گئے تھے۔ ان دشمنوں میں سب سے نمایاں بلنسیہ شہر کا حاکم عبدالعزیز تھا جو مرسیہ کے سابق حاکم ابن طاہر کا بڑا دوست تھا۔ گو مرسیہ پہنچنے پر ابن عمار نے ابن طاہر سے نہایت اخلاق سے پیش آنے کا ارادہ کیا۔ ایک نہایت پرتکلف خلعت ابن طاہر کو پیش کرنے کو اس کے پاس بھیجا۔ ابن عمار ایسا اس لیے چاہتا تھا کہ ابن طاہر سے مرسیہ کی حکومت چھن گئی تھی۔ ابن طاہر ریاست سے بے دخل ہو جانے پر ہر وقت بدمزاج رہتا تھا۔ ابن عمار کا قاصد جو خلعت اپنے ساتھ لایا تھا، یکھ کر قاصد سے کہنے لگا۔

''اپنے آقا سے کہہ دینا، میں تو صرف ایک جبے اور سر کی ٹوپی کا آپ سے خواستگار ہوں۔''

قاصد یہ جواب سن کر ابن عمار کے پاس آیا۔ ابن عمار کے پاس اس وقت بہت سے درباری حاضر تھے۔ قاصد نے ابن طاہر کا جواب سنایا۔ ابن عمار جواب سن کر دانتوں سے ہونٹ کاٹنے لگا اور کچھ دیر بعد بولا۔

''ابن طاہر کے ان الفاظ کا مطلب میں خوب سمجھتا ہوں۔ جبہ اور ٹوپی میں اس وقت پہنا کرتا تھا جب مفلس اور تنگ دست تھا۔ اسی حالت میں ابن طاہر کے سامنے ہو کر اس کی تعریف میں شعر پڑھے تھے۔''

ابن عمار نے ابن طاہر کے ان الفاظ کو جنہوں نے واقعی اس کے دل کو مجروح کیا تھا، کبھی معاف نہ کیا۔ فوراً اپنا ارادہ بدل کر بان طاہر کو مرسیہ کے قریب ایک قلعے میں قید کر دیا۔

Marfat.com

ابن عزیز والی بلنسیہ جو ابن طاہر کا دوست تھا۔ اس نے ابن طاہر کی سفارش میں معتمد کو خط لکھا۔ معتمد نے ابن عمار کو فرمان بھیجا کہ ابن طاہر کو فوراً رہا کر دیا جائے۔ ابن عمار نے معتمد کے اس حکم کی کوئی پرواہ نہ کی لیکن ابن عبدالعزیز کی مدد سے ابن طاہر کسی نہ کسی طرح قید سے نکل بھاگا۔ ابن عمار کو اس پر سخت غصہ آیا اور اس پر ایک نظم لکھی جس میں اہل بلنسیہ میں اس بات کا جوش پیدا کرنا تھا کہ وہ اپنے بادشاہ ابن عبدالعزیز سے بغاوت کریں۔

معتمد کو جب ابن عمار کی ان حرکتوں کی خبر لگی اور اس نظم کا حال معلوم ہوا تو اسے بہت غصہ آیا اور ابن عمار کی نظم کی اس طرح خاک اڑائی کہ ابن عمار اپنے آپ کو ہلکا سمجھنے لگا۔ معتمد نے اس کی نظم کے خلاف جو اشعار لکھے تھے ان اشعار نے ابن عبدالعزیز جو بلنسیہ کا حکم تھا، اسے بے حد محفوظ کیا۔ ابن عمار نے معتمد کے اشعار پڑھے۔ بہت چاہا کہ اپنے غصے کو روکے مگر بن نہ پڑا۔ دم گھٹنے لگا اور بالکل آپے سے باہر ہو کر معتمد اور ملکہ رمیکیہ اور معتمد کے قبیلے بنی عیاد کی ہجو ان الفاظ سے بھی زیادہ دل جلے الفاظ میں لکھ دی۔

اب نوبت یہ آ گئی تھی کہ وہ مفلس اور تنگ دست اور آوارہ گرد ابن عمار جو ایک تاریک جھونپڑی میں پیدا ہوا تھا اور جسے معتمد کی فیاضی نے حالت گمنامی سے اعلیٰ ترین مرتبے پر پہنچایا تھا، اتنی جرأت کر رہا تھا کہ معتمد اور اس کے قبیلے کی بدتعریفی کی اور معتمد کو اور اس کے آباؤ اجداد کو ہجو میں گمنام کسان ظاہر کیا۔

ابن عمار کی یہ ہجو معتمد کے پاس پہنچ گئی اور ابن عمار کی یہ بے ہودہ اور نامعقول ہجو ایسی تھی کہ معتمد، اس کی ملکہ رمیکیہ اور معتمد کے بیٹے اسے معاف کر ہی نہیں سکتے تھے۔

آخر کار ابن عمار کو اشبیلیہ لایا گیا اور زندان میں ڈال دیا گیا۔

اشبیلیہ میں قیام کے دوران معتمد اور ابن عساکر کے درمیان نفرت اپنے عروج پر پہنچ گئی۔ اس دوران ابن عمار سے کچھ مزید غلطیاں بھی ہوئیں جو یقیناً معتمد کے لیے ناقابل برداشت تھیں۔ ابن عمار نے جب مزید حماقتیں کیں جب معتمد کا خون جوش کھا گیا اور اپنے باپ کی بے درد طبیعت جو درندے کی طرح اپنے شکار کو پھاڑ کھاتی تھی، اپنے عروج پر آ گئی۔ چنانچہ ایک دم اپنے قریب رکھا ہوا نیزہ اٹھایا اور وحشیانہ انداز میں زندان کی طرف بھاگ کھڑا ہوا جہاں ابن عمار کو اسیر کر رکھا تھا اور نیزہ مار کر معتمد نے

Marfat.com

ابن عمار کا خاتمہ کر دیا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد عمر بن سریع رکا، کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

"منصور بن عبداللہ! میرے عزیز بھائی! یہ ہیں اندلس کے حالات۔ یہاں اس وقت کوئی مرکزی حکومت نہیں۔ جگہ جگہ چھوٹی چھوٹی مسلمان ریاستیں ہیں جو کمزور ہیں۔ ان میں سب سے طاقتور اشبیلیہ کا حکمران معتمد ہے اور وہ بھی عیسائی حکمران افونش کا باج گزار ہے۔ افونش گاہے گاہے مسلمانوں کے علاقوں پر چڑھ دوڑتا ہے، لوٹ مار کا بازار گرم کر کے چاروں طرف تباہی کا کھیل کھیل کر واپس چلا جاتا ہے۔

افونش جو لیون، قشتالیہ اور جلیقیہ کے علاوہ نبرہ کے علاقوں کا بلاشرکت غیرے شہنشاہ تھا، اس نے اپنی عسکری طاقت اور قوت میں بڑا اضافہ کر لیا تھا اور مصمم ارادہ کیے ہوئے تھا کہ تمام جزیرہ نمائے ہسپانیہ کو مسلمانوں سے فتح کرے گا اور پھر [illegible] قصد کرنے اور اسے عملی صورت دینے کی اس میں قوت بھی تھیں مگر اس کام میں اسے عجلت کرنا منظور نہ تھا۔ وہ یہ سمجھے بیٹھا تھا کہ جب چاہے گا مسلمانوں سے ہسپانیہ کو خالی کرا لے گا۔ وہ اس زمانے میں سامانِ حرب بڑی مستعدی سے فراہم کرتا جا رہا تھا اور فی واقعہ یہی سامان اس کو اپنی مراد تک پہنچا سکتا تھا۔ ہسپانیہ میں اموی سلطنت کی بربادی کے بعد جو چھوٹی چھوٹی ریاستیں مسلمانوں نے قائم کر لی تھیں ان سب پر افونش کا سخت دباؤ تھا اور ہر وقت انہیں دھمکی دیتے ہوئے اور کبھی ان پر حملہ آور ہوتے ہوئے ان کا خون نچوڑتا رہتا تھا۔ ایسا کر کے افونش نے سارے چھوٹے بڑے حکمرانوں کے خزانے تک خالی کر دیئے تھے۔

اب ہسپانیہ کے اندر ساری ہی مسلمان ریاستیں افونش کی خراج گزار تھیں۔ جب تک افونش کے قیدی جو اشبیلیہ میں قید تھے، جنہیں بعد میں معتمد نے رہا کر دیا تھا، وہ طلیطلہ نہیں پہنچے تھے۔ اس وقت تک افونش بالکل خاموش اور پرسکون رہا۔ جب وہ قیدی طلیطلہ شہر پہنچ گئے تب افونش نے اپنے سالاروں اور امراء کا ایک ہنگامی اجلاس طلب کر لیا تھا۔

جب سارے سالار اور امراء اس کے پاس جمع ہو گئے تب افونش بے پناہ غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"اشبیلیہ کے مسلمان حکمران معتمد کی اتنی جرأت اور جسارت ہو گئی ہے کہ ہم نے

Marfat.com

جو اپنے آدمی اس سے خراج لینے کے لیے روانہ کیے، انہیں اس نے زندان میں ڈال دیا۔ وقتی طور پر ہم خاموش رہے کہ کہیں ہم انتقامی کارروائی کریں تو وہ ہمارے آدمیوں کو موت کے گھاٹ نہ اتار دے۔ اب جبکہ ہمارے آدمی واپس آ گئے ہیں تو میں چاہوں گا کہ معتمد کے خلاف اب ایسی کارروائی کی جائے کہ معتمد کے سارے علاقوں پر قبضہ کر لیا جائے۔ میرے عزیز ساتھیو! جو کچھ میں نے کہا ہے اس سے متعلق تم لوگوں کا کیا خیال ہے؟“

یہاں تک کہنے کے بعد افونش جب خاموش ہوا تب اس کے لشکریوں کا سپہ سالار اعلیٰ فانیز افونش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”مالک! اپنے لشکر کے ساتھ اشبیلیہ پر چڑھائی کرنا ہمارے لشکر کی توہین اور اہانت ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ چھوٹا سا ایک لشکر ترتیب دیا جائے اور اس کی کمانداری اپنے کسی سالار کو سونپنے کے بعد اسے حکم دیا جائے کہ اشبیلیہ کے علاقوں پر یلغار شروع کر دے۔ ایک قصبے کے بعد دوسرا قصبہ اور ایک شہر کے بعد دوسرا شہر ان کا ہدف بنتا رہے۔ تباہی اور بربادی پھیلاتے رہیں اور مجھے امید ہے کہ کسی بھی موقع پر اشبیلیہ کا حکمران معتمد خم ٹھونک کر ہمارے اس چھوٹے لشکر کے سامنے نہیں آئے گا۔

مالک! معتمد عرب ضرور ہے مگر شاعر ہے۔ وہ ایک اچھا شعر تو کہہ سکتا ہے، تیغ زنی میں اپنی مہارت کا مظاہرہ نہیں کر سکتا۔ جب ہمارا وہ لشکر اس کے علاقوں پر حملہ آور ہوگا تو وہ یقیناً اپنی طرف سے بڑی رقم کی پیش کش کر کے ہم سے استدعا کرے گا کہ ہم اپنے لشکر کو واپس بلا لیں۔

اگر وہ ایسا کرتا ہے تو لشکر کو واپس بلا لیں گے اور چند ہفتوں کا وقفہ ڈال کر وہی لشکر پھر معتمد کے علاقوں پر چڑھ دوڑے گا۔ اس طرح معتمد بار بار ہم سے التماس کرے گا، بار بار ہمیں رقم کی ادائیگی کرے گا اور ہم اپنے لشکر کو واپس بلاتے رہیں گے۔ کیا ایسا کر کے ہم معتمد کو اقتصادی طور پر کنگال کر کے اسے اس قابل نہیں کر سکتے کہ وہ جنگ کیے بغیر ہی ہمارے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جائے؟“

یہاں تک کہنے کے بعد افونش کا سپہ سالار اعلیٰ فانیز جب خاموش ہوا تب اس کی طرف مسکرا کر دیکھتے ہوئے افونش کہنے لگا۔

”فانیز! میں سمجھتا ہوں تیری تجویز بڑی عمدہ اور بڑی قابل فخر ہے۔ میرے عزیز!

Marfat.com

یہ بھی ایک حقیقت ہے، ہمارے زیادہ تر عساکر اس وقت لیون، قشتالیہ، جلیقیہ اور نبرہ میں مقیم ہیں۔ بہر حال جو لشکر اس وقت ہمارے ساتھ طلیطلہ میں ہے اس کا ایک حصہ اشبیلیہ پر حملہ آور ہونے کے لیے چند روز تک روانہ کیا جائے۔ اب میں تم پر چھوڑتا ہوں کہ اس لشکر کا سالار کسے بنایا جائے۔"

اس موقع پر فانیز کے پہلو میں جو بڑے سالار فارنوس اور یورلیس بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے یورلیس اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور افونش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اس مہم کو میں اپنے ذمے لینے کے لیے تیار ہوں۔ آپ مجھے اس لشکر کی کمانداری سونپ دیں۔ دیکھیں میں معتمد کے علاقوں میں کیسے یلغار اور کیسی ترک تازہ کرتا ہوں۔ اگر وہ چند دنوں کے اندر ہی اندر آپ کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور نہ ہو جائے تو آپ مجھے میرے منصب میں تنزل کر دینا۔"

یورلیس جب خاموش ہوا تب بڑے غور سے اپنے باپ افونش کی طرف دیکھتے ہوئے حسین اور خوبصورت مغریطہ کہنے لگی۔

"بابا! یہ جو لشکر اشبیلیہ کے حکمران معتمد کے علاقوں میں ترک و تاز اور یلغار کرنے کے لیے جائے گا اس میں، میں بھی شامل ہوں گی اور مجھے امید ہے کہ آپ کو اس سلسلے میں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ آپ نے حرب و ضرب کے مکتب میں میری بہترین عسکری تربیت کا سامان کیا ہے۔ اگر میں نے عملی طور پر ایسی مہموں میں حصہ نہیں لینا تو پھر مجھے وہ تربیت حاصل کرنے کی کیا ضرورت تھی۔"

جواب میں افونش مسکرا دیا اور مغریطہ کی اس گفتگو کے جواب میں اس کی ماں اور افونش کی ملکہ لیستہ بھی ہلکے ہلکے تبسم میں مغریطہ کی طرف دیکھے جا رہی تھی۔ یہاں تک کہ افونش بڑے پیار سے مغریطہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"بیٹی! تو جس خواہش کا اظہار کر رہی ہے، کوئی تیری اس خواہش کو رد نہیں کر سکتا۔ تجھے اس لشکر میں شامل ہونے کی اجازت ہے۔ لیکن تم سے صرف یہ کہا جاتا ہے کہ بیٹی! کسی بھی موقع پر ناحق اپنے آپ کو خطرے میں نہ ڈالنا۔ لشکر کے اندر رہنے کی کوشش کرنا اور یہ بھی کوشش کرنا کہ تم لشکر کے وسطی حصے میں رہو۔ تمہارا لشکر میں شامل ہونا بھی لشکریوں کے لیے سودمند رہے گا۔ اس لیے کہ تمہاری موجودگی سے وہ انوکھے جذبے اور ولولے کے ساتھ مسلمانوں پر ضرب لگائیں گے اور مسلمانوں کے علاقوں میں

Marfat.com

ہر طرف تباہی اور بربادی کی بساط بچھاتے چلے جائیں گے۔"

اپنے باپ کا یہ فیصلہ سن کر مغریطہ کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔

اس کے بعد افونش نے اپنے سالاروں اور دیگر امراء سے مشورہ کرنے کے بعد یہ فیصلہ دیا کہ دو دن بعد ایک لشکر معتمد کے علاقوں پر حملہ آور ہونے کے لیے طلیطلہ سے نکلے گا اور اس لشکر کی کمانداری یورلیس کرے گا اور افونش کی حسین اور خوبصورت بیٹی مغریطہ بھی اس لشکر میں شامل ہو گی۔

اگلے روز جس وقت افونش کی ملکہ لیستہ اور حسین اور خوبصورت مغریطہ کی ماں اپنی خواب گاہ میں اکیلی بیٹھی ہوئی تھی کہ خواب گاہ کے دروازے پر پُر جمال مغریطہ نمودار ہوئی۔ دروازے پر آ کر وہ لمحہ بھر کے لیے ٹھٹکنے کے انداز میں رکی تھی۔ اس کے اس طرح رکنے کو اس کی ماں لیستہ نے شاید محسوس کیا تھا لہٰذا اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اور مغریطہ کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"میری بچی! تو دروازے پر کیوں رک گئی ہے؟ آگے آ...... تیری حالت سے لگتا ہے کہ آج کوئی خاص معاملہ پیش آیا ہے۔"

اس پر مغریطہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی بڑھی، لیستہ نے آگے بڑھ کر اسے اپنے ساتھ لپٹا لیا۔ پھر اپنے ساتھ ہی نشست پر بٹھایا۔ لیستہ اپنی بیٹی مغریطہ کو مخاطب کر کے کچھ پوچھنا چاہتی تھی کہ اس سے پہلے ہی مغریطہ غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بول اٹھی۔

"ماں! مجھ سے ایک غلطی ہو گئی تھی جسے میں نے آج تک آپ سے چھپا کر رکھا۔ اس معاملے سے متعلق چونکہ ایک اچھی خبر میرے باپ افونش کے پاس آ گئی ہے لہٰذا میں وہ سارا معاملہ آپ کے سامنے عیاں کر دینا چاہتی ہوں۔"

مغریطہ کے ان الفاظ پر لیستہ پریشان ہو گئی تھی۔ کہنے لگی۔

"بیٹی! کھل کر کہو کیا معاملہ ہے؟"

جواب میں مغریطہ نے کچھ سوچا پھر اپنی ماں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"اماں! چند ہفتے پہلے ایک تاجر میرے باپ افونش کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور اس نے طلبیرہ شہر کی رہنے والی ایک لڑکی کے حسن اور خوبصورتی کی تعریف کی تھی۔ اس لڑکی کا نام روانده تھا۔ اس تاجر نے جس وقت یہ گفتگو کی تھی، اس وقت میں بابا کے

Marfat.com

پاس موجود تھی۔ کیونکہ معاملہ معمولی نوعیت کا تھا لہٰذا میں نے آپ سے اس کا ذکر نہ کیا۔ لیکن اس تاجر سے روانده نام کی لڑکی کی خوبصورتی اور اس کے حسن کا سن کر میرے باپ کے منہ میں پانی ضرور بھر آیا۔ اس وقت جو پہلا سوال میرے باپ نے کیا وہ یہ تھا کہ کیا روانده نام کی لڑکی میری بیٹی یعنی مجھ سے بھی زیادہ خوبصورت ہے؟ تب اس تاجر نے میرے باپ سے کہا کہ آپ کی بیٹی مغریطہ سے بھی وہ لڑکی بہت حسین، پرکشش اور خوبصورت ہے۔

اماں! اس واقعہ کے بعد بات سمجھ آ گئی ہو گی لیکن میں نے اس معاملے کو نگاہ میں رکھا۔ چند دن بعد میرے باپ نے اپنا ایک خاص آدمی طلبیرہ شہر کی طرف روانہ کیا اور اس کے ذمے یہ کام لگایا کہ اس لڑکی کا احوال معلوم کرے۔ چند دن بعد میرے باپ کا وہ قاصد لوٹ کر آیا۔ اس نے یہ تفصیل کہی کہ لڑکی انتہا کی خوبصورت، درازقد ہے اور اس پورے علاقے میں اس کے حسن، اس کی خوبصورتی کا بڑا چرچا اور شہرت ہے اور وہ ماں باپ کی اکلوتی بیٹی ہے اور باپ اس کا شہر کا بہت بڑا تاجر ہے۔

اپنے آدمی سے یہ تفصیل جاننے کے بعد چند دن کا وقفہ ڈالنے کے بعد میرے باپ نے کچھ مسلح جوانوں کو طلبیرہ شہر کی طرف روانہ کیا تاکہ لڑکی کو اس کے ماں باپ سمیت طلیطلہ شہر میں طلب کیا جائے۔ اس لیے کہ میرا باپ اس لڑکی کو اپنے حرم میں داخل کرنا چاہتا تھا۔ جبکہ میں اس کام کو سخت ناپسند کرتی تھی۔ چنانچہ آپ کو بتائے بغیر میں نے اپنا ایک خاص آدمی جسے میں نے ایک بھاری رقم کا لالچ دیا تھا، طلبیرہ شہر کی طرف روانہ کیا اور اس کے ذریعے میں نے روانده اور اس کے ماں باپ کو اصل صورت حال سے آگاہ کر دیا۔

سن میری ماں! میرے باپ کے آدمی جب ہاں پہنچے تو ان کے پہنچنے سے پہلے ہی روانده کے ماں باپ نے روانده کو کہیں چھپا دیا تھا۔ شاید وہ خود بھی بھاگنا چاہتے تھے کہ اتنی دیر تک میرے باپ کے آدمی وہاں پہنچ گئے اور وہ روانده کے ماں باپ سے ملے، روانده کا تذکرہ کیا اور انہیں حکم دیا کہ روانده اور اس کے ماں باپ تینوں کو افونش نے طلیطلہ طلب کیا ہے۔ روانده کے ماں باپ نے اس موقع پر یہ بہانہ کیا کہ ان کی بیٹی روانده جبل البشارات کی ایک بستی کی طرف اپنے عزیزوں کی طرف گئی ہوئی ہے۔ چنانچہ میرے باپ کے مسلح جوان روانده کے ماں باپ کو پکڑ کر یہاں طلیطلہ میں لے آئے اور

Marfat.com

شہر کے اندر جو میرے باپ کی طرف سے حاکم ہے اس کے ذمے یہ کام لگایا کہ جونہی روانده واپس آئے اسے باحفاظت طلیطلہ پہنچا دیا جائے۔

میرا باپ چاہتا تھا کہ ہر حالت میں روانده کو اپنے حرم میں داخل کرے۔ چنانچہ جب روانده کے ماں باپ یہاں پہنچے تو میرے باپ نے ان کی رہائش کا بہترین اہتمام کیا لیکن وہ دونوں میاں بیوی بھی بڑے عقل مند تھے۔ چند دن یہاں رہنے کے بعد ایک روز رات کے وقت چپکے سے کھسکے اور طلیطلہ سے بھاگ گئے۔ دو تین دن تک کسی نے ان کی خبر نہ لی۔ تب انہوں نے جہاں جانا تھا، وہاں پہنچ گئے ہوں گے۔ لیکن جب تین دن بعد میرے باپ نے اپنا آدمی ان کی طرف بھیجا تا کہ انہیں بلایا جائے اور یہ پوچھا جائے کہ روانده ابھی تک کیوں واپس نہیں آئی تب پتہ چلا کہ وہ میاں بیوی دونوں طلیطلہ سے بھاگ چکے ہیں۔ اب گزشتہ کئی دنوں سے بڑی رازداری کے ساتھ میرا باپ روانده کے علاوہ اس کے ماں باپ کی تلاش میں ہے لیکن ابھی تک کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ کسی کو کچھ خبر نہیں کہ روانده کہاں ہے؟ اور یہ بھی کوئی نہیں جانتا کہ اس کے ماں باپ طلیطلہ سے بھاگ کر کدھر گئے ہیں۔ سن میری ماں! روانده کی ماں کا نام اموسیہ، اس کے باپ کا نام انیتش ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد مغریطہ رکی پھر اپنی ماں کو مخاطب کرتے ہوئے وہ پھر کہہ رہی تھی۔

اماں! یہ بات چند ہفتوں تک میں نے آپ سے نہ کہی، اسے راز رکھا۔ دراصل میں اس معاملے کو کامیاب کرنا چاہتی تھی۔ اب جبکہ روانده کا کچھ پتہ نہیں چل رہا، روانده کے ماں باپ بھی یہاں سے بھاگ گئے ہیں تب میں نے ارادہ کیا اس کی تفصیل آپ سے کہوں۔ میری ماں! یہ سب کچھ میں نے آپ کی بہتری کے لیے کیا۔ اگر میرا باپ ایسی حسین اور خوبصورت لڑکی کو اپنے حرم میں داخل کر لیتا تو پھر حرم میں میری ماں! تمہاری حیثیت کچھ نہ رہتی۔ میرا باپ روانده ہی کی طرف متوجہ رہتا اور تمہاری حیثیت ایک ملازمہ سے زیادہ نہ ہوتی۔"

اس موقع پر چند لمحوں تک توصیفی انداز میں لیستہ نے اپنی بیٹی کی طرف دیکھا، پھر گلے لگا کر اسے پیار کیا، پھر اس کا گال چومتے ہوئے کہنے لگی۔

"بیٹی! تم جیسی محبت کرنے والی بیٹی سے مجھے ایسی ہی امید تھیں۔ پر سن! اس

Marfat.com

معاملے کا ذکر کسی اور سے نہ کرنا بیٹی۔ یہ تیرے میرے درمیان راز ہے۔ اگر تیرے باپ کو پتہ چل گیا تو تُو جانتی ہے وہ بڑا انتقام لینے والا ہے اور تیری اس حرکت پر وہ انتہا درجہ کا غضب ناک ہو گا۔ لہٰذا بالکل اس معاملے میں خاموشی اور چپ اختیار کر لینا۔''

اپنی ماں کی اس گفتگو سے مغریطہ خوش اور مطمئن ہو گئی تھی۔ پھر اپنی ماں سے اجازت لے کر اس کی خواب گاہ سے نکل گئی تھی۔

❁❁❁

عمر بن سریع اور منصور بن عبداللہ اسی طرح سرائے میں بیٹھے ہوئے تھے اور عمر بن سریع جب ہسپانیہ کی بدحالی کی تفصیل منصور بن عبداللہ سے کہہ چکا تو کچھ دیر خاموشی رہی۔ پھر عمر بن سریع منصور بن عبداللہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میں نے تجھے ہسپانیہ اور خصوصیت کے ساتھ اشبیلیہ کے حکمران معتمد سے متعلق تفصیل سے بتا دیا ہے۔ اب تو مجھے بتا کہ افریقہ کے حالات کیسے ہیں؟ اور کیا وہاں سے ہسپانیہ کے مسلمانوں کو کوئی مدد ملنے کی امید ہے؟''

جواب میں منصور بن عبداللہ کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اسی لمحہ سرائے میں چند افراد داخل ہوئے تھے۔ منصور بن عبداللہ اور عمر بن سریع دونوں بڑے غور سے اس کی طرف دیکھنے لگے تھے۔ پھر منصور بن عبداللہ سرائے کے مالک عمر بن سریع کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''یہ جو لوگ سرائے میں داخل ہوئے ہیں میں دیکھتا ہوں ان میں ایک تو تمہارا بڑا بھائی مسلم بن سریع ہے اور اس کے ساتھ تمہارا بھتیجا اور مسلم کا بیٹا زیدون بن مسلم ہے۔ ان دونوں باپ بیٹے کو تو میں اچھی طرح جانتا ہوں، ان سے کئی ملاقاتیں بھی ہو چکی ہیں۔ ان کے ساتھ جو باقی تین جوان ہیں ان میں سے ایک کو بھی میں جانتا ہوں۔ وہ تمہارے وزیر ابوبکر کا بیٹا قیطا بن ابوبکر ہے۔ لیکن باقی دو جوان میرے لیے اجنبی ہیں۔ ان میں سے ایک جو دائیں جانب ہے، میں دیکھتا ہوں نوعمر ہونے کے ساتھ بڑا دراز قد، خوبصورت اور کڑیل جسم والا ہے۔ کیا تم ان سے متعلق مجھے کچھ تفصیل نہیں کہو گے۔؟''

اس پر عمر بن سریع جلدی جلدی بولتے ہوئے کہنے لگا۔

Marfat.com

''ان کے آنے تک میں باقی دو کے متعلق مختصر یہ کہتا ہوں کہ جس جوان کی شخصیت اور جس کے کرڈیل ہونے کی تو نے تعریف کی ہے اس کا نام زکریا بن ادریس، دوسرے کا نام غیردر بن شبیب ہے۔ جہاں تک غیردر بن شبیب کا تعلق ہے تو یہ ہمارے ایک بڑے سالار شبیب کا بیٹا ہے۔ دوسرا زکریا بن ادریس طلیطلہ شہر کا رہنے والا ہے۔ افونش نے جب طلیطلہ پر حملہ کیا تھا تو اس وقت اس نے مسلمانوں کا قتل عام کیا۔ خصوصیت کے ساتھ ان مسلمانوں کا جنہوں نے افونش کے خلاف ہتھیار اٹھائے تھے۔ اسی قتل و غارت گری میں زکریا کے اہل خانہ مارے گئے۔

زکریا بن ادریس کا جہاں تک تعلق ہے تو یہ گرفتار ہو گیا تھا۔ افونش کے ایک سالار نے نام جس کا فانیز ہے اور جو ان دنوں افونش کے لشکریوں کا سپہ سالارِ اعلیٰ ہے وہ زکریا بن ادریس کی شخصیت سے بے حد متاثر ہوا تھا۔ اس نے جب یہ دیکھا کہ شخصیت میں اعلیٰ ہونے کے ساتھ ساتھ زکریا بن ادریس تیغ زنی اور دوسرے حرب وضرب کے ہنر میں بھی نایاب ہے تب اس نے اسے خرید لیا۔ اس لیے کہ پہلے زکریا بن ادریس کو ایک صاحب ثروت نصرانی نے اس چھوٹے نصرانی سالار سے خرید کر غلام بنا لیا تھا جس نے زکریا بن ادریس کو گرفتار کیا تھا۔ جب طلیطلہ میں اس کی شخصیت اور اس کی تیغ زنی میں مہارت کی شہرت پھیلنے لگی تب افونش کے سپہ سالار فانیز نے اسے خرید لیا۔ فانیز اسے اپنے ساتھ رکھنا چاہتا تھا۔ لشکر میں شامل کر کے اس سے بہت کام لینا چاہتا تھا۔ لیکن فانیز کے پاس قیام کے دوران یہ زکریا بن ادریس بھاگنے کے مواقع تلاش کرتا اور پھر ایک دن جب اسے موقع مل گیا تو یہ طلیطلہ سے بھاگ کر اشبیلیہ آ گیا۔ یہاں اس کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ اسی دوران غیردر بن شبیب سے اس زکریا بن ادریس کی دوستی ہو گئی جو اسے یہاں میرے پاس لے آیا تھا اور اس نے میری سرائے میں قیام کر لیا تھا۔ میں ان سے کوئی معاوضہ نہیں لیتا اس لیے کہ میں اسے عالم اسلام کا نایاب تیغ زن خیال کرتا ہوں اور پھر سب سے بڑی بات میرا بڑا بھائی مسلم بن سریع، زکریا بن ادریس کو اپنے بیٹے کی طرح عزیز رکھتا ہے اور میرا بھتیجا زیدون بن مسلم بھی اس کو اپنا بھائی بنائے ہوئے ہے۔''

یہاں تک کہتے کہتے عمر بن سریع کو رک جانا پڑا اس لیے کہ وہ سب قریب آ گئے تھے۔ ان کے قریب آنے پر عمر بن سریع اور منصور بن عبداللہ دونوں کھڑے ہوئے۔

Marfat.com

پُرجوش انداز میں ایک دوسرے سے ملے۔ دوبارہ جب سب بیٹھ گئے تب عمر بن سریع اپنے بڑے بھائی مسلم بن سریع کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''یہ جو آپ ان سب نوجوانوں کو اپنے ساتھ لے کر سرائے میں آئے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ کوئی قابلِ ذکر واقعہ پیش آنے والا ہے۔''

اس پر مسلم بن سریع نے اپنے چھوٹے بھائی عمر بن سریع پر ایک گہری نگاہ ڈالی، پھر دھیمے لہجے میں کہنے لگا۔

''عمر! میرے بھائی...... یوں جانو میرے سامنے اس وقت دو انتہائی اور بڑے اہم کام ہیں۔ پہلا جس کی تیاری ہم مکمل کر چکے ہیں وہ یہ کہ ہمارے مخبر یہ اطلاع دے چکے ہیں کہ چند یوم تک افونش کا ایک لشکر اس کے سالار یوریس کی سرکردگی میں حرکت میں آئے گا اور وہ ہمارے علاقوں میں داخل ہونے کے بعد جگہ جگہ حملہ آور ہوتے ہوئے لوٹ مار کے علاوہ تباہی اور بربادی کا کھیل کھیلنے کی کوشش کرے گا۔ اُس کی اس یلغار کو روکنے کے لیے میں نے معتمد سے بات کی ہے اور اس کام کے لیے غیر در بن شبیب کا انتخاب کیا گیا ہے۔ میرا بیٹا زیدون بن مسلم بھی اس کے ساتھ کام کرے گا۔ ان دونوں کے تحت ایک لشکر دیا جائے گا جو افونش کے سالار یوریس کی اپنے علاقوں میں ترک تاز کو روکنے کی کوشش کرے گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد مسلم بن سریع جب خاموش ہوا تب عمر بن سریع نے ایک گہری مگر شفقت بھری نگاہ زکریا بن ادریس پر ڈالی پھر کہنے لگا۔ ''کیا میں وجہ جان سکتا ہوں کہ اس مہم کا سالار زکریا بن ادریس کو کیوں نہ بنایا گیا؟''

اس موقع پر ہلکا سا تبسم مسلم بن سریع کے چہرے پر نمودار ہوا تھا، کہنے لگا۔

''میرے بھائی! تیرا کہنا ٹھیک ہے۔ اس وقت زکریا بن ادریس یقیناً اشبیلیہ کے سب سے اچھے سالاروں اور تیغ زنوں میں شمار کیا جاتا ہے لیکن اس کے ذمے میں نے ایک انتہائی اہم کام لگایا ہے اور یہ آج رات ہی یہاں سے اپنی ایک نئی مہم کی طرف کوچ کر جائے گا۔''

اپنے بڑے بھائی مسلم بن سریع کی طرف بڑے غور سے دیکھتے ہوئے عمر بن سریع بول اٹھا۔

''میرے عزیز بھائی! زکریا بن ادریس کے ذمے آپ کون سا کام لگا رہے ہیں؟''

Marfat.com

جواب میں مسلم بن سریع پھر مسکراتے ہوئے بول اٹھا۔

''میرے بھائی! سن...... طلبیرہ شہر کا ایک نصرانی ہے۔ نام اس کا انتیش ہے۔ وہ اپنی بیٹی اور بیوی کے ساتھ شہر میں پرسکون خوشگوار زندگی بسر کر رہا تھا۔ وہ شہر کے چند چوٹی کے تاجروں میں سے ایک تھا۔ بس اس کی بدقسمتی کہ اس کی اکلوتی بیٹی انتہا درجہ کی خوبصورت اور پرجمال ہے۔ اس لڑکی کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ان دنوں اس جیسی کوئی حسین اور پرکشش لڑکی نہیں ہوگی۔ شخصیت میں بھی باکمال ہے۔ اس لڑکی کے حسن اور شخصیت کی کشش کے چرچے جب افونش نے سنے تو اسے اپنے حرم میں داخل کرنا چاہا لیکن لڑکی کے ماں باپ کو اس معاملے کی خبر ہوگئی۔ لڑکی کا نام روانده ہے۔ چنانچہ اس کے ماں باپ نے لڑکی کو طلبیرہ شہر سے باہر ایک قریبی بستی میں اپنے عزیزوں کے ہاں چھپا دیا اور خود افونش کے حکم پر طلیطلہ منتقل ہو گئے اور موقع ملتے ہی وہاں سے بھاگ کر اشبیلیہ میں آگئے ہیں۔ یہاں سب سے پہلے انہوں نے مجھ سے ملاقات کی۔ اپنی بیٹی کا ذکر کیا اور اس کی رہائی کے لیے التماس کی۔ دونوں میاں بیوی کے پاس دولت کی کمی نہیں۔ یہاں انہوں نے اپنی رہائش کے لیے ایک حویلی بھی خرید لی ہے۔ چنانچہ میں نے ان کی فریاد سن کر اس کا ذکر ان چاروں بچوں سے کیا تو میں نے یہی اندازہ لگایا کہ یہ کام صرف زکریا بن ادریس ہی کر سکتا ہے۔ چنانچہ آج رات زکریا اس لڑکی کو طلبیرہ شہر کے نواح سے نکال کر اشبیلیہ میں اس کے ماں باپ کے پاس لانے کے لیے کوچ کرے گا۔ میں اس کے ساتھ آیا ہوں تاکہ اس کی تیاری کو آخری شکل دی جائے۔ ساتھ ہی ہم سب کو دعا بھی کرنی چاہیے کہ زکریا بن ادریس جس کی حیثیت اب میرے بیٹے کی سی ہے یہ روانده نام کی حسین اور خوبصورت لڑکی کو طلبیرہ شہر کے نواح سے نکال کر اشبیلیہ لانے میں کامیاب ہو جائے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد مسلم بن سریع جب خاموش ہوا تب عمر بن سریع اور منصور بن عبداللہ دونوں کچھ دیر تک توصیفی سے انداز میں زکریا بن ادریس کی طرف دیکھتے رہے۔ پھر منصور بن عبداللہ انتہائی شفقت اور انتہائی ہمدردی میں ڈوبی ہوئی آواز میں زکریا بن ادریس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اے ابنِ ادریس! میری خداوند قدوس کے حضور دعا ہے کہ وہ تجھے اس مہم میں کامیاب اور کامران رکھے۔ میرا دل کہتا ہے کہ تو اس مہم سے کامیاب لوٹے گا اور تیری

Marfat.com

اس کامیابی پر تیری شہرت اوجِ ثریا تک جائے گی۔ بچے! میں ایک بار پھر دعا کرتا ہوں کہ خداوند قدوس تجھے اپنے اس مقصد میں کامیاب اور کامران رکھے۔"

زکریا بن ادریس نے جواب میں منصور بن عبداللہ کا شکریہ ادا کیا۔ پھر مسلم بن سریع، زکریا بن ادریس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"بیٹے! تو اپنے کمرے کی طرف جا۔ اپنی ضرورت کا سارا سامان خرجین میں ڈال کر نیچے آ۔ اتنی دیر تک میں تیرے لیے زادِ راہ کے علاوہ تیرے گھوڑے پر زین ڈال کر اسے تیار کرتا ہوں اور پھر ہم سب دعاؤں کے ساتھ تجھے تیری مہم پر رخصت کرتے ہیں۔"

جواب میں زکریا بن ادریس مسکرایا اور وہاں سے ہٹ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوٹا تو اس نے کندھے پر چرمی خرجین لٹکا رکھی تھی۔ عین اسی لمحہ اشبیلیہ کی مسجد میں مغرب کی اذان سنائی دی تھی۔ سب نے مل کر نماز ادا کی، مل کر ہی کھانا کھایا، اس کے بعد زیدون بن مسلم بھاگ کر زکریا بن ادریس کے گھوڑے کو اصطبل سے نکال لایا۔ گھوڑے پر زین ڈالی جا چکی تھی۔ اتنی دیر تک غیردر بن شبیب بھی حرکت میں آیا، سرائے کے اندرونی حصے سے ایک خرجین اور پانی کا مشکیزہ نکال کر زکریا بن ادریس کے گھوڑے کی زین سے باندھ دیا تھا۔ پھر باری باری سب زکریا بن ادریس سے گلے ملے۔ آخر میں مسلم بن سریع سے ملنے کے بعد زکریا بن ادریس اس کے کہنے پر اپنے گھوڑے پر بیٹھا۔ اس موقع پر خدشات کا اظہار کرتے ہوئے منصور بن عبداللہ بول اٹھا اور مسلم بن سریع کو اس نے مخاطب کیا۔

"ابنِ سریع! جیسا کہ زکریا بن ادریس کی آپ نے اور آپ کے بھائی نے تعریف کی ہے، ایسے نوجوان بڑے نایاب ہوتے ہیں۔ یہ طلبیرہ کے نواح میں اس لڑکی کو کیسے تلاش کرے گا؟ اور وہ لڑکی اس کے ساتھ اشبیلیہ آنے کے لیے اس پر اعتماد اور بھروسہ کرے گی؟"

مسلم بن سریع جو معتمد کے لشکر میں بڑے سالاروں میں شامل تھا، مسکرایا اور کہنے لگا۔

"زکریا بن ادریس روانده نام کی اس لڑکی کے ماں باپ سے تفصیل کے ساتھ گفتگو کر چکا ہے۔ ان دونوں میاں بیوی نے کچھ ایسی نشانیاں دی ہیں جن کی بنا پر وہ

Marfat.com

لڑکی زکریا بن ادریس پر نہ صرف بھروسہ اور اعتماد کرے گی بلکہ بخوشی اس کے ساتھ طلبیرہ سے نکل کر اشبیلیہ آنے پر تیار ہو جائے گی۔"

مسلم بن سریع کے اس جواب پر منصور بن عبداللہ مطمئن ہو گیا تھا۔ پھر مسلم بن سریع نے آگے بڑھ کر زکریا بن ادریس کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے زکریا بن ادریس جست لگا کر اپنے گھوڑے سے اتر گیا اور مسلم بن سریع کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"یہ آپ کیا ظلم کر رہے ہیں؟ یہ کیسے ممکن ہے کہ میں گھوڑے پر سوار ہوں اور آپ میرے گھوڑے کی باگ پکڑ کر چلیں؟"

اس پر مسلم بن سریع نے تیز نگاہوں سے زکریا بن ادریس کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

"کیا تجھے یاد نہیں کہ حضور ﷺ نے اپنی رحلت سے پہلے ایک مہم کے لیے اسامہؓ بن زید کو سالارِ اعلیٰ مقرر کیا تھا اور شاید تمہیں یہ بھی یاد ہو گا کہ جب اسامہؓ بن زید اس مہم کے لیے روانہ ہوئے تھے تو خلیفہ اول حضرت ابوبکرؓ صدیق نے ان کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر انہیں الوداع کیا تھا۔ میرے عزیز! ابوبکرؓ صدیق اگر یہ کام کر سکتے ہیں تو تُو مجھے اس سعادت سے کیوں محروم کرنا چاہتا ہے؟ اپنے گھوڑے پر سوار ہو۔ میں تیرے گھوڑے کی باگ پکڑ کر سرائے کے باہر تک چلتا ہوں۔ ساتھ ہی دعا کرتا ہوں کہ خداوند قدوس تجھے اس مہم میں کامیاب رکھے۔"

مسلم بن سریع کے کہنے پر زکریا بن ادریس دوبارہ اپنے گھوڑے پر ہو بیٹھا تھا۔ مسلم بن سریع اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر سرائے سے باہر لایا۔ باقی سب لوگ بھی پیچھے پیچھے تھے۔ پھر زکریا بن ادریس نے سب سے الوداع کہا، اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور اپنی منزل کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

Marfat.com

❋

سورج غروب ہو گیا تھا۔ اپنے گھوڑے کی باگ تھامے زکریا بن ادریس ایک روز تیزی سے پھیلتی تاریکی میں طلیرہ شہر کی ایک نواحی بستی کے دروازے پر دستک دے رہا تھا۔ اس وقت اس کے گلے میں سنہرے رنگ کی ایک کافی بڑی صلیب لٹک رہی تھی جسے اس نے اپنے لباس سے باہر خوب نمایاں کر رکھا تھا۔ پہلی دستک پر کوئی ردِعمل نہ ہوا تو تھوڑی دیر کے وقفے کے بعد اس نے دوسری دستک دے ڈالی۔ دوسری دستک کے بعد مکان کے اندر ایک ہلچل ہوئی۔ پھر دروازے کے قریب کوئی آیا اور دھیمی آواز میں پوچھا۔

''کون ہے......؟''

زکریا بن ادریس نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

''مجھے کسی ایک شخص سے ملنا ہے جس کا نام حفسون ہو۔ میں بڑی دور کی منزل سے آیا ہوں۔''

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھل گیا۔ سامنے ڈھلی ہوئی عمر کا ایک شخص کھڑا تھا۔ دروازے پر زکریا بن ادریس کو کھڑے دیکھ کر دروازہ کھولنے والے اس بوڑھے شخص نے چند لمحوں تک بڑی گہری نگاہوں سے زکریا بن ادریس کا جائزہ لیا پھر کہنے لگا۔

''تمہارا چہرہ میرے لیے اجنبی ہے۔ میں نے پہچانا نہیں تم کون ہو؟''

اس پر اپنے گھوڑے کی باگ چھوڑ کر زکریا بن ادریس اس بوڑھے کے مزید قریب ہوا اور بڑی رازداری سے کہنے لگا۔

''اگر میں غلطی پر نہیں تو آپ حفسون ہیں۔ مجھے اس حفسون سے ملنا ہے جس کی بیوی کا نام سریشہ ہے اور ان دونوں کا ایک بیٹا ہے جس کا نام نیانوس ہے۔ کیا میں نے

Marfat.com

صحیح دروازے پر دستک دی ہے؟“

حفسون اس موقع پر گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا۔ منہ سے کچھ نہ بولا۔ اثبات میں گردن ہلائی پھر زکریا بن ادریس کو مخاطب کرتے ہوئے رازداری سے کہنے لگا۔

”میرے عزیز! اندر آجا۔ اپنے گھوڑے کو بھی اندر لے آ۔“

چنانچہ زکریا بن ادریس نے اپنے گھوڑے کی باگ پکڑی، مکان میں داخل ہوا۔ اس بوڑھے نے زکریا بن ادریس کے داخل ہونے کے بعد دروازہ بند کر دیا پھر بڑی رازداری میں زکریا بن ادریس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”میرا ہی نام حفسون ہے۔ میری بیوی کا نام سریشہ ہے اور میرے بیٹے کا نام نیانوس ہے۔ مجھے تیری ذات سے متعلق عجیب سے شبہات گزر رہے ہیں۔ میرا دل اور ضمیر کہتا ہے کہ تم دشمن نہیں دوست ہو۔ میرا دل یہ بھی کہتا ہے کہ تم کسی کی جان بچانے کے درپے ہو۔ یہاں کھڑے ہو میں تم سے تمہارا تعارف حاصل نہیں کروں گا۔ پہلے میرے ساتھ آؤ۔“

زکریا بن ادریس چپ چاپ بوڑھے حفسون کے پیچھے ہولیا۔ ایک طرف چھوٹا سا اصطبل تھا۔ حفسون نے پہلے زکریا بن ادریس سے اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی۔ گھوڑے کو اس نے اصطبل میں باندھا۔ اس موقع پر اس کے قریب جا کر زکریا بن ادریس کہنے لگا۔

”میرے گھوڑے کی زین نہ اتاریئے گا نہ اس کے ساتھ بندھا ہوا سامان علیحدہ کیجئے گا۔ میں یہاں شب بسری نہیں کروں گا۔ بس چند لمحے آپ کے پاس بیٹھوں گا اس کے بعد اپنے کام کی تکمیل کر کے یہاں سے چلتا بنوں گا۔“

اس موقع پر حفسون نے جستجو بھرے انداز میں اس کی طرف دیکھا تاہم گھوڑے کو اصطبل میں باندھنے کے بعد اس نے اس کے آگے چارہ ڈال دیا تھا۔ پھر زکریا بن ادریس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”اب تم میرے ساتھ آؤ۔“

زکریا بن ادریس اس کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ حفسون اسے اپنی حویلی کے دیوان خانے میں لے گیا۔ اندر اس کی بیوی سریشہ اور بیٹا نیانوس بیٹھے ہوئے تھے۔ ان دونوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حفسون کہنے لگا۔

Marfat.com

"محترم اجنبی! وہ سامنے دائیں جانب میری بیوی اور بائیں جانب میرا بیٹا نیانوس ہے۔ بیٹھو پھر میں تم سے تفصیل کے ساتھ گفتگو کرتا ہوں۔"

زکریا بن ادریس جب ایک نشست پر بیٹھ گیا تب حفسون، اس کی بیوی سریشہ اور بیٹا نیانوس بھی نشست پر بیٹھ گئے۔ حفسون گفتگو کا آغاز کرنا ہی چاہتا تھا کہ زکریا بن ادریس اس سے پہلے اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"آپ میری وجہ سے کسی تجسّس، کسی پریشانی، فکرمندی میں نہ پڑیئے گا۔ یوں جانیں میں آپ کا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے آیا ہوں۔ مجھے ایک ایسے شخص نے ایک کام کی تکمیل کے لیے روانہ کیا ہے جس کا نام انیتش ہے۔ اس کی بیوی کا نام اموسیہ ہے۔ شاید آپ دونوں کو اچھی طرح جانتے ہوں۔"

حفسون کے بوڑھے ذہن میں اس وقت نہ جانے کیسے خدشات جنم لے رہے تھے۔ ایک دم نے اپنے سر کو جھٹکا، پھر کہنے لگا۔

"میں سمجھ گیا ہوں کہ آپ کس کام کی غرض سے اس بستی کی طرف آئے ہیں۔ قبل اس کے کہ میں آپ سے آپ کا نام اور پتہ پوچھوں کیا آپ مجھے یہ بتا سکتے ہیں کہ انیتش اور اس کی بیوی اموسیہ ان دنوں کہاں ہیں؟"

ہلکا سا تبسم اس موقع پر زکریا بن ادریس کے چہرے پر نمودار ہوا تھا پھر حفسون کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"اس میں کوئی شک نہیں کہ افونش کے کہنے پر انیتش اور اس کی بیوی اموسیہ دونوں طلیطلہ کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ طلیطلہ میں کچھ دن انہوں نے قیام بھی کیا اور اس کے بعد صلاح مشورہ کر کے اور موقع پاتے ہی طلیطلہ سے نکل کر اشبیلیہ چلے گئے۔ اشبیلیہ میں انہوں نے ایک حویلی خرید لی ہے اور اسی میں انہوں نے قیام کر لیا ہے۔ لیکن وہ پریشان اور فکرمند ہیں۔ اس لیے کہ ان کی زندگی کا اساس البیت جسے آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان دونوں میاں بیوی کی زیست کا ایک حصہ گوہر ہے جو یہاں آپ کی بستی میں کہیں کھو گیا ہے۔ میں اسی گوہر کو لینے آیا ہوں تاکہ اسے لے جا کر اس کے باپ انیتش اور ماں اموسیہ کے پاس پہنچا دوں۔"

زکریا بن ادریس یہیں تک کہنے پایا تھا کہ حفسون مسکراتے ہوئے بول اٹھا۔

"جس گوہر کا میرے عزیز! تو ذکر کر رہا ہے، اس گوہر کا قیام میرے ہی ہاں ہیں۔

Marfat.com

اس گوہر کا نام روانده ہے۔ اب میں کھل کر گفتگو کرتا ہوں۔ اگر میں غلطی پر نہیں تو تم اینٹش اور اس کی بیوی اموسیہ کی طرف سے ان کی بیٹی روانده کو لینے آئے ہو۔ بیٹے! اگر معاملہ یہی ہے جو میں نے اندازہ لگایا ہے تو پھر اپنا نام تو کہو۔"

زکریا بن ادریس مسکرایا اور کہنے لگا۔

"میرا نام زکریا بن ادریس ہے۔ آپ کا کہنا درست ہے۔ میں روانده ہی کو لینے کے لیے حاضر ہوا ہوں اور یہاں سے نکال کر اسے اشبیلیہ پہنچانا اس وقت میری زندگی کا سب سے بڑا فریضہ ہے۔"

زکریا بن ادریس کی اس گفتگو سے حفسون، اس کی بیوی اور بیٹا تینوں خوش ہو گئے تھے یہاں تک کہ حفسون پھر زکریا بن ادریس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"بیٹے! میں اب تم سے مزید کوئی سوال نہیں کروں گا۔ میں تم سے یہ بھی نہیں پوچھوں گا کہ تمہارے پاس کیا معاملہ ہے جسے سامنے رکھ کر ہم تم پر اعتماد اور بھروسہ کریں اور روانده کو تمہارے ساتھ جانے دیں۔ میں روانده کو یہاں بلاتا ہوں اور وہ تم سے خود گفتگو کرے گی۔"

زکریا بن ادریس نے جب اس سے اتفاق کیا تو حفسون اپنے پہلو میں بیٹھے اپنے بیٹے نیانوس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"بیٹے! اُٹھ...... روانده کو یہاں میرے پاس لے کر آ۔"

اس پر نیانوس وہاں سے اٹھ کر ایک کمرے میں داخل ہو گیا تھا۔ اس کے جانے کے بعد بڑی رازداری میں حفسون زکریا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"دراصل روانده نے گزشتہ کئی دنوں سے میرے مکان کے تہہ خانے میں قیام کیا ہوا ہے۔ گاہے گاہے تہہ خانے سے نکل کر اوپر آتی ہے، اس کے بعد اپنی حفاظت کی خاطر دوبارہ تہہ خانے میں چلی جاتی ہے۔ میں نے اسے بلوایا ہے۔ تمہارے ساتھ جانے کے سلسلے میں وہ خود ہی تم سے گفتگو کرے گی۔"

کوئی زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ کمرے میں نیانوس کے پیچھے پیچھے ایک دراز قد اور اعلیٰ شخصیت کی مالک لڑکی کچھ اس طرح داخل ہوئی جیسے اچانک اس کمرے میں شرار برق نمودار ہو گیا ہو۔ زکریا بن ادریس کی جب پہلی نگاہ اس لڑکی پر پڑی تو اسے یوں لگا جیسے خون کی حدت دہکتی آگ کی چنگاریاں چارسُو اٹھ کھڑی ہوں۔

Marfat.com

وہ لڑکی جو روانده تھی، زیست کے قرطاس پر رقص کرتے امرت خزانوں جیسی حسین، تاریخ کے حقائق کو سنوارتی رفتار کی لذت جیسی پرکشش، وقت کی گردشوں میں فطرت کے بزم ارتقاء کو سنوارتے گل اندام جذبوں جیسی خوبصورت اور مدتوں سے بند کھلنے والے صحیفوں کی کرنوں کے اتہاس کے رنگوں جیسی پر جمال تھی۔ پہلی نظر میں اسے دیکھنے والا اس کے حُسن کی تاب نہ لاتے ہوئے دنگ رہ جاتا تھا۔ اس کے چہرے پر روز و شب کے ہنگاموں میں تمناؤں کا رقص بکھیرتے جذبوں جیسی کشش تھی۔ اسے دیکھ کر یوں لگتا تھا جیسے وقت کی نغمگی کے سیلاب میں چاروں سمت جاگتے لمحوں کی انگڑائیاں اٹھ کھڑی ہوں۔ نغمہ و آتش کے سنگم سے ملکوتی پھبن کے ساتھ نمودار ہونے والے عناصر کی طرح روانده کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

زکریا بن ادریس نے دیکھا اس کے خدوخال کی رعنائی، اس کے [illegible] کی موزونیت، اس کی پتلی، لچکیلی خم کھاتی کمر، نازک سجیلے ہاتھ، تیکھی انوکھی انگلیاں عجیب سماں باندھ رہے تھے۔ اسے دیکھ کر یوں لگتا تھا جیسے ساری دنیا کی زیب و زینت کو مجسم کر کے نغمات کے دھاروں کی بزم میں لا کھڑا کیا گیا ہو۔

اس کمرے میں داخل ہونے کے بعد روانده، حفسون کی بیوی سریشہ کے پہلو میں آ کر بیٹھ گئی۔ اس موقع پر حفسون تھوڑی دیر تک بڑی رازداری میں اس سے گفتگو کرتا رہا، پھر روانده زکریا بن ادریس کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

”کیا میں آپ کا نام پوچھ سکتی ہوں؟“

”میرا نام زکریا بن ادریس ہے۔“

”کہاں کے رہنے والے ہیں؟“

”اشبیلیہ کا رہنے والا ہوں۔“

”وہاں کس کو جانتے ہیں؟ اور کس نے آپ کو مجھے لانے کے لیے بھیجا ہے؟“ روانہ نے پھر پوچھا۔

”انیتش نام کا ایک شخص ہے، اس کی بیوی کا نام اموسیہ ہے۔ وہ دونوں یہاں سے طلیطلہ گئے تھے لیکن موقع پا کر طلیطلہ سے اشبیلیہ بھاگ گئے۔ وہاں انہوں نے اپنی رہائش کے لیے ایک حویلی خرید لی ہے۔ انہوں نے ہی مجھے اپنی بیٹی کو یہاں سے نکال کر اشبیلیہ لانے پر مقرر کیا ہے۔ اگر تم ہی روانده ہو تو پھر..........

Marfat.com

یہاں تک کہنے کے بعد زکریا بن ادریس رکا، اپنے لباس کے اندر سے اس نے ایک انتہائی قیمتی جواہر جڑی انگشتری نکالی اور وہ اس نے روانده کی طرف بڑھا دی تھی۔
اس انگشتری کو دیکھ کر روانده کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ چہرے پر تبسم پھیل گیا تھا۔ آنکھوں میں دور دور تک کھلکھلاتی چاندنی کا سماں بندھ گیا تھا۔ الٹ پلٹ کر اس نے انگوٹھی کو دیکھا پھر انگوٹھی زکریا بن ادریس کو لوٹاتے ہوئے کہنے لگی۔
''اس انگوٹھی کو اپنے پاس رکھیں۔ اب میں آپ سے مزید کوئی سوال نہیں کروں گی۔ میں آپ کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہوں۔''
روانده کے ان الفاظ پر حفسون، سریشہ اور نیانوس تینوں خوش ہو گئے تھے۔ پھر حفسون زکریا بن ادریس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
''بیٹے! پہلے تمہارے کھانے کا اہتمام کرتے ہیں۔ ساتھ ہی تم دونوں کے لیے زاد راہ بھی تیار کرتے ہیں۔ اتنی دیر تک میرا بیٹا نیانوس روانده کے لیے گھوڑے کو بھی تیار کر دیتا ہے۔ پھر تم یہاں سے کوچ کر جانا۔''
جواب میں زکریا نے حفسون کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔
''جہاں تک میرے کھانے کا تعلق ہے اس کی زحمت نہ کیجئے گا۔ میں یہاں سے قریبی ایک سرائے میں دن کا ایک حصہ گزار کر نہ صرف آرام کر چکا ہوں بلکہ کھانا بھی کھا چکا ہوں۔ زادراہ تیار کرنا آپ کے لیے آسان ہو تو بہتر ورنہ یہ میں راستے میں بھی حاصل کر سکتا ہوں۔ دراصل میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ ابھی اور اسی وقت یہاں سے کوچ کروں گا۔ میں چاہتا ہوں کہ رات ہی رات میں ان مسافتوں کو عبور کر جاؤں جہاں میرے لیے خطرات اٹھ سکتے ہیں۔ اس لیے کہ افونش نے یقیناً روانده کو حاصل کرنے کے لیے اپنے آدمی چاروں طرف پھیلا رکھے ہوں گے۔ میں نہیں چاہتا کہ میری سستی کی وجہ سے روانده کو کوئی نقصان پہنچے۔ اگر ایسا ہوا تو اس کے ماں باپ مجھے کبھی معاف نہیں کریں گے۔ لہٰذا......''
یہاں تک کہتے کہتے زکریا بن ادریس کو رک جانا پڑا کہ سریشہ بول اٹھی۔
''بیٹے! میں زادِ راہ تیار کرنے میں دیر نہیں کروں گی۔ اتنی دیر تک روانده بھی اپنا سامان باندھ لیتی ہے۔''
پھر سریشہ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنے بیٹے نیانوس کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

Marfat.com

"بیٹے! تم اصطبل میں جاؤ۔ روانده کے لیے گھوڑا تیار کرو۔ میں زادراہ کا اہتمام کرتی ہوں۔ اتنی دیر تک روانده بھی تیار ہو جاتی ہے۔"

اس کے ساتھ ہی نیانوس، سریشہ اور روانده وہاں سے ہٹ گئے تھے جبکہ زکریا بن ادریس حفسون کے پاس بیٹھ کر اشبیلیہ شہر کے متعلق گفتگو کرنے لگا تھا۔

سب سے پہلے نیانوس گھوڑے کو تیار کر کے لوٹا، اس کے بعد روانده بھی چمڑے کی ایک خرجین لیے اس کمرے میں آ گئی تھی۔ شاید اس خرجین میں اس نے اپنا سارا سامان ڈال لیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد سریشہ بھی آ گئی۔ ایک بار سب اصطبل کی طرف گئے۔ نیانوس دونوں گھوڑوں کو باہر نکال لایا تھا۔ سریشہ نے گھوڑے کی زین کے ساتھ زادِ راہ اور کچھ پھل باندھ کر لٹکا دیئے تھے۔ اس موقع پر صحن میں کھڑے ہو کر حفسون نے آسمان کی طرف دیکھا پھر تفکرات بھرے انداز میں کہنے لگا۔

"آسمان پر گہرے بادل بنے ہوئے ہیں بیٹے! سردی کا موسم ہے۔ اگر بارش ہو گئی تو تم دونوں مشکلات کا سامنا کرو گے اور راستے میں کہیں پھنس نہ جاؤ۔ ذرا رکو، میں ابھی آتا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی حفسون گھر کے اندرونی حصے کی طرف گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوٹا۔ اس کے ہاتھ میں ایک موٹا دبیز کمبل اور ساتھ ہی دو بڑی بڑی چرمی چادریں تھیں۔ ان تینوں کو تہہ کر کے اس نے روانده کے گھوڑے کی زین سے باندھ دیا تھا۔

جب وہ ایسا کر چکا تب بڑی ممنونیت سے زکریا بن ادریس نے ان تینوں کی طرف دیکھا، پھر کہنے لگا۔

"سب سے پہلے تو میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھ پر اعتماد اور بھروسہ کیا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد زکریا بن ادریس جب رکا تب حفسون کسی قدر بے چینی اور فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"ابنِ ادریس! روانده کا باپ میرا قریبی عزیز ہے۔ اس پر جو آج کل مصیبت کا دور گزر رہا ہے وہ ہم سب کے لیے ناقابل برداشت ہے۔ بیٹے! یہاں سے رخصت ہونے سے پہلے میں تم سے التماس کروں گا کہ ...."

اس سے آگے حفسون کو خاموش ہو جانا پڑا۔ اس لیے کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے

Marfat.com

زکریا بول اٹھا تھا۔

''اس سے آگے شاید آپ یہ کہنا چاہیں گے کہ میں راستے میں روانده خاتون کی حفاظت کروں۔ تو اس کے لیے میں آپ سے گزارش کروں کہ یہ مجھے فرض سونپا گیا ہے اور جب تک میرے جسم میں خون کا آخری قطرہ ہے میں اسے احسن طریقے سے نبھاؤں گا۔ میں آپ پر یہ بھی انکشاف کروں گا کہ جب تک زندہ رہوں گا، کوئی بھی روانده خاتون کو گزند نہیں پہنچا سکے گا۔ اور مجھے امید ہے کہ میں اسے باحفاظت اشبیلیہ میں سب کے ماں باپ کے پاس پہنچانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد زکریا بن ادریس رکا تو اس کے الفاظ سے جہاں روانده خوشی کا اظہار کر رہی تھیں وہاں حفسون، اس کی بیوی اور بیٹا بھی مطمئن دکھائی دے رہے تھے۔ پھر حفسون نے دوبارہ پوچھا۔

''بیٹے! یہاں سے نکلنے کے بعد تم کون سا راستہ اختیار کرو گے تا کہ میں بھی جانوں کہ تم اپنے لیے واپسی کا کون سا راستہ اختیار کر رہے ہو اور وہ تم دونوں کے لیے محفوظ بھی ہے کہ نہیں۔''

اس موقع پر زکریا بن ادریس نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری، کہنے لگا۔

''میں یہاں سے نکلنے کے بعد پہلے سیدھا مغرب کا رخ کروں گا چند میل آگے جانے کے بعد بائیں جانب کو مڑوں گا اور دریائے آنہ کا رخ کروں گا۔ دریا سے ہٹ کر میں روانده خاتون کے ساتھ سفر کرتا رہوں گا اور اس جگہ جا کر رکوں گا جہاں دریائے آنہ کے دوسری سمت مارده شہر پڑتا ہے۔ وہاں لکڑی کا ایک پل ہے۔ اس پل کو عبور کرنے کے بعد جنوب کا رخ کیا جائے تو شاہراہ سیدھی جبل مورینہ میں سے ہوتی ہوئی اشبیلیہ شہر کی طرف چلی جاتی ہے۔ اس شاہراہ پر سفر کرتے ہوئے مجھے امید ہے کہ ہم باحفاظت اشبیلیہ شہر پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔''

زکریا بن ادریس خاموش ہوا تو توصیفی انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے حفسون کہنے لگا۔ ''بیٹے! یہ ایک بہترین، مختصر اور محفوظ راستہ ہے اور مجھے امید ہے کہ تم دونوں باحفاظت اشبیلیہ پہنچنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ اور پھر میرا دل یہ بھی کہتا ہے کہ روانده کو یہاں سے اشبیلیہ لے جانے کے لیے میرے عزیز اینتش نے ایک انتہائی مناسب اور عمدہ نوجوان کا انتخاب کیا ہے۔ میں دیکھتا ہوں تم ابھی نوعمر ہو لیکن لگتا ہے

Marfat.com

حرب وضرب کے فنون میں یکتا اور نایاب ہو۔"

حفسون کے ان الفاظ پر ایک گہری نگاہ حسین اور خوبصورت روانده نے زکریا بن ادریس پر ڈالی تھی۔ زکریا بن ادریس اس موقع پر حفسون کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"آپ نے میرے متعلق یہ اندازہ کیسے لگایا......؟"

جواب میں حفسون مسکرایا اور کہنے لگا۔

"بیٹے! میں تیرے گھوڑے کا جائزہ لے چکا ہوں۔ گو تمہاری پیٹی میں تمہاری تلوار اور وہ خنجر بھی دیکھتا ہوں لیکن تمہارے گھوڑے کی زین کے ساتھ ڈھال ہے، دو چھوٹے نیزے ہیں جو بوقت ضرورت پھینک کر حفاظت کے لیے استعمال کیے جا سکتے ہیں اور ان سے بڑھ کر لمبے دستے والا چار منہ کا ایک مدھانی نما ہلکا پھلکا کلہاڑا ہے۔ میں سمجھتا ہوں تم حرب وضرب کے یہ سارے طور طریقے............"

اس موقع پر زکریا بن ادریس، حفسون کی بات کاٹتے ہوئے کہنے لگا۔

"سب سے بڑا محافظ میرا اللہ ہے۔ وہی سب کا نگہبان، وہی سب کی حفاظت کرنے والا ہے۔ آپ میرے لیے اور روانده خاتون کے لیے دعا کیجئے کہ ہم باحفاظت اپنی منزل پر پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں۔ میری زندگی کا یہ پہلا امتحان ہے اور میری بھی خداوند قدوس سے دعا ہے کہ میں اس کام میں سرخرو ہوں۔ اب مجھے اجازت دیں کہ ہم رخصت ہوں۔"

حفسون، سریشہ اور نیانوس نے اس سے اتفاق کیا۔ سب سے پہلے سریشہ گلے لگ کر روانده سے ملی، حفسون نے اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر اس کی پیشانی چومی، پانچوں گھر سے نکلے۔ اس وقت گلی ویران تھی۔ حفسون نے اِدھر اُدھر دیکھا پھر کہنے لگا۔

"بچو! جلدی جلدی اپنے گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ اور یہاں سے روانہ ہونے والی بات کرو۔ میں دیکھتا ہوں گلی میں اس وقت ویرانی ہے۔ کوئی دیکھ نہیں رہا۔"

اس پر زکریا بن ادریس اور روانده دونوں جلدی جلدی اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور پھر ایڑ لگاتے ہوئے وہاں سے رخصت ہو گئے تھے۔

❁

Marfat.com

✿

زکریا بن ادریس اور روانده بنت اینتش دونوں درمیانہ روی سے رات بھر سفر کرتے رہے۔ جس وقت مشرق سے روشنی کے آثار نمودار ہوئے اس وقت وہ وادی آنہ میں پہنچ چکے تھے۔ دونوں نے دیکھا مشرق کی طرف سے گہرے سیاہ رنگ کے بادل اٹھ رہے ہیں جو اس بات کی نشاندہی کر رہے تھے کہ طوفان آئے گا یا زوردار بارش ہو گی۔ اس موقع پر روانده بار بار بڑی بے چینی سے زکریا کی طرف دیکھتی تھی لیکن ہچکچاتے ہوئے اس سے مخاطب نہیں ہو پا رہی تھی۔ اس کی یہ کیفیت دیکھتے ہوئے زکریا بھی جان گیا کہ شاید وہ کچھ کہنا چاہتی ہے۔ اس موقع پر زکریا اسے مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ رک گیا۔ اس لیے کہ ذرا فاصلے پر اسے کچھ سوار شاہراہ پر کھڑے دکھائی دیئے۔ ان کی تعداد چھ کے لگ بھگ تھی۔

روانده کو مخاطب کرتے کرتے زکریا بن ادریس رک گیا تھا۔ پہلے پیٹی کے ساتھ میان میں لٹکتی تلوار کے دستے کا جائزہ لیا۔ بائیں جانب پیٹی کے اندر جو خنجر تھے، ان کی طرف دیکھا پھر گھوڑے کے ساتھ جو نیزے، ڈھال اور چار منہ کا مدھانی نما لمبے دستے والا اس کا کلہاڑا لٹک رہا تھا سب پر باری باری اس کی نگاہیں جم گئیں۔ اُس کی اس حرکت سے روانده بے حد پریشانی اور فکرمندی کا شکار ہو گئی تھی اس لیے کہ اس نے بھی اپنے سامنے شاہراہ پر چھ سواروں کو دیکھ لیا تھا۔ پھر ہکلاتی اور کپکپاتی ہوئی آواز میں روانده، زکریا کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

”آپ اپنے سامنے شاہراہ پر دیکھیں۔ کیا ہمارے لیے کوئی خطرہ تو نہیں؟“

زکریا نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری، کہنے لگا۔

”روانده خاتون! خطرہ تو ہے۔ تم دیکھتی ہو سامنے چھ سوار ہیں۔ میرے خیال میں

Marfat.com

محترم حفسون کی بستی میں کسی نے ہمیں رخصت ہوتے دیکھ لیا تھا سو کسی کو ہماری روانگی کی اطلاع کر دی۔ خاتون! تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تعداد میں چھ ہیں۔ دس ہوتے تب بھی سینہ تان کر ان سے تمہاری حفاظت کا سامان کرتا۔ اپنے گھوڑے کو روکنا مت۔ جس رفتار سے ہم جا رہے ہیں اسی رفتار سے آگے بڑھتے رہیں گے۔ ان کے قریب جا کر اپنے گھوڑے کو میرے قریب لے آنا۔ یہ لوگ کوئی مختصر راستہ اختیار کر کے ہماری راہ روکنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ تمہارے گھوڑے کے ساتھ جو ڈھال ہے اسے اپنے سامنے رکھنا۔ تلوار بھی سنبھال لینا۔ ہو سکتا ہے کسی موقع پر تمہیں اپنی حفاظت کا سامان کرنا پڑے۔ اس لیے کہ میں پیش بندی کا قائل ہوں۔''

زکریا بن ادریس کی اس گفتگو سے روانده کا چہرہ ہلدی ہو کر رہ گیا تھا۔ آنکھوں میں ڈر، خوف اور خدشات رقص کرنے لگے تھے۔ اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے ہلکا سا تبسم زکریا کے چہرے پر نمودار ہوا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''روانده خاتون! پریشان اور فکرمند مت ہونا۔ تمہارے باپ اور وقت نے مجھے تمہارا محافظ مقرر کر دیا ہے اور پھر دیکھو میں تمہارے تحفظ کا کیا سامان کرتا ہوں۔ قسم اس کائنات کے پیدا کرنے والے رب کی یہ تو صرف چھ ہیں، دس بھی ہوتے تو میں تمہاری حفاظت کی خاطر ان کے سامنے چھاتی تان کر کھڑا ہو جاتا۔''

زکریا کے ان الفاظ سے روانده کو کچھ تقویت ہوئی تھی۔ اتنی دیر تک وہ راہ روکنے والوں کے قریب پہنچ چکے تھے۔ پھر راہ روکنے والوں میں سے ایک زکریا بن ادریس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اے نوجوان! اپنے چہرے حلیے سے تو نوعمر لگتا ہے۔ خام کار اور ناتجربہ کار بھی ہے۔ جس لڑکی کو تُو اپنے ساتھ لے کر جا رہا ہے یہ لڑکی کسی کا مقدر، کسی کا حق ہے۔ ہم تم پر نہ جبر کرنا چاہتے ہیں اور نہ ظلم۔ ہم یہ بھی نہیں جانتے کہ تم کون ہو، اس لڑکی کو کن حالات اور کن خدشات کے تحت کہاں لے جانا چاہتا ہو۔ ہم تم سے صرف یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ یہ لڑکی ہمارے حوالے کر دو اور خود باحفاظت جہاں جانا چاہو جا سکتے ہو۔ ہم نہ تمہاری راہ روکیں گے نہ تم سے کوئی تعرض کریں گے نہ تم سے کوئی مطالبہ کریں گے۔ ہمارا مطالبہ صرف یہ لڑکی ہے اور یاد رکھنا یہ لڑکی ایک ایسی ہستی سے منسوب ہو چکی ہے جو آنے والے دور میں پورے ہسپانیہ کا شہنشاہ بننے والا ہے۔''

Marfat.com

یہاں تک کہنے کے بعد جب وہ رکا تب زکریا اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اگر میں اس لڑکی کو تمہارے حوالے نہ کروں تب؟''

اس پر جو پہلے مخاطب ہوا تھا، اس نے ایک ہولناک قہقہہ لگایا، پھر درندوں کی طرح دھاڑتے ہوئے بول اٹھا۔

''اگر تُو ایسا کرے گا تو یاد رکھنا یہ چنگاریوں کی طرح سلگتا وقت تیرا مذاق اُڑاتے ہوئے ہمارے سامنے تیرے رخ کو دھواں دھواں، تیرے فکر و خیال کو دھول دھول بنتے دیکھے گا۔ دیکھو ہمارے بادشاہ افونش نے اس لڑکی کے باپ کے سارے عزیز، رشتہ داروں کی بستیوں پر پہرے لگا رکھے ہیں۔ ہمیں افسوس ہے تیرے ساتھ اس کے بھاگنے کی اطلاع ہمیں کچھ تاخیر سے ملی ورنہ ہم تمہیں اس بستی کے قریب ہی روک لیتے جہاں سے تُو نکلا تھا۔ اب بھی اپنے ارادے سے باز آ جا۔ اگر تُو یہ خیال کرتا ہے کہ ہم ٹل جائیں گے تو یہ تیری بھول ہے۔ ہم پتھر کی طرح مصمم ہیں، شہد کی مکھی کی طرح محنتی اور مشتاق ہیں اور اپنے کام کی تکمیل کیے بغیر نہیں ہٹیں گے۔

اگر تُو اڑا رہا تو یاد رکھنا ہم تیری رگیں باندھ کر مٹی کے گھروندے کی طرح تیرا خاتمہ کر کے تجھ یتیرے عالم برزخ کی طرف روانہ کر دیں گے۔ سن اجنبی! ہم یہ نہیں پوچھیں گے کہ تُو کون ہے؟ تیرا نام کیا ہے؟ ہم تجھ پر یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ہم تو اس لڑکی کو خوشیوں کی گیت مالا، خوش نصیبیوں کی فصل، رسم گل کی داستانوں آسائشوں کے رنگ محل، خوابوں کی نشاط انگیزیوں کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ ہم اسے انجم افروز مستقبل اور ستاروں کی طرح جگمگاتے ماہ و سال کے درمیان کھڑا کرنا چاہتے ہیں۔ جبکہ تُو اس لڑکی کو انگار لمحوں اور وقت کی اُڑتی بدنصیبی کی گرد کی طرف لے جانے کا عزم کیے ہوئے ہے۔

جتنا فاصلہ اس لڑکی کے ساتھ طے کر چکے ہو اسے غنیمت جانو۔ ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ چند لمحے ہم تمہیں سوچنے کا موقع دیتے ہیں۔ اگر زندگی تمہیں عزیز ہے تو دس قدم پیچھے ہٹنے کے بعد اپنے گھوڑے کا رخ موڑو اور ہمارے ایک طرف سے گزرتے ہوئے آگے نکل جاؤ۔ اس کے بعد ہم تم سے نہیں پوچھیں گے کہ تم نے کہاں جانا ہے، تمہاری بستی کون سی ہے۔ اس لڑکی کو لے کر ہم طلیطلہ شہر میں اپنے بادشاہ افونش کا رخ کریں گے اور اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو پھر اس وادی آنہ میں وقت کی آنکھ

Marfat.com

تمہاری لاش کو لہو لہو، خون خون ہوتے دیکھے گی۔"

اس شخص کی اس گفتگو سے زکریا بن ادریس کی حالت سے لگتا تھا جیسے اس کے سینے میں آندھیاں، آنکھوں میں جنگاڑیاں ناچ اٹھی ہوں۔ جب وہ شخص خاموش ہوا تب ہولناک لہجے میں زکریا بن ادریس اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"زیادہ بپھرنے اور پھیلنے کی کوشش مت کرو۔ اگر تم نے میری راہ روکے رکھی اور زبردستی مجھ سے لڑکی کو حاصل کرنے کی کوشش کی تو یاد رکھنا اس بساطِ ارض و سما میں تمہاری زندگی کے افق پر رنگوں کے خدوخال کے جمال کو میں ناامیدیوں اور دکھ کے دھاروں میں بدل دوں گا۔ تمہاری زیست کے سلسلوں کی بساط کو موت کے اضطراب میں اور تمہاری حیات کی چھلکتی چھاگل سوچوں کو منتشر کرتے آتش فشانی دھاروں کی صورت اختیار کرے گی۔ میری راہ سے ہٹ جاؤ۔ میں نے ہر صورت میں اس لڑکی کو لے کر اپنی منزل کی طرف جانا ہے۔ اگر راہ سے نہیں ہٹو گے تو پھر اپنے دل کے قرطاس پر لکھ رکھو ایسا کر کے تم اپنے لیے تپتے بے سکون سایوں، سوکھے پتوں کی داستانوں، دکھ کے ہولناک قصوں، بچھڑتے لمحات کی اِلتجاکیوں، مایوسیوں کے مرکز، ناامیدیوں کے محور، پریشان نوحوں کی گونجوں، آشوب بھرے عزائم، خوف پھیلاتے سموں کو آواز دو گے۔ مجھ سے ٹکراؤ گے تو بے بس ہو جاؤ گے۔ میرے ساتھ آگ اور آہن کا کھیل کھیلنے کی کوشش کرو گے تو میں تم پر جبر مسلسل کی طرح اس طرح وارد ہوں گے کہ تم سب یہ بھی بھول جاؤ گے کہ بھنور کدھر اور ساحل کہاں ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد زکریا بن ادریس جب خاموش ہوا تو راہ روکنے والوں میں سے وہی جو پہلے مخاطب ہوا تھا، ہولناک قہقہہ لگاتے ہوئے کہنے لگا۔

"باؤلے ہو گئے ہو کیا؟...... نوعمر اور خام کار ہونے کے باوجود ہمیں دھمکی دیتے ہو کہ اگر ہم نے تم سے آگ اور آہن کا کھیل کھیلا تو تم ہم پر جبر مسلسل کی طرح وارد ہو جاؤ گے۔ تمہاری حیثیت ہمارے سامنے ایسی ہی ہے جیسے خونخوار اور آدم خور بھیڑیوں کے درمیان گھرا ہوا ایک بے بس میمنہ۔ اب ہم تمہیں زیادہ وقت نہیں دیں گے۔ فی الفور لڑکی سے علیحدہ ہو کر چلے جاؤ ورنہ ہم تمہیں بھیڑیوں کی طرح یہاں چیر پھاڑ کر رکھ دیں گے۔"

اس شخص کے ان الفاظ سے زکریا بن ادریس کی حالت بدل گئی تھی۔ اپنے بائیں

Marfat.com

ہاتھ سے اس نے اپنے گھوڑے کی باگ پکڑ رکھی تھی وہ چھوڑ دی، جھٹکے کے ساتھ تلوار نکال لی، ڈھال سنبھالی۔ ڈھال کی اوٹ میں ہی اس نے اپنی پیٹی سے ایک خنجر نکال کر سرعت سے مارا۔ خنجر مارتے ہی زکریا بن ادریس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی تھی۔ گھوڑے کو ایڑ لگنا تھی کہ سدھایا ہوا گھوڑا آندھی اور طوفان کی طرح بھاگا اور پھر ان کے قریب جا کر زکریا بن ادریس کی تلوار بلند ہو کر گری اور ان میں سے ایک کا خاتمہ کرتی ہوئی چلی گئی۔ ایک دم گھوڑے کو موڑتے ہوئے زکریا بن ادریس روانده کے سامنے آن کھڑا ہوا۔ اُس کی اس کارگزاری پر روانده کسی قدر سکون محسوس کر رہی تھی۔ اُس کے چہرے پر اب پہلے کی نسبت کچھ طمانیت آ گئی تھی۔

دوسری طرف زکریا بن ادریس کا گھوڑا باری باری اپنے چاروں پاؤں کو اٹھاتے ہوئے کچھ اس انداز میں کلیلیں کرنے لگا تھا جیسے وہ اپنی پہلی کارروائی پر اپنی کامیابی پر شاداں و سرشار ہو۔ اس موقع پر زکریا بن ادریس نے پھر راہ روکنے والوں کو مخاطب کیا۔

''میں نے کہا نہ تھا میرے ساتھ آگ اور آہن کا کھیل نہ کھیلنا۔ اب جبکہ تم نے اس کی ابتداء کر ہی دی ہے تو پھر بھاگنا نہیں۔ دیکھتے رہو میں تم سب کو کیسے ہولناک ہزیمت، اندر کے روگ، باطن کے آشوب، آنکھوں کے خوف اور چہروں کے کرب میں مبتلا کرتا ہوں۔ ظالمو! تم چھ تھے، اب چار رہ گئے ہو۔ اور اب مزید کم ہونے کے لیے تیار ہو جاؤ۔''

اس کے ساتھ ہی زکریا بن ادریس نے پہلے اپنی تلوار اپنے گھوڑے کی گردن کے قریب بندھی چرمی خول میں ڈال دی، بڑے ماہرانہ انداز میں گھوڑے کی گردن کے پچھلے اور اگلی ٹانگ کے اوپر والے حصے کو چند لمحے تک تھپتھپایا، جس کے جواب میں گھوڑا بڑی تیزی سے کنوتیاں بدلنے لگا تھا، ہنہنانے لگا، نتھنے بھی پھڑ پھڑاتا جا رہا تھا جیسے وہ کسی نئی کارروائی کی ابتداء کرنے کے لیے بالکل تیار اور مستعد ہو۔ اس کے ساتھ ہی زکریا نے اپنے گھوڑے کی زین سے بندھا مدھانی نما چار منہ کا ہلکا پھلکا لمبے دستے والا کلہاڑا سنبھالا اور بڑے خوفناک انداز میں اسے اپنے ہاتھ پر گھمانے لگا تھا۔ گھمانے کا انداز ایسے ہی تھا جیسے وہ کلہاڑا راہ روکنے والوں کو دے مارے گا۔ اس موقع پر وہ بھانپ گئے تھے کہ جس طرح اس نے پہلے خنجر مار کر ہماری توجہ مارنے والے ساتھی کی طرف کی ہے، اب وہ کلہاڑا مار کر ہماری توجہ دوسری طرف مبذول کر کے ہم پر وارد ہونا

Marfat.com

چاہتا ہے۔ لہٰذا انہوں نے اپنے سامنے اپنی ڈھالیں کر لی تھیں۔ ڈھالوں کا سامنے آنا تھا کہ ان کے لیے ایک طوفان کھڑا ہوا۔ اس لیے کہ اسی لمحہ ہلکی سی ایک مہمیز کے ساتھ گھوڑا طوفانی انداز میں دوڑا اور پھر ایک ساتھ بڑی سرعت اور تیزی کے ساتھ زکریا نے اپنا کلہاڑا ان پر برسایا اور کلہاڑے کے دو ہی وار نے ان میں سے دو کا خاتمہ کر دیا تھا۔ آندھی اور طوفان کی طرح زکریا مڑ کر پھر روانده کے سامنے آن کھڑا ہوا تھا۔ اُس کی اس کارگزاری پر اب روانده کے چہرے پر ہلکا سا تبسم تھا۔

باقی دو بچنے والوں کو زکریا بن ادریس خشونت آمیز برق کی کڑک جیسے انداز میں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میں جانتا ہوں تمہاری حالت بدل گئی ہے۔ پہلے تم چھ تھے، اب دو رہ گئے ہو اور یہ اندازہ لگانے میں بھی حق بجانب ہوں کہ اس وقت تمہاری نس نس کو خوف زدہ کرتی اُلجھن و خرابی تمہارے اندر رقص کر رہی ہے۔ تم نے مجھے دھمکی دی تھی، مجھے موت کے گھاٹ اتارنے کے دعوے کیے تھے؛ زبردستی مجھ سے لڑکی کو چھیننے کی دھمکیاں دی تھیں۔ پھر دیکھو میں نے تمہارے اندر ایک انقلاب برپا کر دیا ہے۔ تم مجھے نوعمر، خام کار قرار دیتے رہے جبکہ ہمیں نے اپنے رب کی مدد اور ہنرمندی سے تم چھ کو دو میں تبدیل کر دیا ہے۔ اب تم نے بھاگنے کی کوشش کی تو بھاگ نہیں پاؤ گے۔ وقت کی اس گردش میں اب تمہاری ہر سانس شعلے کی زبان بنے گی۔ تمہارے لیے ہر سُو، ہر سمت آہیں اُٹھیں گی۔ عنقریب خوفزدہ چہروں اور پھٹی پھٹی آنکھوں کے ساتھ تمہاری حیات کے ساز ٹوٹنے والے ہیں۔ منتظر رہو۔''

اس کے ساتھ ہی اپنا کلہاڑا زکریا نے زین سے باندھ لیا، تلوار سنبھالی، بائیں ہاتھ میں ڈھال کی گرفت مضبوط کی، گھوڑے کو ایڑ لگائی، گھوڑا پھر بھاگا، باقی بچنے والے دونوں اکٹھے ہو گئے تھے اور آگے بڑھ کر زکریا نے ان پر حملہ کر دیا تھا۔ کچھ دیر تک زکریا بن ادریس ڈٹ کر ان سے تیغ زنی کا مقابلہ کرتا رہا۔ وہ زیادہ دیر تک اس کا سامنا نہ کر سکے اور باری باری زکریا بن ادریس نے ان دونوں کو کاٹ کر رکھ دیا تھا۔

روانده ابھی تک دور ہی کھڑی تھی۔ زکریا بن ادریس کی اس کارگزاری پر اب اس کے چہرے پر گہری مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ وہ پرسکون تھی۔ چہرہ تمتما اٹھا تھا۔ آنکھوں کے اندر خوشیوں اور سرشاریوں سے بھرپور لہریں رقص کرنے لگی تھیں۔

Marfat.com

دوسری طرف زکریا بن ادریس نے سارے مرنے والوں کی تلاشی لی۔ ان کے پاس جس قدر نقدی تھی، نکال کر محفوظ کر لی، ان کے ہتھیار بھی سنبھال لیے اور ان کے چھ گھوڑوں کو ایک دوسرے سے جکڑنے کے بعد جب وہ فارغ ہوا تو اتنی دیر تک روانده بھی اپنے گھوڑے کو آگے بڑھا کر اور گھوڑے سے اتر کر آن کھڑی ہوئی تھی۔ اس موقع پر روانده زکریا بن ادریس کو مخاطب کرتے ہوئے کچھ کہنا چاہتی تھی کہ زکریا پہلے ہی اسے مخاطب کر کے کہنے لگے۔

''روانده خاتون! تمہارے چہرے کا انداز بتاتا ہے کہ تم کچھ کہنا چاہتی ہو۔ دیکھو! میرا شکریہ ادا مت کرنا۔ اس کے علاوہ جو بھی تم کہنا چاہو میں بڑے غور سے سنوں گا۔ تمہارے ماں باپ نے یہ فرض مجھے سونپا تھا لہٰذا جب میں فرض کی ادائیگی کرتا ہوں تو پھر کسی کے ممنون اور کسی کے شکرگزار ہونے کا متمنی نہیں رہتا۔ بس یوں جانو یہ میرا فرض تھا جو میں ادا کر چکا۔ میرے خیال میں اب ہمیں ان چھ کے گھوڑوں کو ہانکتے ہوئے اپنے سفر کو جاری رکھنا چاہیے۔''

یہاں تک کہتے کہتے زکریا کو رک جانا پڑا اس لیے کہ روانده نے مسکراتے ہوئے مشرق کی طرف اشارہ کیا پھر کہنے لگی۔

''یہ جو مشرق کی طرف سے طوفان اٹھ رہا ہے اس کا کیا ہوگا؟''

اس پر زکریا بن ادریس نے ایک لمبا سانس لیا، کہنے لگا۔

''روانده خاتون! اس طوفان کو ہم تک پہنچنے میں ابھی دیر لگے گی۔ اتنی دیر تک اگر ہم اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے آگے بڑھیں گے تو ہم افونش کی حدود سے نکل کر محفوظ علاقوں میں داخل ہو سکتے ہیں۔ اگر تم میرا ساتھ دو تو ہم یہ آسانی سے کر سکتے ہیں۔ محفوظ علاقوں میں داخل ہونے کے بعد نہ ہمیں کسی کے تعاقب کا خطرہ رہے گا نہ ہی یہ خدشہ رہے گا کہ کوئی ہماری راہ روک کھڑا ہوگا۔''

جواب میں بڑی سنجیدگی میں روانده کہنے لگی۔

''اگر یہ بات ہے تو میں آپ کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہوں۔'' اس کے ساتھ ہی وہ مڑ کر اپنے گھوڑے کی طرف بڑھی تھی۔ اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے زکریا بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ اپنے گھوڑے پر بیٹھا پھر دونوں اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے اور مرنے والوں کے سارے گھوڑوں کو اپنے آگے آگے ہانکتے ہوئے بڑی تیزی سے آگے بڑھنے

Marfat.com

لگے تھے۔

جس وقت وہ چند درختوں کے گھنے جھنڈ کے قریب پہنچے تو پیچھے سے پہلے تیز بگولے اٹھنے لگے۔ شاید وہ مشرق سے اٹھنے والے طوفانوں کا پیش خیمہ تھے۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے زکریا نے مڑ کر پیچھے دیکھا، روانده بھی پیچھے کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ پھر زکریا نے آگے بڑھ کر چھ گھوڑوں کو روک دیا اور روانده کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''ہماری پشت پر تیز آندھی اور طوفان قریب آ گئے ہیں۔ ہو سکتا ہے بارش بھی ہو جائے۔ اس صورت میں ہم ٹھٹھر کر رہ جائیں گے اور یہ بھی ممکن ہے کہ آندھی اور طوفان کی وجہ سے ہمارے گھوڑے بھی بدک کر ہم سے جدا ہو جائیں۔ یہ جو دائیں جانب درختوں کا ایک گھنا جھنڈ ہے یہ ہمارے لیے بڑا سودمند ثابت ہو سکتا ہے۔ اس کی طرف آؤ۔''

روانده چپ چاپ اس کے ساتھ ہو لی تھی۔ زکریا بن ادریس نے سب سے پہلے گھوڑے سے اتر کر سارے گھوڑوں کو دو درختوں کے ساتھ باندھا، دونوں درختوں کے تنے خوب موٹے اور تنوں کے قریب ہی گھنی شاخیں بھی تھیں۔ زکریا نے جلدی جلدی ایک چرمی چادر کو دونوں درختوں کے ساتھ اس طرح باندھ دیا کہ درختوں کے بیچ کا فاصلہ اس نے چرمی چادر سے ڈھانپ لیا تھا پھر درختوں کی کچھ ٹہنیوں کے ساتھ باندھتے ہوئے سارے گھوڑوں کو بھی ان چاروں کے سامنے کر دیا تھا۔ پھر روانده کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اگر آندھی آتی ہے تو اس کا اتنا خطرہ نہیں ہے، گزر جائے گی۔ ہاں اگر بارش شروع ہو گئی تو یہ جو میں نے دونوں چادریں تانی ہیں، اس کی وجہ سے نہ صرف ہم بارش میں بھیگنے سے بچ جائیں گے بلکہ ہمارے گھوڑے بھی محفوظ رہیں گے۔''

اس موقع پر روانده نے کچھ سوچا، پھر قریب ہی ایک درخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگی۔

''اس درخت کی طرف دیکھیں۔ وہ سوکھا ہوا ہے۔ اگر بارش کا سلسلہ لمبا ہو گیا، سردی تیز ہو گئی تو کیا ہم......''

جست لگانے کے انداز میں زکریا اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا، کہنے لگا۔

''میں تمہارا مطلب سمجھ گیا ہوں۔ میں ابھی آتا ہوں۔''

Marfat.com

''اس سلسلے میں، میں بھی آپ کی مدد کرتی ہوں۔'' رواندہ کہنے لگی۔

''نہیں، نہیں۔ تم یہاں گھوڑوں کے پاس بیٹھو۔ میں دیکھو کیا کرتا ہوں۔''

اس کے ساتھ ہی اپنا چار منہ کا کلہاڑا اتار کر زکریا اس خشک درخت کی طرف بڑھا۔ اس کے کافی حصے کو کاٹ کر کھینچتے ہوئے اس جگہ لے آیا تھا جہاں گھوڑے بندھے تھے۔ ہوائیں اب طوفانی شکل اختیار کرنے لگی تھیں۔ زکریا نے جلدی جلدی اس درخت کے ٹکڑے کاٹ کر اس کے خشک پتوں کو ایک جگہ جمع کر لیا۔ ان پتوں پر پہلے چھوٹی چھوٹی ٹہنیاں رکھیں، اس کے بعد لکڑیاں ڈال دیں۔ ساتھ ہی پتوں کو آگ لگا دی۔

گو ہوا تیز چل رہی تھی لیکن سامنے جو چمڑے کی چادر تان دی گئی تھی اس سے ہوا آگ پر اثر انداز نہیں ہو رہی تھی۔ پہلے پتے جلے، پھر چھوٹی ٹہنیوں نے آگ پکڑ لی۔ اس کے بعد الاؤ جب بھڑک اٹھا تو تیز ہواؤں کی وجہ سے الاؤ کی گرمی گھوڑوں تک بھی پہنچنے لگی تھی۔ کوئی زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ ہوا تھم گئی اور تیز بارش کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔

زکریا اور رواندہ دونوں آگ کے الاؤ کے پاس بیٹھ گئے تھے۔ کچھ دیر خاموشی رہی، دونوں گم صم بیٹھے رہے۔ پھر رواندہ نے بولنے میں پہل کی۔ زکریا کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''یہ جو آپ نے دونوں چادریں تانی ہیں، ایک کو چھت کی جگہ استعمال کیا جا سکتا ہے، دوسری کی ایک دیوار بنا دی ہے، اس سے ہم سردی اور بارش دونوں سے محفوظ ہو گئے ہیں۔ اور یہ جو الاؤ بھڑک اٹھا ہے اس کی وجہ سے ہم ہی نہیں، ہمارے گھوڑے بھی سردی سے محفوظ رہیں گے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد رواندہ کچھ دیر کو رکی، پھر دوبارہ زکریا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''کیا ایسا ممکن نہیں کہ یہاں ہم کھانا بھی کھا لیں؟ کیا یہ جگہ ہمارے لیے خطرے کا باعث تو نہیں بن سکتی؟''

جواب میں زکریا کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا تھا، کہنے لگا۔

''اس وقت ہم افونش کی عملداری سے باہر ہیں اور ہمیں اب افونش اور اس کے لشکریوں کے تعاقب کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔''

Marfat.com

زکریا کے ان الفاظ پر روانده خوش ہو گئی تھی۔ جلدی جلدی گھوڑے کی خرجین سے اس نے کھانے پینے کا سامان نکالا، الاؤ کے پاس لگایا۔ دونوں چپ چاپ کھانا کھانے لگے تھے۔ کھانے کے بعد دونوں نے چھاگل سے پانی پیا پھر بچنے والا زادِ راہ سنبھال اور لپیٹ کر روانده نے پھر خرجین میں ڈال کر گھوڑے سے باندھ دیا تھا۔ بارش کچھ دیر تک موسلا دھار برستی رہی، پھر اس میں کمی آتی گئی یہاں تک کہ بارش تھم گئی۔

زکریا بن ادریس اٹھ کھڑا ہوا اور روانده کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''روانده خاتونِ! ہم نے کھانا بھی کھا لیا، طوفان بھی گزر گیا، بارش بھی ہو لی، افونش کے جو آدمی ہمارے تعاقب میں تھے ان کا بھی خاتمہ ہو گیا، اب آؤ اپنی منزل کی طرف روانہ ہوں۔''

جواب میں روانده نے زکریا بن ادریس کے ان الفاظ پر مسکراتے ہوئے گردن ہلائی تھی۔ زکریا نے جلدی جلدی دونوں چرمی چادریں کھول کر پہلے کی طرح تہہ کر کے سنبھال لی تھیں۔ گھوڑوں کو کھولا گیا، دونوں اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے پھر چھ گھوڑوں کو اپنے آگے آگے ہانکتے ہوئے وہ بڑی تیزی سے اپنی منزل کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

❁

Marfat.com

❁

دونوں آگے پیچھے ایک روز اشبیلیہ شہر میں داخل ہوئے۔ مختلف شاہراہوں سے ہوتے ہوئے ایک حویلی کے سامنے زکریا بن ادریس رکا، گھوڑے سے اُترا، اس کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھتے ہوئے روانده بھی اپنے گھوڑے سے اتر گئی تھی، پھر آگے بڑھ کر زکریا نے حویلی کے دروازے پر دستک دی تھی۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا۔ دروازہ کھولنے والا روانده کا باپ انیتش تھا اور اس کے پیچھے روانده کی ماں اموسیہ بھی کھڑی تھی۔ ان دونوں نے جب حویلی سے باہر زکریا بن ادریس کے ساتھ اپنی بیٹی روانده کو دیکھا تو ان دونوں کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ یہی حالت روانده کی بھی تھی۔ ان دونوں کو دیکھتے ہوئے روانده حویلی کی دہلیز پھلانگتی، بھاگتی اچھلتی کودتی آگے بڑھی اور سب سے پہلے پُرجوش انداز میں اپنی ماں سے بغلگیر ہوئی۔ اس کے بعد انیتش نے اسے اپنے ساتھ لپٹا کر پیار کیا تھا۔ ان کی یہ حالت دیکھتے ہوئے زکریا بن ادریس مسکرا رہا تھا تاہم وہ حویلی کے باہر ہی کھڑا تھا۔ چھ گھوڑے جو وہ اپنے ساتھ لے کر آئے تھے وہ بھی ایک طرف کھڑے تھے۔ روانده سے ملنے کے بعد گھوڑنے کے انداز میں انیتش نے زکریا بن ادریس کی طرف دیکھا، پھر انتہائی پدرانہ شفقت میں کہنے لگا۔

”ابن ادریس! بیٹے! تم ابھی تک حویلی سے باہر کھڑے ہو۔ اندر آؤ، میں تم سے بہت کچھ کہنا چاہتا ہوں۔“

اس موقع پر زکریا بن ادریس باہر ہی کھڑا رہا اور انیتش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”محترم انیتش! آپ نے جو کام مجھے سونپا تھا اسے میں مکمل کر چکا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ آپ کی بیٹی آپ کے پاس پہنچ چکی ہے...... میرا کام ختم ہوا۔ میں اب

Marfat.com

جاتا ہوں۔''

زکریا کے ان الفاظ پر اموسیہ بھی پریشان ہو گئی تھی۔ انیتش باہر نکلا، آگے بڑھ کر اس نے زکریا کا بازو پکڑا اور کہنے لگا۔

''ابنِ ادریس! تم میری زندگی کے سب سے بڑے محسن اور میرے اہل خانہ کے سب سے اعلیٰ اور ارفع مربیّ ہو۔ یہ کیسے اور کیونکر ممکن ہے کہ تم حویلی میں داخل ہوئے بغیر ہی باہر کھڑے ہو کر اپنے کام کی تکمیل کی اطلاع دے کر واپس چلے جاؤ۔ بیٹے! اندر آؤ۔ ان گھوڑوں کو بھی اندر لاؤ اور اصطبل میں باندھو۔''

زکریا بن ادریس مسکرایا، کہنے لگا۔

''ایسی زحمت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔''

پھر اس نے سارے گھوڑوں کو باہر باندھ دیا۔ جس گھوڑے پر سوار ہو کر روانده آئی تھی، اسے وہ حویلی کے اندر لے گیا اور حویلی کے اندر جو چھوٹا سا اصطبل تھا، گھوڑے کو اس کی طرف لے جاتے ہوئے کہنے لگا۔

''یہ گھوڑے روانده کا ہے۔ میں ذرا اسے اصطبل میں باندھ دوں۔''

اس کے ساتھ ہی گھوڑے کو اصطبل میں باندھنے کے بعد زکریا نے اس کے منہ سے دھانہ اتار کر زین سامان سمیت اتار کر وہیں رکھ دی تھی پھر وہ انیتش کے ساتھ ہو لیا۔ چاروں آ کر دیوان خانے میں بیٹھ گئے تھے۔

اس موقع پر گفتگو کا آغاز روانده کی ماں اموسیہ نے کیا۔ کہنے لگی۔

''ابنِ ادریس! میرے بیٹے! اس موقع پر میں تم سے بہت کچھ کہنا چاہتی ہوں۔ اتنا کچھ کہ اُمیں خود بھی اندازہ نہیں لگا سکتی۔ پر سوچتی ہوں اس گفتگو کے لیے اور تمہاری توصیف کے لیے میں کیسے اور کون سے الفاظ کا انتخاب کروں؟''

جواب میں زکریا بن ادریس مسکرایا اور کہنے لگا۔

''میں آپ دونوں سے گزارش کروں گا کہ اس کام کے سلسلے میں میری تعریف نہ کیجئے گا، نہ ہی میرا شکریہ ادا کیجئے گا۔ اگر آپ دونوں میں سے کسی نے ایسا کیا تو میں یوں جانوں گا میرے اور آپ لوگوں کے درمیان اجنبیت کی ایک دیوار ہے اور اس اجنبیت کی دیوار کی اوٹ میں کھڑے ہو کر آپ میرا شکریہ ادا کرنے جا رہے ہیں۔''

زکریا بن ادریس کے ان الفاظ پر اموسیہ اور انیتش دونوں میاں بیوی چپ ہو رہے

Marfat.com

تھے۔ پھر انیتش اپنی جگہ سے اٹھا اور کہنے لگا۔
''ابنِ ادریس! بیٹے! تھوڑی دیر رکو، میں ابھی آتا ہوں۔''
اس کے ساتھ ہی انیتش اس کمرے سے نکل گیا تھا۔
تھوڑی دیر بعد وہ لوٹا۔ اس وقت اس کے ہاتھ میں نقدی سے بھری ایک چرمی تھیلی تھی۔ پہلے وہ زکریا بن ادریس کے پہلو میں بیٹھ گیا پھر نقدی کی وہ تھیلی اس نے ابنِ ادریس کی گود میں رکھ دی۔ کہنے لگا۔
''بیٹے! یہ مت خیال کرنا کہ میں تمہیں روانڈو کو یہاں لانے کا معاوضہ دے رہا ہوں۔ یہ ایک باپ کی طرف سے بیٹے کے لیے تحفہ ہے۔ اور مجھے امید ہے تم اسے قبول کرو گے۔''
زکریا بن ادریس نے پہلے اس تھیلی کا منہ کھول کر دیکھا، مسکرایا، تھیلی کا منہ بند کیا، تھیلی کو واپس انیتش کی گود میں رکھتے ہوئے کہنے لگا۔
''آپ نے اتنی شفقت سے یہ تھیلی مجھے تحفے کے طور پر پیش کی، اس کے لیے میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ جواب میں، میں آپ کو تحفتاً یہی تھیلی پیش کرتا ہوں۔ آپ جانتے ہیں میں ایک بے ضرورت سا انسان ہوں۔ مجھے نقدی کی ان تھیلیوں سے کوئی غرض و غایت نہیں رہتی۔''
یہاں تک کہنے کے بعد زکریا بن ادریس رکا، تب اموسیہ بڑی شفقت میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔ ''بیٹے! یہاں سے جانے میں جلدی نہ کرنا۔ میں ابھی کھانا تیار کرتی ہوں۔ چاروں مل کر کھانا کھاتے ہیں۔ اس کے بعد اگر تم کہیں جانا چاہو گے تو میں تمہاری راہ نہیں روکوں گی۔ ساتھ ہی میں تم سے یہ بھی التماس کروں گی کہ گاہے گاہے ہمارے ہاں آتے جاتے رہنا۔ اس حویلی کو اپنا سمجھنا۔''
اموسیہ کی اس گفتگو کا جواب زکریا بن ادریس دینا ہی چاہتا تھا کہ اسی لمحہ کسی نے حویلی کے دروازے پر دستک دی تھی۔ اس پر زکریا بن ادریس اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور انیتش کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔
''آپ لوگ بیٹھیں۔ میں دیکھتا ہوں کون ہے۔'' اس کے ساتھ ہی وہ دیوان خانے سے نکل گیا تھا۔
تھوڑی دیر بعد وہ لوٹا۔ جونہی وہ دیوان خانے میں داخل ہوا، تجسس بھرے انداز

Marfat.com

میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے انیتش نے پوچھ لیا۔

''بیٹا! کون تھا؟''

جواب میں زکریا کہنے لگا۔

''میں اب جاتا ہوں۔ ایک شخص مجھے بلانے آیا تھا۔ اسے ہمارے بڑے سالار مسلم بن سریع نے بھیجا تھا۔ انہیں میرے آنے کی اطلاع ہو گئی ہے لہٰذا انہوں نے مجھے بلایا ہے۔ شاید کوئی ضروری کام ہو گا۔ آپ لوگ بیٹھیں، میں اب جاتا ہوں۔ اپنی بیٹی روانده کو سمجھا دیجئے گا کہ اب اس شہر میں اسے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ تاہم اگر کوئی ایسا معاملہ ہو جس میں آپ لوگ میری ضرورت محسوس کریں تو میں آپ کی خدمت کرتے ہوئے خوشی محسوس کروں گا۔ اب مجھے اجازت دیں۔ میں جاتا ہوں۔''

انیتش اٹھ کھڑا ہوا اور گھورنے کے انداز میں کہنے لگا۔

''بیٹے! نقدی کی یہ تھیلی تو لیتے جاؤ۔''

زکریا بن ادریس مسکرایا اور کہنے لگا۔

''میں اس کا کیا کروں گا؟ آپ جانتے ہیں میرا کوئی آگے پیچھے نہیں ہے۔ کوئی بھائی بہن، ماں باپ نہیں ہے۔ یہ نقدی کی تھیلی لے کر میں کیا کروں گا؟ خود بھی بڑا بے ضرورت سا انسان ہوں۔ لہٰذا آپ یہ رکھیں۔ آپ کے کام آئے گی۔''

اس کے ساتھ ہی زکریا بن ادریس دیوان خانے سے نکلا، باہر آیا، اپنے گھوڑے پر سوار ہوا، باقی گھوڑوں کو اپنے آگے آگے ہانکتا ہوا وہ ایک طرف ہو لیا تھا۔

❁❁❁

گھوڑوں کو آگے آگے ہانکتا ہوا زکریا بن ادریس تھوڑی دیر بعد عمر بن سریع کی حویلی میں داخل ہوا۔ اس وقت حویلی میں اشبیلیہ کے حکمران معتمد کا بڑا سالار مسلم بن سریع اور وزیر ابوبکر کے علاوہ کچھ سرکردہ لوگ بھی موجود تھے۔ انہیں دیکھتے ہی زکریا بن ادریس اپنے گھوڑے سے اتر گیا۔ سب سے باری باری بغل گیر ہو کر ملا پھر سب لوگ جن نشستوں پر بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے ایک نشست پر زکریا بن ادریس بھی بیٹھ گیا اور عمر بن سریع کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''ابنِ سریع! میرے محترم! میرے گھوڑے کے علاوہ چھ اور گھوڑے بھی ہیں۔ فی الحال یہیں رہیں گے۔ اس کے بعد میں دیکھوں گا کہ لشکر میں شامل جن لوگوں کے

Marfat.com

پاس لاغر یا کمزور گھوڑے ہیں، یہ گھوڑے ان میں تقسیم کر دیئے جائیں گے۔ اس لیے کہ یہ گھوڑے توانا اور خوب پلے ہوئے ہیں۔''

زکریا بن ادریس کے ان الفاظ پر مسلم بن سریع اور اس کا بھائی عمر بن سریع دونوں خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ اس کے بعد زکریا بن ادریس نے مسلم بن سریع کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

''آپ نے آدمی بھیج کر مجھے بلایا تھا۔ خیریت تو ہے؟''

اس پر مسلم بن سریع کہنے لگا۔ ''بیٹے! سب سے پہلے ہم تمہیں مبارکباد دیتے ہیں کہ تم اینتش کی بیٹی کو بھنور سے نکال کر اشبیلیہ لانے میں کامیاب ہو گئے ہو۔ اس کے لیے تمہاری جس قدر تعریف کی جائے کم ہے اور جس مقصد کے لیے تمہیں بلایا گیا ہے وہ یہ کہ ایک اور لشکر یہاں سے غیردر بن شبیب کی مدد کے لیے روانہ کیا جا رہا ہے۔ معتمد کا حکم ہے کہ یہ جو نیا لشکر غیردر بن شبیب کی مدد کے لیے بھیجا جائے گا اس کے کماندار تم ہو گے۔ ساتھ ہی یہ بھی احکامات جاری کر دیئے گئے ہیں کہ جب تم غیردر بن شبیب کے ساتھ جا کر شامل ہو جاؤ گے تو تمہاری حیثیت سالارِ اعلیٰ کی ہو گی۔ غیردر بن شبیب تمہارے نائب کی حیثیت سے کام کرے گا۔ میرا بیٹا زیدون بھی لشکر میں شامل ہے۔ اس کی حیثیت بھی تمہارے ماتحت کی سی ہو گی۔ یہ احکامات معتمد جاری کر چکے ہیں۔ اب یہ بتاؤ کہ تم کب تک یہاں سے نئے لشکر کو لے کر کوچ کر سکتے ہو؟''

اس موقع پر ہلکا سا تبسم زکریا کے چہرے پر نمودار ہوا تھا۔ کہنے لگا۔ ''میں تو ابھی اسی وقت کوچ کرنے کے لیے تیار ہوں۔ آپ لشکر کو تیار اور مستعد کر دیں۔''

مسلم بن سریع مسکرایا اور کہنے لگا۔

''جس لشکر نے تمہاری کمانداری میں یہاں سے کوچ کرنا ہے وہ تو بالکل تیار ہے۔ دراصل ہم نے یہ ارادہ کیا تھا کہ چند دن رک کر آرام کر لو، اس کے بعد کوچ کرنا اور تم بخوشی آج ہی کوچ کرنے کے لیے تیار ہو تو آج ہی تمہارے کوچ کا اہتمام کر دیا جائے گا۔ تمہارے متعلق تیز رفتار قاصدوں کے ذریعے پیغام غیردر بن شبیب اور میرے بیٹے زیدون تک پہنچا دیا گیا ہے اور وہ یقیناً تمہارا استقبال کریں گے۔ تمہاری غیر موجودگی میں یہ تبدیلی ہوئی کہ افونش کا ایک لشکر اس کے سالار یوریس کی سرکردگی میں ہمارے علاقوں میں داخل ہوا تھا۔ اس نے چاروں طرف یلغار کرتے ہوئے لوٹ مار کا بازار

Marfat.com

گرم کرنے کی کوشش کی لیکن غیردر بن شبیب اور میرا بیٹا زیدون اس سے ٹکرائے اور اسے مار بھگایا۔ اب جو خبریں آ رہی ہیں وہ یہ کہ اس ٹکراؤ میں افونش کے لشکر کو پسپائی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اس پسپائی کی وجہ سے افونش بڑا غضب ناک ہے۔ چنانچہ اس نے ایک اور لشکر اپنے دوسرے سالار مارنوس کی سرکردگی میں دیا ہے۔ یورلیس کے لشکر کا جو نقصان ہوا تھا اس کی بھی کمی پوری کر دی گئی ہے۔ چنانچہ افونش کے دونوں سالار یورلیس اور مارنوس ایک خاصا بڑا لشکر لے کر پھر ہمارے علاقوں کا رخ کریں گے اور چاروں طرف تباہی بربادی کا کھیل کھیلنے کی کوشش کریں گے۔"

مسلم بن سریع جب خاموش ہوا تب زکریا بن ادریس کہنے لگا۔ "میں یہ تو نہیں کہتا کہ جیسا کھیل وہ ہمارے علاقوں میں کھیلیں گے، اس سے بدتر کھیل ہم ان کے علاقوں میں کھیلیں گے لیکن میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ ہم افونش کے دونوں سالاروں یورلیس اور مارنوس کو اپنے علاقوں کے اندر تباہی اور بربادی پھیلانے کی اجازت نہیں دیں گے اور ان پر ایسی ضرب لگائیں گے کہ ہمارے علاقوں میں لوٹ مار کرنے کی بجائے وہ اپنے علاقوں کی طرف لوٹ جانا زیادہ پسند کریں گے۔"

زکریا بن ادریس کی اس گفتگو سے مسلم بن سریع خوش ہو گیا تھا۔ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا، کہنے لگا۔

"بیٹے! شام تک آرام کر لو۔ عشاء کی نماز کے بعد تم اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے کوچ کرنا۔ جس سمت غیردر بن شبیب اور میرے بیٹے زیدون نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا ہے، وہاں تک کچھ راہبر تمہاری راہنمائی کرتے ہوئے تمہیں وہاں لے جائیں گے اور مجھے امید ہے کہ تمہارے وہاں پہنچنے کے بعد جب دشمن سے ہمارا ٹکراؤ ہو گا تو شکست و ریخت افونش کے سالاروں اور لشکریوں کا ہی مقدر بنے گی۔"

اس کے ساتھ ہی مسلم بن سریع اور باقی لوگ وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ مسلم بن سریع کے کہنے پر زکریا بن ادریس سرائے کے اندر اس کمرے کی طرف چلا گیا جو اس کے لیے رہائش کے طور پر مختص تھا۔

❁

Marfat.com

✿

تاروں کی پوشاک پہنے رات روحوں کو تسکین، دلوں کو امید افزائی دیتی بھاگتی چلی جا رہی تھی۔ چاروں طرف پھیلے اندھیروں کے اندر شب ساعت کو فطرت کے سہانے نغمے، آنکھوں میں سرشاری کے رنگین خواب سجانے لگی تھی۔ شعور کو سوچوں کے شعلوں سے خالی کرتے ہوئے بڑی تیزی سے ارض و سما کی مسافتیں طے کرتی چلی جا رہی تھی۔

ایسے میں اپنے سرحدی علاقوں میں غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد اپنے پڑاؤ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اپنے مخبر چاروں طرف پھیلا رکھے تھے۔ لشکر کا ایک حصہ جاگ رہا تھا۔ بہت سے چھوٹے سالار بھی ان کے گرد بیٹھے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے غیردر بن شبیب بول اٹھا۔

"میرے عزیز ساتھیو! افونش نے ہی خیال کیا تھا کہ وہ قعرِ گمنامی سے نکل کر اور ہماری سانسوں کا بوجھ بن کر ہمارے دفاع کے حصار کو توڑ دے گا۔ وہ یہ سوچ رہا تھا کہ ظلم و عذاب کی یلغار کی طرح بدبختی کی آندھیوں کی صورت میں ہم پر چھا جائے گا۔ لیکن فی الحال تو ہم نے اس کے سالار کو ناکام اور نامراد کر کے بھاگ جانے پر مجبور کر دیا ہے۔ پر میرے عزیز ساتھیو! یہ کیفیت زیادہ عرصہ تک نہ چل سکے گی۔ افونش تہیہ کیے ہوئے ہے کہ وہ ہماری خوشیوں کے موتیوں کو محرومیوں کے سنگریزوں میں تبدیل کر کے رہے گا۔ ہماری آوازوں، ہماری صداؤں، ہمارے نغموں کو بے معنی، فرسودہ الفاظ کا روپ دے گا۔

ہماری بدبختی یہ ہے کہ ہسپانیہ کے اندر کوئی مضبوط اور مرکزی حکومت نہیں ہے۔

Marfat.com

مسلمان حکمران چھوٹی چھوٹی ریاستیں سجائے بیٹھے ہیں۔ کسی کے دل میں بھی مسلم قوم کی بہترین کے لیے تلاطم بھرا طوفان نہیں اٹھتا۔ کہیں سے بھی افونش کی یلغار کو روکنے کے لیے ہیجان بھری آندھیاں نمودار نہیں ہوتیں۔ ہمارے چھوٹے چھوٹے حکمران عیش و عشرت میں ڈوبے نخوتوں کو گلے لگائے زہر اگلتی عشرتوں کو اپنائے ہوئے اپنی قوم کی بدبختی کی حکایات اپنے ہاتھوں سے لکھ رہے ہیں۔ کاش! ہسپانیہ کے اندر کوئی مرکزی حکومت ہوتی، کوئی زندہ دل قوم سے محبت رکھنے والا حکمران ہوتا تو آج افونش کو یہ جرأت نہ ہوتی کہ ہمارے سب سے بڑے شہر طلیطلہ پر قبضہ کرنے کے بعد وہ ہمارے دوسرے شہروں پر چڑھ دوڑنے کی جرأت اور جسارت کرتا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد غیردر بن شبیب رکا، کچھ سوچا، پھر پہلے سے زیادہ دکھ بھرے انداز میں کہنے لگا۔

"میرے عزیز ساتھیو! گو افونش کے سالار یوریس کو وقتی طور پر ہم نے مار بھگایا ہے اور اپنے علاقوں میں اسے شکست و ریخت کا کھیل نہیں کھیلنے دیا لیکن اب جو خبریں آ رہی ہیں ان کے مطابق افونش ایک بہت بڑا لشکر تیار کر رہا ہے۔ یوریس کے ہمارے ساتھ ٹکرانے کے باعث اس کے لشکر میں جو کمی آئی ہے اسے پورا کرنے کے ساتھ ساتھ اس نے ایک اور لشکر بھی تیار کیا ہے جس کی کمانداری اس نے اپنے دوسرے سالار مارنوس کو دی ہے اور اب سنا ہے کہ افونش کے یہ دونوں سالار ایک جرار لشکر کے ساتھ ہمارے علاقوں کا رخ کریں گے اور تباہی و بربادی کا کھیل کھیلیں گے۔

کاش! افونش کے ان دونوں سالاروں کی آمد سے پہلے پہلے زکریا بن ادریس ایک اور لشکر لے کر یہاں پہنچ جائے۔ زکریا ایک ایسا بیٹا، ایک ایسا فرزند، ایک ایسا مجاہد، ایک ایسا سالار ہے جو اپنی ہنرمندی، اپنی عسکری صناعی سے ناممکن کو ممکن بنا سکتا ہے۔ اگر وہ ہمارے پاس پہنچ جائے تو مجھے یقین ہے ہم بڑی آسانی کے ساتھ افونش کے دونوں سالاروں یوریس اور مارنوس کو مار کر بھگا سکتے ہیں۔

یہاں تک کہتے کہتے غیردر بن شبیب کو رک جانا پڑا اس لیے کہ اسی وقت ایک مخبر بھاگتا ہوا وہاں آیا اور غیردر بن شبیب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"تھوڑی دیر تک زکریا بن ادریس ایک لشکر کے ساتھ ہمارے پڑاؤ میں داخل ہونے والے ہیں۔"

Marfat.com

یہ الفاظ سن کر غیر در بن شبیب، زیدون بن مسلم اور وہاں بیٹھے دیگر سالاروں کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ پھر غیر در بن شبیب، زیدون بن مسلم اور دوسرے سالاروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"خداوند قدوس زکریا بن ادریس کی عمر لمبی کرے۔ کیا وقت، پر پہنچ رہا ہے۔ میرے عزیز بھائیو! آؤ اپنے اس نایاب سالار کا استقبال کریں۔"

غیر در بن شبیب اور زیدون بن مسلم کے علاوہ دوسرے سالار وہاں سے ہٹنے ہی والے تھے کہ ایک طرف سے ایک سوار اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا آیا۔ غیر در بن شبیب اور زیدون بن مسلم نے جب غور سے اس کی طرف دیکھا تو وہ خود زکریا بن ادریس تھا۔ دونوں اس کی طرف بھاگے۔ ان کے اس طرح بھاگنے پر زکریا بن ادریس بھی اپنے گھوڑے سے اتر گیا۔ دونوں سے پُرجوش انداز میں بغلگیر ہوا، پھر کہنے لگا۔

"تم لوگ جہاں بیٹھ کر گفتگو کر رہے تھے، وہیں بیٹھ رہو۔ میں بھی تمہارے ساتھ بیٹھوں گا۔ میں جو لشکر لے کر آیا ہوں، وہ پڑاؤ کر رہا ہے۔ کھانے کا اہتمام کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کھانا ہم راستے میں کھا کر آئے ہیں۔ آرام کرنے سے پہلے میں تم لوگوں سے دشمن سے متعلق کچھ معلومات حاصل کرنا چاہوں گا۔"

زکریا بن ادریس کی آمد پر غیر در بن شبیب، زیدون بن مسلم اور دوسرے سارے سالار خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ اس پر وہ پلٹے، وہیں بیٹھ گئے جہاں پہلے بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے ساتھ ہی زکریا بن ادریس زمین کی ننگی پیٹھ پر ہو بیٹھا تھا۔ قبل اس کے کہ کوئی گفتگو کا آغاز کرتا، زکریا بن ادریس غیر در بن شبیب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"ابنِ شبیب! میرے عزیز بھائی! دراصل مدعا کی طرف آنے سے پہلے میں تم سے ایک بات کہتا ہوں۔ میرے عزیز! تُو گزشتہ چند دن سے ان سارے علاقوں میں اپنے لشکر کے ساتھ قیام کیے ہوئے ہے۔ زیدون بن مسلم کی مدد سے افونش کے ایک سالار یوریس کو مار بھگا بھی چکا ہے لہٰذا ان علاقوں میں تم میری نسبت زیادہ معلومات رکھتے ہو۔ سو میرے بھائی! میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں جو لشکر لے کر آیا ہوں اس لشکر سمیت میں خود بھی تمہارے ماتحت نائب کی حیثیت سے کام کرنے کے لیے تیار ہوں۔ جو کام بھی تم مجھے سونپو گے میں تمہیں یقین دلاتا ہوں اسے نہ صرف احسن طریقے سے اس کے انجام تک پہنچاؤں گا بلکہ دشمن پر تمہاری خواہش، تمہاری امیدوں کے مطابق

Marfat.com

ضرب لگاؤں گا۔ اب بولو تم کیا کہتے ہو؟"

یہاں تک کہنے کے بعد زکریا بن ادریس جب خاموش ہوا تب زیدون بن مسلم تو پہلے ہی عجیب سے انداز میں اسے دیکھ رہا تھا، غیر در بن شبیب بھی اسے گھورتے ہوئے کہنے لگا۔

"زکریا بن ادریس! میرے بھائی! یہ تم نے کیسی گفتگو کر دی ہے؟ یوں جانو ایسی گفتگو کر کے تم نے میری اور میرے ساتھیوں کی دل شکنی کی ہے۔ اشبیلیہ کے سارے لوگ ہی نہیں ہمارے سارے سالار اور لشکری بھی جانتے ہیں کہ غیر در بن شبیب سے زکریا بن ادریس کہیں اعلیٰ اور ارفع پائے کا سالار اور تیغ زن ہے۔ اس بنا پر میرے بھائی! تم نے یہ کیسے کہہ دیا کہ تم میرے ماتحت میرے نائب کی حیثیت سے کام کرنے کے لیے تیار ہو۔ جبکہ آج دوپہر کے وقت اشبیلیہ سے کچھ قاصد میرے پاس پہنچ گئے تھے جنہوں نے نہ صرف تمہاری آمد کی اطلاع کر دی تھی بلکہ یہ بھی انکشاف کر دیا تھا کہ جو پہلے سے میرے پاس ہے اور جو لشکر زکریا بن ادریس لے کر آ رہا ہے اس سارے متحدہ لشکر کا سالارِ اعلیٰ زکریا بن ادریس ہو گا جبکہ میں اور زیدون بن مسلم آپ کے نائب کی حیثیت سے کام کریں گے۔ جب یہ فیصلہ ہو چکا ہے، جب یہ احکامات ہمارے پاس پہنچ چکے ہیں پھر میرے بھائی! تم نے کیسے اپنے آپ کو کسرِ نفسی میں ڈالتے ہوئے ہمارے ماتحت اور ہمارے نائب کی حیثیت سے کام کرنے کی پیشکش کر دی ہے؟"

غیر در بن شبیب جب خاموش ہوا تب تیز نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے زکریا بن ادریس کہنے لگا۔

"ابن شبیب! میں جانتا ہوں اشبیلیہ سے ایسے احکامات پہنچ چکے ہیں۔ لیکن میرے عزیز بھائی! میری آمد سے پہلے ہی تم کئی دن سے یہاں کام کر رہے ہو۔ ان علاقوں کے نشیب و فراز سے واقف ہو۔ دشمن نے جو تمہارے خلاف یلغار کی ہے، اسے ایک بار شکست دے کر بھگا بھی چکے ہو۔ لہٰذا ذاتی طور پر میں یہ چاہتا ہوں کہ متحدہ لشکر کی کمانداری تم کرو اور میں تمہارے ماتحت کام کروں۔"

اس بار غیر در بن شبیب اپنی آواز میں زور پیدا کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"ابنِ ادریس! میرے بھائی! تم کس قسم کی گفتگو کر رہے ہو؟ تمہاری موجودگی میں جو کام مجھے زیب دیتا ہی نہیں ہے، اسے کرنے کی میں کیسے حامی بھر لوں؟ اس سے پہلے

Marfat.com

جو لشکری میری کمانداری میں تھا، یقیناً میں اس کا سالار تھا اور زیدون بن مسلم میرے نائب کی حیثیت سے کام کر رہا تھا۔ لیکن اب متحدہ لشکر کے سالارِ اعلیٰ آپ ہیں اور میرے عزیز بھائی! میں اور زیدون بن مسلم تمہارے ماتحت اور تمہاری نیابت میں کام کرتے ہوئے فخر محسوس کریں گے۔ میرے بھائی! اب اس موضوع پر مزید گفتگو نہ کرنا۔ میری یہ تم سے التماس ہے۔ خدا کے لیے ہم سے وہ کام نہ لو جو تمہاری موجودگی میں ہم کرنے کے اہل نہیں ہیں......''

یہاں تک کہتے کہتے غیردر بن شبیب کو خاموش ہو جانا پڑا۔ اس لیے کہ اسی لمحہ کچھ گھڑ سوار اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے اس جگہ آئے تھے جہاں زکریا بن ادریس کے ساتھ سب گفتگو کر رہے تھے۔ ان کے آنے پر غیردر بن شبیب، زیدون بن مسلم دونوں چونکے تھے۔ اس لیے کہ آنے والے ان کے مخبر تھے۔ جب وہ قریب آئے تب سب سے پہلے تو آنے والے زکریا بن ادریس کو وہاں دیکھ کر بے پناہ خوشی کا اظہار کرنے لگے۔ آگے بڑھ کر پُرجوش انداز میں اس سے ملے، پھر آنے والوں میں سے ایک زکریا بن ادریس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''یہ بہت اچھا ہوا کہ آپ بھی ایک لشکر کے ساتھ یہاں پہنچ گئے ہیں۔ پڑاؤ میں داخل ہونے کے بعد ہمیں پتہ چلا کہ آپ ایک نیا لشکر لے کر آ گئے ہیں۔ آپ کا آنا ہمارے حق میں بہتر ہی ہو گا۔''

اس موقع پر غیردر بن شبیب ان آنے والے مخبروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے عزیز ساتھیو! اگر تم کوئی اچھی خبر لے کر آئے ہو تو کہو۔ اس وقت ہمارے لشکر کے کماندار اور سالارِ اعلیٰ زکریا بن ادریس ہیں۔ جو لشکر یہ اپنے ساتھ لے کر آئے ہیں اور جو لشکر پہلے سے میرے اور زیدون بن مسلم کے ساتھ کام کر رہا ہے، یہ بھی ان کی کمانداری میں آئندہ کام کرے گا۔ اب تم کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟''

اس موقع پر زکریا بن ادریس بھی بڑے غور سے ان کی طرف دیکھ رہا تھا یہاں تک کہ آنے والوں میں سے ایک دھیمے لہجے اور رازدارانہ انداز میں کہنے لگا۔

''افونش نے اپنے سالار یوریس کو جو لشکر دے کر بھیجا تھا اس نے اس سے یہ امیدیں وابستہ کی تھیں کہ یوریس اپنے لشکر کے ساتھ مسلمانوں کے علاقوں میں دور تک یلغار کرے گا اور افونش کے لیے فوائد حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ لیکن یوریس

Marfat.com

جب یہاں سے شکست اٹھا کر طلیطلہ کی طرف گیا تب افونش بڑا مایوس ہوا۔
اب اس نے دو اقدام کیے ہیں۔ اول یہ کہ یورلیس کے جو لشکر کا نقصان ہوا تھا وہ افونش نے پورا کر دیا ہے۔ ایک مزید لشکر اس نے تیار کیا ہے۔ اس کی کمانداری اپنے دوسرے سالار مارنوس کے سپرد کی ہے۔ یوں یورلیس اور مارنوس دونوں اپنے اپنے لشکر لے کر ہمارے علاقوں کی طرف بڑھیں گے۔ ایک ساتھ ہمارے علاقوں میں ترک تاز اور یلغار نہیں کریں گے بلکہ وہ مختلف محاذ قائم کر کے ہمارے علاقوں کو نقصان پہنچائیں گے۔ دراصل افونش اور اس کے سالاروں کو ابھی تک یہی خبر ہے کہ اشبیلیہ کے حکمران معتمد نے اپنے دو سالاروں غیر در بن شبیب اور زیدون بن مسلم کو اس کے لشکریوں کا مقابلہ کرنے کے لیے بھیجا ہے۔ چنانچہ اب اس نے دو لشکر ہمارے علاقوں کی لوٹ مار کے لیے روانہ کیے ہیں۔ اس کا خیال ہے کہ مسلمانوں کا لشکر اس حالت میں دو حصوں میں بٹے گا، کمزور ہو جائے گا اور اس کے دونوں سالار مارنوس اور یورلیس مسلمانوں کے علاقوں میں دور تک یلغار کرتے چلے جائیں گے۔''
یہاں تک کہنے کے بعد وہ مخبر کچھ دیر کو رکا، پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔
''میرے محترم ساتھیو! افونش ایسا ایک منصوبہ بندی کے تحت کر رہا ہے اور یہ منصوبہ بندی اس کے لشکریوں کے سالارِ اعلیٰ فانیز نے تیار کی ہے۔ دراصل چھوٹے لشکروں کے ذریعے ہمارے علاقوں پر حملہ آور ہو کر فانیز اور افونش دونوں ہماری عسکری قوت اور طاقت کا اندازہ لگانا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد کسی بڑی مہم جوئی کی ابتداء کریں گے۔
افونش نے جو دوسرا اقدام کیا ہے وہ اس سے بھی بڑا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ کچھ ہی عرصہ پہلے اس نے مسلمانوں کے شہر طلیطلہ پر قبضہ کیا ہے۔ اس کے پاس ایک لشکر طلیطلہ میں موجود ہے۔ لیکن اس کے لشکر کی اکثریت اس وقت قشتالیہ، جلیقیہ اور نبرہ کی چھاؤنی میں پڑی ہوئی ہے۔ لہٰذا اس نے سلطنت کا کام چلانے والے اپنے بیٹے کو حکم دیا ہے کہ تینوں مقامات یعنی قشتالیہ، جلیقیہ اور نبرہ سے لشکر طلیطلہ کی طرف بھیجا جائے تاکہ ایک جرار لشکر تیار کر کے مسلمانوں کے علاقوں پر ہلہ بول دیا جائے۔ یاد رکھیئے گا افونش مسلمانوں کو ہسپانیہ سے نکالنے کا مصمم ارادہ کر چکا ہے اور اس کے لیے اس نے

Marfat.com

اپنی طاقت اور قوت میں خوب اضافہ کر رکھا ہے۔“

یہاں تک کہنے کے بعد آنے والا مخبر جب خاموش ہوا تب کچھ دیر سب چپ رہ کر سوچتے رہے۔ یہاں تک کہ زکریا بن ادریس نے آنے والے مخبروں کو مخاطب کیا۔

”میرے عزیز ساتھیو! کیا تم بتا سکتے ہو کہ افونش کے سالار یوریس مارنوس جو مختلف لشکر لے کر ہمارے علاقوں کا رخ کر رہے ہیں وہ کس کس مقام سے ہمارے علاقوں میں داخل ہو کر غارت گری کا کھیل کھیلیں گے؟“

جواب میں جو مخبر پہلے بولا تھا، وہی بول اٹھا تھا۔

”جہاں تک یوریس کا تعلق ہے تو وہ انہی علاقوں کی طرف آئے گا جہاں اس وقت ہمارے لشکر کا پڑاؤ ہے۔ اس لیے کہ یوریس ایک بار ان علاقوں پر حملہ آور ہو چکا ہے لہٰذا ان علاقوں میں وہ دوبارہ اپنی قسمت آزمائے گا۔ میرے خیال میں وہ دونوں دو روز تک ہمارے علاقوں میں داخل ہو کر اپنی کارروائیوں کی ابتدا کریں گے اور ہمارے علاقوں میں داخل ہونے سے پہلے وہ اپنے مخبروں کے ذریعے یہ خبریں دور دور تک پھیلا دیں گے کہ افونش کے دو لشکر مسلمانوں کے علاقوں پر یلغار کرنے کے لیے بڑھے ہیں۔ ایسا وہ اس لیے کریں گے تاکہ ہماری طاقت اور قوت بھی دو حصوں میں بٹ جائے اور ان کی کامیابی یقینی ہو جائے۔

جہاں تک مارنوس کا تعلق ہے تو وہ اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ چند میل شمال میں اپنی کارروائیوں کی ابتداء کرے گا۔ یوریس کی نسبت مارنوس زیادہ وحشی اور قتل و غارت گری کا شوقین سالار ہے۔“

اس مخبر کے ان الفاظ پر زکریا بن ادریس مسکرایا اور کہنے لگا۔

”یہ تو وقت بتائے گا کہ مارنوس ہمارے علاقوں میں وحشی پن کا اظہار کرتا ہے یا ہم اس کی وحشت نکال کر رکھتے ہیں۔ عزیز ساتھیو! آج کی شب آرام کرو۔ کل عشاء کے بعد میں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ یہاں سے شمال کی طرف کوچ کروں گا۔ تم میں سے چند میرے ساتھ رہیں گے تاکہ ان علاقوں تک میری رہنمائی کریں۔ ساتھ ہی اِدھر اُدھر پھیل کر مارنوس سے متعلق مجھے اطلاعات بھی فراہم کرتے رہیں۔ اب تم جاؤ، جا کر آرام کرو۔“

اس کے ساتھ ہی وہ مخبر وہاں سے ہٹ گئے تھے۔ ان کے جانے کے بعد زکریا بن

Marfat.com

ادریس کچھ دیر خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا یہاں تک کہ اس نے غیرور بن شبیب، زیدون بن مسلم اور دیگر سالاروں کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

''میرے عزیز اور قابل قدر ساتھیو! افونش اگر ہمارے علاقوں میں ترک تاز کرنے کے لیے دو لشکر بھیج رہا ہے تو ہم نے ثابت کرنا ہے کہ ہم اپنے علاقوں کی حفاظت کر سکتے ہیں۔ میں کل عشاء کے بعد شمال کی طرف کوچ کر جاؤں گا۔ مارنوس کا مقابلہ کرنے کی کوشش کروں گا۔ غیرور بن شبیب اور زیدون بن مسلم! تم دونوں پہلے کی طرح یوریس سے ٹکرانا اور میری خداوند محترم کے حضور دعا ہے کہ افونش کے لشکروں کے مقابلے میں ہمیں کامیابی اور کامرانی عطا فرمائے۔

ساتھ ہی اس موقع پر میرے عزیز ساتھیو! میں کچھ خدشات کا بھی اظہار کروں گا۔ میرا دل کہتا ہے کہ یوریس اور مارنوس کو تم ہم مار بھگائیں گے لیکن افونش اپنے شمال کے سارے لشکروں کو طلیطلہ میں جمع کر رہا ہے۔ اس کا مطلب ہے وہ ہسپانیہ میں مسلمانوں کے خلاف کوئی بہت بڑا قدم اٹھانے کی کوشش کرے گا۔ ایسا ہو رہا ہے تو یہ ہسپانیہ میں مسلمانوں کی بدقسمتی اور ان کی بدبختی کی ابتداء ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد زکریا بن ادریس چند لمحوں تک خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا، اس کے بعد بڑی کرب خیز آواز میں دوبارہ کہہ رہا تھا۔

''ہماری بدبختی یہ ہے کہ ہمارے اندر کوئی مضبوط مرکزی حکومت ہی نہیں ہے۔ غیر ذمہ دار حکمرانوں نے اپنی چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم کر لی ہیں جن کی نہ کوئی عسکری طاقت ہے نہ کوئی اخلاقی معیار ہے۔ اور یہ افونش کے سامنے ریت کی دیوار سے بھی بدتر ثابت ہوں گے۔ ہسپانیہ میں اس وقت ایسے بھی حکمران ہیں جو وطن سے محبت کے معنی سے بھی محروم ہیں۔ اپنی قوم پر منڈلاتے دکھ کے بادلوں سے بھی بے خبر ہیں۔ ہمارے یہ چھوٹے چھوٹے حکمران ظلم کر کے اپنے گریبان و آستین کو تو جرم آلود کر سکتے ہیں، خونِ بے گناہ سے اپنے ہاتھ تر کر سکتے ہیں مگر سیاہ تقدیر جیسے منڈلاتے حالات کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں رکھتے۔ ہسپانیہ میں جس قدر ہمارے حکمران ہیں، عیش و عشرت میں پڑے ہوئے ہیں۔ نہیں دیکھتے کہ چاروں طرف ان کے لیے تباہی کے بادل اٹھ رہے ہیں۔ جبکہ وہ خود گلابوں کی مہک، ریشمی تجسیم کے حُسن، شنائیوں کے الھڑ پن، انگڑائیوں کے پیراہن میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ ہونٹوں سے ٹپکتے

Marfat.com

نرم بو سے قوم کے لیے شفق رنگ مسرت کی سحر نہیں لا سکتے۔ قوم کی خوشی کے لیے چہرے لہو لہو، بدن پارہ پارہ کرنے پڑتے ہیں۔ پھول جسموں میں رہ کر رنگوں کی صداؤں، آوازوں کی خوشبوؤں اور مہتاب چہروں سے تو لطف اندوز ہوا جا سکتا ہے لیکن اپنی قوم کی عظمت کی داستانیں رقم کرنے کے لیے خون آلود تلاطم کا لباس پہننا پڑتا ہے۔ وطن کی حفاظت کے لیے اپنے کھیتوں، اپنے تاکستانوں کا باغبان بننا پڑتا ہے۔ کالے باطن والے لوگوں کے مقابلے میں اپنے عوام کا خادم ہونا پڑتا ہے۔ وطن کے سہاگ کے لیے آگ و خون کے آشوب سے گزرنا پڑتا ہے اور حرمتوں کے لہو کو رسنے سے بچانے کے لیے زندگی پر ہمیشہ موت کو ترجیح دینا پڑتی ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد زکریا بن ادریس لحہ بھر کے لیے خاموش ہو گیا تھا۔ اس کی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔ کچھ دیر ہونٹ کاٹتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے پھر کہنا شروع کیا۔

"کاش کوئی کیمیا گر میری قوم کو یہ بتاتا کہ غلامی کی زنجیروں سے بچنے کے لیے قضا کے بگولوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ محکومیت کی قید سے اپنا دامن بچانے کی خاطر بدی کی گھٹاؤں کے مقابلے میں چڑھتے طوفانوں کی صورت اختیار کرنا پڑتی ہے۔ ظالم و وحشی تماشے کھڑے کرنے والوں پر ضرب لگانے اور انہیں مار بھگانے کے لیے آگ کے تند طوفانوں سے کھیلنا پڑتا ہے۔ ہماری بدبختی یہ ہے کہ ہمارے حکمرانوں میں ایسے بھی ہیں جو نماز پڑھ کر ڈسنے والے سانپ کی صورت اختیار کر جاتے ہیں۔ جو ہونٹوں پر تسبیح، سینوں میں مکرو فریب کے جال رکھتے ہیں۔ جو زہر آلود مصلوں پر بیٹھ کر وقت کے استحکام کی تانت کے تناؤ کو ڈھیلا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔"

زکریا بن ادریس کے ان الفاظ نے سارے سالاروں کو متاثر کیا تھا۔ سب کی آنکھوں میں نمی اُتر آئی تھی۔ یہاں تک کہنے کے بعد زکریا نے ان کا جائزہ لیا پھر اپنی آنکھیں خشک کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"میرے عزیز ساتھیو! میں جذباتی ہو گیا تھا۔ تمہاری اذیت کا باعث بننے کے لیے میں معذرت خواہ ہوں۔"

اس موقع پر زیدون بن مسلم بڑی عقیدت اور ارادت مندی سے زکریا بن ادریس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

Marfat.com

''میرے عزیز بھائی! جو الفاظ آپ نے ادا کیے ہیں قسم خداوند قدوس کی اگر میں کسی علاقے کا حکمران ہوتا تو ان الفاظ کو سنہرے حروف میں لکھ کر ہر روز ان کا مطالعہ کرتا اور اپنے ضمیر، اپنے شعور اور اپنے دل کا احتساب کرتا کہ کیا میں ان الفاظ کا بھرم رکھنے کے قابل ہوں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد زیدون بن مسلم جب خاموش ہوا تب ہلکے سے تبسم میں زکریا سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے عزیز ساتھیو! میں دیکھ چکا ہوں کہ تم نے اپنے لشکر کا ایک حصہ بیدار رکھ کر پہرہ دینے کے لیے مقرر کر رکھا ہے۔ اُٹھو، آرام کرو۔ کل کا دن تیاری کے لیے ہمارے پاس ہے اور کل عشاء کے بعد میں یہاں سے کوچ کروں گا۔ غیرد بن شبیب اور زیدون بن مسلم! میرے عزیز بھائیو! میں جانتا ہوں یورلیس اس بار تم دونوں کے خلاف انتقامی کارروائی پر اترے گا۔ تم دونوں اس سے پہلے اسے شکست دے چکے اور اب وہ اپنی شکست کے داغ دھونے کی کوشش کرے گا۔ لیکن مطمئن رہنا۔ اگر تم یہ دیکھو کہ وہ تمہارے مقابلے میں بڑا لشکر لے کر آیا ہے اور تم پر بھاری ثابت ہو رہا ہے تو میرے بھائیو! اس کے خلاف جارحیت اختیار مت کرنا۔ اپنے آپ کو دفاع تک محدود رکھنا۔ وقت گزارنے کی کوشش کرنا۔ مجھے امید ہے کہ مارنوس سے نمٹنے کے بعد میں یورلیس کے خلاف تمہاری مدد کو پہنچوں گا۔ اس طرح ہم دشمن کے دونوں لشکروں کو مار بھگانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔''

غیرد بن شبیب اور زیدون بن مسلم کے علاوہ باقی سارے سالاروں نے اس سے اتفاق کیا تھا۔ پھر سب وہاں سے اٹھ گئے تھے۔

اگلے روز زکریا بن ادریس اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ عشاء کے بعد اپنی منزل کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

Marfat.com

❁

حسین اور خوبصورت روانده ایک روز اپنے باپ اینتش اور ماں اموسیہ کے ساتھ اپنے دیوان خانے میں بیٹھی گھریلو موضوع پر گفتگو کر رہی تھی کہ حویلی کے صدر دروازے پر کسی نے دستک دی۔ اس موقع پر اینتش خود اپنی جگہ پر کھڑا ہوا۔ کہنے لگا۔

"میں دیکھتا ہوں دستک دینے والا کون ہے۔"

روانده فوراً اُٹھی، اپنے باپ کا بازو پکڑ کر فوراً بٹھا دیا، پھر کہنے لگی۔

"بابا! آپ بیٹھیں۔ میں خود جاتی ہوں اور دیکھتی ہوں دستک دینے والا کون ہے۔"

اس کے ساتھ ہی روانده بڑی تیزی سے دیوان خانے سے نکل کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھی تھی۔ جب اس نے دروازہ کھولا تو دنگ رہ گئی۔ اس لیے کہ دروازے پر ایک انتہائی درجہ کی خوبصورت، نوعمر لڑکی کھڑی تھی۔ روانده کو دیکھتے ہی وہ لڑکی مسکرائی، پھر بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"جس قدر تمہاری خوبصورتی کے چرچے تھے، میں نے تمہیں اس سے کہیں زیادہ خوبصورت پایا ہے۔"

اُس لڑکی کی اس گفتگو سے روانده کسی قدر پریشان اور فکرمند ہو گئی تھی۔ دروازے کے ایک طرف ہٹ کر کھڑی ہو گئی تھی۔ کہنے لگی۔

"معاف کرنا...... میں نے تمہیں پہچانا نہیں۔"

اس پر وہ لڑکی مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔

"پہلے مجھے اندر آنے کے لیے تو کہو۔ کیا باہر ہی کھڑا رکھو گی اور اسی حالت میں میرا تعارف حاصل کرنا چاہو گی؟"

روانده شرم سار سی ہو گئی۔ ایک طرف ہٹ گئی۔ کہنے لگی۔

Marfat.com

''اندر آجاؤ......''

چنانچہ وہ لڑکی اندر داخل ہوئی۔ اتنی دیر تک دیوان خانے سے نکل کر انیتش اور اموسیہ بھی باہر برآمدے میں آن کھڑے ہوئے تھے۔ روانده دروازہ بند کر کے اس لڑکی کے ساتھ دیوان خانے کی طرف ہولی۔ سب دیوان خانے میں بیٹھ گئے۔ پھر آنے والی اس لڑکی نے گفتگو کا آغاز کیا اور کہنے لگی۔

''آپ تینوں پریشان ہو رہے ہوں گے کہ میں کون ہوں اور بن بلائے آپ لوگوں کے پاس نزول کر گئی ہوں میں اپنا تعارف کرواتی ہوں۔ میں اشبیلیہ کے وزیر ابوبکر کی بیٹی صدف بنت ابوبکر ہوں۔ آپ دونوں میاں بیوی کے اشبیلیہ شہر میں داخل ہونے اور حویلی خرید کر رہائش اختیار کرنے کی خبریں تو پہلے ہی ہمارے پاس پہنچ چکی تھیں لیکن صرف چند دن پہلے یہ پتہ چلا کہ آپ کی بیٹی روانده جس کی خوبصورتی اور حُسن کے چرچے ایک طرح سے پورے ہسپانیہ میں ہیں، وہ بھی باحفاظت اور باعافیت آپ کے پاس اشبیلیہ پہنچ گئی ہے۔ سب سے پہلے تو میں آپ کی بیٹی کی آمد پر آپ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ ساتھ ہی میں اپنی بہن روانده کو اشبیلیہ شہر میں خوش آمدید بھی کہتی ہوں۔ ساتھ ہی میں آپ لوگوں سے یہ بھی التماس کرتی ہوں کہ آپ میرے سات ہمارے ہاں چلیں۔ آج آپ تینوں کا شام کا کھانا ہمارے ہاں ہوگا۔ یہ مت خیال کیجئے گا کہ میں اپنی طرف سے آپ کو دعوت دینے اور لینے آ گئی ہوں، نہیں، بلکہ ایسا میرے والد محترم ابوبکر، میری ماں حزیرہ اور بھائی قیطان بن ابوبکر کے مشورے سے کیا گیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ میری اس دعوت، میری اس پیشکش کو نہ ٹالیں گے نہ انکار کریں گے۔''

صدف بن ابوبکر کی اس گفتگو کے جواب میں روانده تو مسکراتے ہوئے اپنے ماں باپ کی طرف دیکھ رہی تھی، اس موقع پر انیتش نے گہری نگاہوں سے اپنی بیوی اموسیہ کی طرف دیکھا اور جواب میں اموسیہ ہلکے ہلکے تبسم میں صدف بنت ابوبکر کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''بیٹی! تیرا کہا ہم ٹالیں گے نہیں۔ اگر تو اتنے پیار، اتنی اپنائیت سے ہمیں دعوت دینے آئی ہے تو ہم تیرے ساتھ ضرور چلیں گے۔ ہم تو ابھی تک اس شہر میں اجنبی ہیں۔ آپ لوگوں کی مہربانی کہ آپ ہم لوگوں کو اتنی اہمیت دے رہے ہیں۔''

Marfat.com

اموسیہ کا یہ جواب سن کر صدف کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ کہنے لگی۔
''اگر یہ بات ہے تو اٹھیں، میرے ساتھ چلیں۔''
اس پر روانده، انیتش اور اموسیہ تینوں تیار ہو گئے اور صدف کے ساتھ ہو لیے تھے۔

تینوں صدف کے ساتھ اشبیلیہ کے وزیر ابوبکر کی سجی اور آراستہ حویلی میں داخل ہوئے۔ شاید ان کی آمد کی اطلاع پہلے سے کسی نے حویلی میں کر دی تھی لہٰذا حویلی کے صحن میں آ کر وزیر ابوبکر، اس کی بیوی خریرہ، بیٹے قیطان بن ابوبکر نے ان کا استقبال کیا اور سب کا ایک دوسرے سے تعرف بھی صدف بنت ابوبکر نے کرا دیا تھا۔

کچھ دیر تک سب دیوان خانے میں بیٹھے رہے اس کے بعد وزیر ابوبکر اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا، قیطان بن ابوبکر بھی کھڑا ہو گیا۔ پھر ابوبکر اپنی بیوی خریرہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میں اور قیطان تھوڑی دیر کے لیے مستقر کی طرف جاتے ہیں۔ ہمارے بڑے سالاروں میں سے مسلم بن سریع اور شبیب بھی وہاں پہنچ چکے ہیں۔ شاید جنگ کے محاذ سے کوئی خبر آئے۔ اب تک جو خبریں ہم تک پہنچی ہیں ان کے مطابق افونش نے دو بڑے بڑے لشکر اپنے سالار مارنوس اور یوریس کی سرکردگی میں ہمارے علاقوں پر حملہ آور ہونے کیلئے روانہ کئے ہیں۔ پہلے تو یوریس اکیلا حملہ آور ہوا تھا، اس کا مقابلہ غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم نے خوب کیا تھا اور اسے مار بھگایا تھا۔ اب دوسرا سالار مارنوس بھی ایک خاصا بڑا لشکر لے کر آ رہا ہے۔ یوریس کو بھی مزید لشکری مہیا کیے گئے ہیں اور ساتھ ہی ہماری طرف سے بہترین اور عمدہ سالار زکریا بن ادریس بھی سرحد پر پہنچ چکا ہے اور مجھے امید ہے کہ زکریا بن ادریس کی کمانداری میں غیردر بن شبیب، زیدون بن مسلم اور دیگر سالار افونش کے دونوں سالاروں اور ان کے لشکریوں کو مار بھگانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ میں اور قیطان دونوں باپ بیٹا اس سلسلے میں مستقر کی طرف جا رہے ہیں۔ دیکھیں گے کہ جنگ کے محاذ سے کوئی نئی خبر تو نہیں آئی۔''

اس کے ساتھ ہی ابوبکر اور اس کا بیٹا قیطان دونوں دیوان خانے سے نکلے اور چلے گئے تھے۔

ابوبکر اور قیطان کے جانے کے بعد صدف اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی۔ اپنی ماں

Marfat.com

خزیرہ کو بھی باہر آنے کے لیے کہا۔ ساتھ ہی صدف روانده کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔
"میں تھوڑی دیر تک آتی ہوں۔ اس کے بعد سب مل کر کھانا تیار کرتے ہیں۔ شام کا کھانا سب اکٹھے کھائیں گے۔ اس کے بعد آپ لوگ اپنی حویلی کی طرف جائیں گے۔"

اس کے ساتھ ہی صدف باہر نکلی۔ اس کے پیچھے اس کی ماں خزیرہ بھی ہو لی تھی۔ دوسرے کمرے کے قریب جا کر صدف نے اپنی ماں کو کمرے میں داخل ہونے کا اشارہ کیا۔ چنانچہ خزیرہ جب اس کمرے میں داخل ہوئی تو بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے صدف اسے مخاطب کر کے بڑی رازداری سے کہنے لگی۔

"اماں! یہ روانده نام کی لڑکی تمہیں کیسی لگی؟"

جواب میں خزیرہ کھل کر مسکرا دی۔ کہنے لگی۔

"بیٹی! جس قدر تعریف تو نے اس لڑکی کی تھی وہ اس تعریف سے بھی کہیں آگے ہے۔ میں یوں کہہ سکتی ہوں کہ میں نے ایسی خوبصورت لڑکی پہلے نہیں دیکھی۔"

جواب میں صدف پہلے کی نسبت زیادہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"اماں! آج پہلی ملاقات ہے۔ ہم کچھ نہیں بولیں گے۔ ان لوگوں سے چند ملاقاتیں ہو جائیں، پھر روانده کو اس کے ماں باپ سے ہم اپنے بھائی قیطان کے لیے مانگیں گے اور مجھے امید ہے کہ روانده کے ماں باپ انکار نہیں کریں گے۔ میرے بھائی کے لیے اس سے بڑھ کر حسین اور خوبصورت لڑکی کوئی مل ہی نہیں سکتی۔ اگر یہ لڑکی میرے بھائی قیطان کی بیوی بن کر ہماری حویلی میں آ گئی تو ماں! یاد رکھنا یہ ہماری حویلی کو چار چاند لگا کر رکھ دے گی۔"

جواب میں خزیرہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"بیٹی! تیری زبان مبارک ہو۔ اللہ کرے روانده کے ماں باپ روانده کا رشتہ میرے بیٹے قیطان کو دینے پر رضامند ہو جائیں۔ پر دیکھ بیٹی! اس وقت ہمیں یوں علیحدگی میں گفتگو نہیں کرنی چاہیے۔ اس وقت وہ تینوں دیوان خانے میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کے پاس جا کر بیٹھنا چاہیے۔"

صدف نے اپنی ماں سے اتفاق کیا تھا۔ پھر دونوں ماں بیٹی دیوان خانے میں آن بیٹھیں۔ کچھ دیر تک مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی، اس کے بعد اینش اور اموسیہ

Marfat.com

دونوں میاں بیوی تو دیوان خانے میں ہی بیٹھ کر گفتگو کرتے رہے جبکہ صدف، اس کی ماں خریرہ رات کا کھانا تیار کرنے کے لیے مطبخ کی طرف گئیں اور صدف اپنے ساتھ روانده کو بھی لیتی گئی تھی۔

شام کا کھانا روانده اور اس کے ماں باپ نے وزیر ابوبکر کی حویلی میں سب کے ساتھ کھایا اور عشاء کے قریب تینوں اپنی حویلی میں چلے گئے۔

اس طرح صدف بنتِ ابوبکر کے خاندان کے ساتھ روانده اور اس کے ماں باپ کی یہ پہلی ملاقات تھی۔

❁❁❁

رات گہری ہوتی جا رہی تھی۔ چاروں طرف ایک ویران سناٹا اور لرزا دینے والا خوف طاری تھا۔ ایسے میں زکریا بن ادریس اپنے لشکر کے ساتھ ایک محفوظ جگہ گھات لگائے افونش کے سالار مارنوس اور اس کے لشکر کا منتظر تھا۔ یہاں تک کہ اس کے مخبروں نے اسے خبر دی کہ دشمن کا لشکر مسلمانوں کے علاقوں پر یلغار کرنے کے لیے صرف پانچ میل کے فاصلے پر رہ گیا ہے۔

یہ خبر سن کر زکریا بن ادریس نے اپنے لشکر کو تیاری کا حکم دیا۔ چھوٹے سالار آندھی اور طوفان کی طرح حرکت میں آئے۔ لشکر کو انہوں نے مستعد اور استوار کر دیا تھا۔ ایسے میں چاروں طرف دیکھتے ہوئے زکریا بن ادریس نے قبلے کا تعین کیا، گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا، قبلہ رو ہو کر سجدے میں گیا، اس کے بعد وہ انتہائی عاجزی، انتہائی کرب اور رقت میں دعا مانگتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

”اے اللہ! تُو ہی ڈوبتے رنگوں کے عکس کو جلا بخشتا ہے۔ تُو ہی بکھرے حروف کو معانی سے آراستہ کرتا ہے۔ میرے مالک! بے چہرہ ہیولوں کو تُو ہی چہرہ عطا کرتا ہے اور تُو ہی ایسی راہوں کو جو کہیں نہیں جاتیں، استوار کر دیتا ہے۔ میرے اللہ! تُو ہی ریوڑوں سے بچھڑے میمنوں کی حفاظت کرتا ہے۔ وقت کی اُڑتی گرد میں تُو ہی تدبیریں اُلٹتا، تقدیریں پلٹتا ہے۔“

یہاں تک کہتے کہتے زکریا بن ادریس خاموش ہو گیا۔ اس لیے کہ دعا مانگتے ہوئے رو پڑا تھا۔ کچھ دیر کی ہچکیوں اور سسکیوں کے بعد اس کی آواز پھر سنائی دی۔

”میرے مالک! دشمن میری قوم کی زبان کا کانٹا، حلق کا پھندا، موت کا

Marfat.com

شکنجہ، نحوست کا لمحہ بننے کے در پے ہے...... میرے مولا! وقت کی گردشیں آشوب کی بے کراں ابتلاؤں سے مسلح ہو کر ہماری سانسوں کی ڈوریاں کاٹنے کے در پے ہیں۔ میرے اللہ! مجھے اور میرے ساتھیوں کو توفیق عطا فرما کہ ہم تلواروں کی سرگوشیوں، تیروں کی سرسراہٹوں، تکبیروں کے آبشاروں میں دشمن کے عزائم کو شکن شکن، اس کے ارادوں کو لہولہو کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔

اے کائنات کے مالک! حرا کی روشنی کے تقدس، بدو رحنین کی مقدس روایتوں کے صدقے میں مجھے اور میرے ساتھیوں کو توفیق عطا فرمانا کہ ہم اپنی قوت کی عظمت کی داستانیں رقم کر سکیں۔ اے دو جہاں کے مالک! ہم تیری بندگی اور عبادت کرتے ہیں۔ ضرورت کے وقت تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ تیرے سوا ہمارا نہ کوئی پاسبان ہے نہ پشت بان۔ میرے اللہ! دشمن کے مقابلے میں فطرت کے نورسی کامیابی وضمیر کا تجلی سے فوزمندی عطا کرنا۔"

یہاں تک دعا مانگنے کے بعد زکریا بن ادریس اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ رات کی تاریکی میں سارے چھوٹے سالاروں نے دیکھا اس کی آنکھوں سے نمی ڈھلک کر اس کے چہرے تک پھیلتی چلی گئی تھی۔ پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھالا، اپنے لشکر کو اپنے طور پر اس نے استوار کیا اور جس طرح سے افونش کا سالار مارنوس اپنے لشکر کو لے کر آ رہا تھا، اس طرف بڑھا۔

مارنوس رات کی تاریکی میں جب قریب آیا تب اچانک زکریا بن ادریس اونچے کوہساروں کا سینہ چیر کر نکلتی وحشت بدوش تابکاری، طوفانی زقند، تمدن کی کمند سے لیس نعرے لگاتے بگولوں کی یلغار کی طرح حرکت میں آیا۔ اس کے بعد وہ تخریب کے موسموں کو زیر کر دینے والی قضا اور موت کی طاقت، گرم بیابانوں کی ریگ کی طرح چھا جانے والے رموزِ کن فیکوں کے رازداں اور آئینہ گردش دوراں میں نزع کی بے صورت حکایات کھڑی کرنے والی فطرت کی قہرمانیوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

مارنوس اس اچانک حملے کے لیے تیار نہیں تھا۔ وہ اس وقت سنبھلا جب زکریا بن ادریس اپنے لشکر کو طوفانی انداز میں بڑھاتا ہوا قریب آ گیا تھا۔ تاہم مارنوس نے اپنے لشکر کو سنبھال لیا۔ دونوں لشکر ایک دوسرے کے خلاف بھیانک جنگ کی ابتداء کر چکے تھے۔ رات کی گہری تاریکی میں تلواروں، ڈھالوں کے ٹکرانے کی آوازوں میں مرنے

Marfat.com

والوں کی چیخیں دبنے لگی تھیں۔

جس وقت جنگ اپنے عروج پر آئی، اچانک زور زور سے اپنے لشکریوں کو مخاطب کرتے ہوئے زکریا بن ادریس رات کی گہری تاریکی میں کہہ رہا تھا۔

"رسولِ عربی ﷺ کی اُمت کے دلیر جوانو!...... میری ملت کے جری پاسبانو! میری قوم کے دلاورو!...... اُمتِ مسلماں کے مجاہدو!...... دشمن کی رزم آرائی کے سامنے بگولوں کی طرح اٹل ہو جاؤ۔ زمین و آسمان اور سارے جہاں کے مالک کی مدد اور حمایت تمہارے ساتھ ہے۔ دیکھو تم روشنی کے سفیر ہو۔ مشعلوں کی طرح تلواریں اٹھا کر دشمن کے سامنے سینہ سپر ہو جاؤ۔ وہ اللہ جو سب سے بلند اور بالا ہے وہ ان چنگھاڑتے درندوں، سر پیٹتے جنونیوں کے مقابلے میں تمہیں کامیابی اور فوزمندی عطا فرمائے گا۔ میرے جانثار ساتھیو! ...... جس طرح مکہ کے اُفق پر ابابیلیں نمودار ہوئیں، اپنی چونچوں میں کنکر اٹھائے حملہ آور ہوئیں، فیل اور فیل بانوں سب کو بھس بنا کر رکھ دیا، اس طرح تم بھی اس وادی کے گھاس کے ہر تنکے کو خنجر، ہر پتھر کو شمشیر بنا کر رکھ دو۔ اپنے گرم لہو کی شجاعت سے دشمن کے مقابلے میں طوفان بن کر دشمن کے وسطی حصے کی طرف بڑھتے چلے جاؤ...... اللہ تمہارا حامی اور ناصر ہے۔"

اس کے ساتھ ہی زکریا بن ادریس بھی زوردار انداز میں حملہ آور ہوتا ہوا بڑی تیزی سے افونش کے سالار مارنوس کے وسطی حصے کی طرف بڑھا تھا۔

مارنوس نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح حملہ آوروں کو مار بھگائے لیکن اسے کامیابی نہ ہوئی۔ تھوڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد ایک طرح سے زکریا بن ادرس نے اس کے لشکر کا قتل عام شروع کر دیا تھا اور اسے مارنوس نے خود بھی محسوس کر لیا تھا۔ ان حلاتا کو سامنے رکھتے ہوئے مارنوس نے ایک طرف سے کھسک کر پیچھے ہٹنا چاہا لیکن زکریا بن ادریس نے اس کے ہر جتن، اس کی ہر کوشش کو ناکام بنا کر رکھ دیا تھا، اب صورتِ حال یہ تھی کہ زکریا بن ادریس نے اپنے لشکریوں کو للکارتے ہوئے اپنے حملوں میں مزید تیزی پیدا کر دی تھی جس کے نتیجے میں تھوڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد زکریا بن ادریس اور اس کے لشکریوں نے نہ صرف افونش کے لشکر کا صفایا کر دیا بلکہ اس ٹکراؤ میں افونش کا سالار مارنوس بھی موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

Marfat.com

افونش کے لشکر کے مقابلے میں زکریا بن ادریس کی یہ شاندار فتح تھی۔ نہ صرف یہ کہ افونش کے لشکر کا خاتمہ کر دیا گیا بلکہ اس کا سالار مارنوس بھی اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا۔ اس کے بعد رات کی تاریکی میں سب سے پہلے زکریا بن ادریس نے دشمن کے لشکر کی ہر چیز پر قبضہ کیا، اس کے بعد اپنے زخمیوں کی دیکھ بھال کرنے کے بعد بڑے بڑے گڑھے کھود کر لاشوں کو وہاں دفن کر دیا گیا تا کہ لاشوں کے تعفن کی وجہ سے کوئی وبا نہ پھیلے۔ پھر اس نے اپنے لشکر کے ساتھ جنوب کی طرف پیش قدمی کی تھی۔

✲✲✲

دوسری طرف افونش کا سالار یوریس اپنے جرار لشکر کے ساتھ آندھی اور طوفان کی طرح اس سمت بڑھا تھا جہاں غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم دونوں اپنے لشکر کے ساتھ موجود تھے۔ مخبروں نے انہیں یوریس کی آمد کی اطلاع کر دی لہٰذا وہ یوریس کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار اور مستعد تھے۔ یورس کو چونکہ چند دن پہلے شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا لہٰذا وہ غیردر اور زیدون دونوں کے خلاف انتقامی کارروائی پر اترا ہوا تھا اور ہر صورت میں انہیں شکست دے کر اپنی شکست کا انتقام لینا چاہتا تھا چنانچہ اپنے انہی جذبات کے تحت وہ آتے ہی غیردر اور زیدون پر زمین کو فصلوں سے محروم کرتی بنجر لمحوں کی یورش، بے نام خواہشوں کی سرگوشیوں میں آلام کی گراں باری اور ویران سلگتے صحرا میں حلقہ در حلقہ اُترتی سرابی لہروں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

یوریس کے ان حملوں کے جواب میں غیردر اور زیدون بھی فوراً حرکت میں آئے اور وہ بھی یوریس کے لشکر پر نوحہ کرتے وقت میں اپنے اعصاب کے عذاب طاری کرتی کڑے کوسوں کی فرقتوں، ہر شے کو چاٹتی سرد مہری کی ہواؤں، سسکیاں بھرتے طوفانوں اور بادوباراں کی کندہ کاری کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

اس طرح رات کی گہری تاریکی میں دونوں لشکریوں کے ٹکرانے سے سلامتی کے گوشوں کے اندر آگ و خون کے پیغام رقص کرنے لگے تھے۔ جس وقت غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم دونوں یوریس کے جرار لشکر سے ٹکرا رہے تھے اس وقت اچانک اجالوں کی پرچھائیوں سے محروم ملول اور تنہا اور سلگتی رات میں خوابوں کی پاتال تک کو برباد کرتی بدبختیاں کھڑی کرتی سیال آتش اور سنگ و خشت کے طوفان اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

Marfat.com

اس لیے کہ ایک طرف سے زکریا بن ادریس اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ کڑ کتے ہیولے اور کرب کے عذاب کھڑے کرتی تابکاری کی طرح نمودار ہوا۔ اس کے بعد وہ رنج وغم کے کھلیان استوار کرتی ہیجان انگیزیوں کے شرر، زندگی میں کرب و درد کے باب کھولتے اور محبت کو نفرت میں تبدیل کرتے قضا کے نقاروں میں قعرِ گمنامی سے نکلتے آسیب اور جنونی کیفیت کے شرار و برق کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

اب یوریس کی حالت عجیب تھی۔ اس سے پہلے وہ بڑھ چڑھ کر غیر در بن شبیب اور زیدون بن مسلم پر حملہ آور ہو رہا تھا۔ اس لیے کہ دونوں کے مقابلے میں اس کے لشکر کی تعداد زیادہ تھی۔ اب جو اس کے لشکر کے ایک پہلو پر زکریا بن ادریس بھی حملہ آور ہو گیا تب بڑی تیزی سے اس کے لشکر کے اندر درماندہ اور فرمانده کرتی محرومیاں اور بدنصیبیاں اپنا رنگ دکھانے لگی تھیں۔ پھر آہستہ آہستہ ہر آنکھ نے دیکھا کہ وقت کی دھول میں یوریس کے لشکر میں جذبات خون آلود، فاصلوں کی زنجیروں میں ستم خوردہ ادبار ناچ اٹھے تھے۔ اس کے لشکر میں چاروں طرف سزاؤں کی داستانیں، خطاؤں کی کہانیاں، عذابوں کے قصے اور لہولہو افسانے اپنا رنگ جمانے لگے تھے۔

یوریس کے لشکر کی اکثریت کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا جبکہ یوریس کسی نہ کسی طرح اپنے بچے کھچے لشکر کو لے کر طلیطلہ کی طرف بھاگ جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

زکریا بن ادریس، غیر در بن شبیب اور زیدون بن مسلم تینوں نے اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ چند روز تک وہیں قیام رکھا تا کہ افونش کا کوئی سالار پھر مسلمانوں کے علاقوں میں کارروائیاں کرنے کے لیے پیش قدمی نہ کرے۔ اس کے بعد وہ اشبیلیہ شہر کی طرف چلے گئے تھے۔

❁

Marfat.com

❁

افونش کو گو اپنے سالار مارنوس کے مارے جانے اور یورلیس کے دوسری بار شکست کھانے کا بڑا صدمہ تھا لیکن جس وقت یہ دونوں سالار زکریا بن ادریس، غیر در بن شبیب اور زیدون بن مسلم سے برسرِ پیکار تھے، افونش کے پاس اس کے علاقوں قشتالیہ، جلیقیہ، نبرہ سے بڑے بڑے لشکر طلیطلہ پہنچ گئے۔ قشتالیہ سے اس کا سالار کوماس ایک بہت بڑا لشکر لے کر آیا تھا۔ جلیقیہ سے اسپانا نام کا سالار لشکر لے کر پہنچا تھا۔ جبکہ نبرہ کی عظیم ریاست سے وہاں کا سپہ سالار پلادیوس ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ پہنچ گیا تھا۔ اس کے علاوہ افونش کے بیٹوں میں سے ایک برگانزا بھی ایک بہت بڑا لشکر لے کر طلیطلہ میں وارد ہو گیا تھا۔ اس طرح طلیطلہ شہر اور اس کے نواح میں افونش کے پاس لاکھوں پر مشتمل ایک بہت بڑا اور جرار لشکر تیار ہو گیا تھا۔

چنانچہ جب اسے جنگ کے دوران مارنوس کے مارے جانے اور یورلیس کی شکست کی خبر پہنچی تو اس نے اس واقعے کو اتنی اہمیت نہ دی تاہم یورلیس کو اس نے اپنے پاس طلب کر لیا۔ جس وقت یورلیس افونش کے سامنے پیش ہوا اس وقت افونش کے پاس اس کا سپہ سالار اعلیٰ فانیز، بیٹا برگانزا، نئے سالاروں میں سے کوماس، اسپانا اور پلازیوس کے علاوہ افونش کی بیٹی مغریطہ، ملکہ لیستہ اور کچھ دیگر لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔

یورلیس کو جب افونش کے سامنے پیش کیا گیا تو یورلیس اس کے سامنے گردن جھکا کر کھڑا ہو گیا۔ افونش کچھ دیر تک بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر اس کی ڈھارس بندھانے کے لیے کہنے لگا۔

''میں جانتا ہوں تم مسلمانوں کے ہاتھوں دوبارہ شکست اٹھا چکے ہو۔ اس بناء پر تم نادم اور شرمندہ ہو جس کی وجہ سے تم نے اپنی گردن جھکا رکھی ہے۔ اپنی گردن سیدھی

Marfat.com

کرو۔ اس طرح پریشان اور پشیمان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب میرے پاس میرے سارے لشکر پہنچ گئے ہیں اور میں مسلمانوں سے ایسا انتقام لوں گا جسے وہ صدیوں تک یاد رکھیں گے۔ اپنے دل پر یہ بات بھی لکھ لو کہ میں نے تمہیں کسی سرزنش کے لیے اپنے پاس طلب نہیں کیا۔ تمہیں دوبارہ شکست ہوئی ہے۔ یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ سالار شکست اور فتح سے دوچار ہوتے رہتے ہیں۔ میں صرف تم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کے جس سالار کی ماتحتی میں مسلمانوں نے جنگ کی اور مارنوس کو موت کے گھاٹ اتارنے کے بعد تمہاری شکست کا باعث بنے اس لشکر کے سالار اور اس کے نائبوں کے نام کہو۔''

یورلیس کو جب یہ حوصلہ ہوا کہ اس کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی نہیں ہو رہی اور یہ کہ افونش نے اسے کسی بازپرس کے لیے نہیں طلب کیا تب اسے حوصلہ ہوا۔ گردن سیدھی کی، پھر کسی قدر جرأت مندی کا اظہار کرتے ہوئے افونش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''مجھے پہلی بار جو شکست ہوئی تھی، وہ مسلمانوں کے سالار غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم کے ہاتھوں ہوئی تھی۔ شبیب اور مسلم معتمد کے دو پرانے سالار ہیں۔ اب وہ بوڑھے اور لاغر ہو چکے ہیں، جنگوں میں حصہ لینے کے قابل نہیں رہے اور انہی دو بڑے سالاروں کے بیٹے غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم ہیں۔ پہلی شکست مجھے ان کے ہاتھوں سے ہوئی ہے۔ اس کے بعد اس شکست کا انتقام لینے کے لیے جب آپ نے مارنوس کو بھی ایک لشکر دے کر میرے ساتھ روانہ کر دیا تب مجھے پکی اور پختہ اُمید تھی کہ ہم نہ صرف مسلمانوں کو شکست دیں گے بلکہ ان کا پیچھا اور تعاقب کرتے ہوئے ان کے مرکزی شہر اشبیلیہ تک جا پہنچیں گے۔ لیکن مسلمانوں کے ایک سالار نے میری ان ساری کوششوں پر پانی پھیر کر رکھ دیا۔ مسلمانوں کے اس سالار کا نام زکریا بن ادریس ہے۔ یہی پہلے مارنوس اور اس کے لشکر سے ٹکرایا۔ لشکر کا اس نے خاتمہ کر دیا۔ مارنوس کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور پھر ویران رات میں جس وقت میں غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم پر ایسی ضربیں لگا رہا تھا جس میں مجھے میری فتح صاف دکھائی دے رہی تھی، اچانک مارنوس سے فارغ ہونے کے بعد مسلمانوں کا وہی سالار زکریا بن ادریس مجھ پر حملہ آور ہو گیا اور میری دوسری شکست کو اس نے یقین بنا دیا۔''

Marfat.com

یہاں تک کہنے کے بعد یورلیس جب خاموش ہوا تب لمحہ بھر کے لیے افونش کے چہرے پر تبسم نمودار ہوا۔ اس کے بعد یورلیس کے علاوہ وہاں جمع ہونے والے امراء، سارے سالاروں اپنے بیٹے بیٹی اور بیوی کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا۔

''یہ تین نام لکھ رکھو۔ زکریا بن ادریس، غیر در بن شبیب، زیدون بن مسلم۔ ان تینوں کو ہم نے ہر صورت میں موت کے گھاٹ اتارنا ہے۔ اس کے بعد اشبیلیہ شہر پر قبضہ کر کے معتمد، اس کے بیٹے، اس کی ملکہ رمیکیہ کو گرفتار کر کے پابہ زنجیر بنا کر طلیطلہ شہر میں لانا ہے اور شہر کے بازاروں میں خوب گھما پھرا کر قیدی اور اسیر کی حیثیت سے اس کی نمائش کا اہتمام کرنا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد افونش رکا، پھر یورلیس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اب تم جا کر آرام کرو۔ بہت جلد تم پہلے کی طرح ایک سالار کی حیثیت سے لشکر میں کام کرو گے۔''

افونش کے ان الفاظ پر یورلیس خوش ہو گیا تھا اور وہاں سے چلا گیا تھا۔ اس کے بعد افونش اپنے بیٹے، برگانزا اور نئے آنے والے سالاروں اور سپہ سالارِ اعلیٰ فانیز کے ساتھ اپنے آئندہ کے لائحہ عمل پر گفتگو کرنے لگا تھا۔

✻✻✻

اشبیلیہ کا مسلمان حکمران معتمد ایک روز اپنے بیٹے رضی، دوسرے بیٹے معتد اور تیسرے بیٹے رشید کے ساتھ بیٹھا کسی موضوع پر گفتگو کر رہا تھا کہ اس کے محافظ دستوں کے سالار منے اشبیلیہ کے دو معزز اور معمر سالاروں مسلم اور شبیب کے آنے کی اطلاع دی۔

اس اطلاع پر معتمد نے فی الفور دونوں کو اپنے پاس بلا لیا۔ چنانچہ شبیب اور مسلم وہاں آئے اور معتمد کے کہنے پر دونوں نشستوں پر بیٹھ گئے۔ پھر معتمد نے انہیں مخاطب کیا۔

''لگتا ہے تم دونوں آج کسی خاص مقصد کے تحت میرے پاس آئے ہو۔ اگر کوئی معاملہ اس طرح کا ہے تو کہو کیا بات ہے؟''

اس پر مسلم اور شبیب دونوں نے باری باری ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر شبیب معتمد کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

Marfat.com

''یوں جانیں ہم ایک شکایت لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ ہمارے تین سالاروں زکریا بن ادریس، غیردر بن شبیب اور زیدون تینوں نے افونش کے دو سالاروں مارنوس اور یوریس دونوں کو شکست دی بلکہ مارنوس کے لشکر کا مکمل طور پر صفایا کرنے کے بعد مارنوس کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا گیا جبکہ یوریس کو دوبارہ شکست دی۔ اس کے بعد جب ہمارا وہ لشکر اشبیلیہ شہر میں داخل ہوا تو ہم ہی نہیں، شہر کے لوگ بھی حیرت زدہ ہیں کہ کسی نے بھ اس لشکر کا استقبال نہیں کیا۔ نہ ان کا استقبال کرنے کے لیے شہر کا سجایا گیا، نہ ان پر گل پاشی کی گئی۔ کیا فاتح لشکر کے ساتھ ایسا سلوک کیا جانا چاہیے؟''

یہاں تک کہنے کے بعد شبیب جب خاموش ہوا تو معتمد گہری سوچوں میں کھو گیا تھا جبکہ اس کا بیٹا رضی، شبیب کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''ایسا تم اس لیے چاہتے ہو کہ اس لشکر میں سالار کی حیثیت سے تمہارا بیٹا غیردر شامل تھا اور تم اس خواہش کا اظہار کر رہے ہو کہ تمہارے بیٹے غیردر کا شاندار انداز میں استقبال کیا جانا چاہیے تھا۔ شہر کے سب لوگ شاہراہوں پر کھڑے ہو کر اس کا استقبال کرتے، اس پر گل پاشی کرتے اور اسے اس فتح پر مبارکباد پیش کرتے۔''

رضی کی یہ گفتگو بوڑھے سالار شبیب کو بڑی ناگوار سی گزری تھی، کہنے لگا۔

''اس میں میرا بیٹا غیردر اکیلا نہیں تھا، زیدون بن مسلم بھی تو شامل تھا۔''

اس بار معتمد کا دوسرا بیٹا معتد بول اٹھا۔

''زیدون شامل تھا اس لیے اس کا باپ مسلم بھی تمہارے ساتھ آیا ہے تاکہ تم یہ نالش پیش کرو کہ تم دونوں کے بیٹوں کو شاندار انداز میں استقبال نہیں کیا گیا۔''

معتمد کے تیسرے بیٹے رشید نے اپنے دونوں بھائیوں کی اس گفتگو کو انتہا درجہ کا ناپسند کیا تھا۔ اس کے چہرے کے تاثرات بتاتے تھے کہ بھائیوں کی گفتگو نے اسے رنجیدہ اور فکرمند کر دیا ہے۔ وہ اپنے جذبات کا اظہار کرنا ہی چاہتا تھا کہ اس موقع پر بوڑھا سالار شبیب بول اٹھا۔

''آپ لوگ غلط فہمی کا شکار ہیں، میں یا مسلم اس غرض سے نہیں آئے کہ میرے بیٹے غیردر اور مسلم کے بیٹے زیدون کا شاندار انداز میں استقبال کیا جانا چاہیے تھا۔ جس لشکر نے مارنوس کو موت کے گھاٹ اتارا اس کے لشکر کا مکمل طور پر صفایا کیا اور یوریس کو

Marfat.com

بدترین شکست دی اس لشکر کی کمانداری میرے یا مسلم کے بیٹے کے ہاتھوں میں نہیں تھی۔ اس لشکر کی کمانداری ہمارے نایاب سالار زکریا بن ادریس کے ہاتھ میں تھی۔ ہمارے بیٹوں کا نہ سہی لیکن ایک سالار اور کماندار کی حیثیت سے زکریا بن ادریس جب فتح مند لوٹا تو اس کا تو استقبال کیا جانا چاہیے تھا۔"

اس بار رضی دوبارہ شبیب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"کس زکریا بن ادریس کی بات کر رہے ہو، جو غلام تھا؟ جو مسلم بن سریع کے بھائی عمر بن سریع کی سرائے کے ایک کمرے میں بے بسی کی زندگی بسر کرتا ہے؟ ہم نے یہ بھی سنا ہے کہ اس سرائے کے کمرے میں اس کے پاس چھوٹا سا لکڑی کا ایک صندوقچہ ہے جس میں اس نے اپنے غلامی کے دور کے لباس کے علاوہ کچھ دوسری چیزیں رکھی ہوئی ہیں۔ ایسا اس نے اس لیا کیا ہے کہ گاہے گاہے ان چیزوں کو دیکھتا رہے اور اپنی اوقات کو نہ بھولے۔ جب اس کی اوقات ہی لکڑی کے صندوق میں بند ایک بوسیدہ پیوند لگا لباس اور ٹوٹے پھوٹے جوتے ہیں تو پھر ایسے شخص کا اشبیلیہ میں کیسے اور کیونکر استقبال کیا جا سکتا ہے؟ کیا زکریا بن ادریس اور تم دونوں کے بیٹوں کے لیے اتنا ہی کافی نہیں کہ انہیں ہم نے اپنے لشکر کے اندر سالار مقرر کر رکھا ہے۔"

رضی کی اس گفتگو کو شاید اس کے چھوٹے بھائی معتمد کے تیسرے بیٹے رشید نے انتہا درجہ کا ناپسند کیا تھا لہٰذا اپنے بھائی رضی اور معتمد کی طرف باری باری دیکھتے ہوئے وہ بے پناہ غصے اور غضب ناکی کا اظہار کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"تم لوگ بند گلیوں کی تاریکی اور اندھیروں میں گناہ آلود زندگی بسر کرنے کے عادی ہو۔ بغض و عداوت اور تشنگی کے دیار میں کھڑے ہو کر تم قوم سے متعلق الٹے سیدھے فیصلے کرتے ہو۔ وہ مجاہد جو جوش مارتی رقیق آتش کی طرح ہمارے دشمن پر کمند پھینکنے والے ہیں انہیں بے شرف و بے توقیر کرنے کی کوشش کرتے ہو اور زندہ دل جوان جو جنون و جہل کے طوفانوں کے سامنے عزم و ہمت اور جرأت و بے باکی کے پیکر بن کر آتے ہیں، جو ہماری موزونیت کی جلوہ گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں انہیں تم بے وقعت اور بے نصیب کرتے ہو۔ وہ دشمن جو ہمارے خلاف مرگ و فنا کے خونی تماشے دکھانے اور ہر شے کو چاٹتی سرد مہری کی آندھیوں کی طرح حرکت میں آتے ہیں ان کے سامنے ہمارا دفاع کرنے والوں کی شفاف زندگی کی راہ گزر پر تم قضا کے سرطان

Marfat.com

کھڑے کرنے والے ہو۔ وہ زندہ دل جوان جو ہمارے ماٰمنِ حیات کو شر آمیز نہیں ہونے دیتے، شورہ پشت دشمن کے مقابلے میں ہمیں اعصاب کے عذاب سے بچاتے ہیں، تم جیسے غیر ذمہ دار لوگ ہی ان کے حصار نگاہ میں ریت ہی ریت، ان کے قریہ جان میں درد ہی درد بھرتے ہیں۔ وہ جوان جن کے خلاف تم باتیں کرتے ہو، وہ زکریا بن ادریس جس کی اوقات کو تم گھٹیا خیال کرتے ہو یاد رکھنا یہی وہ جوان ہیں جو اس دور میں ملت کے دست طلب، قوم کے لیے حرفِ دعا، وطن کے لیے خوش کن نصیب ہیں۔ جبکہ ان کے مقابلہ میں تم لوگ حرص و ہوس کے بندے بن کر مسلم قوم کی شاہراہِ حیات کے چوراہوں پر شیطنت کے رنگ بکھیرتے ہو۔ یاد رکھنا وہ مجاہد تمہاری ضرورتوں کے اسیر نہیں، تمہارے ارادوں کے پابند نہیں، تمہاری دانش کے غلام بھی نہیں ہیں۔ پھر کیسے اور کس حساب میں تم ان کے ساتھ طفلِ شیر خوار، پابجولاں مجرم اور مجبور اور اسیرِ زندان کا سا سلوک کرنے کے عادی ہو؟''

یہاں تک کہنے کے بعد رشید بن معتمد جب دم لینے کے لیے رکا تب اس کا بڑا بھائی رضی غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''تم عالم دین ہو، تیغ زن نہیں۔ واقفِ دین ہو، عارفِ رزم گاہ نہیں ہو۔''

اس بار رشید بن معتمد نے پہلے سے بھی زیادہ غصے اور کھا جانے والے انداز میں رضی اور اپنے دوسرے بھائی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''یہ بات اپنے دل کے قرطاس پر لکھ رکھنا کہ جب کوئی عالم محرومیوں کے درد، اضطرابیت اور بیزاری کے آثار دیکھ کر ملت اور قوم کے حقوق کے دفاع کے لیے شمشیر زن ہوتا ہے تو یاد رکھنا وہ عجیب سے سکرود، خود فراموشی اور وجد و عرفان میں اپنے دین کے دشمنوں کے لیے پانی میں چھپی ہوئی چٹانوں سے بھی زیادہ خطرناک اور وقت کے منجدھار میں صحرا صحرا پھیل جانے والی آگ سے بھی زیادہ ہولناک اور گمبھیر رات کے سناٹوں میں اُفق کی ہیبت ناک لالی بن کر اپنے دشمن کے سروں پر پھیل جاتا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد رشید رُکا تھا، اس کے بعد وہ کھا جانے والے انداز اور انتہائی غضب ناکی میں پھر کہہ رہا تھا۔

''وہ زندہ دل مجاہد جو تند خو بگولوں اور سیل آتش اور طوفان کی طرح ہمارے کھیانوں کے تنکوں، ہمارے کھیتوں کی مٹی کی حاظت کرتے ہیں انہیں تم غم دہر کی

Marfat.com

تلچھٹ سمجھ کر قعرِ گمنامی میں پھینکنے کی کوشش کرتے ہو۔ زیادہ عرصہ ایسا کرو گے تو یاد رکھنا تمہاری دشمن قوتیں تمہاری روح کی درماندگی، تمہاری خواہشوں کی آوارگی بن جائیں گی اور گہرے سمندر میں موت اور بدی کی طاقتیں تمہارے سامنے سوگ کا عصا اور بے درماں درد بن کر نمودار ہو جائیں گی۔

قسم اس خداوند قدوس کی جس نے اپنی قوت سے آسمان کو اس وقت ظاہر کیا جب عالم بالا میں آسمان کا نام نہ تھا، جب تقدیر بھی متعین نہ ہوئی تھی، کائنات کی قدیم داستانیں نینوا اور بابل کے کھنڈرات اس بات کے گواہ ہیں کہ جس قوم نے بھی اندھے انسانی قانون کے تحت اپنے محبِ وطن لوگوں اور وطن کا دفاع کرنے والے مجاہدوں کے لیے ظلم کی نوک کی چبھن، ہوس کی آنچ بننے کی کوشش کی تو قسمتوں کا تعین کرنے والا طاقت ور دانا خالق ہمیشہ ایسے لوگوں کے خلاف حرکت میں آیا اور ایسی قوموں کو تباہ و برباد کر کے آنے والی نسلوں کے لیے نشانِ عبرت بنا کر رکھ دیا۔

تم لوگ بھی بگولوں کے برج جیسے اپنے مجاہدوں، حربہ آزما اپنے سالاروں، آتشی حروف سے اپنے جنگ جُو عناصر کی ذلت اور رسوائی کا باعث بننے والے ہو۔ زیادہ عرصہ ایسا کرو گے تو یاد رکھنا تمہارے دشمن غاروں میں چیختے بھیڑیوں کی طرح نمودار ہوں گے اور تمہیں ایک کمزور قوم جان کر تم پر اس طرح وارد ہوں گے جس طرح بھیڑیے لومڑیوں کے بھٹ میں داخل ہو جاتے ہیں۔ تم اپنے ایسے انقلاب آفریں مہربانوں کو فراموش کرتے ہو، باجبروت پاسبانوں کو پسِ پشت ڈالتے ہو جو اپنے لہو سے تمہاری کامیابی کو فروزاں کرتے ہیں۔ تم لوگ وقت کے بدترین فتنہ پرداز ہو۔ آدمیت کی پہچان سے ناآشنا ہو۔ میں اس وقت سے ڈرتا ہوں جب تمہاری یہی عادتیں تمہیں بربادیوں کے اتھاہ سمندر کی طرف لے جائیں گی۔ اس روز جب تمہارے دشمن تمہیں لذتِ آزادی، زندگی کے سائبانوں سے محروم کریں گے تب ضرور تم اپنے ایسے سالاروں کو پکارو گے کہ وہ تمہاری مدد کریں۔ آج جن کا استقبال کرتے ہوئے تمہیں شرم آتی ہے، آنے والے دور میں تم انہی لوگوں کی جرأت مندی اور شجاعت پر فخر کرو گے۔ فطرت کے بدترین نافرمان نہ بنو۔ اپنی بینائی کے محدب عدسوں کو درست کرو۔ کب تک عشرتوں کی ہیجانی کیفیت، رقابتوں کے جذبوں، جانبداری کے وہموں میں ڈوبے رہو گے؟ ...... نہیں سنبھلو گے، اپنے آپ کو تبدیل نہیں کرو گے تو پھر یاد رکھنا

Marfat.com

تاریخ کی رفتار تمہارے لیے گوشہ در گوشہ کنج در کنج قضا کے رقص کھڑے کرتی چلی جائے گی۔“

جب تک رشید بولتا رہا، اس کا باپ معتمد، اس کے دونوں بھائی رضی اور معتد خاموشی مگر غضب بھرے انداز میں اسے سنتے رہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد جب وہ خاموش ہوا تب معتمد کھا جانے والے انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

”یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو؟ ...... جانتے ہو تم نے کیا کہا ہے؟...... تم اپنے باپ اور اپنے دو بڑے بھائیوں سے مخاطب ہو اور جو الفاظ تم نے استعمال کیے ہیں، تم ....“

معتمد اپنی بات مکمل نہ کر سکا۔ اس لیے کہ رشید پھر بول اٹھا۔

”جو الفاظ میں نے استعمال کیے ہیں، سوچ سمجھ کر کیے ہیں۔ آپ تینوں بھی سوچ سمجھ کر فیصلے کریں۔ آج تم لوگ اپنے سالاروں، اپنے مجاہدوں کا استقبال کرنے سے انکار کر رہے ہو اور ایسا کرتے ہوئے تم لوگوں کو شرم آتی ہے کہ وہ اپنی شہرت سے تم پر حاوی ہو جائیں گے۔ کل تم انہی کی ضرورت محسوس کرو گے اور اگر تم لوگوں نے اپنے آپ کو نہ بدلا تو میں تم سے ابھی کہے دیتا ہوں کہ میں صرف اشبیلیہ شہر نہیں، اُندلس کے ہر اُس شہر میں جہاں مسلمان بستے ہیں، چوراہوں پر کھڑا ہو کر تمہارے خلاف آواز اٹھاؤں گا۔ تمہاری طرف انگلیاں اٹھاتے ہوئے لوگوں سے کہوں گا کہ یہ ہیں وہ لوگ جو اپنی قوم کی عزت، اپنی ملت کے ناموس کو فروخت کرنے والے ہیں۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ ابھی سے سنبھل جاؤ۔“

رشید کی یہ ساری گفتگو معتمد کے لیے ناقابلِ برداشت تھی۔ غضب ناک انداز میں اپنی جگہ سے اٹھا اور ایک زوردار طمانچہ اُس نے رشید کے منہ پر دے مارا۔

جواب میں رشید مسکرایا اور کہنے لگا۔

”اے میرے باپ! یہ طمانچہ تو کچھ بھی نہیں ہے۔ آپ کے باپ نے تو اپنے بیٹے اسماعیل کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا تا۔ آپ بھی اپنے باپ کی رسم کی تکمیل کریں۔ مجھے موت کے گھاٹ اتار دیں۔ نہیں اتاریں گے تو میں آپ تینوں کے خلاف اس وقت تک بولتا رہوں گا جب تک آپ لوگ عیش و عشرت کی شہ نشینوں پر کھڑے ہو کر دوسروں کے لیے عذاب بننے کی کوشش کرتے رہو گے۔ کاش میں آپ کا بیٹا ہونے کی

Marfat.com

بجائے کسی چرواہے کا بیٹا ہوتا اور ہاتھ میں عصا لے کر اپنے باپ کے ریوڑ کی خوب حفاظت کرتا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد رشید جب خاموش ہوا تب اس کے دونوں بھائی رضی اور معتد اٹھ کر اپنے باپ کے پیچھے پیچھے وہاں سے چلے گئے تھے۔ ان کے جانے کے بعد تھوڑی دیر تک خاموشی رہی، پھر رشید بڑی شرمندگی کے احساس میں مسلم بن سریع اور دوسرے سالار شبیب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میری قوم کے محترم فرزندو! میں شرمندہ ہوں کہ میں اشبیلیہ کے حکمران معتمد کا بیٹا ہوں۔ کاش میں نے کسی دکھیاری ماں، کسی بوڑھے باپ کے ہاں جنم لیا ہوتا اور میں ساری زندگی ان کی خدمت کرتے ہوئے اپنے لیے ثواب کے ڈھیر جمع کرتا۔ تم تھوڑی دیر رکو، میں ابھی آتا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی رشید اٹھ کر قصر کے اندرونی حصے کی طرف چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوٹا۔ اس نے اپنے کندھے پر ایک خرجین ڈال رکھی تھی۔ دوبارہ وہ مسلم بن سریع اور شبیب کے پاس آ کر رکا اور کہنے لگا۔

"میری قوم کے محترم فرزندو! میرے باپ اور دونوں بھائیوں نے جو آپ دونوں سے گفتگو کی ہے اس پر میں شرمندہ ہوں۔ چلو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ اپنے ان سالاروں کی حوصلہ افزائی کرتا ہوں جنہیں یہ لوگ فراموش کر رہے ہیں۔ میں آپ دونوں کی منت کرتا ہوں کہ جو گفتگو یہاں ہوئی ہے اس کا ذکر آپ دونوں اپنے بیٹوں کے علاوہ زکریا بن ادریس سے نہ کیجئے گا۔ میں زکریا بن ادریس سے اکثر ملتا رہا ہوں، اسے اپنا بھائی کہہ چکا ہوں۔ اس جیسا مہربان ساتھی، اس جیسا نایاب سالار کہیں نہیں ملے گا۔ میں تو ایسے مجاہدوں کی خدمت کرنے اور انہیں سلام پیش کرنے کے لیے پیدا ہوا ہوں۔ چلو میرے ساتھ، میں ان سے ملتا ہوں۔ ان کی حوصلہ افزائی کرتا ہوں۔"

Marfat.com

❁

اشبیلیہ شہر کے بڑے بازار میں زکریا بن ادریس، غیر در بن شبیب اور زیدون بن مسلم تینوں اپنے گھوڑوں کی نعل بندی کرا رہے تھے کہ معتمد کا بیٹا رشید، شبیب اور مسلم بن سریع کے ساتھ وہاں پہنچ گیا۔ پہلے وہ بڑے پُر جوش انداز میں تینوں سے بغلگیر ہوا، ان کی پیشانیوں کو چوما پھر بڑی ارادت مندی اور عقیدت میں ان تینوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میں تم تینوں کو سلام پیش کرتا ہوں۔ لوگ کہتے ہیں کہ میں صرف عالم دین ہوں، تیغ زن اور مجاہد نہیں۔ لیکن میں ان سے کہتا ہوں جب موقع آتا ہے تو پھر ایک عالم جب مجاہد اور تیغ زن بنتا ہے تو پھر اس کا مقابلہ کرنا بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔ میرے عزیز بھائیو! میرے ساتھیو! افونش کے لشکریوں کے خلاف جو معرکہ آرائی تم نے کی اگر میں اشبیلیہ کا حکمران ہوتا تو اسے سنہرے حروف میں لکھتا۔ کچھ حالات ایسے پیدا ہو گئے تھے کہ اشبیلیہ میں تمہاری اس فتح مندی اور کامیابی پر جشن کا سماں برپا نہ کیا گیا۔ دیکھو میرے باپ نے مجھے تمہاری طرف روانہ کیا ہے۔''

اس کے ساتھ ہی رشید نے اپنے کندھے سے لٹکتی ہوئی خرجین کا منہ کھولا اور اس میں سے پہلے نقدی کی ایک تھیلی نکال کر زکریا بن ادریس کی طرف بڑھائی اور کہنے لگا۔

''ابنِ ادریس! میرے عزیز بھائی! یہ میرے باپ کی طرف سے تمہارے لیے انعام ہے۔ ایسی ہی نقدی کی تھیلیاں غیر در بن شبیب اور زیدون بن مسلم کے لیے بھی دی گئی ہیں۔''

ساتھ ہی جب زکریا نے وہ تھیلی لے لی تو رشید نے مزید دو تھیلیاں نکالیں۔ اتنی دیر تک زکریا بن ادریس اس تھیلی کو الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا۔ اس کا منہ کھول کر بھی

Marfat.com

دیکھا۔ اس کے بعد جس بڑی خرجین سے رشید نے وہ تھیلیاں نکالی تھیں، ہاتھ میں پکڑی ہوئی نقدی کی وہ تھیلی زکریا بن ادریس نے اسی خرجین میں واپس ڈال دی اور رشید کو مخاطب کرتے ہوئے اور بڑی اپنائیت میں اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''میرے عزیز بھائی! یہ وطن کے دفاع کا فریضہ تھا۔ ہم نے کسی لالچ کے تحت نہیں کیا۔ میں، زیدون اور غیرد ر تینوں لشکر کے سالار ہیں اور ایسا کرنا ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ میں نقدی کی اس تھیلی کو قبول نہیں کرتا۔ اور پھر میرے بھائی! تم جانتے ہو میرے سر پر ضرورتوں کا انبار نہیں ہے۔ اکیلا آدمی ہوں۔ میرے پاس ایک بستر اور چھوٹا سا ایک صندوقچہ ہے جس میں میری غلامی کے دور کی کچھ یادیں ہیں اور یہی میرا سرمایہ ہے اور اس کے علاوہ مجھے کچھ چاہیے بھی نہیں۔ ہاں غیرد ر بن شعیب اور زیدون بن مسلم اگر............''

یہاں تک کہتے کہتے زکریا بن ادریس کو خاموش ہو جانا پڑا اس لیے کہ غیرد ر بن شعیب نے آگے بڑھ کر اپنا ہاتھ زکریا بن ادریس کے منہ پر رکھ دیا، پھر کہنے لگا۔

''زکریا! میرے بھائی! اس سے آگے کچھ مت کہنا۔ تم ہمارے سالار ہو۔ ہم تمہارے تحت کام کرنے والے ہیں۔ نقدی کی تھیلی کو اگر قبول نہیں کر رہے تو ہم اسے کیونکر قبول کریں گے۔ میرے عزیز بھائی! تم جانتے ہو تمہاری طرح ہم نے بھی یہ فریضہ فرض جان کر ہی کیا ہے۔''

اتنی دیر میں زیدون بن مسلم آگے بڑھا اور رشید نے اپنے ہاتھوں میں جو نقدی کی دونوں تھیلیاں پکڑی ہوئی تھیں وہ اس سے لے کر دوبارہ اس نے خرجین میں ڈال دی تھیں۔ غیرد ر بن شعیب کے ان الفاظ اور زیدون بن مسلم کی اس حرکت پر زکریا بن ادریس مسکرا دیا تھا۔ اتنی دیر تک شاید تینوں کے گھوڑوں کی نعل بندی ہو گئی تھی۔ لہٰذا زکریا بن ادریس، رشید کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے کہنے لگا۔

''میرے عزیز بھائی! تمہاری آنکھوں کے اندر ناچتے ہیولے، تمہارے چہرے کے تاثرات بہت سی کہانیاں، بہت سی داستانیں کہتے ہیں۔ پر میں سب کے سامنے ان کا ذکر نہیں کروں گا۔ میرے عزیز بھائی! اپنے دل پر یہ بات لکھ رکھنا کہ ہم نے جو فریضہ ادا کیا ہے اس کے لیے ہم کسی استقبال، کسی جشنِ فتح کے امیدوار نہیں تھے۔ لہٰذا تم مطمئن

Marfat.com

رہو۔ آنے والے دور میں اگر اپنی قوم، اپنی ملت کی حفاظت ہمارے خون کے آخری قطرے سے بھی ہو سکی تو ہم ایسا کرنے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ اب ہمیں اجازت دو۔ ہم جاتے ہیں۔"

رشید شرمندہ سا ہو گیا۔ تینوں سے ایک بار پھر گلے ملا اور ایک طرف چلا گیا۔ زکریا بن ادریس نے غیرور بن شبیب، زیدون بن مسلم اور ان دونوں کے باپوں کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

"آپ بھی جا کر آرام کریں۔ میں سرائے کا رخ کرتا ہوں۔"

مسلم اور شبیب دونوں بڑے سالاروں نے اثبات میں گردن ہلائی۔ پھر وہ چاروں ایک طرف ہو لیے جبکہ زکریا بن ادریس اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے بازار میں آگے بڑھنے لگا تاکہ بائیں جانب مڑ کر سرائے کا رخ کرے۔

زکریا بن ادریس تھوڑا سا ہی آگے گیا ہوگا کہ پیچھے سے کسی نے اسے پکارا۔

"سنیے......!"

پہلی پکار پر زکریا بن ادریس نے کوئی توجہ نہ دی۔ اس لیے کہ آواز کسی نوخیز اور انتہائی خوبصورت لڑکی کی تھی۔ آواز کی لے، آواز کے ترنم سے ظاہر ہوتا تھا کہ پکارنے والی کوئی انتہا درجہ کی خوبصورت لڑکی ہے۔ چونکہ زکریا کا نام لے کر نہ پکارا گیا تھا، اس بناء پر زکریا نے کوئی توجہ نہ دی۔ یہی سمجھا کہ کسی اور کو پکارا ہے۔ لہٰذا آگے بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ آواز پھر سنائی دی۔

"ذرا رکیے...... میری بات سنیے۔"

زکریا بن ادریس پھر بھی آگے چلتا رہا۔ پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا یہاں تک کہ تیسری بار آواز سنائی دی۔ کسی نے پکار کر کہا تھا۔

"ابنِ ادریس! میری بات سنیے۔"

زکریا بن ادریس رک گیا۔ مڑ کر دیکھا تو پیچھے قریب ہی ایک لڑکی آ رہی تھی۔ اس نے اپنے جسم کو کھلی ریشمی عبا سے خوب ڈھانپ رکھا تھا۔ چہرے پر بھی اس نے بھاری نقاب ڈالا ہوا تھا۔ لہٰذا زکریا بن ادریس نہ جان سکا کہ وہ لڑکی کون ہے۔ وہ قریب آئی اور پھر کسی قدر تبسم خیز انداز میں زکریا بن ادریس کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"میں رواندہ ہوں۔ میں نے تین بار آپ کو پکارا۔ آپ نے میری پکار پر کوئی توجہ

Marfat.com

ہی نہ دی۔"

روانده کا نام سن کر زکریا بن ادریس کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ کہنے لگا۔

"دراصل اس شہر میں کیونکہ میری جاننے والی نہ کوئی خاتون ہے نہ کوئی لڑکی۔ لہٰذا تم نے جب مجھے پکارا تو میں نے یہی سمجھا کہ پکارنے والی لڑکی مجھے نہیں کسی اور کو پکار رہی ہے۔ جب تم نے میرا نام لے کر پکارا، تم نے دیکھا میں فوراً رک گیا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد زکریا رُکا، پھر تجسس بھرے انداز میں روانده کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"خیریت تو ہے؟ تم بازار کی طرف کیوں آئی ہو؟"

اس پر روانده کہنے لگی۔

"اس طرح کھلی عبا پہن کر، چہرے پر بھاری نقاب ڈال کر میں روز بازار کی طرف آتی ہوں۔ بابا کے لیے کھانا لے کر آتی ہوں۔ جس جگہ آپ، غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم کے ساتھ کھڑے ہو کر اپنے گھوڑوں کی نعل بندی کروا رہے تھے، اس کے سامنے ہی تو میرے بابا کی دکان ہے۔ اس وقت میں دکان میں ہی کھڑی تھی۔ میرے دیکھتے ہی دیکھتے معتمد کا بیٹا رشید آپ کے پاس آیا، میں اسے جانتی نہیں تھی۔ یہ ساری تفصیل میرے باپ نے مجھے بتائی۔ آپ کچھ دیر اس سے گفتگو کرتے رہے۔ اس دوران میں نے اور میرے باپ نے فیصلہ کیا کہ آج ہم آپ کو گھر لے کر جائیں گے۔ لہٰذا ہم اس انتظار میں رہے کہ آپ فارغ ہوں تو پھر آپ سے بات کی جائے۔ چنانچہ جب آپ فارغ ہو کر ادھر چلے تو میں آپ کے پیچھے ہو لی بابا بھی دکان بند کر کے آ رہے ہیں۔ لہٰذا آپ ہمارے ساتھ گھر چلیے۔ ہم سب کو آپ سے گلہ اور شکوہ ہے۔ آپ جانتے ہیں جس وقت آپ مجھے لے کر آئے تھے، میری ماں نے آپ سے کہا تھا کہ گاہے گاہے میرے ہاں آتے رہیے گا۔ لیکن آپ نے میری ماں کی بات ماننے سے انکار کر دیا ہے۔"

روانده جب خاموش ہوئی تب مسکراتے ہوئے زکریا کہنے لگا۔

"میں نے کوئی انکار نہیں کیا۔ دیکھو روانده! بات یہ ہے کہ جس روز میں تمہارے ہاں سے نکلا، اسی روز رات کے وقت میں ایک لشکر لے کر یہاں سے نکل گیا تھا۔ اس

Marfat.com

کے بعد......"

یہاں تک کہتے کہتے زکریا کو رک جانا پڑا۔ اس لیے کہ روانده ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہنے لگی۔

"آپ کو اپنی صفائی پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں جانتی ہوں میرے باپ اور ماں بھی جانتے ہیں کہ آپ اسی روز لشکر لے کر نکل گئے تھے۔"

یہاں تک کہتے کہتے روانده کو بھی خاموش ہو جانا پڑا۔ اس لیے کہ اتنی دیر تک اس کا باپ انیتش بھی وہاں پہنچ گیا تھا۔ آتے ہی اس نے زکریا کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور بڑی اپنائیت میں کہنے لگا۔

"ابنِ ادریس! میرے بیٹے! .... یہاں کھڑے ہو کر گفتگو کرنا اچھا نہیں۔ چلو گھر چلتے ہیں۔"

زکریا جواب میں کچھ نہ کہہ سکا۔ چپ چاپ دونوں باپ بیٹی کے ساتھ ہو لیا تھا۔ تو ڑا سا آگے جا کر انیتش روانده کے قریب آیا اور دھیمے لہجے میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میری بچی! جہاں تک میرے جذبات کا احساس ہے، میں زکریا بن ادریس کو اپنی زندگی کا سب سے بڑا محسن خیال کرتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ آج اسے شام تک گھر روکیں، دعوت کا بہترین اہتمام کریں......"

یہاں تک کہتے کہتے انیتش کو رک جانا پڑا۔ اس لیے کہ بے روانده بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"بابا! یہی تو میں بھی چاہتی تھی۔ بلکہ آپ نے تو میرے دل کی بات کہہ دی۔"

جواب میں انیتش مسکرا دیا۔ پھر دونوں باپ بیٹی خاموشی سے زکریا کے ساتھ آگے بڑھنے لگے تھے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی حویلی کے قریب آئے۔ اس موقع پر زکریا بن ادریس جب اپنے گھوڑے کی حویلی سے باہر باندھنے لگا تب ایک دم روانده حرکت میں آئی، زکریا بن ادریس کے گھوڑے کی باگ اس نے لی اور زکریا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"گھوڑا یہاں باہر نہیں بندھے گا۔ ایسا تو اجنبی کرتے ہیں۔ اب آپ ہماری حویلی کے پاس آ گئے ہیں اور آپ وہ کچھ کریں گے جو ہم چاہیں گے۔"

Marfat.com

اس کے ساتھ ہی روانده حویلی میں داخل ہوئی تھی۔ اس کے پیچھے پیچھے زکریا اور انیتش بھی داخل ہو گئے۔ گھوڑے کو لے کر روانده سیدھی اصطبل کے اندر گئی تھی۔ زکریا بن ادریس انیتش کے ساتھ صحن میں کھڑا ہو گیا تھا۔ روانده جب اس کے گھوڑے کی زین اتارنے لگی تب زکریا بن ادریس زور سے بول اٹھا۔

''روانده! اس کی زین نہ اتارنا۔ میں تھوڑی دیر ہی یہاں رکوں گا، پھر واپس جاؤں گا۔''

روانده جواب دینا ہی چاہتی تھی کہ اسی دوران حویلی کے اندر سے اس کی ماں اموسیہ نکل آئی اور صحن میں اپنے شوہر انیتش کے ساتھ زکریا بن ادریس کو دیکھ کر اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ پہلے اس نے زکریا کو خوش آمدید کہا، اس کا شاندار انداز اور الفاظ میں استقبال کیا، پھر زکریا کے قریب کھڑے ہو کر اپنی بیٹی روانده کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''روانده! میری بیٹی! گھوڑے کی زین اتار دو۔ اس کے منہ سے دھانہ بھی نکال کر اس کے آگے چارہ ڈال دو۔''

زکریا بن ادریس کچھ بھی نہ کہہ سکا۔ روانده جس نے اب اپنے چہرے سے موٹا نقاب ہٹا دیا تھا اور اس کا خوبصورت چہرہ صاف دکھائی دے رہا تھا، ایک دم حرکت میں آئی، گھوڑے کی زین اتار کر ایک طرف رکھ دی، دھانہ نکال دیا اور گھوڑے کے آگے چارہ ڈال کر صحن کی طرف آ گئی تھی۔ اب طرح چاروں دیوان خانے میں داخل ہوئے۔ دیوان خانے میں تھوڑی دیر تک خاموشی رہی، پھر انیتش زکریا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''بیٹے! تم نے ہم پر اتنا بڑا احسان کیا جسے ہم کم از کم زندگی بھر نہیں اتار سکتے۔ بچے! ہمارے اتنے بڑے محسن اور مربیّ ہونے کے باوجود تم نے ہم سے اپنے حالات بیان نہیں کیے۔ وہ تو میں نے یہاں کے لوگوں سے تمہارے حالات پوچھے اور لوگوں نے مجھے بتایا ہے جنہیں سن کر مجھے بے حد دکھ اور صدمہ ہوا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد انیتش جب خاموش ہوا تب روانده دکھ بھرے انداز میں بول اٹھی۔

''آپ نے افونش کے علاقوں سے اشبیلیہ شہر تک میرے ساتھ سفر کیا لیکن دورانِ

Marfat.com

سفر آپ نے اپنے متعلق ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ حفصون کی حویلی میں جو آپ نے تعارف کروایا تھا اس سے آگے آپ نے کچھ نہ کہا۔ یہاں جب بابا نے آپ کے حالات بتائے تب مجھے بے حد صدمہ ہوا۔“

اس کے ساتھ ہی روانده واقعی اداس اور افسردہ ہوگئی تھی۔ اپنی بات جاری نہ رکھ سکی تھی۔ یہاں تک کہ اس کی ماں اموسیہ بول اٹھی۔

”بیٹے! ہمیں بتایا گیا ہے کہ تم نے ایک شخص عمر بن سریع کی سرائے کے ایک کمرے میں قیام کر رکھا ہے۔“

اموسیہ جب خاموش ہوئی تب زکریا بن ادریس نے ایک لمبا سا سانس لیا اور کہنے لگا۔”جو کچھ آپ نے سنا ہے وہ درست ہے۔ میں بنیادی طور پر طلیطلہ شہر کا رہنے والا ہوں۔ افونش جب اس شہر میں وارد ہوا تو ان گنت لوگوں کا قتل عام کیا گیا۔ اس قتل عام میں میرے گھر کے سارے افراد بھی موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ مجھے افونش کے ایک سالار نے گرفتار کر کے غلام بنا لیا پھر ایک شخص کے ہاں فروخت کر دیا۔ مجھے خریدنے والے نے چند ماہ بعد مجھے افونش کے سالار اعلیٰ فانیز کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ میری تیغ زنی میں مہارت اور میری شخصیت کو دیکھتے ہوئے فانیز مجھ سے بڑا متاثر ہوا تھا اور اس نے ارادہ کر لیا تھا کہ مجھے اپنے لشکر میں شامل کرے گا۔ لیکن اس دوران میں طلیطلہ سے بھاگنے کے حیلے بہانے تلاش کرتا رہا۔ اور جب مجھے موقع ملا تو میں طلیطلہ سے بھاگ کر اشبیلیہ پہنچ گیا۔ یہاں میرا کوئی جاننے والا نہیں تھا۔ سب سے پہلے میری جس شخص سے ملاقات ہوئی وہ عمر بن سریع تھا۔ میں آپ پر واضح کروں کہ یہ عمر بن سریع اشبیلیہ کے بزرگ اور بڑے سالار مسلم بن سریع کا بھائی ہے۔ میں عمر بن سریع کی سرائے کی طرف اس لیے گیا تھا کہ وہاں چند دن قیام کروں گا اور وہاں قیام کے دوران پھر اشبیلیہ میں کوئی کام تلاش کروں گا یا عمر بن سریع کے بھائی مسلم سے مل کر لشکر میں شامل ہونے کی کوشش کروں گا اور پھر اپنی رہائش گاہ کا کوئی اہتمام کر لوں گا۔

لیکن عمر بن سریع اور اس کا بھائی مسلم بن سریع میرے اندازوں کے خلاف کہیں زیادہ میرے لیے شفیق اور ہمدرد ثابت ہوئے۔ عمر بن سریع نے اپنی سرائے کا ایک بہترین اور صاف ستھرا کمرہ میرے لیے مختص کر دیا جہاں اب میری رہائش ہے۔ میرا کل اثاثہ ایک چھوٹا سا صندوق ہے جس کے اندر میں نے اپنی غلامی کے دور کے کچھ

Marfat.com

لباس اس بناء پر رکھے ہوئے ہیں کہ اگر قدرت مجھے ترقی دے اور میں کسی اچھے منصب پر چلا جاؤں تو میں اپنی اوقات کو نہ بھولوں۔ میری غلامی کا وہ لباس مجھے اپنے بدترین دور کی یاد دلاتا رہے گا۔ اس طرح اچھے منصب کو پا کر میرے اندر کوئی تمرد اور رعونت نہ آئے۔ اب میں نے اسی سرائے میں قیام کر رکھا ہے جبکہ عمر بن سریع اور اس کا بھائی مسلم بن سریع اپنے بیٹوں کی طرح مجھے چاہتے ہیں۔ مسلم بن سریع کا بیٹا زیدون بن مسلم بھی مجھے بھائی جیسا پیار دیتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور سالار ہے، اس کا نام غیردر بن شبیب ہے۔ وہ اشبیلیہ کے ایک بڑے سالار شبیب کا بیٹا ہے۔ وہ بھی مجھے بھائیوں کی طرح چاہتا ہے۔ یہاں آنے کے بعد ان لوگوں کی طرف سے مجھے ایسا نرم رویہ، ایسی محبت ملی کہ اپنے اہلِ خانہ کے مارے جانے کے جو زخم آئے تھے وہ ان کی صحبت میں مندمل ہو گئے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد زکریا جب خاموش ہوا تب دکھ بھرے انداز میں اموسیہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"بیٹے! تیرے حالات سن کر مجھے سوانده اور اس کے ابا کو بے حد دکھ ہوا تھا۔ اب ہمارے لیے کچھ مزید خطرات منڈلانے لگے ہیں۔ بچے! ہم تینوں افونش کے ظلم و ستم سے بھاگے تھے۔ اب سنا ہے کہ افونش اپنی پوری عسکری قوت سے اشبیلیہ پر حملہ آور ہونے کی تیاریوں میں مصروف ہے۔ اگر اس نے اشبیلیہ پر قبضہ کر لیا تو ہم تینوں کو تو وہ موت کے گھاٹ اتار دے گا۔ زندہ نہیں چھوڑے گا۔ کیا مسلمانوں میں کوئی ایسی طاقت نہیں جو افونش کا مقابلہ کر سکے اور اس کی ترکتاز، اس کے ظلم سے لوگوں کو محفوظ رکھ سکے؟"

اس پر دکھ بھرے انداز میں زکریا کہنے لگا۔

"اسپین میں اس وقت مسلمانوں کا کوئی حکمران نہیں جو افونش کا مقابلہ کر سکے۔ تاہم یہاں کے لوگوں کی نگاہیں اب افریقہ کے حکمران یوسف بن تاشفین پر جمی ہوئی ہیں۔ بہت سے لوگ آپس میں یہ صلاح مشورہ کرنے لگے ہیں کہ اُندلس میں مسلمانوں کی بڑی تیزی سے گرتی ہوئی ساکھ کو بچانے کے لیے یوسف بن تاشفین کو یہاں آنے اور افونش کا مقابلہ کرنے کی دعوت دینی چاہیے۔"

یہاں تک کہتے کہتے زکریا کو رک جانا پڑا۔ اس لیئے کہ حویلی کے دروازے پر

Marfat.com

دستک ہوئی تھی۔ زکریا کہنے لگا۔

"آپ لوگ بیٹھیں۔ میں دیکھتا ہوں کون ہے۔"

اس پر اینٹش اپنی جگہ پر اٹھا اور کہنے لگا۔

"بیٹے! تمہیں زحمت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میری دکان میں جو خادم کام کرتا ہے اسے میں نے گھر کے لیے کچھ سودا سلف لانے کے لیے کہا تھا۔ بیٹے! ہم آج تیری دعوت کا اہتمام کر رہے ہیں اور وہ دعوت ہی کا سامان لے کر آیا ہے۔"

اس کے ساتھ ہی اینٹش وہاں سے نکل گیا تھا۔ اس کی دکان کا خادم جو سامان لے کر آیا تھا وہ اس نے مطبخ میں رکھوا دیا۔ پھر دوبارہ وہ دیوان خانے میں آیا اور اپنی بیوی اموسیہ اور روانده کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"زکریا کے پاس بیٹھ کر بعد میں باتیں کر لیں گے۔ پہلے تم ماں بیٹی کھانے کا اہتمام کرو۔"

اس پر روانده اور اس کی ماں اموسیہ دونوں دیوان خانے سے اٹھ کر مطبخ کی طرف چلی گئی تھیں جبکہ دیوان خانے میں اینٹش، زکریا بن ادریس کے ساتھ ہسپانیہ کے دفاع پر گفتگو کرنے لگا تھا۔

رات کا کھانا زکریا بن ادریس نے اینٹش، روانده اور اموسیہ کے ساتھ کھایا، اس کے بعد وہ عمر بن سریع کی سرائے کی طرف چلا گیا تھا۔

Marfat.com

افریقہ کی لمطانی ڈھالوں کا تاجر منصور بن عبداللہ جس نے اشبیلیہ میں عمر بن سریع کی سرائے میں اس کے ساتھ ہسپانیہ سے متعلق طویل گفتگو کی تھی، ایک روز مراکش شہر میں یوسف بن تاشفین کی رہائش گاہ میں داخل ہوا۔

وہ کوئی قصر نہ تھا، سادہ سی رہائش گاہ تھی۔ وہاں منصور بن عبداللہ کی ملاقات یوسف بن تاشفین کے بھتیجے سید بن ابی بکر اور یوسف بن تاشفین کے دو بیٹوں علی بن یوسف اور تمیم بن یوسف سے ہوئی۔ منصور بن عبداللہ نے جب ان پر انکشاف کیا کہ وہ مراکش ہی کا رہنے والا ہے اور اپنی تجارت کے سلسلے میں اُندلس گیا ہوا تھا اور اندلس کے حالات سے متعلق امیر یوسف بن تاشفین سے گفتگو کرنا چاہتا ہے تب انہوں نے اسے اپنے دیوان خانے میں بٹھایا اور اس پر انکشاف کیا کہ یوسف بن تاشفین طہارت خانے میں ہیں۔ جونہی وہ نکلتے ہیں اس کی ملاقات کرا دی جائے گی۔ چنانچہ منصور بن عبداللہ دیوان خانے میں بیٹھ کر انتظار کرنے لگا تھا۔

یوسف بن تاشفین، اس کے خاندان اور حکمران بننے سے متعلق تفصیل کچھ یوں ہے کہ پانچویں صدی ہجری کی ابتداء میں افریقہ کے اندر سیاسی خلفشار نے جنم لیا۔ بے دینی اور بدتہذیبی کا ایک سیلاب تھا جو ان سرزمینوں میں اُمڈ آیا تھا اور فواحش و منکرات کی آگ نے ان علاقوں کی حمیتِ دینی کو خاکستر بنا کر رکھ دیا تھا۔

مؤرخین لکھتے ہیں، تاہم ابھی اس راکھ میں دبی ہوئی کچھ چنگاریاں باقی تھیں اور یہ وہ اہلِ حق تھے جن کو اس مسموم ماحول نے ذرا برابر متاثر نہیں کیا تھا اور وہ برابر صراطِ مستقیم پر گامزن رہے اور ملک کی سیاسی، معاشی اور دینی ابتری پر دل ہی دل میں کڑھتے تھے۔ اس کے سوا وہ کچھ کر بھی نہیں سکتے تھے کیونکہ ان کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر

Marfat.com

بھی نہیں تھی۔ برائی اتنی پھیل چکی تھی کہ اس کی اصلاح چند گنے چنے مردانِ حق کے بس سے باہر تھی۔ ان میں سے کچھ تو بددل ہو کر مختلف علاقوں میں جا کر آباد ہو گئے تھے اور بعض اپنی اپنی جگہ مقیم رہ کر اصلاح احوال کی تدبیریں سوچنے لگے تھے۔

ایسے میں مردانِ حق میں سے بربروں کے قبیلے منہاجہ کی ایک شاخ کدایہ جاجدالہ کے امیر یحییٰ بن ابراہیم بھی تھے۔ وہ بڑے دین دار، دردمند مسلمان تھے اور سنت نبویؐ کے بڑی سختی سے پابند تھے۔

اہلِ افریقہ کی حالت دیکھ کر وہ دن رات بڑے بے چین رہتے تھے۔ چونکہ وہ قبیلے کے سردار تھے لہٰذا اپنے قبیلے کے علاوہ دوسرے قبیلوں میں جو بے دینی پھیلی ہوئی تھی اس پر بڑے فکرمند رہتے۔ چنانچہ ہجری 427 میں انہوں نے قبیلے کی امارت اپنے بیٹے ابراہیم کے سپرد کی اور خود اپنے قبیلے کے چند ممتاز لوگوں کے ساتھ حج بیت اللہ کے لیے حجازِ مقدس کا سفر شروع کیا۔

حج کی سعادت حاصل کرنے کے بعد وہ بلادِ اسلامیہ کی سیاحت میں مشغول ہو گئے۔ اسی سیاحت کے دوران وہ تیونس کے شہر قیروان پہنچے۔ وہاں ان کی ملاقات ایک نامور عالم شیخ ابوعمران موسیٰ بن ابوحجاج سے ہوئی۔ شیخ فقہ مالکی کے امام وقت تھے۔ قرآن و حدیث اور دوسرے علومِ دینی میں درجہ تبحر رکھتے تھے۔

اس کے ساتھ ہی وہ نہایت عابد، زاہد اور حق گو تھے۔ فواحش اور منکرات کی اعلانیہ نفی کرتے تھے اور کوئی بڑی سے بڑی شخصیت انہیں حق بات کہنے سے باز نہ رکھ سکتی تھی۔ ان کی یہی حق گوئی اور بے باکی افریقہ کے اربابِ حکومت کے لیے ناقابل برداشت ثابت ہوئی تھی اور انہوں نے شیخ موصوف کو جلاوطن کر دیا تھا۔ وہ اپنے وطن سے نکل کر قیروان میں آ گئے تھے اور وہاں ایک عظیم الشان درس گاہ قائم کر لی تھی۔

یہ درس گاہ تشنگانِ علم کے لیے چشمہ رحمت ثابت ہوئی۔ ہزاروں لوگ اس سے فیض یاب ہوئے۔ ان میں سے کئی بڑے بڑے علماء بھی شامل تھے اور اپنے علاقوں میں واپس جا کر ہدایت اور اصلاح کی شمع روشن کر چکے تھے۔

شیخ عمران بھی افریقہ کے حالات سے پوری طرح باخبر تھے اور ان کی دلی تمنا تھی کہ افریقہ کے لوگوں میں جو بے دینی اور بد اعمالی پھیلی ہوئی ہے اس کی اصلاح کی کوئی صورت نکل آئے۔ چنانچہ امیر یحییٰ بن ابراہیم کی ان سے ملاقات فی الحقیقت دو دردمند

Marfat.com

دلوں کی ملاقات تھی۔ دونوں کئی دن تک افریقہ کے حالات کی اصلاح کے بارے میں گفتگو کرتے رہے۔

بالآخر امیر یحییٰ نے شیخ ابو عمران سے درخواست کی کہ وہ ان کے ساتھ کوئی ایسا عالم دین بھیجیں جو ان کی قوم کے جاہل اور کندہ ناتراش لوگوں کو قرآن و سنت کی تعلیم سے بہرہ ور کرے اور ہر قسم کے نامساعد حالات کا جرأت اور ہمت کے ساتھ مقابلہ کر سکے۔

شیخ عمران کی اپنی درس گاہ میں اس وقت ان اوصاف کا حامل کوئی شخص نہ تھا۔ انہوں نے اپنے ایک شاگرد شیخ وہاج بن زلوا کو جو وادی نفیس میں ایک جگہ درس و تدریس اور تبلیغ وہدایت کا کام انجام دیتے تھے، ایک خط لکھ دیا کہ وہ اپنے ہاں سے مطلوبہ اوصاف کے حامل کسی شخص کو امیر یحییٰ کے ساتھ بھیج دے۔

چنانچہ ہجری 430 میں امیر یحییٰ، شیخ وہاج کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے اپنے عظیم المرتبت استاد کا خط پڑھا، اس کو چوما اور کہا۔

''میں استادِ محترم کے حکم کی تعمیل دل و جان سے کروں گا۔''

چنانچہ انہوں نے ایک شاگرد عبداللہ بن یاسین کو اس مقصد کے لیے منتخب کیا اور انہیں اپنی پُرخلوص دعاؤں کے ساتھ امیر یحییٰ کے ساتھ روانہ کر دیا۔

عبداللہ بن یاسین فی الحقیقت اصلاح تبلیغ کے عظیم کام کے اہل تھے۔ وہ نہ صرف ایک جید عالم بلکہ متقی انسان تھے۔ اس کے علاوہ جذبہ جہاد سے پوری طرح سرشار تھے۔ عالم ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عمدہ مجاہد اور تیغ زن بھی تھے۔ اس پر مستزاد یہ کہ ان کو بربری زبان پر بھی عبور حاصل تھا۔ وہ مختلف بربری قبائل کی عادات اور ان کے مزاج سے بھی خوب واقفیت رکھتے تھے۔

چنانچہ انہوں نے یحییٰ بن ابراہیم کے ساتھ ان کے ہاں جا کر بڑی تندہی سے دعوتِ اصلاح کا کام شروع کیا۔ سب سے پہلے امیر یحییٰ بن ابراہیم نے خود ان کے ہاتھ پر بیعت کی، پھر ان کی مستقل معیت اختیار کر لی۔ وہ مختلف صحرائی قبائل کے پاس جاتے، انہیں قرآن و سنت کی تعلیم دیتے، دین کے احکامات سمجھاتے، منکرات اور بدعات کو ترک کرنے کی ہدایت کرتے۔ ان قبائل کے امراء اور عوام کے عقائد اور اعمال میں حد درجہ کا بگاڑ ہو چکا تھا۔ وہ اسلام کا نام تو جانتے تھے لیکن اس کی حقیقت

Marfat.com

سے بالکل نا آشنا تھے۔

ابنِ یاسین نے جہاں عوام کے عقائد و اعمال اور اخلاق کی درستگی کی طرف توجہ کی وہاں انہوں نے امراء کو بھی راہِ راست پر لانے میں کوئی کمی نہ رکھی۔

یہ امراء اپنے محکوموں پر بے پناہ ظلم ڈھاتے تھے اور ان کے ساتھ حیوانوں کا سا سلوک کرتے تھے۔ چنانچہ عبداللہ بن یاسین نے اس تاریک ماحول میں ایک شمع نور کی حیثیت اختیار کر لی اور وہ ان لوگوں کو حضور ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر کاربند ہونے کی تلقین کرتے تھے۔ امراء کو خلفائے راشدین کا طرزِ عمل اپنانے کی ہدایت کرنے لگے تھے۔

ابنِ یاسین نے ہر قسم کے استحصال، لوٹ کھسوٹ اور حرام خوری سے منع کرنا شروع کر دیا۔ افریقہ میں جو لوگ گلے گلے تک گمراہی کی دلدل میں دھنس چکے تھے، ابنِ یاسین کی دعوت اور تبلیغ سے بھڑک اٹھے اور ان کے راستے میں طرح طرح کی رکاوٹیں ڈالنے لگے۔ ان بدبختوں نے یاسین کو جسمانی اذیتیں پہنچانے سے بھی گریز نہ کیا۔ تاہم امیر یحییٰ بن ابراہیم کے اثر و رسوخ اور حمایت کی وجہ سے ان کی جان محفوظ رہی۔

بدقسمتی سے اسی زمانے میں امیر یحییٰ بن ابراہیم وفات پا گئے۔ ان کے انتقال کے بعد ابنِ یاسین کی مخالفت بہت بڑھ گئی۔ مشتعل قبائل نے ان کا جینا دوبھر کر دیا۔ ایسے حالات میں تبلیغ اور اصلاح کا کام مشکل ہی نہیں، ناممکن تھا۔ چنانچہ ابنِ یاسین سنتِ نبویؐ پر عمل کرتے ہوئے اس مقام سے ہجرت کر کے سینیگال کے زیریں علاقوں کے ایک جزیرے نائیجر میں جا کر مقیم ہو گئے۔ ان کے ساتھ صرف سات آدمیوں نے ہجرت کی جو دل و جان سے ان کی دعوت کو قبول کر چکے تھے۔

(کچھ مؤرخین جن میں علامہ ابن العذاری شامل ہیں کا خیال ہے کہ امیر یحییٰ بن ابراہیم اس وقت تک حیات تھے۔ وہ بھی ابنِ یاسین کے ساتھ اپنے وطن سے ہجرت کر کے نائیجر چلے گئے جہاں کچھ عرصہ بعد انہوں نے وفات پائی۔ دوسرے مؤرخین کے نزدیک امیر یحییٰ بن یاسین ہجرت سے پہلے وفات پا چکے تھے۔ ابنِ یاسین کے ساتھیوں میں بلاشبہ یحییٰ نام کے ایک اور صاحب ضرور تھے لیکن ان کا نام یحییٰ بن عمر تھا اور قبیلہ لمتونہ کے سردار تھے)

ابنِ یاسین نے نائیجر میں ایک درس گاہ کی بنیاد رکھی اسے انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے اپنا مرکز بنایا۔ وہاں بیٹھ کر وہ کامل یکسوئی کے ساتھ عبادت اور درس و

Marfat.com

تدریس میں مشغول ہو گئے۔ اس درس گاہ کی نسبت ابنِ یاسین کی دعوت قبول کرنے والوں کو مرابطون کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ اس درس گاہ نے شمالی افریقہ میں کیا کارنامہ سرانجام دیا، اس کی تصویر ایک عرب ادیب سعید اعراب نے کچھ ان الفاظ میں پیش کی ہے۔ اس کا کہنا ہے:

> ''ابن یاسین کی یہ درس گاہ گویا مینارہ نور تھی جس کی ضیاء پاشی نے حد نظر تک پھیلے ہوئے ظلمت بدوش صحرا کو منور کر دیا تھا۔ اس خانقاہ کے مکینوں کے علم وفضل اور زہد و ورع کا شہرہ جلد دور دور تک پھیل گیا۔ لوگ جوق در جوق آ کر ابن یاسین کی جماعت میں شامل ہونے لگے تھے۔''

اس کے علاوہ ابنِ یاسین نے مختلف قبیلوں میں اپنے تبلیغی وفود بھیجے اور حصول مقاصد کی نشر و اشاعت بھی کی۔ اس طرح ان کی جماعت روز بروز بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ ان کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ ہوگئی۔

جب ابنِ یاسینؒ کے حمایتی اور انصار کی تعداد زیادہ ہو گئی اور ان کی حیثیت مضبوط ہو گئی تو انہوں نے ارادہ کر لیا کہ اب برائی کے خلاف جہاد بالسیف بھی کریں گے اور اس کے لیے بڑی تیاری اور سخت مشق کی ضرورت تھی۔ اس کے علاوہ قوتِ ایمانی، خلوص، سخت کوشی اور اتحاد، تنظیم بھی چاہیے تھا۔

اس کے پیش نظر وہ کسی شخص کو اس وقت تک اپنی جماعت میں شامل نہ کرتے تھے جب تک وہ نئے سرے سے قولاً، فعلاً اسلام سے مکمل وفاداری کا عہد نہ کرتا تھا۔ اور اب لوگ ابنِ یاسین کی اس جماعت کو مرابطین کے نام سے یاد کرنے لگے تھے۔ جو کوئی ان کے گروہ میں شامل ہونا چاہتا جب تک وہ اپنا تزکیہ نفس نہ کر لیتا اور اپنی گزشتہ زندگی کی لغزشتوں کا محاسبہ نہ کر لیتا اس وقت تک اسے اپنے گروہ میں شامل نہ کرتے تھے۔

جماعت مرابطین میں شامل ہونے والے ہر خواہش مند سے پہلا مطالبہ یہ ہوتا کہ وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرے اور سابقہ زندگی کے گناہوں کے لئے اپنے اوپر حد جاری کرائے۔ اگر وہ یہ مطالبہ مان لیتا تو پھر اس پر حد قائم کی جاتی۔ اس میں خاص اور عام یا امیر وغریب میں کوئی امتیاز روا نہ رکھا جاتا تھا۔ جو شخص برضا و رغبت اس حد کو اپنے اوپر جاری کروا لیتا اسے ابنِ یاسین اپنی دعوت اور تحریک کی مشقتیں برداشت

Marfat.com

کرنے کے اہل قرار دیتے۔ اس کے بعد وہ اس شخص کی تعلیم و تربیت کا ذمہ لیتے تھے۔ وہ اسے قرآن و حدیث پڑھاتے، احکامِ دین کی تعلیم دیتے۔ اس کی کڑی نگرانی کی جاتی اور اسے لہو ولعب کا کوئی موقع نہیں دیا جاتا۔

ابنِ یاسین اپنے گروہ کو یعنی مرابطین کو نماز باجماعت پڑھنے پر مجبور کرتے جو اس میں غیر حاضر ہوتا اسے بیس کوڑوں کی سزا دیتے جس سے جماعت کی ایک رکعت ترک ہوتی اسے پانچ کوڑے مارے جاتے۔ ہر نماز باجماعت کے ساتھ ایک اور نماز ادا کی جاتی جو پہلی فوت شدہ نمازوں کی قضا کے طور پر محسوب ہوتی۔ جو مسجد میں شور کرتا اسے اس کی سزا ملتی۔ اس طرح اور بھی سزائیں مقرر تھیں جو زیادہ تر احکام فقہ کے مطابق تھیں۔ یہ سب اس لیے تھا کہ ابنِ یاسین اپنی جاہل قوم کو تہذیب سکھانا چاہتے تھے اور اسے انتشار اور اخلاقی آوارگی سے بچا کر اسلام کا سچا پیروکار بنانا چاہتے تھے۔

مختلف مؤرخین نے ابنِ یاسین کی درس گاہ کے جو حالات اور قواعد بیان کیے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس درس گاہ کے قیام سے ان کا مقصد تارک الدنیا راہبوں کی جماعت تیار نہ کرنا تھا بلکہ فی الحقیقت وہ اپنے رفقاء کو اصحاب صفہ کے طریق پر گامزن کر کے ایک عظیم مقصد یعنی جہاد فی سبیل اللہ کے لیے تیار کر رہے تھے۔ صحرائی قبائل میں ایک تو وہ قبائل تھے جو اگرچہ مسلمان کہلاتے تھے لیکن ان کے عقائد اور اعمال مشرکین اور کفار سے بھی بدتر تھے۔ دوسرے لوگ یا دوسرے قبائل کھلم کھلا بت پرست اور کافر تھے۔ ان قبائل کے درمیان اپنے طویل قیام کے دوران ابنِ یاسین بخوبی سمجھ گئے تھے کہ سالہا سال کی دعوت اور تبلیغ کے نتیجے میں صرف گنتی کے چند افراد کے ہدایت قبول کرنے کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ یہ بدمزاج اور مغرور قبائل صرف قوت کی زبان ہی سمجھ سکتے تھے۔ چنانچہ نائیجر کی اس درس گاہ میں ابنِ یاسین نے اسی قوت کی فراہمی کے لیے اپنی تیاریوں کو آخری شکل دے دی تھی۔ اور پھر اس پر عمل پیرا ہونے کا رادہ بھی کر لیا تھا۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے اپنے ایک ہزار تربیت یافتہ مجاہدین کو بالکل تیار اور مستعد کر لیا تھا چنانچہ اپنے کام کی ابتداء کرنے سے پہلے انہیں مخاطب کر کے فرمایا۔

"تمہاری تعداد اب کافی ہو گئی۔ تم اللہ کا شکر بجا لاؤ کہ اس نے تمہاری اصلاح کی اور راہِ ہدایت پر چلنے کی توفیق دی۔ اگر تم نے اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھامے رکھا تو

Marfat.com

نہیں کوئی شکست نہیں دے سکتا۔ اب وقت آ گیا ہے کہ ہم اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلیں۔ کیا تم تیار ہو؟"

سب مرابطین نے بہ یک آواز کہا۔

"ہم حاضر ہیں...... ہم حاضر ہیں...... اگر اللہ کی راہ میں اپنے عزیز و اقارب کے خلاف بھی تلوار اٹھانا پڑی تو ہم اس سے بھی ہرگز دریغ نہیں کریں گے۔"

چنانچہ ابن یاسین ان مجاہدین کو لے کر پہلے قبیلہ جدالہ میں پہنچے اور انہیں راہِ ہدایت پر چلنے کی تلقین کی۔ اس قبیلے کو اپنی کثرتِ تعداد پر بڑا ناز تھا۔ انہوں نے ابنِ یاسین کی دعوت کو رد کر دیا۔ اب ان کے خلاف لڑنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا چنانچہ مرابطین مجاہدوں نے ایک ہی حملے میں اس قبیلے کے باغیوں اور سرکشوں اور دین کے مخالفوں کے سارے کس بل نکال کر رکھ دیئے اور انہیں اطاعت قبول کرنے پر مجبور کر دیا۔

جدالہ کے بعد لمتونہ قبیلے کی باری آئی۔ یہ طاقت ور اور جنگجو قبیلہ تھا۔ اس کے دو سردار یحییٰ بن عمر اور ابوبکر بن عمر اگرچہ شروع سے ہی ابنِ یاسین کے ساتھ تھے لیکن لمتونیوں کی اکثریت نے بھی مسلح مزاحمت کا راستہ اختیار کیا۔ چنانچہ پُرجوش مرابطین نے ان کو جلد ہی گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔ اس کے بعد وہ سچے دل سے ابنِ یاسین کی تحریک اصلاح اور جہاد میں شامل ہو گئے اور اس کے بازو و شمشیر زن ثابت ہوئے۔

علامہ ابنِ خلکان کا بیان ہے کہ یہ لوگ اپنے چہروں پر ڈھاٹے باندھتے تھے اس لیے ان کو ملثمین یعنی نقاب پوش بھی کہا جاتا تھا۔

علامہ ابنِ خلکا مزید کہتے ہیں کہ ان لمتونیوں پر ان کے دشمن اکثر چھاپے مارتے رہتے تھے اور ان کی عدم موجودگی میں ان کی عورتوں اور مال کو لوٹ لیتے تھے۔ ایک بار انہوں نے دشمن کو دھوکا دینے کے لیے یہ تجویز سوچی کہ اپنی عورتوں کو مردانہ لباس پہنا کر کہیں باہر بھیج دیا جائے اور خود زنانہ کپڑے پہن کر اور چہرے چھپا کر اپنے گھروں میں رہیں۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ دشمن اپنے معمول کے مطابق جب ان پر حملہ آور ہوئے تو ان اندرونی جنگجوؤں نے انہیں اپنی تلواروں پر رکھ لیا اور ان کا خوب قتلِ عام کیا۔ اس دن کے بعد کسی کو ان کی غیر حاضری میں ان کی بستیوں پر حملہ آور ہونے کی جرأت نہ ہوئی۔ ان لمتونیوں نے بھی اسی دن سے اپنے چہروں پر ڈھاٹا باندھنے کی رسم کو مستقل اختیار کر

Marfat.com

لیا تھا۔

اسی واقعہ کو دوسرے مؤرخین علامہ ابن اثیر کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں:

"ایک دفعہ لمتونیوں کے تمام مرد کسی دشمن قبیلے پر چھاپہ مارنے کے لیے چلے گئے اور ان کے گھروں میں صرف بوڑھے، بچے اور عورتیں رہ گئیں۔ بدقسمتی سے لمتونیوں نے دشمن سے شکست کھائی۔ دشمن ان کو رگیدتے ہوئے ان کے گھروں تک آن پہنچے۔ انہوں نے جب دشمن کو سر پر پایا تو فوراً عورتوں کو مردوں کا لباس پہنایا اور چہرے ڈھک کر میدان میں لا کھڑا کیا۔ دشمن انہیں دیکھ کر سراسیمہ ہو گئے کہ لمتونیوں کا ایک اور لشکر آ گیا ہے۔ اتنے میں ان کے شکست خوردہ مرد بھی آن پہنچے اس طرح دشمن دونوں طرف سے گھر گئے اور اپنے بے شمار آدمی مروا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس کے بعد لمتونی مردوں نے اپنے چہروں پر ڈھاٹا باندھنے کی رسم کو اپنا شعار بنا لیا۔ ان لوگوں کے اخلاف آج بھی اس رسم پر عامل ہیں اور توراک کہلاتے ہیں۔ توراک کی عورتیں تو پردے کی چنداں پابند نہیں ہیں لیکن ان کا ہر مرد آنکھوں کے نیچے کا حصہ نقاب سے ڈھانپ کر باہر نکلتا ہے۔"

مشہور مؤرخ پروفیسر فلپ کے حتی ان مرابطین سے متعلق کچھ اس طرح لکھتا ہے۔

"دراصل مرابطین کی جماعت ایک مذہبی اور سیاسی برادری تھی جس کو گیارھویں صدی کے وسط میں ایک پاکباز مسلمان نے قائم کیا تھا۔ درسگاہ یعنی رباط کی مناسبت سے یہ مرابطین کہلاتے تھے۔ رباط ایک قلعہ بند خانقاہ تھی جو زیریں سینیگال کے قریب ایک جزیرہ میں واقع تھی۔ پہلے مریدین یا اقوام زیادہ تر قبیلہ لمسا سے تعلق رکھتے تھے جو قلعہ صنہاجہ کی ایک شاخ تھی اور جس کے افراد صحرا کے بنجر علاقوں میں خانہ بدوشی کی زندگی گزارتے تھے اور جیسا کہ ان کے اخلاف جنوبی صحرا کے توراک آج تک ان پر عمل پیرا ہیں وہ آنکھوں کے نچلے حصے کو نقاب سے ڈھانپتے ہیں۔ ان کے مردوں میں یہ عجیب رسم دوسرے نام یعنی ملثمین (نقاب پوش) کا باعث بنی جو کبھی کبھی ان کو

Marfat.com

دیا جاتا ہے۔ ایک ہزار مجاہد فقراء سے شروع ہو کر ان اقوام نے چند ہی سالوں میں سارے حبشی قبائل میں بھی اسلام پھیلا دیا۔ اس طرح چند سال کے اندر وہ شمال مغربی افریقہ اور سپین کے حکمران بن گئے۔ ان کے واقعات تاریخ اسلام میں ایک مثال پیش کرتے ہیں کہ جب مذہبی دعوت کے ساتھ عسکری قوت بھی شریک ہو جائے تو اس کے کیا ثمرات ہوتے ہیں۔"

چونکہ بعد میں مرابطین کی عنانِ حکومت لمتونیوں کے ہاتھ میں آ گئی تھی اس لیے مرابطین کو ملثمین بھی کہنے لگے۔ جدالہ اور لمتولہ کے بعد دوسرے قبیلے بھی ایک ایک کر کے ابنِ یاسین کے حلقہ اطاعت میں آ گئے۔ اس طرح ابنِ یاسین کے پاس ہزاروں سرفروشوں پر مشتمل ایک جرار لشکر جمع ہو گیا جو بڑے پکے اور مخلص مسلمان تھے۔ قرنِ اوّل کے مسلمانوں کی طرح ان کے سینوں میں بھی بے پناہ جذبۂ جہاد موجزن تھا۔

ابنِ یاسین کی دعوت اور تبلیغ کے نتیجے میں ان لوگوں میں ایسی باہمی اخوت ہو گئی کہ وہ ایک دوسرے پر جان چھڑکتے تھے۔ اگرچہ ابنِ یاسین نے یحیٰی بن عمرو کو مرابطین کا امیر مقرر کر دیا تھا لیکن وہ ان کی اجازت اور مشورے کے بغیر کوئی کام نہ کرتے تھے۔

اس کے بعد ایسا ہوا کہ 1054ء میں سلجماسا اور درعہ نام کے قبائل کے کچھ لوگوں نے یحیٰی بن عمرو اور ابنِ یاسین کے پاس پیغام بھیجا کہ یہاں کے امراء سخت فاسق اور بدعتی ہو گئے ہیں اور مخلوق خدا کے ظلم و ستم سے عاجز آ گئی ہے۔ خدا کے لیے آپ ہمیں ان سے نجات دلائیں۔

یحیٰی اور ابنِ یاسین نے ان کی دعوت بلا تامل قبول کر لی اور ایک لشکرِ گراں لے کر سلجماسا پر یلغار کر دی۔ سلجماسا کے حکمران مسعود المغرادی نے مجاہدین کی زبردست مزاحمت کی لیکن جوشِ جہاد سے سرشار مجاہدین نے اس کے لشکر کے پرخچے اُڑا کر رکھ دیئے اور خود بھی لڑتے ہوئے مارا گیا۔ اس طرح سلجماسا اور درعہ کے قبائل علاقوں پر بھی مرابطین کا قبضہ ہو گیا۔

ابنِ یاسین نے چند دن وہاں قیام کیا اور اس عرصہ میں وہاں احکامِ شریعت کو مکمل طور پر نافذ کر دیا۔ اس کے بعد وہ واپس چلے گئے۔

Marfat.com

1055ء میں یحییٰ بن عمر نے وفات پائی۔ ابنِ یاسین نے ان کی جگہ ان کے بھائی ابوبکر بن عمر کو مرابطین کا حکمران اور سپہ سالار مقرر کیا۔ وہ ایک پُرجوش مجاہد اور نہایت پرہیزگار آدمی تھا۔ اس نے بیک وقت شمال اور جنوب دونوں طرف اپنی پیش قدمی جاری رکھی اور اپنی فتوحات کے سلسلے کو وسیع سے وسیع تر کرتا چلا گیا۔

اسی سال اسے خبر ملی کہ گھانا میں بت پرستوں نے سخت طوفانِ بدتمیزی برپا کر رکھا ہے اور شمالی گھانا کا وہ علاقہ جس پر کچھ عرصہ پہلے مسلمان قابض ہو گئے تھے اس پر پھر بت پرستوں کا قبضہ ہو گیا ہے۔

ابوبکر طوفانِ برق و باراں کی طرح گھانا کی طرف بڑھا اور کئی زوردار معرکوں کے بعد بت پرستوں کا سر کچل کر گھانا پر پرچمِ اسلام بلند کر دیا۔

اس کے ساتھ ہی اس نے خطۂ سُوس، تارودنت اور اغمت وغیرہ بھی یکے بعد دیگرے فتح کر لیے۔ یہ ساری فتوحات ابنِ یاسین کی رہنمائی کی ہوئیں۔

تسخیر و توسیع کا یہ سلسلہ برابر جاری رہا۔ جو قبیلے ان کی اطاعت میں آتے ان سے کتاب و سنت کی فرمانبرداری کی اطاعت کا عہد لیتے۔ اس طرح وہ قبائل کی ایک ایسی وحدت قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے جس کی اساس احیائے دین اور سربلندیٔ اسلام تھی۔ اب وہ صرف صحرا میں نہیں بلکہ پورے مغرب میں ایک مؤثر قوت کی حیثیت رکھتے تھے۔

انہی مرابطین سے متعلق مراکشی مؤرخ سعید اعراب لکھتے ہیں:

> ''مرابطین ابنِ یاسین کا بڑا احترام کرتے تھے۔ انہیں ولی کا درجہ دیتے تھے۔ وہ ان کے فتاویٰ کو حفظ کرتے اور ان پر عمل کرتے۔ ابنِ یاسین نے ان تمام ظالمانہ محصولوں کو منسوخ کر دیا جن کے ذریعے حاکم اور والی عوام کا خون چوستے تھے۔ انہوں نے صرف قرآن اور سنت کے تجویز کردہ زکوٰۃ اور عشر کے محصول عائد کیے۔ انہوں نے بیت المال بھی قائم کیا جس کی آمد و خرچ کا باقاعدہ حساب رکھا جاتا تھا۔ بیت المال سے علماء و قاضی اور محتاجوں کی مدد بھی کی جاتی تھی۔''

دعوتِ اسلام کے ابتدائی دور کے بعد ابنِ یاسین نے مختلف قبائل کے مجاہدین کو ایک باقاعدہ لشکر کی صورت میں منظم کر دیا تھا اور اسے ہدایت دے رکھی تھی کہ جس

Marfat.com

علاقے پر قبضہ کیا جائے وہاں نہایت سختی کے ساتھ احکام شریعت کا نفاذ کیا جائے۔

خود ابنِ یاسین ایک نڈر اور جری مجاہد تھے۔ ان کا معمول تھا کہ جب ان کا لشکر دشمن کے مقابلے کے لیے میدان میں اُترتا تو وہ آگے آگے ہوتے۔ ان کے پیچھے پیچھے سپہ سالار اور دوسرے امیر ہوتے تھے۔ اس طرح ہر معرکہ کی قیادت وہ بہ نفس نفیس کرتے۔ اپنے لشکر کو دادِ شجاعت دیتے، اس کا حوصلہ بلند کرتے اور لڑائی کے لیے ابھارتے تھے۔

1059ء میں ابنِ یاسین نے برغواتا کی طرف توجہ کی جہاں ایک چھوٹے مدعی نبوت صالح بن طریف کے پیروؤں نے بڑا زور پکڑ لیا تھا اور اپنے مقبوضات بحیرۂ اوقیانوس کے ساحلی علاقوں میں دور دور تک وسیع کر لیے تھے۔ برغواتا پر حملے سے ابنِ یاسین کا مقصد کوئی علاقہ فتح کرنا نہیں تھا بلکہ وہ صالح بن طریف کے مذہب پر کاربند گمراہ بربروں کا قلع قمع کرنا چاہتے تھے۔ یہ لوگ نہ صرف زبان سے اپنے فاسد عقائد کی تعلیم و تبلیغ کرتے تھے بلکہ اپنے مخالفوں اور صحیح العقیدہ مسلمانوں کو قتل کرنے سے بھی دریغ نہ کرتے تھے۔

ابنِ یاسین نے برغواتا پر حملہ کیا تو ان کے لشکر کی قیادت ابوبکر بن عمرو اور ان کے چچا زاد بھائی یوسف بن تاشفین کے ہاتھ میں تھی۔ یہ پہلا موقع تھا کہ افریقہ میں یوسف بن تاشفین نے کسی لشکر کی کمانداری کی تھی۔ تاہم ابنِ یاسین معمول کے مطابق اپنے ان سالاروں کی رہنمائی کر رہے تھے۔

جہاں تک نبوت کا دعویٰ کرنے والے صالح بن طریف یہودی کا تعلق تھا تو وہ پہلی صدی ہجری کے آخر میں اندلس میں پیدا ہوا جس نے شباب میں مشرق کا رخ کیا اور عبید اللہ معتزری کے سامنے زانوائے تلمذ طے کیا۔ پھر جادو اور شعبدہ بازی میں دسترس حاصل کی۔ وہاں سے نہایت عسرت اور ناداری کے عالم میں دامنہ شہر پہنچا جو مغربِ اقصیٰ میں سمندر کے کنارے واقع ہے۔ وہاں کے جنگجو بربر باشندے سخت جاہل اور سادہ لوح تھے۔

صالح بن طریف ایک مکار شخص تھا۔ وہ لوگوں میں گھل مل گیا اور ان کی زبان پر عبور حاصل کر کے اپنی شعبدہ بازیوں سے ان کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ اس کے بعد اس بدبخت نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ایک من گھڑت قرآن لوگوں کے سامنے پیش کیا جس

Marfat.com

میں 80 سورتیں تھیں۔ ان میں سے بعض کے نام یہ تھے:

(۱) سورۂ غرائب الدنیا، (۲) سورۂ ہاروت و ماروت، (۳) سورۂ دیک، (۴) سورۂ جمل، (۵) سورۂ الاسباط، (۶) سورۂ ابلیس، (۷) سورۂ آدم، (۸) سورۂ حجر، (۹) سورۂ فرعون۔

ان نام نہاد سورتوں کی زبان نہایت بے ڈھنگی اور مضحکہ خیز تھی اور وہ اپنے آپ کو مہدی اور اکبر بھی کہتا تھا۔ کئی مواقع پر وہ اپنے آپ کو دار بہ بھی کہتا تھا جس کے معنی بربری زبان میں خاتم النبیین کے ہیں۔

اس نے اپنا لقب صالح المومنین قرار دیا تھا اور ایک عجیب و غریب شریعت وضع کر کے اپنے پیروؤں میں نافذ کر دی تھی۔ اس شریعت کی رو سے چچا کی بیٹی کے سوا ہر عورت سے نکاح جائز تھا اور بیویوں کی تعداد پر کوئی قید نہ تھی۔ نماز اشاروں سے پڑھی جاتی تھی۔ البتہ آخری رکعت کے آخر میں سجدے کیے جاتے تھے۔

نمازوں کی تعداد دس تھی۔ پانچ دن میں اور پانچ رات میں۔ مرغ کا گوشت حرام تھا اور چوری کی سزا موت تھی۔ 21 محرم کو ہر شخص پر قربانی واجب تھی۔ اس قسم کی بے شمار خرافات کا نام اس نے شریعت رکھ دیا تھا۔ اس شخص نے چند سال کے اندر زبردست طاقت حاصل کر لی اور بربروں کا دینی اور دینوی سربراہ بن گیا۔

اس کے بعد وہ اپنے بیٹے الیاس کو اپنا جانشین بنا کر گوشہ نشین ہو گیا۔ الیاس نے کچھ عرصہ وہاں کے لوگوں پر حکومت کی۔ اس کے بعد یونس پھر ابوغفیر پھر ابوالانصار پھر ابومنصور عیسیٰ پھر ابوحافظ یکے بعد دیگرے براغواتا کے حکمران بنے۔ ابوحافظ عبداللہ کے عہد میں براغواتا کے شجرِ اقبال کو گھن لگ گیا اور اس پر مسلمانوں نے لگاتار حملے شروع کر دیئے۔ اس طرح برغواتی حکمران کے قصرِ اقتدار میں دراڑیں پڑ گئیں لیکن وہ پوری طرح ختم نہ ہوئے۔

اور اب ابنِ یاسین نے پہلی بار ان کا قلع قمع کرنے کی ٹھانی اور اسی مقصد کے حصول کے لیے انہوں نے برغواتا پر چڑھائی شروع کی تھی۔

براغواتی بربروں نے ابنِ یاسین اور اس کے لشکر اور اس کے سالاروں ابوبکر بن عمر اور یوسف بن تاشفین کا جم کر مقابلہ کیا اور قدم قدم پر اپنی لاشیں بچھا کر ان کی مزاحمت کی۔

Marfat.com

اسی خون ریز معرکہ میں ابنِ یاسین دادِ شجاعت دیتے ہوئے شہید ہو گئے اور انہیں زہیر کے مقام پر دفن کر دیا گیا۔ زہیر کے مقام پر ان کی سادہ سی قبر آج بھی موجود ہے۔

ابنِ یاسین بلاشبہ ان مصلحین امت میں سے تھے جنہوں نے اپنے علم و عمل اور زہد و تقویٰ کی بدولت لاکھوں بندگانِ خدا کو صراطِ مستقیم پر گامزن کر دیا اور ایک ایسی اسلامی سلطنت کی بنیاد رکھی جس کا مقصودِ حقیقی اسلام کی سربلندی، کتاب و سنت پر عمل، معاشرے کی اصلاح، مفاسد کا خاتمہ، نیکیوں کی ترویج، علومِ معرفت کی نشر و اشاعت تھا۔ انہیں اگر اپنے دور کا مہامجدد کہا جائے تو اس میں کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔

ابنِ یاسین کی شہادت کے بعد ابوبکر بن عمر نے ان کے چھوڑے ہوئے کام کو برابر جاری رکھا۔ 1060ء میں انہوں نے برغواتا کے گمراہ بربریوں کو مطیع و منقاد بنا کر چھوڑا۔ تمام مرابطین نے متفقہ طور پر ابوبکر بن عمر کو اپنا سردار تسلیم کر لیا اور وہ ابنِ یاسین کی تحریک کی اصلاحات کو بڑے جوش و جذبے کے ساتھ مغرب کے طول و عرض میں پھیلانے لگے۔

برغواتا کی فتح کے بعد انہیں اطلاع ملی کہ قلعہ بنوحماد کا سردار بلوغین ایک بڑے لشکر کے ساتھ مقابلہ کے لیے آ رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ قبیلہ سنہاجہ کے وہ جتھے جو صحرا میں آباد ہیں آپس میں ایک دوسرے کے خلاف لڑنے لگے ہیں۔ ابوبکر نے فوج کی کمان پہلی بار اپنے عم زاد یوسف بن تاشفین کے سپرد کی اور خود سنہاجہ کی بستیوں کا رخ کیا تاکہ ان کے باہمی تنازعات کو ختم کرا دیں۔ ان کے خیال میں یہ جھگڑے مرابطین کی عظیم الشان تحریک اصلاح کو سخت نقصان پہنچا سکتے تھے۔

رخصت ہونے سے پہلے انہوں نے اپنی زوجہ زینب کو طلاق دے دی۔ اس نے عدت گزارنے کے بعد یوسف بن تاشفین سے نکاح کر لیا تھا۔ یہ خاتون قبیلہ انفرادہ سے تعلق رکھتی تھی اور نہایت حسین، زیرک اور دانش مند تھی۔ کہا جاتا ہے کہ اس کو سیاسی اور عسکری معاملات میں بڑی دسترس حاصل تھی۔ چنانچہ یوسف بن تاشفین نے اپنی مہموں میں اس کے مشوروں سے بڑا فائدہ اٹھایا۔

یوسف بن تاشفین نہایت شجاع اور صاحب عزم شخص تھا۔ اس نے امیر ابوبکر بن عمر کی نیابت بڑے شاندار طریقے سے کی۔ مرابطین نے اس کی زیرِ قیادت اپنی فتوحات

Marfat.com

کو برابر جاری رکھا۔ اس طرح چند سال کے اندر اندر مغربِ وسطیٰ اور اقصیٰ کے وسیع علاقوں پر یوسف بن تاشفین کا اقتدار قائم ہو گیا۔

1064ء یعنی 454ھ میں یوسف بن تاشفین نے موجودہ شہر اغماز کے قریب ایک مضبوط چھاؤنی قائم کی۔ ابتداء میں اس چھاؤنی کے قیام کا مقصد مسمودہ نامی جنگجو قبیلے کو قابو میں رکھنا تھا جو کوہستانِ اطلس کے دامن میں آباد تھے لیکن جلد ہی یہ چھاؤنی مستقل دارالحکومت میں تبدیل ہو گئی اور اس کا نام مراکش رکھا گیا جو سطح سمندر سے 13667 فٹ بلند کوہستانِ اطلس کی ایک شاخ جبلِ تبال کے دامن میں 1780 فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔

اس کے سامنے میلوں تک پھیلے ہوئے کھجوروں کے باغات ہیں اور پشت پر برف پوش پہاڑ موسمِ سرما میں مراکش کے حُسن کو دوبالا کر دیتے ہیں۔ سیاح اس شہر کو جنوبی مراکش کا نگینہ کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ابنِ تاشفین نے شہر مراکش کی بنیاد رکھنے سے پہلے ہی اس کی زمین ان لوگوں سے قیمتاً خریدی جو اس کے اصل مالک تھے اور ایک انچ زمین پر بھی زبردستی قبضہ نہ کیا تھا۔

یوسف بن تاشفین کے دور میں مراکش نے بڑی تیزی کے ساتھ ترقی کی اور بہت جلد وہ ایک عظیم الشان شہر بن گیا جو مدتوں تک شمالی افریقہ کے حکمرانوں کا دارالخلافہ رہا۔

300 سال بعد 1349ء میں مشہور سیاح ابنِ بطوطہ اس شہر میں پہنچا تو وہ اس کی عظمت اور شوکت سے بڑا متاثر ہوا۔ اس وقت مراکش پر بنو مرین حکمران تھے اور یہ گیارھویں مرینی حکمران ابومنان کا دورِ حکومت تھا۔ ابنِ بطوطہ نے اپنے سفر نامہ میں شہر مراکش کا ذکر کچھ ان الفاظ میں کیا:

> ''یہ شہر بہت خوبصورت اور وسیع ہے۔ وہاں خیرات بہت ہوتی ہے اور بڑی بڑی عالیشان مسجدیں ہیں۔ مسجدوں میں سے ایک مینار نہایت عجیب اور بلند ہے۔ اس کی چوٹی سے تمام شہر نیچے نظر آتا ہے۔ اس شہر کی رونق اب کم ہوتی جاتی ہے۔ یہ شہر زیادہ تر بغداد سے مشابہہ ہے۔ مراکش شہر میں ایک عجیب مدرسہ ہے جو اپنی وضع اور صنعت میں بے مثال ہے۔ اس مدرسہ کو امیر المومنین ابوالحسن نے تعمیر

Marfat.com

کروایا تھا۔ وہ دسواں مرینی فرمانروا تھا۔"

امیر یوسف بن تاشفین نے نیا دارالحکومت تعمیر کرنے کے ساتھ نظمِ مملکت پر بھی خاص توجہ دی اور بہت جلد ایک سادہ لیکن مؤثر اور مضبوط نظامِ حکومت قائم کر لیا۔ اس نے مختلف علاقوں کے صوبے دار مقرر کیے جو بڑے عالم فاضل اور زیرک لوگ تھے۔ وہ تمام انتظامی امور میں امیر کے سامنے جواب دہ تھے۔ اس طرح ایک مضبوط مرکز نے مرابطین کی سلطنت کو زبردست طاقت بخشی اور وہ ترقی اور عروج کے راستے پر گامزن ہو گئی۔

شہر مراکش کی تعمیر کے بعد امیر یوسف بن تاشفین نے آئندہ سات سال یعنی 1062ء سے 1069ء یعنی 454ھ سے 461ھ تک موجودہ مراکش کی فتوحات میں گزارے۔ 1063ء میں مراکش کے اہم شہر فاس پر قبضہ کیا اور اس کے بعد سارے شمالی مراکش کو آہستہ آہستہ اپنے تسلط میں لے آیا۔

شمالی مراکش پر قبضہ ہوتے ہی مرابطین کا رابطہ ان اندلسی مہاجرین سے قائم ہو گیا جو عیسائیوں کی بڑھتی ہوئی یلغار اور دباؤ کے باعث اندلس سے ہجرت کر کے مراکش میں آباد ہو رہے تھے۔ اس طرح صحرانشین مرابطی اندلسی سے ہجرت کر کے مراکش میں آباد ہو رہے تھے۔ اس طرح صحرانشین مرابطی اندلسی مسلمانوں کے طرزِ معاشرت سے آشنا ہونا شروع ہو گئے تھے۔ اُندلسی مہاجرین میں بڑے بڑے علماء، فضلاء، دستکار، تاجر، کاشت کار اور صنعت کار شامل تھے۔ ان لوگوں نے مرابطین پر گہرے اثرات مرتب کیے اور وہ تہذیب و تمدن کے لحاظ سے اس دور کی ترقی یافتہ صفوف میں شمار کیے جاتے تھے۔

اسی دوران امیر ابوبکر بن عمر نے سنہاجہ کے معاملات سے فارغ ہو کر اپنے وطن کی مراجعت کی۔ مؤرخین نے یہ تصریح نہیں کی کہ وہ شہر مراکش کی تعمیر سے پہلے واپس آئے یا بعد تاہم کہا جاتا ہے کہ وہ 1062ء یعنی 454ھ کے آس پاس کسی وقت جنوب کی طرف سے لوٹے۔ وطن پہنچ کر انہوں نے دیکھا کہ ان کے چچازاد یوسف بن تاشفین نے تمام مفتوحہ علاقوں پر اپنا تسلط مضبوطی کے ساتھ قائم کر رکھا ہے اور ایک اعلیٰ درجہ کا نظامِ حکومت بھی قائم کر دیا ہے جس میں زندگی کے ہر شعبہ میں اسلام کو برتری حاصل ہے۔ لشکری بھی اس سے خوش ہیں اور عوام بھی اس پر جان چھڑکتے ہیں۔ اس

Marfat.com

صورتِ حال پر وہ بہت مسرور اور خوش ہوا۔ اس نے اپنے مرابطین کی عنانِ عقیادت اپنے ہاتھ میں دوبارہ لینا مصلحت کے خلاف سمجھا چنانچہ وہ مراکش کی مملکت یوسف بن تاشفین کے مضبوط ہاتھوں میں چھوڑ کر صحرا اور اطرافِ سوڈان کی طرف چلے گئے اور وہیں مستقل اقامت اختیار کر لی۔ اس کے بعد انہیں کبھی مراکش آنا نصیب نہ ہوا۔ انہوں نے سوڈان ہی میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔

امیر ابوبکر کا یہ فیصلہ نہایت صائب اور دور اندیشی پر مبنی ثابت ہوا کیونکہ آئندہ چند برسوں میں امیر یوسف بن تاشفین نے دولت مرابطین کو کامرانی اور ترقی کی انتہائی بلندیوں سے ہمکنار کر دیا تھا۔

جہاں تک امیر یوسف بن تاشفین کا تعلق تھا تو مبدائے فیض نے اسے بے مثل محاسن سے نوازا تھا۔ وہ ایک سچا اور پکا مسلمان تھا اور تحریک مرابطین کی تمام مطلوبہ خوبیاں اس کی ذات میں موجود تھیں۔

اس کے اعلیٰ اخلاق اور بلندیٔ کردار کا ہر شخص معترف تھا۔ وہ ایک نڈر، جوانمرد، پُرجوش مجاہد اور ماہر سالار ہونے کے ساتھ ایک بے حد خدا ترس، پابندِ شرع، متقی، عادل اور کشادہ دست مسلمان تھا۔ اس کے در سے کبھی کوئی حاجت مند نامراد واپس نہ جاتا تھا۔ وہ خود بھی عالم تھا اور معارف پروری کے ساتھ علماء اور اربابِ کمال کی قدر دانی بھی خوب کرتا تھا۔ اس نے ساری عمر اپنے صحرائی آباؤ اجداد کی سادگی کو کبھی ترک نہ کیا۔ وہ معمولی لباس پہنتا تھا اور روکھی سوکھی غذا کھاتا تھا۔ حکمران کی حیثیت سے وہ انتہائی بیدار مغز اور قابل فرمانروا تھا۔

یوسف بن تاشفین نے ابوبکر بن عمر کی نیابت میں فتوحات کا جو سلسلہ قائم کیا تھا، خودمختار حکمران بننے کے بعد اس نے اور زیادہ قوت اور مستعدی کے ساتھ اسے آگے بڑھایا۔ شمالی مراکش کی تسخیر کے بعد اس نے اپنی فتوحات کو وسط مغرب اور جزائر تک پھیلا دیا اور 1075ء سے 1082ء تک اس نے طازہ کے علاوہ ملیلیا، پھر مسان، اُطان اور الجزیرہ تک کے تمام علاقوں کو فتح اور زیر کر کے افریقہ میں ایک شاندار اور مضبوط و مستحکم سلطنت قائم کر دی تھی۔

منصور بن عبداللہ اسی طرح امیر یوسف بن تاشفین کے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا کہ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ اس مہمان خانہ میں یوسف بن تاشفین داخل ہوا۔ اس کے ساتھ

Marfat.com

اس کے دونوں بیٹے علی اور تمیم کے علاوہ بھتیجا سید بن ابی بکر بھی تھا۔ انہیں دیکھتے ہی منصور بن عبداللہ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ منصور بن عبداللہ نے دیکھا اگرچہ امیر یوسف بن تاشفین جوانی کی حدود سے گزر کر بڑھاپے کی حدود میں داخل ہو چکا تھا۔ 60 برس کے پیٹے میں تھا لیکن زہد و تقویٰ کی زندگی گزارنے کے باعث اس کے قویٰ نہایت مضبوط تھے۔ وہ بڑی دلکش اور شاندار شخصیت کا مالک تھا۔ اس کا قد میانہ، جسم چھریرا، رنگ گندمی اور چہرے پر ہلکے بال تھے۔ آنکھیں سیاہ اور عقابی تھیں۔ اس کے بال گھنگھریالے اور آواز میں نرمی تھی۔

آگے بڑھ کر شاندار انداز میں یوسف بن تاشفین منصور بن عبداللہ سے ملا، اسے اپنے قریب بٹھایا، پھر منصور بن عبداللہ کو مخاطب کرتے ہوئے یوسف بن تاشفین کہنے لگا۔

''مجھے بتایا گیا ہے کہ تم اندلس سے آئے ہو اور اندلس سے متعلق ہی میرے ساتھ گفتگو کرنا چاہتے ہو۔''

جواب میں منصور بن عبداللہ کچھ دیر تک بڑی عقیدت مندی سے یوسف بن تاشفین کی طرف دیکھتا رہا، پھر کہنے لگا۔

''امیر! آپ کا کہنا سچ ہے۔ میں اندلس کے حالات ہی آپ سے گزارش کرنا چاہتا تھا۔''

اس کے بعد اس نے مختصر سے الفاظ میں اندلس کی بدترین حالت سے یوسف بن تاشفین کو آگاہ کیا۔ ساتھ ہی استدعا کی کہ امیر یوسف افونش کے مقابلے میں اندلس کے مسلمانوں کی مدد کریں۔

منصور بن عبداللہ جب خاموش ہوا تب کچھ دیر تک یوسف بن تاشفین گہری سوچوں میں ڈوبا رہا، پھر ہلکے سے تبسم میں منصور بن عبداللہ کی طرف دیکھا، کہنے لگا۔

''تم ایک تاجر ہو۔ جس انداز میں تم آئے ہو اس انداز میں ہوسکتا ہے کوئی حکمران آنا پسند نہ کرے۔ اگر میں تمہارے کہنے پر اندلس کے عیسائی حکمران افونش پر حملہ آور ہونے کے لیے افریقہ سے اندلس میں داخل ہو جاؤں تو شاید وہاں کے مسلمان یہ خیال کریں کہ میں اندلس پر قبضہ کرنے کے لیے آ گیا ہوں۔ تاہم میرے عزیز! اگر اندلس کے حکمرانوں میں سے کوئی مجھے نصرانی حکمران افونش پر ضرب لگانے کی دعوت دے تو

Marfat.com

میں ضرور اپنا لشکر لے کر اندلس کا رخ کروں گا اور وہاں کے مسلمانوں کو تحفظ فراہم کروں گا۔''

اس پر منصور بن عبداللہ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور مطمئن انداز میں کہنے لگا۔

''امیر! اب میرا جانا اندلس کی طرف ہوا تو میں آپ کا پیغام وہاں ضرور پہنچاؤں گا۔ یہ کہ اشبیلیہ کے حکمرانوں کا ایک سالار جس کا نام مسلم بن سریع ہے، اس کا بھائی عمر بن سریع میرا دوست ہے۔ میں چند دن پہلے ہی وہاں سے آیا ہوں اور وہاں کے مسلمانوں کی حالت دیکھ کر مجھے بے حد دکھ اور صدمہ ہوا ہے۔''

اس کے بعد مختصر سے الفاظ میں یوسف بن تاشفین، سید بن ابی بکر، علی بن یوسف اور تمیم بن یوسف کے سامنے منصور بن عبداللہ نے زکریا بن ادریس، غیرور بن شبیب اور زیدون بن مسلم کا بھی ذکر کیا تھا۔ پھر وہ جب امیر یوسف بن تاشفین سے اجازت لے کر جانے لگا تب یوسف بن تاشفین نے اس کا بازو پکڑ لیا۔ کہنے لگا۔

''تم مہمان کی حیثیت سے آئے ہو۔ کچھ کھائے پیئے بغیر کیسے جا سکتے ہو؟''

اس پر منصور بن عبداللہ مسکرا دیا، امیر یوسف بن تاشفین کا ایک ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر بڑی عقیدت اور ارادت مندی سے کہنے لگا۔

''امیر! میں مراکش ہی کا رہنے والا ہوں۔ حاضر خدمت ہوتا رہوں گا۔ بس اندلس کے مسلمانوں سے ہمدردی مجھے کھینچ کر آپ کے پاس لے آئی تھی۔''

یوسف بن تاشفین نے منصور بن عبداللہ کی پیٹھ تھپتھپائی، کہنے لگا۔

''مسلمانوں کو تم جیسے ہمدردوں ہی کی ضرورت ہے۔''

اس کے بعد منصور بن عبداللہ امیر یوسف بن تاشفین سے اجازت لے کر وہاں سے نکل گیا تھا۔

❁

Marfat.com

ہسپانیہ میں اب حالات بد سے بدتر ہونا شروع ہو گئے تھے۔ ایک طرف تو افونش کے غرور اور تکبر کی انتہا نہ تھی دوسری طرف ذلت و غلامی اور خوشامد حد سے گزری ہوئی تھی۔ چھوٹی چھوٹی ریاستوں کے مسلمان رئیسوں نے افونش کے پاس اپنے ایلچی بھیج کر اس کی خوشنودی حاصل کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا تھا اور اس کی خدمت میں بڑی بڑی نذریں گزارنا شروع کیں۔

افونش جانتا تھا کہ مسلمانوں میں کوئی بھی حکمران اتنا طاقتور نہیں کہ اس کا مقابلہ کر سکے۔ چنانچہ اس نے اندر ہی اندر پورے ہسپانیہ پر قبضہ کرنے کی ٹھان لی تھی۔ لہٰذا سب سے پہلا قدم جو افونش نے اٹھایا وہ یہ تھا کہ اس نے مسلمانوں پر اپنی گرفت مزید مضبوط کرنے کے لیے طلیطلہ پر قبضہ کرنے کے کچھ عرصہ بعد یہ اعلان کر دیا کہ وہ حامی دین مسیحی اور اسلام ہے اور ساتھ ہی اس نے حامی دین مسیحی و اسلام کا لقب بھی اختیار کر لیا۔ لیکن مسلمانوں کو ذلیل و حقیر سمجھنے میں وہ کوتاہی نہ کرتا تھا۔

اُس کی اس حقارت کا ایک قصہ ہسپانیہ میں بڑا مشہور ہوا۔ وہ یوں کہ سینٹ میریا کا مسلمان حاکم عصام الدین ایک بار افونش کے دربار میں ایک بھاری نظر پیش کرنے خود گیا۔ کہتے ہیں افونش اس وقت بندر سے کھیل رہا تھا۔

عصام الدین نے جب افونش کے سامنے نذر پیش کی تو افونش بہت ہی نفرت و حقارت سے کہنے لگا۔

''اپنی نذر کے بدلے میں میری طرف سے یہ بندر لے جاؤ۔''

عصام الدین نے بجائے غصہ ظاہر کرنے کے اس بندر کو ہی افونش سے دوستی قائم کرنے کا ایک وثیقہ سمجھا اور خیال کیا کہ اب اس کی ریاست کو اس جیسے دشمن سے کوئی

Marfat.com

خطرہ نہیں ہے۔

افونش مسلمانوں کے شہر طلیطلہ پر پہلے ہی قبضہ کر چکا تھا۔ اب اس کی نظریں مسلمانوں کے شہر بلنسیا پر جم گئی تھیں۔ بلنسیا میں وہاں کے حاکم ابن عبدالعزیز کے دو بیٹوں میں حکومت پر نزاع برپا تھا۔ ہر ایک کا ایک ایک فریق تھا۔ ان کے علاوہ ایک تیسرا فریق ایسا تھا جو بلنسیا کی حکومت کو مسلمان بادشاہ سرقسطہ کے سپرد کرنا چاہتا تھا۔ ایک چوتھا فریق بھی تھا۔ اس کی خواہش یہ تھی کہ بلنسیا کی حکومت یحییٰ القادر کے حوالے کر دی جائے جو اس سے پہلے طلیطلہ کا حاکم تھا اور جس سے افونش نے طلیطلہ شہر لے لیا تھا۔

حالات بھی یحییٰ القادر کے حق میں تھے۔ اس لیے کہ ان دنوں افونش کے لشکریوں کے سپہ سالار فانیز نے ایک خاصے بڑے لشکر کے ساتھ وہاں پڑاؤ کر رکھا تھا۔ لہٰذا وہ قادر کی مدد کے لئے موقع پر موجود تھا۔ اہلِ بلنسیا کو جو اب ایک طرح سے قادر کی رعیت ہو گئے تھے، افونش کے لشکر کے مصارف کے لئے چھ ہزار اشرفیاں روزانہ ادا کرنا پڑتی تھیں۔

یحییٰ القادر خوشی خوشی بلنسیا کا حاکم تو ہو گیا تھا اس لیے کہ طلیطلہ کے چھن جانے کے بعد اس کی بڑی خواہش تھی کہ اسے کوئی علاقہ مل جائے جہاں وہ حکومت کر سکے۔ چنانچہ بلنسیا کے مل جانے پر اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ لیکن جب اسے افونش کے لشکر پر چھ ہزار اشرفیاں روزانہ ادا کرنا پڑیں تو اس کے لیے مصیبتیں اُٹھ کھڑی ہوئیں۔ چنانچہ سب سے پہلے یحییٰ القادر نے افونش کے سالار فانیز سے بہت کہا کہ اب عیسائی لشکر کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم سب آپ کی خیر خواہ رعایا ہیں۔

اس سلسلے میں جب فانیز نے افونش سے مشورہ کیا تو افونش نے ایک نہ سنی۔ وہ ایسا بے وقوف نہ تھا کہ یحییٰ القادر کی بات کا یقین کر لیتا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہ رعایا فی الحقیقت اس سے سخت نفرت کرتی ہے اور بلنسیا کی حکومت کے جو لوگ مدعی ہیں وہ ابھی تک امید رکھتے ہیں کہ ایک دن کامیاب ہو جائیں گے۔ الغرض افونش نے طلیطلہ کے بعد ایک طرح نے بلنسیا میں بھی اپنے لشکر کا پڑاؤ کر کے اس شہر پر بھی اپنی گرفت کر لی تھی۔

اب حالات مزید ابتر ہونا شروع ہو گئے تھے۔ یحییٰ القادر نے افونش کے لشکر کے

Marfat.com

مصارف ادا کرنے کے لیے ایک خاص محصول شہر اور اردگرد کے علاقوں پر لگا دیا اور بلنسیا کے رئیسوں سے بڑی بڑی رقمیں جبراً وصول کیں۔ باوجود اس زور اور زبردستی کے لشکر کے اخراجات کے لیے بقایا رقم القادر کے ذمہ برابر نکلتی اور بڑھتی رہی۔ ساتھ ہی ساتھ افونش کے سپہ سالار فانیز کے تقاضے شروع ہو گئے اور بار بار وہ تاکید کرنے لگا کہ بقایا رقم جلد ادا کر دی جائے۔ یحیٰ القادر کی حالت ایسی زبوں ہوئی کہ اس کے پاس ایک جبہ تک نہ رہا۔ اس نے مجبور ہو کر قشتالیہ کے لشکر والوں سے کہا کہ بلنسیا کے علاقے میں جاگیریں لے لو اور یہیں آباد ہو جاؤ۔ اس طرح سے القادر نے گویا خود ہی وہ علاقے افونش کے لشکریوں کے حوالے کرنا شروع کر دیئے تھے۔

چنانچہ افونش کے لشکریوں نے یہ بات منظور کر لی۔ جاگیریں لے کر انہوں نے کاشت تو غلاموں کے سپرد کی اور خود قرب و جوار کے علاقوں کو لوٹنے میں مصروف ہو گئے۔ اس لوٹ مار میں عیسائی لشکری تو شامل تھے ہی، ان میں غلاموں، مجرموں اور بدمعاشوں کا بھی ایک بہت بڑا گروہ شامل ہو گیا۔

ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو مسلمانوں سے سخت نفرت کرتے تھے اور افونش کے لشکر میں شامل ہو کر مسلمانوں کے خلاف لڑتے ہوئے انہیں نقصان پہنچانے کے درپے تھے۔ یہ لوگ ظلم و جفا کاری میں شہرہ آفاق ہو گئے۔ مردوں کو قتل اور عورتوں کو بے عزت کرنے میں ان کا کوئی ثانی نہ رہا۔ مسلمانوں کے ساتھ ان کا سلوک یہ تھا کہ شراب کے ایک مٹکے یا روٹی یا آدھا سیر گوشت کے عوض میں ایک گرفتار شدہ مسلمان کو فروخت کر دیتے تھے۔

اگر کوئی مسلمان ان کی قید میں آ کر فدیہ ادا نہیں کرنا چاہتا تھا یا ادا نہ کر سکتا تھا تو اس کی زبان کاٹ ڈالتے تھے یا آنکھیں نکال لیتے تھے یا کتوں سے انہیں پھڑوا ڈالتے تھے۔

اس طرح بلنسیا شہر میں فی الواقع افونش کے قبضہ میں چلا گیا تھا۔ جبکہ یحیٰ القادر برائے نام صاحب بلنسیا کہلاتا تھا۔ ریاست کا بہت سا حصہ اب عیسائیوں کی دسترس میں تھا۔ اس موقع پر بلنسیا کو اپنی قلمرو میں شامل کرنے کے لیے افونش کی زبان کی ایک جنبش ہی کافی تھی۔

طلیطلہ پر قبضہ کرنے اور پھر بلنسیا پر بھی گرفت کرنے کے بعد افونش کی نگاہیں اب

Marfat.com

مسلمانوں کے تیسرے بڑے شہر سرقسطہ پر جم گئی تھیں۔ اس نے اپنے سالاروں اور امراء سے مشورہ کیا۔ چنانچہ افونش نے اب اپنے لشکر کے ساتھ سرقسطہ کا محاصرہ کر لیا اور قسم کھائی کہ سرقسطہ کو فتح کر کے چھوڑے گا۔

یوں سرقسطہ کا محاصرہ طویل ہوتا گیا۔ اس دوران افونش نے ایک اور قدم اٹھایا۔ اس نے مسلمانوں کی بساط ہسپانیہ میں لپیٹنے کے لیے غرناطہ کو بھی اپنا ہدف بنانا شروع کر دیا۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ غرناطہ بھی افونش کے حملوں سے بچ نہ سکا۔ کیونکہ 478 ہجری میں افونش کے لشکر نے غرناطہ کی حدود سے باہر نباد نام کے ایک قصبہ تک یلغار کر لی تھی جو غرناطہ کے مشرق میں لگ بھگ تین میل کے فاصلے پر تھا۔ مسلمانوں کی چونکہ کوئی مدد کرنے والا نہ تھا، نہ کوئی حاکم تھا جو اپنا لشکر تیار کر کے مسلمانوں کا دفاع کرتا۔ لہٰذا مسلح نصرانی لشکریوں کے سامنے مسلمان بالکل بے بس اور لاچار دکھائی دینے لگے تھے۔

غرض یہ حالات صاف ظاہر کر رہے تھے کہ سپین کے عرب اگر اپنے ہی بھروسے پر رہے تو دو باتوں میں سے ایک بات ہونی ضروری ہے۔ یا تو مسلمان عیسائی بادشاہ افونش کی رعیت بن کر رہیں گے یا سپین سے نکال باہر کر دیئے جائیں گے۔

ان حالات میں بہت سے مسلمان سپین چھوڑ کر افریقہ جانے پر آمادہ ہو گئے۔ ایک ہسپانوی شاعر نے اس زمانے میں کہا تھا۔

"اندلس کے مسلمانو! رحلت اختیار کرو۔ اب یہاں رہنا جنون ہے۔"

ان حالات کے باوجود مسلمانوں کا ہسپانیہ سے نکل جانا بہت مشکل کام تھا۔ عربوں کو بالعموم یہ قصد پسند نہ آیا۔ وہ سوچتے تھے کہ ابھی تک کچھ نہیں گیا ہے لہٰذا مسلمان سر جوڑ کر بیٹھے او یہ فیصلہ کیا کہ ابھی کچھ نہیں گیا۔ افونش کا مقابلہ کرنے کے لیے افریقہ سے مدد ملنی ممکن ہے۔

چنانچہ مسلمانوں کی نگاہوں میں اب افریقہ ہی وہ ملک تھا جس کی طرف لوگ امید کی نظروں سے دیکھنے لگے اور سمجھنے لگے کہ اگر پناہ ملے گی تو اس کے ہاتھوں ملے گی۔

ہسپانیہ کے کچھ لوگوں نے یہ بھی رائے دی کہ افریقہ کے بدوؤں سے اس سلسلے میں مدد حاصل کرنی چاہیے۔ ان بدوؤں کا ایک لشکر تیار کیا جائے اور انہیں افریقہ سے ہسپانیہ منتقل کر کے اس لشکر کے ذریعے افونش کا مقابلہ کیا جائے۔

Marfat.com

لیکن اس پر کچھ لوگوں نے اعتراض بھی کیا کہ افریقہ کے بدو جس قدر لڑائی میں بہادر مشہور ہیں اسی قدر وحشی اور ظالم بھی ہیں اور اگر وہ سپین میں بلائے گئے تو عیسائیوں سے لڑنے کی بجائے وہ مسلمانوں کو لوٹنے لگیں گے۔

چنانچہ جب یہ رائے رد کر دی گئی تب ہسپانیہ کے چھوٹے بڑے مسلمان حکمرانوں نے یہ رائے پیش کی کہ ہسپانیہ میں مسلمانوں کا دفاع کرنے اور افونش کا مقابلہ کرنے کے لیے المرابطین کے امیر یوسف بن تاشفین سے مدد لینی چاہیے۔

المرابطین جن پر حکومت یوسف بن تاشفین کر رہا تھا، یہ افریقہ کے صحرائے اعظم کے رہنے والے بربر تھے اور انتہائی نیک، صاف ستھری اور پاکیزہ زندگی بسر کرنے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں اور اسلام کے لیے درد اور ہمدردی رکھنے والے بھی تھے۔

یوسف بن تاشفین کو اندلس میں بلا کر مدد لینے کا خیال سب سے پہلے خصوصیت کے ساتھ سپین کے علمائے دین کو پیدا ہوا۔ شروع میں ہسپانیہ کی چھوٹی چھوٹی مسلمان ریاستوں کے حکمرانوں کو اس سلسلے مین پس و پیش رہا۔ علماء کے کہنے پر سب سے پہلے اشبیلیہ کے حکمران معتمد، بطلیوس کے حکمران متوکل نے افریقہ کے مسلمانوں کی مدد کے لیے یوسف بن تاشفین سے مدد لینے کا ارادہ ظاہر کیا اور کئی بار انہوں نے ہسپانیہ کے چھوٹے بڑے مسلمان حکمرانوں کو یہ رائے بھی دی کہ عیسائیوں سے لڑنے کے لیے یوسف بن تاشفین سے مدد کی درخواست کریں۔ لیکن اندلس کی ریاستوں کے مسلمان فرمانروا بالعموم صحرائے افریقہ کے حکمرانوں کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں رکھتے تھے اور سمجھتے تھے کہ بجائے دوست و رفیق رہنے کے وہ ایک خطرناک دشمن اور حریف بھی ثابت ہو سکتے ہیں۔

لیکن جب افونش کی طرف سے خطرے اور اندیشے دن بدن بڑھتے چلے گئے اور مسلمانوں کی حفاظت کے لیے اور افونش کو شکست دینے کے لیے صرف اور صرف یوسف بن تاشفین ہی نظر آنے لگا تب باقی حکمران بھی آہستہ آہستہ یوسف بن تاشفین کو بلانے کے حق میں ہونے لگے تھے۔

اس موقع پر جب کچھ لوگوں نے یوسف بن تاشفین کو افریقہ سے اُندلس بلائے جانے کے خلاف آواز اٹھائی تو معتمد نے انہیں مخاطب کر کے کہا۔

”میں اپنے اخلاف سے ملامت سننا نہیں چاہتا کہ میں ہی وہ شخص ہوں جس نے

Marfat.com

اندلس کو چھوڑ کر اسے کفار کا شکار بنایا۔ مجھے گوارا نہیں ہوگا کہ ہر مسجد کے ممبر سے مجھ پر لعنت کی آواز بلند ہو۔ یاد رکھنا، میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ افریقہ میں اونٹ چرانے کو اس سے بہتر سمجھوں گا کہ میں افونش کے علاقوں میں سور چراؤں۔''

چنانچہ ان حالات میں معتمد نے اُندلس کے دوسرے چھوٹے بڑے حکمرانوں کو خط تحریر کیا:

''اب متحد اور متفق ہو کر کام کرنے کا وقت آ گیا ہے۔ اپنی اپنی حکومت کے قاضیوں کی ایک سفارت تیار کریں اور یہ سفارت افریقہ کا رخ کرے اور یوسف بن تاشفین کی خدمت میں حاضر ہو کر ہسپانیہ میں مسلمانوں کی زبوں حالی اور افونش کے مظالم بیان کر کے یوسف بن تاشفین کو ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کے لیے انگیخت کریں۔''

ان حالات میں ایک وفد تیار کیا گیا۔ اس وفد میں بطلیموس کے قاضی ابو اسحٰق، غرناطہ کے قاضی ابو جعفر اپنے اپنے علاقوں سے نکل کر اشبیلیہ آئے۔ چنانچہ معتمد نے اپنی طرف سے قرطبہ کے قاضی ابن ادھم اور اشبیلیہ کے وزیر ابوبکر بن زیدون کو اس وفد میں شامل کیا اور یہ سب لوگ جزیرۃ الخضرہ پہنچ کر وہاں سے جہاز میں سوار ہوئے اور افریقہ کا رخ کیا۔

Marfat.com

افریقہ کا حکمران یوسف بن تاشفین ایک روز اپنے امراء کے علاوہ اپنی رہائش گاہ میں اپنے بھتیجے سید بن ابی بکر، اپنے دو بیٹوں علی بن یوسف اور تمیم بن یوسف کے ساتھ بیٹھا کسی موضوع پر گفتگو کر رہا تھا کہ اس کے محافظ دستوں کا سالار اس کے کمرے میں نمودار ہوا اور یوسف بن تاشفین کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''امیر! اندلس سے ایک وفد آیا ہے۔ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کوئی نالش پیش کرنا چاہتا ہے۔''

ان الفاظ پر یوسف بن تاشفین چونکا تھا۔ باقی چوک بھی جستجو بھرے انداز میں محافظ دستوں کے سالار کی طرف دیکھنے لگے تھے۔ یہاں تک کہ یوسف بن تاشفین نے اپنے سالار کو مخاطب کر کے پوچھا۔

''آنے والے وفد میں کون لوگ ہیں؟''

اس پر وہ سالار یوسف بن تاشفین کو مخاطب کرتے ہوئے پھر کہہ رہا تھا۔

''امیر! وفد میں بطلیوس کے قاضی ابواسحٰق، غرناطہ کے قاضی ابوجعفر، قرطبہ کے قاضی ابنِ ادہم اور اشبیلیہ کے وزیر ابوبکر شامل ہیں۔''

یہ نام سن کر یوسف بن تاشفین ہی نہیں دوسرے لوگ بھی چونکے تھے۔ پھر یوسف بن تاشفین اپنے سالاروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''ان سب بزرگوں کو روکو نہیں، فوراً میرے پاس لے کر آؤ۔''

وہ سالار وہاں سے ہٹ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اندلس کا وہ وفد اس کمرے میں داخل ہوا۔ انہیں دیکھتے ہی یوسف بن تاشفین اور وہاں بیٹھے سب لوگ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ یوسف بن تاشفین نے آگے بڑھ کر سب کا پُرتپاک استقبال کیا اور اپنے

Marfat.com

قریب ہی انہیں نشستوں پر بٹھایا پھر انہیں مخاطب کر کے پوچھا۔
''آپ لوگوں کا اس طرح میرے پاس آنا کسی علت کے بغیر نہیں۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ کس غرض و غایت کے ساتھ میری طرف آئے ہیں؟''

اس پر سب نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا، پھر وفد کے اراکین کی نگاہیں قرطبہ کے قاضی ابن ادہم پر جم گئیں۔ چنانچہ ابن ادہم، یوسف بن تاشفین کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''امیر! ہم اندلس میں آپ کے پاس برے وقت کا نوحہ لے کر آئے ہیں۔ امیر! عرصہ ہوا مسلمان چھوٹے حکمران ایک دوسرے کے خلاف نا اتفاقی کا بیج بوتے رہے اور نفرت بھری فصلیں کاٹتے رہے اور اب اندلس پر ایسا وقت آ گیا ہے کہ مسلمانوں کا تحفظ وہاں غیر یقینی دکھائی دینے لگا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد قرطبہ کے قاضی ابن ادہم رکے پھر انتہائی کرب خیز آواز میں یوسف بن تاشفین کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہے تھے۔

''امیر! اندلس میں اس وقت انحطاط و زوال طاری کرتے جھگڑے، ہنگامہ آرائیوں کے طوفان اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ زندگی کے اسرار سے بھرپور جذبوں میں اذیتوں کا شور، منافقتوں کا خروش بڑھ گیا ہے۔ زیست کے حصار کے چاروں طرف خطرات کے سائے منڈلانے لگے ہیں۔ اندلس کا متعصب عیسائی حکمران افونش تعصب کے مرضِ لاعلاج میں مبتلا ہے اور وہ تحریفِ ابلیس کی طرح ساحلوں پر چیختی باؤلی ہواؤں، مہیب شب کے ہراس، طوفان و ابتلا کے آہنگ اور صحرائی لُو کی کربنا کی کی طرح مسلمانوں کے علاقوں پر وارد ہو کر یکے بعد دیگرے ہمارے شہروں پر قبضہ کرتا چلا جا رہا ہے۔

امیر! ہسپانیہ کے مسلمان ان دنوں در و دیوار کو چاٹتی تاریکیوں، اجنبی رات میں لرزاں شب کی طرح بے اتفاقی کا شکار ہیں۔ مدفون افسانوں کے ویرانوں، بے ثباتی کے سرمئی سایوں، بے کیف کرتی جلن و حرارت اور اُداس شام پر مسلط ہوتی تاریکیوں جیسی بے حسی میں کھو چکے ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد قرطبہ کے قاضی ابن ادہم کو خاموش ہو جانا پڑا۔ اس لیے کہ ان کی آواز رندھ گئی تھی۔ آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی اور الفاظ گویا پھندا بن کر ان کے حلق میں اٹک گئے تھے۔ ان کی یہ حالت دیکھتے ہوئے یوسف بن تاشفین اور وہاں

Marfat.com

بیٹھے دیگر لوگ بھی بڑے متاثر دکھائی دے رہے تھے۔ یہاں تک کہ قرطبہ کے قاضی ابنِ ادہم نے اپنے آپ کو سنبھالا اور دوبارہ وہ یوسف بن تاشفین کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''امیر! نصرانی حکمران افونش مسلمانوں کے لیے ہمہ قیامت، ہمہ عقوبت، قضا کی ظلمت کا طلسم وفسوں، شیطانی شعلوں، طوفانِ برق، سامانِ مرگ اور رگ رگ میں چبھ جانے والا خوف اور ننگ و بدکاری کا جہنم بن چکا ہے۔ اس موقع پر اگر مسلمانوں کی مدد کے لیے کوئی نہ پہنچا تو امیر! صبر و رضا کی بکل مارے ہسپانیہ کے بوڑھے پَر بریدہ طیور جیسے ہو جائیں گے۔ ہسپانیہ کی پُرامن خاموشی اختیار کیے مائیں سنسان و اداس اذیتوں کو گلے لگائے روتی دکھائی دیں گی۔ ہسپانیہ کی آن و عفت کی سی بیٹیاں خناس و شیطانی وحشتوں کے سامنے بے آبرو ہوتی دکھائی دیں گی۔ نئے کاروانوں کے راستوں کے متلاشی ہسپانیہ کے بچے بصارتوں کے متحرک ادراک سے قطعی محروم ہو جائیں گے۔

امیر! دینِ اسلام کی سطوت و مسلم اُمہ کی خاطر ہم آپ سے استدعا اور التجا کرتے ہیں کہ ہسپانیہ کے مسلمانوں کی مدد کیجئے ورنہ افونش انہیں ہسپانیہ سے نکال باہر کرے گا۔ ان کی آنے والی نسلوں کو غلامی کی کسی جانے والی زنجیروں میں جکڑ دے گا۔ وہاں کے مسلمان وحشت کی پت جھڑ اور بے روک بریدہ جذبوں سے بدتر ہو کر رہ جائیں گے۔ اگر کوئی بھی ان کی مدد کے لیے نہ اٹھا تو امیر یوسف بن تاشفین! ہسپانیہ کے بے بس مسلمان بے کراں خونی مناظر اور زنگ آلود داستانوں کی طرح اس دنیا سے معدوم ہو کر رہ جائیں گے۔''

قرطبہ کے قاضی ابن ادہم کی یہ گفتگو سن کر امیر یوسف بن تاشفین پگھل کر رہ گیا تھا۔ کچھ دیر گہری سوچوں میں ڈوبا رہا پھر اس نے اپنی آنکھوں کی نمی دور کی، کچھ دیر تک اپنے سالاروں اور امراء سے مشورہ کرتا رہا، پھر وفد کے اراکین کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ لوگوں میں بطلیوس کے قاضی ابواسحٰق، غرناطہ کے قاضی ابوجعفر، قرطبہ کے قاضی ابن ادہم اور اشبیلیہ کے وزیر ابوبکر شامل ہیں۔ اب مجھے یہ بتایا جائے کہ اشبیلیہ کا وزیر ابوبکر کون ہے؟''

Marfat.com

اس پر قطبہ کے قاضی ابنِ ادہم نے اپنے پہلو میں بیٹھے اشبیلیہ کے وزیر ابوبکر کی طرف اشارہ کیا۔ پھر یوسف بن تاشفین، اشبیلیہ کے وزیر ابوبکر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”کیا تم مجھے بتا سکتے ہو جزیرۃ الخضرا ان دنوں کس کے ماتحت ہے؟“

اس پر اشبیلیہ کا وزیر ابوبکر بڑی ارادت مندی سے کہنے لگا۔

”امیر! مدینۃ الخضرا اس وقت اشبیلیہ کے حکمران معتمد کی گرفت میں ہے اور وہاں اس کا بیٹا رضی اس کی طرف سے حاکم ہے۔“

یوسف بن تاشفین نے کچھ سوچا، اس کے بعد کہنے لگا۔

”میں ہسپانیہ کے مسلمانوں کی مدد کے لیے تیار ہوں۔ لیکن جزیرۃ الخضرا میرے حوالے کر دیا جائے۔ میں یہاں سے جو لشکر لے کر روانہ ہوں گا وہ پہلے جزیرۃ الخضرا ہی میں قیام کرے گا۔ اسی جزیرے کو میں اپنی طاقت وقوت کا مرکز بناؤں گا اور وہیں سے اٹھ کر میں نصرانی حکمران افونش کا مقابلہ کروں گا۔ اور میں تم سب لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ میں افونش کو ہسپانیہ کے مسلمانوں کے سامنے بالکل بے بس و بے خطر بنا کر رکھ دوں گا۔“

امیر یوسف بن تاشفین جب خاموش ہوا تب وفد کے ارکان آپس میں صلاح و مشورہ کرتے رہے پھر اشبیلیہ کا وزیر ابوبکر بن زیدون امیر یوسف بن تاشفین کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”امیر! میں اشبیلیہ کے حکمران معتمد کا وزیر ہوں اور میں اس بات کا مجاز نہیں ہوں کہ میں آپ سے یہ حامی بھر لوں کہ جزیرۃ الخضرا آپ کے تسلط میں دے دیا جائے گا اور معتمد کا بیٹا رضی اپنے لشکر کو لے کر وہاں سے نکل جائے گا۔“

اشبیلیہ کا وزیر ابوبکر جب خاموش ہوا تب یوسف بن تاشفین نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور وفد کے اراکین کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”اگر تم لوگوں میں سے کسی کے پاس کوئی فیصلہ کرنے کی سند ہی نہیں ہے تو پھر جاؤ، واپس ہسپانیہ کی طرف چلے جاؤ۔ اس شخص کو میرے پاس بھیجو جو جزیرۃ الخضرا میرے حوالے کرنے کا مجاز ہو تاکہ اسی جزیرے کو میں اپنی قوت کا مرکز بنا کر ہسپانیہ کے مسلمانوں کی مدد کروں اور افونش پر ضرب لگاؤں۔“

Marfat.com

ان کے ساتھ ہی امیر یوسف بن تاشفین نے اپنے بھتیجے سید بن ابوبکر کی طرف دیکھا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''بیٹے! وفد کے ارکان کی رہائش اور ان کی خدمت کا بہترین اہتمام کیا جائے۔ ہمارے ہاں ان کی حیثیت انتہائی معزز مہمانوں کی سی ہو گی۔ اور جب یہ یہاں سے رخصت ہونا چاہیں تو انہیں بہترین تحائف دے کر یہاں سے رخصت کر دیا جائے۔''

اس کے ساتھ ہی سید بن ابوبکر اٹھا اور وفد کے ارکان کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتا تھا کہ یوسف بن تاشفین نے کچھ سوچا، پھر اپنے بھتیجے سید بن ابوبکر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''بیٹے! بیٹھو۔ میں وفد کے ارکان سے اندلس سے متعلق مزید تفصیل حاصل کرنا چاہتا ہوں۔''

چنانچہ سید بن ابی بکر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ تب وفد کے اراکین کو مخاطب کرتے ہوئے یوسف بن تاشفین بول اٹھا۔

''میرے عزیز و محترم مہمانو! قبل اس کے کہ تم آرام کے لیے اٹھ کر جاؤ پہلے تم میں سے مجھے کوئی یہ بتائے کہ اندلس آخر اس حالت کو کیوں پہنچا؟ او اس کی کیا وجوہات ہیں؟''

یوسف بن تاشفین کے اس سوال پر ایک بار پھر وفد کے سب ارکان نے قرطبہ کے قاضی ابن ادہم کی طرف دیکھا اور جواب میں ابن ادہم، یوسف بن تاشفین کو مخاطب کرتے ہوئے پھر کہہ رہا تھا۔

''امیر! یہ بڑی کرب خیز داستان ہے۔ اُمتِ مسلمہ کی بدقسمتی جب بنو اُمیہ کے زوال کے بعد بغداد میں بنو عباس برسرِ اقتدار آئے اور اموی خاندان کے لوگوں کو انہوں نے چن چن کر مارا تو اموی شہزادہ عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک بن مروان کسی طرح جان بچا کر مصر کی طرف بھاگ نکلا اور وہاں سے شمالی افریقہ جا پہنچا۔ کچھ مدت گمنامی کی حالت میں گزاری، آخری اندلس پہنچا اور اپنے خاندان کے خواہوں کی مدد سے اندلس کا فرمانروا بن گیا۔

عبدالرحمٰن جسے عبدالرحمٰن الداخل بھی کہتے ہیں 138 ہجری میں اندلس کا فرمانروا بنا اور 422 ہجری تک اموی خاندان کے چوبیس حکمرانوں نے یکے بعد دیگرے اندلس پر

Marfat.com

حکمرانی کی۔

اس دوران اندلس کی کایا پلٹ کر رکھ دی گی اور مسلمانانِ اندلس کی درخشاں تہذیب وتمدن نے دنیا کو محوحیوت بنا دیا۔ ہر کوئی اندلس میں بنوامیہ کی حکومت پر رشک کرنے لگا تھا۔ بنوامیہ کے دور میں اندلس نے ایسی ترقی کی کہ مغرب میں کسی کو آج تک نصیب نہ ہوئی تھی۔

لیکن بدقسمتی سے چوتھی صدی ہجری کے آخر میں اندلس کے مسلمان تشدد اور اختراع کے ہولناک مرض میں مبتلا ہو گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پانچویں صدی ہجری کے پہلے ربع میں بنوامیہ کا آفتابِ اقبال غروب ہو گیا اور ملک میں ہر طرف افراتفری پھیل گئی۔ یہاں تک کہ ملک کے مختلف علاقوں اور شہروں میں بیس کے قریب چھوٹی چھوٹی خودمختار ریاستیں قائم ہو گئیں۔ ان میں سے کچھ کے نام اشبیلیہ، بطلیوس، طلیطلہ، مریا، مالقہ، غرناطہ، بلنسیا، سہلا، دانیہ، مرسیہ، سرقسطہ، درتوشہ اور سارہ گوسہ ہیں۔

ان سب ریاستوں کے حکمران امیر المومنین کہلاتے ہیں اور آپس میں لڑتے جھگڑتے بھی رہتے ہیں۔ لہٰذا اندلس کے لوگ اپنے ہاں ان حکمرانوں کو ملوک الطائف کے نام سے پکارنے لگے ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد ابنِ ادہم کچھ دیر کو رکا پھر دوبارہ وہ دکھے ہوئے دل اور کرب خیز آواز میں کہہ رہا تھا۔

''امیر! اندلس کی اس حالت پر اندلس کے مشہور شاعر ابن الخطیب نے کہا تھا:

''جب خلافت کا ہار بکھر گیا اور اس کا نام ونشان مٹ گیا تو
ہر علاقے میں ایک بادشاہ کھڑا ہو گیا اور ہر شاخ پر ایک نیا مرغ
بانگ دینے لگا۔''

اندلس کے ایک اور شاعر نے اس صورتِ حال پر کچھ اس طرح نوحہ خوانی کی تھی:

''سرزمینِ اندلس کی جو چیز مجھے بیزار کرتی ہے وہ وہاں معتصم اور
معتزد کے نام ہیں۔ بادشاہت کے یہ القاب ایسے ہیں کہ جن کا کوئی
محل وقوع نہیں۔ ان کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بلی بھول کر شیر کے
دبدبے کی نقل کرے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد قرطبہ کا قاضی ابن ادہم رکا، پھر دوبارہ اپنی بات آگے

Marfat.com

بڑھاتا ہوا کہہ رہا تھا۔

''امیر! بنو امیہ کے زوال کے زمانے میں اندلس کے بعض علاقوں پر نصرانی دوبارہ قابض ہو گئے تھے۔ ملوک الطوائف کے باہمی مناکشف سے فائدہ اٹھا کر وہ بہت زور پکڑ گئے ہیں۔ مسلمان بادشاہوں کی بدبختی کا یہ عالم ہے کہ وہ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لیے نصرانیوں سے مدد لینے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔

مسلمان حکومتوں میں حکومت اشبیلیہ کو اندلس کی تمام ریاستوں میں ممتاز اور نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ اس پر بنو عباد حکمران ہیں جنہوں نے قرطبہ پر بھی اپنا تسلط قائم کر لیا ہے۔ اس خاندان کا سب سے نامور اور آخری حکمران المعتمد ہے۔ دوسرے تمام اندلسی حکمرانوں پر وہ فوقیت رکھتا ہے اور خود بھی اونچے درجے کا عالم اور نہایت اچھا شاعر ہے اور اہل علم اور دوسرے ارباب کمال کی قدر دانی میں کوئی کمی بھی اٹھا نہیں رکھتا۔ لیکن اندلس اور وہاں رہنے والوں کی بدبختی کہ ان خوبیوں کے ساتھ ساتھ یہ اشبیلیہ کا حاکم معتمد عیش و عشرت کا دلدادہ بھی ہے۔ تاہم اس نے اپنی بلند ہمتی کی بدولت غرناطہ کی ریاست کے علاوہ تقریباً سارے جنوبی اندلس پر قبضہ جما لیا تھا۔ لیکن حالات کی بدقسمتی کہ نصرانی حکمران افونش نے طاقت پکڑ لی اور حملہ آور ہو کر اس نے مسلمانوں سے بہت سے مقامات چھین لیے۔

سب سے پہلے افونش نے خاندان ذنور کے حکمران یحیٰ قادر بن اسماعیل کو شکست دے کر طلیطلہ پر قبضہ کر لیا، اس کے بعد دوسرے بہت سے علاقوں پر بھی اس نے قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ اشبیلیہ کے کچھ علاقوں پر بھی اس نے شب خون مارے۔ یہ حالات دیکھتے ہوئے معتمد نے اندازہ لگایا کہ افونش اپنی طاقت اور قوت کے بل بوتے پر اندلس میں اب مسلمانوں کو ٹکنے نہیں دے گا۔ لہٰذا مسلمانوں کو اندلس میں محفوظ کرنے کے لیے اس نے ہمیں وفد کی صورت میں آپ کی طرف روانہ کیا ہے۔ آپ کی مہربانی کہ آپ اندلس کے لوگوں کی مدد کے لیے تیار ہیں۔ لیکن آپ نے جو یہ کہا ہے کہ جزیرۃ الخضرا کو اپنی طاقت و قوت کا مرکز بنانا چاہتے ہیں لہٰذا جزیرۃ الخضرا آپ کی گرفت میں رہنا چاہیے تو جزیرۃ الخضرا پر ان دنوں معتمد کا قبضہ ہے۔ وہاں اس کا بیٹا رضی معتمد کی طرف سے والی ہے۔ معتمد کا وزیر ابوبکر ہمارے ساتھ ہے۔ چونکہ یہ اس بات کا مجاز نہیں کہ معتمد سے اجازت لیے بغیر کوئی علاقہ آپ کے حوالے کر دے لہٰذا آپ ہمیں

Marfat.com

اجازت دیں کہ جو کچھ آپ نے کہا ہے وہ واپس جا کر ہم معتمد سے کہیں اور پھر دیکھتے ہیں وہ کیا فیصلہ کرتا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد قاضی بن ادہم جب خاموش ہوا تب امیر یوسف بن تاشفین نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ پھر یوسف بن تاشفین کے کہنے پر اس کا بھتیجا سید بن ابوبکر وفد کے ارکان کو اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

Marfat.com

❁

اشبیلیہ کا وزیر ابوبکر بن زیدون، اس کی بیوی حزیرہ، بیٹی صدف بنت ابوبکر ایک روز انیتش کی حویلی میں داخل ہوئے۔ اس وقت انیتش، اس کی ماں اموسیہ اور بیٹی روانده تینوں دیوان خانہ میں بیٹھے کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے۔ ابوبکر بن زیدون اور اس کے اہل خانہ کی آمد پر صحن میں آ کر تینوں نے ان کا استقبال کیا پھر سب دیوان خانہ میں جا کر بیٹھ گئے تھے۔

نشستوں پر بیٹھنے کے ساتھ ہی گفتگو کا آغاز وزیر ابوبکر بن زیدون نے کیا تھا اور حسین وخوبصورت روانده کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''بیٹی! تُو ذرا دوسرے کمرے میں چلی جا۔ میں تیرے ماں باپ کے ساتھ ایک انتہائی اہم موضوع پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ برا مت ماننا بیٹی! اس گفتگو کا موضوع چونکہ تمہاری ذات ہے اس لیے میں تمہیں دوسرے کمرے کی طرف بھیج رہا ہوں۔''

روانده نے کسی ردِعمل کا اظہار نہیں کیا۔ وہ بڑی سنجیدہ تھی۔ چپ چاپ اٹھی اور اس کمرے سے نکل گئی تھی۔ اس کے جانے کے تھوڑی دیر بعد ابوبکر بن زیدون نے پھر گفتگو کا آغاز کیا اور ایک غائر نگاہ باری باری انیتش اور اس کی بیوی اموسیہ پر ڈالنے کے بعد کہنے لگا۔

''میں، میری بیوی حزیرہ اور میری بیٹی صدف تینوں آج آپ کے ہاں ایک انتہائی اہم کام کے سلسلے میں حاضر ہوئے ہیں۔ آپ جانتے ہیں میرا ایک بیٹا ہے۔ اس کا نام قیطان ہے۔ میں آج اسی کے لیے آپ لوگوں سے روانده کو مانگنے کے لیے آیا ہوں۔ اگر آپ اس رشتے کو قبول کر لیں تو میں سمجھوں گا یہ ہماری بڑی خوش قسمتی اور سعادت ہو گی کہ روانده جیسی بیٹی ہمیں ملی۔''

Marfat.com

ابوبکر بن زیدون کے ان الفاظ کے جواب میں روانده کی ماں اموسیہ اور باپ انیتش دونوں عجیب سے انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ دونوں خاموش اور سنجیدہ بھی تھے۔ نگاہوں ہی نگاہوں میں دونوں نے کچھ فیصلہ کیا اور اس کے بعد اموسیہ، ابوبکر بن زیدون کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''سب سے پہلے تو میں اور میرے شوہر آپ کے شکر گزار ہیں کہ آپ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ آپ نے اپنے بیٹے قیطان کے لیے ہماری بیٹی روانده کا رشتہ طلب کیا، اس کے لیے بھی ہم آپ کے شکر گزار ہیں۔ یہ ہمارے لیے بڑی سعادت کا بھی مقام ہے۔ لیکن رشتہ روانده کا ہے۔ ہم دونوں میاں بیوی اس کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہیں کرتے۔ چونکہ اس میں روانده کی زندگی کا سوال ہے لہٰذا اس سے پوچھے بغیر ہم آپ کو کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ اگر روانده اس رشتہ پر رضامند ہو گئی تو یہ ہماری خوش بختی ہو گی کہ ہمارا آپ کے ساتھ رشتہ قائم ہو جائے گا۔ اور اگر اس نے یہ رشتہ قبول کرنے سے انکار کر دیا تو پھر آپ برا نہ مانئے گا۔ اس لیے کہ روانده کا فیصلہ ہی ہمارے لیے آخری ہو گا اور اس کی مرضی کے خلاف ہم کوئی کام نہیں کریں گے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد اموسیہ جب خاموش ہوئی تب خوشی کا اظہار کرتے ہوئے ابوبکر بن زیدون کہنے لگا۔

''میری بہن! تمہارے جواب نے ہمیں خوش کر دیا ہے.........''

ابوبکر بن زیدون مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اسے رک جانا پڑا۔ اس لیے کہ اس کی ماں بیٹی صدف بنتِ ابوبکر بول اٹھی تھی۔

''مجھے امید ہے روانده اس رشتہ سے انکار نہیں کرے گی۔''

صدف کے ساتھ ہی اس کی ماں حزیرہ بول اٹھی۔

''اگر آپ کو زحمت نہ ہو تو آپ اٹھ کر دوسرے کمرے کی طرف جائیں۔ اس موضوع پر روانده سے بات کریں۔ اگر وہ آج ہی اپنے جواب سے ہمیں مطلع کر دے تو پھر ہم کوئی اگلا قدم اٹھائیں گے۔ آپ لوگوں کو ہم یقین دلاتے ہیں کہ روانده اگر اس رشتہ پر رضامند ہوتی ہے تو پھر یہ ہماری خوش قسمتی اور خوش بختی ہو گی۔ اگر وہ انکار کرتی ہے تو اس کے انکار کا نہ برا مانا جائے گا اور نہ ہی وجہ پوچھی جائے گی کہ اس نے کیوں انکار کیا؟ اس لیے کہ اس میں روانده کی زندگی کا سوال ہے۔ فیصلہ اسی نے کرنا ہے۔''

Marfat.com

جزیرہ کے کہنے پر روانده کی ماں اموسیہ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی۔ تیز تیز چلتی ہوئی ساتھ والے کمرے میں گئی جہاں روانده خاموش اور چپ چاپ بیٹھی ہوئی تھی۔ اموسیہ جب اس کے کمرے میں داخل ہوئی تب روانده چونکی تھی۔ اپنی ماں کی آمد پر وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ اموسیہ آگے بڑھی، اسی نشست پر بیٹھ گئی جس پر روانده بیٹھی ہوئی تھی اور پھر روانده کے شانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے اموسیہ نے اسے اپنے قریب بٹھا لیا۔ ساتھ ہی روانده کو مخاطب کرتے ہوئے اموسیہ بول اٹھی۔

''بیٹی! میں تمہارے پاس ایک انتہائی اہم کام کے سلسلے میں آئی ہوں۔ اشبیلیہ کا وزیر ابوبکر بن زیدون، اس کی بیوی اور بیٹی ہمارے ہاں ایک خاص مقصد کے لیے آئے ہیں۔ میری بچی! ابوبکر بن زیدون اپنے بیٹے قیطان کے لیے تمہارا رشتہ مانگتا ہے۔ میں نے اور تمہارے باپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میری بچی! فیصلہ ہم نے تم پر چھوڑا ہے۔ تمہارے باپ نے اور میں نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ اس سلسلے میں تم سے بات کی جائے گی۔ جو فیصلہ تم کرو گی وہی آخری ہوگا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد اموسیہ جب خاموش ہوئی تب روانده بڑے دھیمے لہجے میں کہنے لگی۔

''سن میری ماں! جس وقت اشبیلیہ کا وزیر ہمارے دیوان خانے میں آیا تھا اور مجھ سے کہا تھا کہ میں دیوان خانے سے دوسرے کمرے کی طرف چلی جاؤں اسی وقت میں جان گئی تھی کہ گفتگو کا موضوع میری ذات ہو گی۔ اماں! میں وزیر ابوبکر بن زیدون کے بیٹے قیطان سے رشتہ جوڑنے سے انکار کرتی ہوں۔ اماں! اگر مجھے ایسے ہی لوگوں میں رشتہ کرنا ہوتا، مجھے کوئی بڑا مقام حاصل کی غرض و غایت ہوتی تو میں افونش کی گرفت سے کیوں بھاگتی؟ وہ مجھے اپنے حرم میں داخل کرنا چاہتا تھا۔''

اس پر اموسیہ کہنے لگی۔

''بیٹی! افونش اور قیطان میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ وہ بوڑھا ہے۔ اس کے بچے جوان ہیں۔ وہ صاحب اولاد ہے۔ قیطان ابھی نوجوان ہے لہٰذا قیطان اور افونش کا تقابلی جائزہ تو نہیں لیا جا سکتا۔ میری بچی! اگر تُو انکار کرتی ہے تو وزیر ابوبکر بن زیدون اور اس کے اہل خانہ تم سے انکار کی وجہ نہیں پوچھیں گے۔ لیکن تم مجھے اس انکار کی وجہ بتا سکتی ہو کہ میں تمہاری ماں ہوں۔''

Marfat.com

اس پر ایک گہری نگاہ روانده نے اپنی ماں اموسیہ پر ڈالی، پھر شرماتے ہوئے دھیمے لہجے میں کہنے لگی۔

''اماں! میں اپنی زندگی کے لیے اپنے ساتھی کا انتخاب کر چکی ہوں۔ اگر حالات نے مجھے اس کا بنا دیا تو ماں! میری خوش قسمتی ہوگی۔ اور اگر میں اس شخصیت کو اپنا نہ بنا سکی تو یاد رکھنا میں شادی نہیں کروں گی۔''

روانده کے ان الفاظ پر اموسیہ کچھ دیر مسکراتی رہی پھر کہنے لگی۔

''بیٹی! میں کچھ کچھ جان گئی ہوں کہ تیرا جھکاؤ کس طرف ہے۔ تیری محبت کی راہیں کس سمت کو جاتی ہیں۔ تیری چاہت کے راستے کن منزلوں، کن مسافتوں کا رخ کرتے ہیں۔ لیکن میری بیٹی! میں تیری زبان سے اس کا نام سننا چاہتی ہوں۔ یہ مت خیال کرنا میں تمہارے جذبات سے بے خبر ہوں۔ میں نے بھی ایک شخصیت کا نام اپنے ذہن میں بٹھا رکھا ہے اور اس سے متعلق میرا اندازہ ہے کہ تم اسے پسند کرتی ہو۔ پر میں اس کا نام میری بچی! تیری زبان سے سننا چاہتی ہوں۔''

اس پر ہلکا سا تبسم روانده کے چہرے پر نمودار ہوا۔ کہنے لگی۔

''اماں! پہلے آپ بتائیں، آپ کے ذہن میں کون سا نام ہے جو میری پسندیدگی کا باعث بن سکتا ہے۔؟''

اس پر مسکراتے ہوئے اموسیہ ن ےنفی میں گردن ہلائی۔ کہنے لگی۔

''نہیں ...... پہلے تُو بتا......''

جواب میں روانده اُٹھی اور کہنے لگی۔

''آپ تھوڑی دیر بیٹھیں۔ میں ابھی آتی ہوں۔''

اس کے ساتھ ہی روانده نکل کر دوسرے کمرے کی طرف چلی گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوٹی۔ اس کے ہاتھ میں قلم دوات اور کاغذ کا ایک ٹکڑا تھا۔ پھر اپنی ماں اموسیہ کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''اماں! میں اس کاغذ پر اس شخص کا نام لکھ کر کاغذ کو دہرا کر کے رکھ دیتی ہوں۔ اس کے بعد تم اس کا نام بتانا۔ پھر کاغذ کھولا جائے گا اور دیکھیں گے کیا ہم دونوں ماں بیٹی کے خیالات آپس میں ملتے ہیں؟''

اموسیہ نے اس سے اتفاق کیا۔ پھر روانده نے قلم سنبھالا، کاغذ پر کچھ لکھا، اس کے

Marfat.com

بعد کاغذ کو تہہ کرتے ہوئے اس نے اپنی ران کے نیچے دبا لیا تھا۔ اس کے بعد دھیمی دھیمی مسکراہٹ میں اپنی ماں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''اماں! وہ نام جسے میں اپنی زندگی کا ہمسفر بنانے کا عزم کر چکی ہوں اسے میں نے کاغذ پر لکھ کر اپنی ران کے نیچے محفوظ کر لیا ہے۔ اماں! اب تم وہ نام کہو جو تمہارے ذہن میں ہے۔ اس کے بعد میں کاغذ کھولوں گی اور تم نام پڑھ لینا۔''

اپنی بیٹی روانہ کے ان الفاظ پر اموسیہ مسکرائی، کچھ سوچا، پھر کہنے لگی۔

''خدا جھوٹ نہ بلوائے میرا دل کہتا ہے کہ تم زکریا بن ادریس کی طرف مائل ہو۔ اسے اپنی زندگی کا ہمسفر بنانے کا ارادہ رکھتی ہو۔ بیٹی! آج تک تم نے میرے سامنے یا اپنے باپ کے سامنے کبھی زکریا بن ادریس کا ذکر نہیں کیا۔ لیکن جب ایک بار تم اور تمہارا باپ اسے بازار سے پکڑ کر اس گھر میں لائے تھے تو تمہارے چہرے پر اس کی آمد کے باعث جو خوشی تھی اس خوشی کے اندر میں نے بڑی محبت بھری داستانیں دیکھی تھیں۔ اس کی آمد پر تمہاری آنکھوں کے اندر جو شادمانیوں بھری چمک تھی، اس چمک کے اندر بھی میری بیٹی! میں نے تمہاری محبت، تمہاری چاہت کی داستانیں رقص کرتے ہوئے دیکھی تھیں۔ جو نام اس وقت میرے ذہن میں ہے وہ تو زکریا بن ادریس ہی ہے۔ اب جو کاغذ تم نے اپنی ران کے نیچے رکھ لیا ہے اسے نکال کر اس کی تہیں کھولو اور بتاؤ تم نے کیا لکھا ہے؟''

اپنی ماں اموسیہ کے ان الفاظ پر کچھ دیر تک روانده مسکرا کر اس کی طرف دیکھتی رہی۔ پھر اس نے ران کے نیچے دبایا ہوا کاغذ نکالا اور اس کی تہیں کھولیں پھر اپنی ماں اموسیہ کو تھما دیا۔ اس پر لکھا تھا۔

''زکریا بن ادریس''

اموسیہ کچھ دیر تک کاغذ پر لکھے اس نام کو دیکھتی رہی، مسکراتی رہی پھر اپنی جگہ سے اٹھ کر اس نے کئی بار روانده کا چہرہ چوما، پھر دعائیہ انداز میں کہنے لگی۔

''میری بچی! میری تو دعا ہے کہ تُو زکریا بن ادریس کے ساتھ خوش رہے۔ مجھے امید ہے وہ تجھے اپناتے ہوئے فخر محسوس کرے گا۔ بیٹی! میں جانتی ہوں اس کے پاس نہ رہنے کو جگہ ہے نہ تجھے دینے کے لیے اس کے پاس کچھ اثاثہ ہے۔ لیکن یہ چیزیں جذبوں میں حائل نہیں ہو سکتیں۔ میری بچی! وہ ایک مخلص اور پیار کرنے والا نوجوان

Marfat.com

ہے۔ ابھی تک اس بے چارے کو خبر بھی نہیں ہوئی ہو گی کہ تم اسے پسند کرتی ہو۔ میں چاہتی ہوں کہ کسی روز اسے اپنے ہاں بلائیں، اس کی دعوت کریں اور اسی دوران باتوں باتوں میں اس پر انکشاف کر دیا جائے کہ روانده اسے اپنی منزل بنا چکی ہے۔ مجھے امید ہے کہ جب اس کے ذہن میں یہ بات ڈال دی جائے گی تو میری بچی! وہ بھی تیری طرف مائل ہو جائے گا۔ تجھے چاہنے لگے گا اور ایسا ہونا ضروری ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد اموسیہ جب خاموش ہوئی تب فخریہ انداز میں اپنی ماں کی طرف دیکھتے ہوئے روانده کہنے لگی۔

"اماں! میں نے کبھی کسی موقع پر دولت اور مال و متاع کی طلب نہیں کی۔ نہ ہی اس کی ہمارے پاس کمی ہے۔ ماں! میں نے زکریا بن ادلیس کے ساتھ ایک طویل سفر کیا تھا۔ راستے میں جہاں دلیرانہ اور سرفروشانہ انداز میں انہوں نے میری جان کی حفاظت کی، وہاں راستے بھر میری عزت، میری عصمت، میری آبرو کے امین بھی بنے رہے۔ اماں! ایسے جوان پر تو زندگی بھر کا اثاثہ قربان کیا جا سکتا ہے۔ بس وہی میری منزل ہیں اور انہیں ہی حاصل کرنا اب میری زیست کا مدعا ہے۔"

اموسیہ ایک بار پھر اٹھی، فخریہ انداز میں اس نے روانده کا شانہ تھپتھپایا، پھر کہنے لگی۔ "تو یہیں بیٹھ۔ میں دیوان خانہ میں جا کر ان سے کہتی ہوں کہ یہ رشتہ ہمارے لیے قابل قبول نہیں ہے۔"

اپنی ماں کے یہ الفاظ سن کر روانده مسکرا دی تھی۔ ساتھ ہی اموسیہ اس کمرے سے نکل گئی تھی۔ جس وقت وہ دیوان خانہ میں داخل ہوئی سب کی نگاہیں اس پر جم گئی تھیں۔ اپنی جس نشست سے اٹھ کر اموسیہ گئی تھی، وہیں بیٹھ گئی تھی۔ پھر وزیر ابوبکر بن زیدون کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"میں اپنی بیٹی روانده سے اس سلسلے میں طویل گفتگو کر کے آئی ہوں۔ اسے یہ رشتہ منظور نہیں ہے۔ دراصل روانده کسی اور نوجوان کو اپنی زندگی کی منزل بنا چکی ہے۔"

اموسیہ کے ان الفاظ پر ابوبکر بن زیدون نے کسی ردِعمل کا اظہار نہیں کیا تھا۔ اس کی بیوی حزیرہ کی بھی یہی حالت تھی لیکن صدف بنت ابوبکر کا چہرہ لٹک گیا تھا۔ چنانچہ اموسیہ کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"کیا ہم روانده کے انکار کی وجہ جان سکتے ہیں؟"

Marfat.com

اس موقع پر ابوبکر بن زیدون نے صدف کو گھورا، کہنے لگا۔

''بیٹی! تو نے غلط سوال کیا ہے۔ یہ ان کا ذاتی معاملہ ہے۔ ہم رشتہ مانگنے آئے تھے لیکن یہ ضروری نہیں کہ یہ ہاں کریں۔ اگر صرف ہم نے ہاں ہی کا جواب لینا ہوتا تو پھر یہاں آنے کی ضرورت کیا تھی۔ ہاں اور ناں دونوں سننے کے لیے ہم تیار ہیں۔ ان سے یہ مت پوچھو کہ روانده کے پاس اس انکار کی کیا وجہ ہے؟''

جواب میں اموسیہ ہلکے لہجے میں کہنے لگی۔

''آپ صدف کو جھڑکیں نہیں...... اس نے اگر سوال کر ہی دیا ہے تو اسے اس کے سوال کا جواب ملنا چاہیے۔''

پھر براہِ راست اموسیہ نے صدف بنت ابوبکر کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

''بیٹی! برا مت ماننا.......... روانده، اشبیلیہ کے سالار زکریا بن ادریس کو پسند کر چکی ہے اور اسے یہ اپنی زندگی کا ساتھی بنانا چاہتی ہے اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں چاہتی۔''

اموسیہ کے ان الفاظ پر صدف بنت ابوبکر نے تو کسی ردِعمل کا اظہار نہ کیا تاہم ابوبکر بن زیدون مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''ہماری بیٹی روانده کا یہ انتخاب بہت عمدہ اور بہت اعلیٰ ہے۔ میں سمجھتا ہوں زکریا بن ادریس سے بڑھ کر کوئی اچھا ساتھی روانده کو نہیں مل سکتا۔''

اس کے ساتھ ہی ابوبکر بن زیدون اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ کہنے لگا۔

''اب ہمیں اجازت دیجیے۔ ہم جاتے ہیں۔''

جواب میں انیتش جواب تک خاموش تھا، کہنے لگا۔

''اب آپ لوگ آئے ہیں تو کھانا کھا کر جائیے۔''

ابوبکر بن زیدون نے مسکراتے ہوئے گردن ہلائی، پھر ان سے اجازت لی اور اپنی بیٹی صدف اور بیوی حزیرہ کے ساتھ وہاں سے چلا گیا تھا۔

ابوبکر بن زیدون، اس کی بیوی حزیرہ اور بیٹی صدف اپنی حویلی میں پہنچے۔ جب وہ دیوان خانے میں بیٹھے تو ابوبکر کا بیٹا قیطان بن ابوبکر بھی ان کے پاس آ کر بیٹھ گیا تھا۔ اس موقع پر دکھ اور غم کا اظہار کرتے ہوئے صدف کہنے لگی۔

''روانده نے میرے بھائی کے ساتھ رشتہ سے انکار کر کے اچھا نہیں کیا۔''

Marfat.com

صدف کے ان الفاظ کے جواب میں اس کے باپ ابوبکر بن زیدون نے جھڑک دینے کے انداز میں اسے مخاطب کر کے کہا۔

''بیٹی! بار بار کسی بات کو دہراتے نہیں ہیں۔ تجھے میں نے ان کے ہاں بھی منع کیا تھا کہ تجھے یہ سوال وہاں نہیں اٹھانا چاہیے تھا۔ یہ روانده کا ذاتی معاملہ ہے۔ اگر اس نے اس رشتہ سے انکار کیا ہے تو اس سے باز پرس نہیں کی جا سکتی۔ اسے ایسا کرنے کا حق حاصل ہے۔ اس لیے کہ ہر لڑکی اپنی زندگی کے ساتھی کے چناؤ کا حق رکھتی ہے۔ لہٰذا روانده کو بھی اس کا حق تھا۔ اس نے اپنے حق کو خوب استعمال کیا ہے۔ میری بیٹی! اپنی زندگی کے ساتھی کے لیے اس نے جس نوجوان کا انتخاب کیا ہے اس پر بھی غور کر۔ کیا ہمارے ہاں اس سے بہتر کوئی نوجوان ہے؟''

صدف کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اس سے پہلے ہی قیطان بول اٹھا۔

''ابا! روانده نے اگر انکار کیا ہے تو اس میں گلہ شکوہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ پریشان ہونے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اگر وہ کسی نوجوان کو پسند کرتی ہے تو اسے ایسا کرنے کا حق ہے۔ کیا اس نے نام ظاہر کیا ہے کہ کس کو وہ اپنی منزل قرار دے چکی ہے؟''

اس پر ابوبکر بن زیدون کہنے لگا۔

''بیٹے! روانده کا جب ہم نے رشتہ مانگا تو اس سے پہلے اسے دوسرے کمرے کی طرف بھیج دیا گیا۔ پھر اس کی ماں اس سے پوچھنے گئی کہ وہ ہاں کرتی ہے یا نہ۔ تب اس نے رشتہ سے انکار کر دیا۔ میں نہیں پوچھنا چاہتا تھا کہ کیوں انکار کیا ہے لیکن صدف نے پوچھ لیا کہ اس نے کیوں انکار کیا ہے؟ اس پر اس کی ماں نے کہا کہ روانده پہلے ہی چونکہ زکریا بن ادریس کو پسند کرتی ہے، اسے اپنی زندگی کی منزل بنا چکی ہے لہٰذا وہ اس رشتہ سے انکار کرتی ہے۔''

جواب میں قیطان بن ابوبکر مسکرایا، پہلے اپنی بہن صدف کی طرف دیکھا، پھر کہنے لگا۔

''صدف! تمہیں تو خوش ہونا چاہیے تھا کہ روانده جیسی لڑکی نے زکریا بن ادریس کا انتخاب کیا ہے۔ خدا کی قسم میں اشبیلیہ میں خود زکریا بن ادریس سے بہتر نہ کوئی نوجوان دیکھتا ہوں اور نہ ہی تیغ زنی یا سالاری میں کوئی نوجوان اس سے اعلیٰ ہے۔ میں تو اس کا

Marfat.com

ارادت مند ہوں۔ میں تو اس سے بڑی گہری عقیدت رکھتا ہوں۔ یاد رکھنا! بھائی سے بڑھ کر اگر کوئی رشتہ ہوتا تو وہ میرا زکریا بن ادریس کے ساتھ ہوتا۔ صدف میری بہن! آج کے بعد یہ لکھ لینا کہ روانده میری بہن ہے۔ اگر وہ زکریا بن ادریس کو پسند کرتی ہے تو اس ناطے سے آج کے بعد میں اسے اپنی بہن سمجھوں گا اور بہن کہوں گا۔ اس لیے کہ زکریا بن ادریس کو تو میں اپنے سگے بھائیوں جیسا سمجھتا ہوں۔ اب اس موضوع پر مزید گفتگو نہیں ہوگی۔"

قیطان بن ابوبکر کے اس جواب پر صدف بھی مطمئن ہوگئی تھی جبکہ خود ابوبکر اور اس کی بیوی حزیرہ خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ پھر قیطان بن ابی بکر اپنی جگہ پر اٹھا اور اپنے باپ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"ابا! میں عمر بن سریع کی سرائے کی طرف جاتا ہوں۔ وہاں اپنے بھائی زکریا بن ادریس سے ملتا ہوں۔ میرا اندازہ ہے کہ ابھی تک زکریا بن ادریس کو یہ خبر نہیں کہ روانده جیسی لڑکی اسے پسند کرتی ہے۔ جب میں اس پر انکشاف کروں گا کہ روانده اسے اپنی زندگی کی منزل، اپنی چاہت کا مرکز بنا چکی ہے تو اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ ہوگی۔ جبکہ زکریا بن ادریس کو خوش دیکھنا ہی میری زندگی کا مقصد ہے۔"

اس کے ساتھ ہی قیطان بن ابی بکر اپنی جگہ سے اٹھا اور دیوان خانہ سے نکل گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ عمر بن سریع کی سرائے میں داخل ہوا۔ اس نے دیکھا اس وقت زکریا بن ادریس سرائے کے صحن میں اپنے گھوڑے پر سوار ہونے لگا تھا۔ اپنے گھوڑے کو بھگاتا ہوا قیطان بن ابوبکر قریب گیا، جست لگا کر گھوڑے سے نیچے اترتے ہوئے زکریا بن ادریس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"بھائی! کیا ہر وقت گھڑ دوڑ کے لیے ہی نکلے رہتے ہو۔ آج تھوڑی دیر کے لیے دیر سے چلے جانا۔ میں آپ کے لیے ایک اچھی خبر لے کر آیا ہوں۔"

گھوڑے پر سوار ہوتے ہوتے زکریا بن ادریس رک گیا۔ غور سے قیطان بن ابی بکر کی طرف دیکھا، سنجیدگی سے کہنے لگا۔

"میرے عزیز بھائی! کیا میرے لیے بھی کوئی اچھی خبر ہو سکتی ہے؟"

"جو خبر میں لے کر آیا ہوں اس خبر کے مطابق تو آپ دنیا کے خوش قسمت ترین

Marfat.com

انسان ہیں۔"

بڑے غور سے زکریا بن ادریس کی طرف دیکھتے ہوئے قیطان بن ابوبکر نے کہا۔

"اگر ایسی بات ہے تو پھر کہو۔ میری تقدیر نے کیا کروٹ لی ہے جو مجھے اس قدر خوش بخت بنا کر رکھ دیا ہے۔"

جواب میں قیطان بن ابوبکر نے پہلے وہ سارے حالات تفصیل کے ساتھ سنائے جو روانده کا رشتہ اس کے لیے مانگنے کی وجہ سے پیش آئے تھے اور ساتھ ہی زور دار انداز میں زکریا بن ادریس پر یہ بھی عیاں کر دیا کہ روانده اسے دل کی گہرائیوں سے پسند کرتی ہے اور اسے اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کا عزم کر چکی ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد قیطان بن ابوبکر جب خاموش ہوا تب کچھ دیر تک تو زکریا بن ادریس گہری سوچوں میں ڈوبا رہا پھر سر کو ایک جھٹکا دیا، اس کے بعد ایک گہری اور غائر نگاہ اپنے سامنے اس نے قیطان بن ابوبکر پر ڈالی پھر انتہائی سنجیدگی سے کہنے لگا۔

"ابنِ ابی بکر! کیا تم بھی میرا مذاق اُڑانے لگے ہو؟"

زکریا بن ادریس کے ان الفاظ پر قیطان سنجیدہ ہو گیا تھا۔ بڑی ارادت مندی میں کہنے لگا۔

"ابنِ ادریس! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ کیا اس سے پہلے کبھی میں نے آپ کے ساتھ مذاق کیا ہے؟...... میں تو آپ سے ایک قابل قدر عقیدت اور ایک نہ ختم ہونے والی ارادت مندی رکھتا ہوں۔ آپ سے مذاق کرنا تو میں گناہ خیال کرتا ہوں۔ میں نے جو کچھ کہا ہے سچ کہا ہے اور اس میں، میں نے اپنی طرف سے کسی بھی واقعہ کی تک بندی نہیں کی۔"

قیطان بن ابوبکر جب خاموش ہوا تب زکریا بن ادریس کہنے لگا۔

"اگر یہ سچ ہے جو کچھ تم کہہ رہے ہو تو کیا یہ دکھ کے اندھے جنگل میں الم خیزیوں کا سانحہ نہیں ہے؟ قیطان بن ابوبکر...... میرے عزیز بھائی! کہاں میں، کہاں انیتش کی بیٹی روانده؟.......... وہ لڑکی جس نے اپنے پاؤں کی ٹھوکر سے نصرانی بادشاہ افونش کے رشتہ کی پیش کش کو ٹھکرا دیا تھا ذرا یہ تو سوچو میری طرف کس طرح مائل ہو سکتی ہے؟ قیطان بن ابوبکر! وہ لڑکی اپنی ذات میں صندل جسم کی مالک اور سنہری خوابوں کی تعبیر ہے۔ لالہ زاروں کے شباب کے لازوال بزم کا بھرم ہے۔ زندگی کے کاروانِ رنگ و بو

Marfat.com

میں اُمیدوں کی سہانی گلابی سروں اور پرواز کے سربستہ لذت میں جمال کے گلوں کی خوشبوؤں کی مانند ہے۔ جبکہ میں اس کے مقابلے میں ہوس کے صید لمحوں میں دلِ منتظر کی آشفتگی جیسا ہوں۔ وقت کی رفتار میں اُٹھتی سیاہ ردا کے اندر میں تو سلگتے سائے سمیٹتی اُداس صبحوں ہی میں زندگی بسر کرتا رہا ہوں۔ زیست کے آسمان پر میرے لیے زخموں کی کہکشائیں، جذبوں کی محرومیاں، ہجر کا درد، قعر مذلت کی آشوبی ہی لکھی ہوئی ہے۔ حالات میری بوجھل و ویران زندگی میں کرب، میرے دل میں تجسس، روح میں شکستگی اور انہدام ہی بڑھاتے ہیں۔ میں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ منتشر راہوں پر منجمد راتوں کے سناٹے کی طرح بسر کیا ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد زکریا بن ادریس رکا، کچھ سوچا پھر دوبارہ وہ قیطان بن ابوبکر کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"ابنِ ابوبکر! روانده کوئی معمولی لڑکی نہیں ہے۔ اس کا باپ اب اشبیلیہ کے امیر ترین اشخاص میں شامل ہے۔ وہ لڑکی اپنی ذات میں بھی آسمان کی عمیق رفعتوں میں ورقِ ناخوانده کی طرح ہے۔ بھرے بازار میں بند گلیوں کے فشار عرفان نصیب بے ثبات جمال اور خوشیوں وطمانیت کے عروش طاقت تک اس کے سامنے ہیچ و پست ہیں۔ وہ ایسی لڑکی ہے جس کے گرم سانسوں کی خوشبو پتھر کو صدف و گہر، کنکر کو لعل و مرجاں بنا دے۔ وہ چاندانی کی کلائی ہے۔ اندھیرے میں کھڑی ہو جائے تو رگ رگ میں روشنی اور روحانی تابندگی پیدا کر دے۔

قیطان بن ابوبکر! جو کچھ تم نے کہا ہے یہ کہنے سے پہلے تم نے یہ تو سوچا ہوتا کہ کہاں روانده اور اس کا باپ اینتش۔ تم نے دیکھا گو انہوں نے اشبیلیہ میں ہجرت کی ہے لیکن اشبیلیہ میں اینتش کے باپ کا کاروبار ایسا چلا ہے کہ مجھ جیسے کئی خادم اس نے اپنی دکان میں خدمت کے لیے رکھے ہوئے ہیں۔ ذرا اس کی بیٹی روانده کے مقابلے میں میرا بھی جائزہ لو۔ پہلے یہ سوچو کہ روانده اپنے ماں باپ کے ساتھ کس حویلی میں رہتی ہے۔ ایسی حویلی تو میں نے کبھی خواب و خیال میں بھی نہ دیکھی ہو گی اور اس کے مقابلے میں ذرا تقابلی جائزے کے طور پر میری طرف بھی دیکھو۔ میں عمر بن سریع کی اس سرائے کے اندر معمولی سے ایک کمرے میں پڑا ہوا زندگی کے دن گزار رہا ہوں۔ کیا سرائے۔ کے اِس کمرے میں اینتش کی بیٹی روانده میرے ساتھ رہنے کے لیے تیار ہو

Marfat.com

جائے گی...... کیا سرائے کا یہ کمرہ اس قابل ہے کہ اس میں انیتش کی حسین و جمیل بیٹی روانده کو رکھا جا سکے؟

میرے عزیز بھائی! وہ لڑکی جس کے حُسن، جس کی خوبصورتی کے چرچے مشرق و مغرب تک پھیلے ہوئے ہیں، جو افونش کی پیشکش کو ٹھوکر مار سکتی ہے، کیا وہ عمر بن سریع کی سرائے میں ایک کمرے میں بلا معاوضہ رہنے والے شخص کو اپنی زندگی کا ساتھی بنا سکتی ہے یا اس کی طرف مائل ہو سکتی ہے؟............ قیطان بن ابوبکر! اگر تم مذاق نہیں کر رہے تو پھر یاد رکھنا یہ مذاق انیتش اور اس کی بیٹی روانده کر رہے ہیں اور اس کی ایک وجہ ہے۔''

''کیسی وجہ؟'' دکھ بھرے انداز میں زکریا بن ادریس کی طرف دیکھتے ہوئے قیطان بن ابوبکر نے پوچھ لیا تھا۔

''بھائی! وجہ یہ ہے کہ جب تمہارے ماں باپ اور بہن نے تمہارے لیے روانده کا رشتہ مانگا، اگر وہ صاف انکار کر دیتے کہ روانده کا رشتہ تمہیں دینے کے لیے تیار نہیں ہیں تو یقیناً تمہارا باپ، ماں، تمہاری بہن اس کی وجہ پوچھتے۔ لہٰذا اس پوچھ کا راستہ بند کرنے کے لیے انہوں نے یہ کہہ دیا ہو گا کہ روانده زکریا بن ادریس کو پسند کرتی ہے۔ اس طرح میرے خیال میں وہ تمہیں اور تمہارے اہلِ خانہ کو اس رشتے سے ٹالنا چاہتے تھے۔ میرے خیال میں اس کے علاوہ کوئی اور وجہ نہیں ہے۔ لہٰذا میرے بھائی! اس بات کا ذکر تم نے مجھ سے کر دیا ہے۔ میری تم سے التماس ہے کہ اس کا ذکر کسی اور سے مت کرنا۔ میری طرف روانہ کے باپ انیتش نے چند دن پہلے پیغام بھجوایا تھا کہ میں ان کے گھر آؤں۔ دیکھو قیطان بن ابوبکر! ایسا وہ اس لیے کرتے ہیں کیونکہ میں ان کی بیٹی روانده کو برے حالات سے نکال کر اشبیلیہ میں لایا تھا اور راستے میں اس کی جان، اس کی عفت و آبرو کی حفاظت بھی کی تھی۔ اسی بناء پر وہ مجھے اپنا محسن اور مربیّ خیال کرتے ہیں اور کبھی کبھی پیغام بھیجتے ہیں کہ میں ان کے ہاں آؤں۔ اس کے علاوہ میرا نہ ان سے کوئی رابطہ اور نہ کوئی تعلق ہے۔ میرے بھائی! وہ اس قدر اونچے اور بڑے لوگ ہیں جہاں تک میرا ہاتھ نہیں پہنچ سکتا۔ پہلے میں نے ارادہ کیا تھا کہ روانده کے باپ کے بلانے پر میں ان کے ہاں چکر لگاؤں گا لیکن اب میں نہیں جاؤں گا۔ اس لیے کہ اب میرا وہاں جانا بنتا نہیں ہے۔ میرے حوالے سے چونکہ انہوں نے تمہیں رشتہ دینے سے

Marfat.com

انکار کر دیا ہے لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ ان کی طرف سے یہ مذاق اچھا نہیں ہے۔ میرے خیال میں محترم اینٹش کو اپنی بیٹی روانده کا رشتہ تمہیں دے دینا چاہیے تھا۔ جہاں تک میرا تعلق ہے، میرا اندازہ ہے کہ انہیں تم سے بہتر روانده کے لیے کوئی رشتہ کم از کم اشبیلیہ شہر میں نہیں مل سکتا۔"

زکریا بن ادریس جب خاموش ہوا تب قیطان بن ابی بکر اُداس اور افسردہ ہو گیا تھا۔ کچھ دیر جستجو میں پڑا رہا، پھر دکھ بھرے انداز میں زکریا بن ادریس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"ابنِ ادریس! میرے محترم بھائی!...... اب میں معاملے کو یہی نہیں چھوڑوں گا، اس کی پوری تحقیق کروں گا اور معاملے کی سچائی اور اس کی اصلیت تک پہنچنے کی کوشش کروں گا۔"

اس کے ساتھ ہی قیطان بن ابوبکر گہری سوچوں میں ڈوبا ہوا سرائے سے نکل گیا تھا جبکہ زکریا بن ادریس اپنے گھوڑے پر سوار ہوا، ایڑ لگائی اور اسے بھگاتا ہوا عمر بن سریع کی سرائے سے نکل گیا تھا۔

Marfat.com

❀

اشبیلیہ کا حکمران معتمد ایک روز مراکش میں امیر یوسف بن تاشفین کے سامنے کھڑا تھا۔ اس لیے کہ اس سے پہلے جو بطلیوس کے قاضی ابواسحٰق، غرناطہ کے قاضی ابوجعفر، قرطبہ کے قاضی ابن ادہم، اشبیلیہ کے وزیر ابی بکر کو مراکش بھیجا گیا تھا اور وہ سفارت چونکہ ناکام رہی تھی کیونکہ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا کہ جو اپنے طور پر یہ فیصلہ کرتا کہ جزیرۃ الخضرا امیر یوسف بن تاشفین کے حوالے کر دیا جائے تاکہ اس جزیرے کو امیر اپنی طاقت وقوت کا مرکز بنا کر اُندلس پر حملوں کی ابتداء کر دے۔ چنانچہ اب اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے خود معتمد نے مراکش کا رخ کیا تھا۔

معتمد جب امیر یوسف بن تاشفین کی خدمت میں حاضر ہوا تو امیر یوسف بن تاشفین نے اپنے بیٹوں، بھتیجے اور دیگر سالاروں کے ساتھ شاندار انداز میں اس کا استقبال کیا۔ یوسف بن تاشفین کے اس سلوک سے معتمد بے حد خوش ہوا تھا۔ چنانچہ معتمد نے وقت ضائع نہیں کیا، فی الفور اپنے مقصد کی طرف آیا اور امیر یوسف بن تاشفین کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''امیر! اس سے پہلے میں نے تین قاضی اور اپنا ایک وزیر آپ کی خدمت میں بھیجا تھا لیکن میری بدقسمتی کہ میں نے کسی کو یہ مشورہ دے کر نہیں بھیجا تھا کہ امیر یوسف بن تاشفین جو بھی ہم سے مانگیں، دینے کے لیے تیار ہیں۔ چونکہ آپ نے جزیرۃ الخضرا کی مانگ کی ہے اور جزیرہ کو آپ اپنی طاقت وقوت کا مرکز بنانا چاہتے ہیں تو میں جزیرۃ الخضرا بخوشی آپ کے حوالے کرنے کے لیے تیار ہوں۔ اس وقت وہاں میرا بیٹا رضی حکومت کر رہا ہے۔ میں اسے پیغام بھجوا دوں گا کہ جزیرۃ الخضرا کو خالی کر دیا جائے۔ امیر! ساتھ ہی میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اندلس کے مسلمانوں کی مدد سے انکار نہ

Marfat.com

کیجئے گا۔ اس لیے کہ اس کے بڑے بھیانک نتائج نکلیں گے۔ افونش نے اپنی طاقت و قوت میں بے پناہ اضافہ کر لیا ہے اور اب اس نے ارادہ کر لیا ہے کہ ہر صورت میں مسلمانوں کو اندلس سے نکال باہر کرے گا۔

امیر! افونش کے حملوں میں دن بدن اضافہ اور سختی پیدا ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اگر آپ نے اندلس کے لوگوں کی مدد نہ کی تو یاد رکھئے خوشبو کی جستجو کرنے والی مسلمان لڑکیاں تباہی کی آگ، مایوسی کے اندھیرے میں دشمن کے آگے اِدھر اُدھر بھاگتی ہوئی اپنی عزتیں، اپنی آبرو بچانے کی کوشش کریں گی۔ تانت کے باجے کی طرح روتے ہوئے فریاد کرنے والی شہنائی کی طرح اپنے پاسبانوں، اپنے محافظوں کو پکارتی پھریں گی اور موت کی منڈی میں، قضاء کے میلے میں بکتی پھریں گی۔

امیر! اگر اندلس کی مدد نہ کی گئی تو اندلس کی مائیں فضاؤں کے گھنے عذاب، وقت کے اونگھتے ساغر اور حبس زدہ سوچوں سے ماحول میں اپنی عظمت کی رداؤں سے محروم ہو جائیں گی۔ اندھے خوابوں میں کھڑی ہو کر اپنی ملت کے پاسبانوں کو اپنی مدد کے لیے پکارتی پھریں گی۔

ہمارے جوانوں کو حملہ آور نصرانی نفرت کی آنکھ کا لبادہ پہنا دیں گے۔ دستورِ زبان بندی کی زنجیروں میں انہیں جکڑ دیں گے۔ رات کے سینہ کے ویران گوشوں میں انہیں بینائی سے محروم کر کے تاریکیوں سا بنا کر رکھ دیں گے اور پھر ان پاسبانوں کو کانٹوں اور ببول بھرے راستوں، بربادیوں کے بھنور اور ناامیدیوں کے جنگل میں گھسیٹتے پھریں گے۔

امیر! اگر آپ نے اُندلس کے مسلمانوں کی مدد نہ کی تو مدحت و ملاحت کے اتصال، حکمت و ادراک کے سنگم، سعادتِ ابدی اور زندگی کی معراج سے ہمارے بوڑھے ہفت افلاک کی رفعتوں سے گر کر حالات کی تنگ نائے میں موت کی سوداگری کرنے والے دشمنوں کے ہاتھ لگیں گے اور اندلس میں اپنی قوم کا عروج دیکھنے والے شکستِ ذات کی کیفیت اور ہجر کی کالی راتوں کو اپنا مقدر بنتے دیکھیں گے۔

امیر! زندگی کے اُفق پر پھولوں کی مہک، آبشاروں کے ترنم اور ثمر آور آسودگی جیسے اندلس کے مسلمان بچے دشمن کی شکست و ریخت اور غموں کی ہولناک یلغار کے سامنے بھٹکتے ہوئے قافلوں کی طرح پکارتے پھریں گے، کاش! ہمارا مستغیث ہوتا، کاش! ہمارا

Marfat.com

کوئی داد خواہ ہوتا...... اور اگر ان بچوں کی کوئی مدد نہ کی گئی تو وہ بچے اپنے شباب تک پہنچنے سے پہلے ہی موت کی منڈیوں میں فروخت کر دیئے جائیں گے۔

امیر! اگر اندلس کی یہ حالت ہوئی تو مسلمان طبقاتی اور گروہی تقسیم کا شکار ہو جائیں گے۔ ذہنی اور عقلی ہم آہنگی، دینی و نسلی یکجہتی تمام ہو جائے گی۔ دشمن گھن کی طرح انہیں کھا جائیں گے اور اندھیروں میں ٹمٹما کر بجھتے چراغ کی طرح ان کی زندگی کا خاتمہ کر دیں گے۔ امیر! ان حالات کو سامنے رکھتے ہوئے میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ مسلمانوں کی مدد کیجئے۔ اس لیے کہ..........''

اس سے آگے معتمد کچھ نہ کہہ سکا۔ گو اس کی گردن جھکی ہوئی تھی لیکن آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔ کچھ دیر اس نے ہونٹ کاٹے، اس دوران اس کی آنکھوں سے دو آنسو اس کے دامن پر گرے۔ آگے کچھ کہنے سے پہلے معتمد چونک کر رک گیا تھا۔ اس لیے کہ اسے کسی کی ہچکیاں سنائی دی تھیں۔ اس نے جب نگاہ اٹھا کر دیکھا تو دنگ رہ گیا۔ امیر یوسف بن تاشفین اپنے ہونٹ کاٹ رہا تھا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور ان آنسوؤں نے اس کی داڑھی کے بیشتر حصے کو تر کر رکھا تھا۔ اس وقت وہاں یوسف بن تاشفین کے بھتیجے اور بیٹوں کے علاوہ جو لوگ کھڑے تھے ان کی حالت بھی امیر یوسف بن تاشفین سے مختلف نہ تھی۔

کچھ دیر ایسا ہی سماں رہا۔ پھر امیر یوسف بن تاشفین نے اپنے شانے پر رکھا ہوا انگوچھا لیا، اپنی آنکھیں، اپنی داڑھی صاف کی، اپنے آپ کو سنبھالا، پھر ایک عزم اور استقلال کے ساتھ اس کی چھاتی تن گئی تھی۔ معتمد کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میں اشبیلیہ کے حکمران کو وعدہ دیتا ہوں کہ مسلمانوں کی مدد کے لیے اُٹھوں گا۔ افونش کو اس قدر پَر نہیں پھیلانے دوں گا کہ وہ اندلس کی سرزمینوں میں ہماری بچیوں، ماؤں، جوانوں، بوڑھوں اور بچوں کے لیے نہ ختم ہونے والے عذابوں اور آزار کا سلسلہ شروع کر دے۔ معتمد! چند روز تک ایک مہمان کی حیثیت سے ہمارے ہاں قیام کرو۔ میں اپنے بیٹوں او اپنے سالاروں کے ساتھ آج سے اپنی تیاری شروع کرتا ہوں۔ اس تیاری میں چند دن سے زیادہ نہیں لوں گا۔ اندلس اور افریقہ کے درمیان پڑنے والے سمندر کے سینے کو ناپوں گا اور اندلس کے مسلمانوں کی مدد کرنے کے لیے اندلس پہنچوں گا۔''

Marfat.com

امیر یوسف بن تاشفین کا یہ جواب سن کر معتمد خوش ہو گیا تھا۔ اس کے بعد یوسف بن تاشفین کے کہنے پر اس کا بھتیجا سید بن ابوبکر معتمد کو اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

❁❁❁

افونش کی عسکری طاقت اور قوت کا بڑا حصہ اب طلیطلہ شہر میں جمع ہو چکا تھا۔ لہٰذا مسلمانوں پر فیصلہ کن ضرب لگانے کے لیے ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ وہ نکلا۔ اس سے پہلے اس نے سرقسط اور کچھ دیگر علاقوں کو اپنے قبضہ میں لینا چاہا تھا جس میں اسے خاطر خواہ کامیابی نہ ہوئی تھی۔ لہٰذا اب اس نے فیصلہ کیا کہ اپنی عسکری طاقت کے بڑے حصہ کو اشبیلیہ فتح کرنے پر جھونک دے گا۔

چنانچہ افونش خود تو طلیطلہ شہر ہی میں رہا، اپنے پاس اس نے اپنے سالاروں میں سے یورلیس اور لاگیوس کو رکھا۔ ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور لشکر کی کمانداری اس نے اپنے بیٹے برگانزا کے حوالے کی۔ دو بڑے سالاروں کو جن کے نام لوکاس اور اسپانا تھے، اپنے بیٹے کے ماتحت کیا اور انہیں اشبیلیہ پر حملہ آور ہو کر اشبیلیہ کو فتح کرنے کے لیے روانہ کیا۔

یہ ایک ایسا لشکر تھا جسے شمار نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس وقت معتمد افریقہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی غیر موجودگی میں دو بڑے سالاروں میں سے مسلم اور شبیب جنگ کا بہترین تجربہ رکھتے اور پھر زکریا بن ادریس، زید بن شبیب اور زیدون بن مسلم بھی جنگ کی ہنرمندی سے خوب واقف تھے۔ افونش کا بیٹا برگنزا جب لشکر لے کر اشبیلیہ کی طرف روانہ ہوا تو مسلمان مخبروں نے افونش کے ان ارادوں کی خبر اہلِ اشبیلیہ کو کر دی تھی۔

یہ صورتِ حال عمومی طور پر اندلس کے مسلمانوں اور خصوصی کے ساتھ اشبیلیہ کے لوگوں کے لیے بڑی اندیشہ ناک اور خطرناک تھی۔ چنانچہ اشبیلیہ کے دو بڑے سالاروں مسلم اور شبیب نے زکریا بن ادریس، زیدون بن شبیب اور مسلم کے علاوہ اشبیلیہ کے وزیر ابوبکر، اس کے بیٹے قیطان بن ابوبکر، اشبیلیہ کے قاضی شیخ احمد بن ابراہیم اور اشبیلیہ کے دیگر امراء کے علاوہ معتمد کا بیٹا رشید بھی شامل تھا۔ اس کے علاوہ بطلیوس کے قاضی ابواسحٰق اور غرناطہ کے قاضی ابوجعفر، قرطبہ کے قاضی ابنِ ادہم بھی چونکہ وہاں موجود تھے لہٰذا سب جمع ہوئے۔ سب قاضی چونکہ معتمد کی طرف سے سفارت لے کر افریقہ گئے تھے اور چونکہ یہ سفارت ناکام ہو گئی تھی جس کے جواب میں معتمد خود گیا تھا۔

Marfat.com

جب یہ سب لوگ ایک جگہ جمع ہو گئے تب اشبیلیہ کا بزرگ سالار مسلم سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے عزیز و محترم ساتھیو! افونش کا ایک بہت بڑا لشکر جس کی تعداد کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے اس کے بیٹے برگنزا کی سرکردگی میں اشبیلیہ پر حملہ آور ہونے کے لیے آ رہا ہے۔ جہاں تک مخبروں نے بتایا ہے اس کے مطابق کل عصر کے بعد یا عصر سے کچھ پہلے وہ اشبیلیہ پہنچیں گے اور شہر کا محاصرہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ افونش کے بیٹے برگنز کے علاوہ اس لشکر میں افونش کے بہترین سالاروں میں سے لوکاس اور اسپانہ بھی شامل ہیں۔ میرے عزیز ساتھیو! ہمارے پاس اشبیلیہ میں جو لشکر ہے اس کی تعداد کا تم سب کو اندازہ ہے۔ لہٰذا اس موقع پر میں نے تم سب لوگوں کو اسی لیے جمع کیا ہے کہ اشبیلیہ کے دفع سے متعلق گفتگو کی جائے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد مسلم بن سریع جب خاموش ہوا تب زکریا بن ادریس اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''ابن سریع! اگر اجازت ہو تو میں کچھ کہوں؟...... میں جانتا ہوں جس قدر لوگ یہاں جمع ہیں سب میں میری حیثیت کم تر ہے۔ لیکن میرے پاس ایک تجویز ہے۔ جی چاہتا ہے وہ آپ لوگوں کے سامنے پیش کروں۔ اور اگر آپ اسے پسند کریں تو پھر اس پر عمل کیا جائے۔''

زکریا بن ادریس جب خاموش ہوا تب بڑی شفقت میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسلم بن سریع کہنے لگا۔

''ابنِ ادریس! ہماری نگاہوں میں تمہاری حیثیت ہمارے بیٹوں کی سی ہے۔ میں سب کے سامنے اس بات کو بھی تسلیم کرتا ہوں کہ اشبیلیہ میں اس وقت تم جیسا کوئی عمدہ اور ہنرمند سالار نہیں ہے۔ بیٹے! جو کچھ تم کہنا چاہتے ہو اس کے لیے تمہیں مجھ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم اشبیلیہ کے لشکر کے ایک سالار ہو۔ لشکر کا ایک حصہ ہو۔ لہٰذا کھل کر کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو؟ میں جانتا ہوں تم اپنے خلوص و جانثاری میں بے مثال ہو۔ تیغ زنی و حرب و ضرب کے ہنر میں بھی لاجواب ہو۔ جو کچھ کہو گے اس میں یقیناً اشبیلیہ کی بہتری ہی پنہاں ہوگی۔''

مسلم بن سریع کے ان الفاظ پر سب مطمئن ہو گئے تھے۔ زکریا بن ادریس کے

Marfat.com

چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا، پھر وہ کہہ رہا تھا۔

''افونش کے لشکری کی آمد سے پہلے پہلے میں چاہتا ہوں اشبیلیہ میں جس قدر ہمارا تربیت یافتہ لشکر ہے اس کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ ایک حصہ میرے حوالے کر دیا جائے، باقی دو حصوں کی کمانداری غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم کے حوالے ہو۔ غیردر بن شبیب اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ شہر پناہ کے شمالی اور جنوبی دروازے تک اپنے حصے کے لشکریوں کو فصیل کے برجوں کے اندر پھیلا دے۔ جبکہ زیدون بن مسلم اپنے حصے کے لشکریوں کو شمالی دروازے اور پھر مغربی دروازے کے علاوہ جنوبی دروازے تک پھیلاتا چلا جائے۔ اس طرح شہر پناہ کا مغربی حصہ جس میں شمالی دروازے سے لے کر مشرقی دروازہ اور جنوبی دروازے تک کا حصہ غیردر بن شبیب کی کمانداری میں اور شمالی دروازے سے لے کر مغربی دروازے اور پھر جنوبی دروازے تک کا علاقہ زیدون بن مسلم کی نگرانی میں ہوگا۔ جو لشکر میری کمانداری میں ہوگا وہ شہر سے باہر نکل کر دشمن پر ضرب لگائے گا............''

یہاں تک کہتے کہتے زکریا بن ادریس کو رک جانا پڑا۔ اس لیے کہ اشبیلیہ کے وزیر ابوبکر کا بیٹا قیطان بول اٹھا تھا۔

''ادریس! میرے بھائی! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ یہ تو صریح خودکشی ہے۔ اتنے بڑے لشکر کے ساتھ آپ لشکر کے تیسرے حصے کو لے کر دشمن پر ضرب لگانے کے لیے شہر سے نکلیں گے۔؟''

اس موقع پر زکریا بن ادریس نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری۔ پھر کہنے لگا۔

''قیطان بن ابی بکر! میں جانتا ہوں تمہیں مجھ سے ہمدردی ہے لیکن ابھی میں نے اپنی بات مکمل نہیں کی۔ میری بات غور سے سنو۔ میں جو لشکر لے کر نکلوں گا اس میں کچھ لشکریوں کے پاس جلتی ہوئی مشعلیں ہوں گی۔ کچھ مشعلیں لشکر کے بالکل پیچھے اور کچھ بالکل آگے ہوں گی۔ میرا لشکر اسی ترتیب سے نکل کر شہر سے باہر دشمن کے لشکر پر ضرب لگائے گا۔ اس کے دو نتائج سامنے آئیں گے۔ ایک یہ کہ دشمن کی حفاظتی سپاہ سامنے کی طرف سے ہم پر حملہ آور ہوگی اور دوسرا نتیجہ یہ نکلے گا کہ دشمن کے کچھ لشکری ہمارے لشکر کا کام تمام کرنے کے لیے ہماری پشت پر بھی حملہ آور ہو جائیں گے۔

اس موقع پر سب سے پہلے غیردر بن شبیب اور اس کے لشکریوں کا کام شروع ہو

Marfat.com

گا۔ شہر پناہ کے اوپر جب یہ دیکھیں گے کہ میں دشمن سے بھر گیا ہوں تو میرے لشکر کے پچھلے حصے میں جو مشعلیں جل رہی ہوں گی ان مشعلوں کے پچھلے حصے میں ایسی تیز اور موسلادھار قسم کی تیر اندازی کریں گے کہ دشمن کے جو لشکری ہمارا تعاقب کریں گے، وہ چھد جائیں گے۔ اس طرح میں بڑی آسانی سے دشمن پر ضرب لگاؤں گا اور آگے بڑھتا جاؤں گا۔ اگر سامنے سے بھی کوئی لشکر آئے تو جنوبی حصہ تک غیر در بن شبیب کے لشکری پھیلے ہوں گے۔ وہ میرے لشکر کے اگلے حصہ میں جو مشعلیں جل رہی ہوں گی اس سے بھی آگے دشمن پر تیز اندازی کریں۔ اس طرح جب میں شہر پناہ کے شمالی دروازے سے نکل کر دشمن پر یلغار کرتا ہوا فصیل کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتا رہوں گا تو جہاں میں دشمن پر ضرب لگاؤں گا وہاں اوپر سے غیر در بن شبیب بھی تیر اندازی کرتا رہے گا۔ اس طرح میں دشمن کو بے پناہ نقصان پہنچاتا ہوا جنوبی دروازے تک پہنچوں گا اور جنوبی دروازے سے اپنے لشکر کو لے کر شہر میں داخل ہو جاؤں گا۔

اس کے فوراً بعد میں ایک بار پھر شہر پناہ کے شمالی دروازے کا رخ کروں گا اور شہر سے باہر نکل کر بائیں ہاتھ مڑتے ہوئے مغربی اور پھر جنوبی دروازے کا رخ کروں گا اور میرے حملہ آور ہونے کے بعد جو کارروائی غیر در بن شبیب نے کرنی ہے وہی شہر پناہ کے مغربی حصہ پر زیدون بن مسلم کرے گا۔ گو یہ طریقہ کار بڑا مشکل اور دشوار لگتا ہے لیکن میرے خیال میں یہی وہ طریقہ ہے جسے استعمال کرتے ہوئے ہم افونش کے لشکر کو اشبیلیہ شہر کا محاصرہ اٹھانے پر مجبور کر سکتے ہیں۔ بلکہ اس طریقہ کار سے ہم افونش کے لشکر کو بے پناہ نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں۔"

زکریا بن ادریس جب خاموش ہوا تب سب سے پہلے غیر در کا باپ شبیب بولا اور کہنے لگا۔

"ابنِ ادریس! میرے بیٹے!...... سب سے پہلے میں تمہاری اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی مسلم بن سریع نے بھی اس کی تائید کی۔ اس موقع پر غیر در بن شبیب بولا اور کہنے لگا۔

"زکریا بن ادریس! میرے بھائی! گو یہ بڑا مشکل اور خطرناک کام ہے۔ لیکن یہ اگر ہم کر گزریں تو افونش کے لشکریوں کو یقیناً ہم محاصرہ اٹھانے پر مجبور کر سکتے ہیں۔

Marfat.com

میرے بھائی! اس سلسلے میں تم بالکل بے فکر رہنا۔ میں اور زیدون بن مسلم تمہاری خواہشوں اور تمہاری ساری تجویزوں کے عین مطابق دشمن پر ضرب لگائیں گے اور دشمن کو خود پر حاوی یا بوجھ بننے کا موقع نہیں دیں گے۔"

اس موقع پر اشبیلیہ کے قاضی شیخ احمد بن ابراہیم بول اٹھے اور سب کو مخاطب کر کے کہنے لگے۔

"میں زکریا بن ادریس کی اس تجویز سے مکمل طور پر اتفاق کرتا ہوں۔ اس موقع پر میں تم سب لوگوں کے سامنے یہ تجویز بھی پیش کرتا ہوں کہ اشبیلیہ کے وہ جوان جو ہتھیار بند ہو کر دشمن کا مقابلہ نہیں کر سکتے وہ بھی فصیل پر چڑھ جائیں۔ بلکہ اگر ہو سکے تو جوان اور توانا عورتیں بھی پردے میں رہتے ہوئے فصیل کے اوپر جو برج بنے ہوئے ہیں ان کے اندر چلی جائیں۔ کچھ برج ان کے لیے مخصوص کر دیئے جائیں۔ ان برجوں کے اندر پتھروں کے ڈھیر لگا دیئے جائیں۔ جو عورتیں تیر چلانا نہیں جانتیں، دشمن پر پتھر پھینکیں اور جو عورتیں تیر چلانا نہیں جانتی ہیں اس کے کئے مخصوص کئے جانے والے برجوں کے اندر سے دشمن پر ایسے خوفناک اور تیز انداز میں سنگ باری کریں کہ دشمن بلبلا اٹھے۔ اس کارروائی کی تکمیل کے لیے آج ہی برجوں کے اندر پتھروں اور تیروں کے ڈھیر لگا دیئے جائیں گے۔ جن لشکریوں نے فصیل کے اوپر رہ کر فصیل کی حفاظت کرنی ہے اور ساتھ ہی تیراندازی کر کے زکریا بن ادریس کی مدد بھی کرنی ہے انہیں جس جگہ متعین کیا جانا ہے اس کی نشاندہی کر دی جائے اور جو جو کام انہوں نے کرنے ہیں وہ بھی ان پر واضح کر دیئے جائیں۔ مجھے امید ہے کہ اگر ہم ایسا کریں تو افونش کا لشکر زیادہ دیر تک اشبیلیہ کا محاصرہ کرنے کے قابل نہیں رہے گا۔"

قاضی شیخ احمد بن ابراہیم جب خاموش ہوئے تب زکریا بن ادریس ایک بار پھر سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"گو افونش کے لشکر کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ جہاں تک مخبروں نے اطلاع دی ہے اس کے مطابق وہ لشکر اتنا بڑا ہے کہ اشبیلیہ کے چاروں طرف پھیل سکتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ افونش کا لشکر اشبیلیہ شہر کو چاروں طرف سے نہ گھیرے۔ وہ چونکہ مشرق کی طرف سے آ رہے ہیں لہٰذا یہ بھی ممکن ہے کہ وہ شہر کے مغرب میں جنوبی دروازے سے شمالی دروازے تک پھیل جائیں۔ ایسی صورت میں ہمارا لائحہ عمل وہی ہو گا جس پر

Marfat.com

ہم متفق ہوئے ہیں۔ زیدون بن مسلم شمالی دروازے اور مغربی دروازے اور جنوبی دروازے تک پھیلا رہے گا۔ جبکہ غیردر بن شبیب اپنے حصہ کے لشکر کے ساتھ شمالی دروازے سے لے کر مشرقی دروازے اور وہاں سے جنوبی دروازے تک اپنے حصے کے لشکر کو پھیلا کر رکھے گا۔ مجھے امید ہے کہ ہم دشمن کو اپنے ارادوں میں کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔"

سب نے زکریا بن ادریس کی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا۔ لہٰذا سب اٹھے اور بڑے زور وشور سے افونش کے لشکر کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنی تیاریوں میں لگ گئے تھے۔

❁❁❁

عصر کے بعد افونش کا بیٹا گرنز ایک بہت بڑا لشکر لے کر اشبیلیہ شہر کے باہر نمودار ہوا۔ شہر کے شرقی حصہ میں برگنز نے اپنے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ پھر سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے اس نے اپنے لشکر کو اشبیلیہ شہر کے مشرق میں شمالی دروازے سے لے کر جنوبی دروازے تک پھیلا دیا تھا۔

شاید برگنز اور اس کے دونوں ساتھی سالاروں لوکاس اور اسپانا نے تہیہ کر لیا تھا کہ رات کے وقت اشبیلیہ شہر کی فصیل پر حملہ آور ہوں گے اور فصیل پر چڑھنے کے بعد اشبیلیہ شہر کو فتح کرنے کی کوشش کریں گے۔

دوسری طرف اشبیلیہ کا لشکر زکریا بن ادریس کی کمانداری میں چوکس اور تیار تھا چنانچہ جس وقت برگنزا اپنے لشکر کو لے کر اشبیلیہ کے شرقی حصہ میں پہنچا، غیردر بن شبیب نے اپنے حصے کے لشکر کو شہر پناہ کے مشرقی حصہ میں شمالی دروازے سے لے کر جنوبی دروازے تک اور زیدون بن مسلم نے اپنے حصہ کے لشکر کو مغرب میں شمالی دروازے سے جنوبی دروازے تک پھیلا دیا تھا۔

اس کے علاوہ شہر کی فصیل کے اوپر جگہ جگہ مشعلیں روشن کر دی گئی تھیں۔ برجوں کو بھی روشن کر دیا گیا تھا۔ دشمن کی آمد سے پہلے پہلے برجوں کے اندر پتھر اور تیروں کے ڈھیر لگا دیئے گئے تھے۔ شہر کے زندہ دل جوان بھی فصیل پر چڑھ آئے تھے اور عورتوں کا ایک ہجوم تھا جو ان برجوں میں جمع ہو گئی تھیں جو ان کے لیے مختص کیے گئے تھے۔ اس طرح شہر کی فصیل کے اوپر ایک نیا جذبہ اور ایک نیا ولولہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

Marfat.com

رات کا کچھ حصہ جب جا چکا تب افونش کے بیٹے برگنز اور اس کے ساتھی سالاروں لوکاس اور اسپانا نے اپنے اپنے لشکر کو حرکت دی اور وہ اپنے پڑاؤ سے نکل کر شہر کی فصیل کی طرف بڑھے۔ جس وقت وہ شہر کی فصیل کے قریب آئے اچانک ایک انقلاب اٹھا۔ زکریا بن ادریس اچانک اپنے حصہ کے لشکر کے ساتھ شمالی دروازے سے نکلا پھر وہ افونش کے لشکر پر دشتِ جنون سے اچانک نمودار ہو کر بے زیب و زینت، بے زبان، بے نطق، بے قلب اور زخم آشنا کرتی غموں کی ہولناک یلغار، بصارت و سماعت کو گروی رکھتے آتشیں سرخ لاوے کے رقص کی طرح شہر پناہ سے نکلا۔ پھر وہ فنا کی تحریریں رقم کرتی بدترین اذیت ناکیوں، کہر کے آنچلوں، اندھیروں کے پردے میں چہروں پر الم ناکیوں کے انبار کھڑے کرتی خونخوار وحشی کرنوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

زکریا بن ادریس اور اس کے لشکریوں کا یہ حملہ انتہائی خونخوار تھا۔ یہ عجیب بات تھا۔ لشکر کے آگے بھی کچھ مشعلیں روشن تھیں۔ لشکر کے بالکل پچھلے حصے میں بھی کچھ لشکری مشعلیں پکڑے ہوئے تھے۔ افونش کا بیٹا برگنزا اور اس کے ساتھی سالار یہ امید ہی نہیں رکھتے تھے کہ مسلمانوں کا کوئی لشکر اچانک شہر سے نکلے گا اور اپنی خون آشام تلواریں سونتے وہ پھٹ پڑنے والے آتش فشاں اور دشتِ زیست سے نجات دینے والی خونی داستانوں کی طرح ان پر حملہ آور ہو جائے گا۔ شہر پناہ سے نکلتے ہی افونش کے لشکریوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے زکریا بن ادریس نے برگنزا کے لشکریوں کے جسموں کے ریشوں کو ادھیڑتی برق بن کر گرتی مساعی عمل کی طرح اپنے کام کی ابتداء کر دی تھی۔

یہ حملہ چونکہ اچانک اور غیر متوقع تھا۔ لہٰذا اپنے پہلے ہی حملے میں زکریا بن ادریس نے برگنزا کے ان گنت لشکریوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور جب برگنز کے لشکر کے کچھ حصے سنبھل کر زکریا بن ادریس کے تعاقب میں لگے تب تعاقب کرنے والوں پر فصیل کے اوپر سے نہ تھمنے والی تیروں اور پتھروں کی بارش شروع ہو گئی تھی اور اس تیر اندازی اور سنگ باری نے بھی برگنز کے سینکڑوں لشکریوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ اس سنگ باری اور تیر باندازی کا یہ اثرا ہوا کہ برگنزا کے لشکر کا وہ حصہ جو زکریا بن ادریس کے تعاقب میں نکلا تھا، اس نے تعاقب ترک کر دیا۔ لہٰذا زکریا بن ادریس نے

Marfat.com

اپنے سامنے والے برگنزا کے لشکریوں پر قوری طاقت اور قوت کے ساتھ حملہ کیا اور انہیں کچلتا، مسلتا اور موت کے گھاٹ اتارتا ہوا جنوبی دروازے تک برگنزا کے لشکر کا قتل عام کرتا چلا گیا تھا۔ اور پھر جونہی وہ جنوبی دروازے کے قریب پہنچا، اس نے شہر میں داخل ہونا شروع کر دیا اور مشعلوں کے پیچھے پیچھے برگنزا کے جن لشکریوں نے بھی شہر میں داخل ہونے کی کوشش کی، ایک بار پھر ان پر ایسی سنگ باری اور تیر اندازی ہوئی کہ آگے بڑھنے کی بجائے جانیں بچانے کی خاطر وہ پیچھے بھاگ گئے تھے۔

برگنزا، اس کے سالاروں اور لشکریوں پر ابھی سراسیمگی کا عالم تھا اور وہ سمجھ ہی نہیں پائے تھے کہ مسلمانوں نے ان کے ساتھ کیا حرکت کر دی ہے۔ ابھی وہ انہی تفکرات اور سوچ و بچار میں ڈوبے ہوئے تھے کہ زکریا بن ادریس اچانک اس بار جنوبی دروازے سے نکلا۔ پہلے کی طرح اس نے دشمن کی سپاہ کو ہدف بنانا شروع کیا۔ آگے بڑھتے ہوئے وہ برگنزا کے لشکر پر آنکھوں کو ہولناک موت، سماعتوں کو اُداس آوازوں کے دُکھ، ضمیر کو ندامت کے فسوں اور شعور کو زخم و ذلت میں مبتلا کرتے غموں کے نایافت حشر، وحشتوں کے مہیب جنگل اور کرب آلود بگولوں کے ہجوم کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

ایک بار پھر پہلے کی طرح یلغار کرتے ہوئے اس نے پیش قدمی شروع کی۔ پہلے وہ شمال سے جنوب کی طرف گیا تھا اور اس بار وہ جنوب سے شمال کی طرف آیا تھا۔ اس کا یہ دوسرا حملہ بھی انتہائی ہولناک تھا۔ اس حملے کے باعث برگنزا کے لشکر میں ڈھول، گرد و غبار، انسانی چیخوں کے طوفان اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ اب برگنزا کے لشکر کا کوئی حصہ زکریا بن ادریس کے تعاقب میں نہیں لگا تھا۔ وہ خوفزدہ ہو گئے تھے کہ جو لشکر بھی تعاقب میں لگتا ہے اس پر ایسی سنگ باری اور تیر اندازی ہوتی ہے کہ سینکڑوں لشکری لمحوں کے اندر ڈھیر ہو کر رہ جاتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اپنی پشت کی طرف سے محفوظ ہونے کے بعد زکریا بن ادریس کے طوفان اٹھاتی تلملاتی مضطرب لہروں، بکل مارے ہزاروں شورشوں، آگ کی لپٹوں، گورکھ دھندے، کانٹوں کی چٹائیاں بچھاتے موت کے ہولناک کرب کی طرح برگنزا کے لشکریوں کو کاٹتا چلا گیا تھا اور زکریا بن ادریس کے ان حملوں نے برگنزا کے لشکریوں کو بے جہت و بے مہار کر کے رکھ دیا تھا۔

جنوب سے شمال کی طرف بڑھتے ہوئے بالکل محفوظ طریقہ سے زکریا بن ادریس شمالی دروازے سے شہر میں داخل ہو گیا تھا۔ اس کے بعد اپنے لشکر کو لے کر وہ فصیل

Marfat.com

کے اوپر چڑھ گیا تھا۔ برگنزا کے ہزاروں لشکریوں کی لاشیں شہر پناہ کے شرقی جانب بچھ گئی تھیں۔

یہ صورت حال برگنزا کے لیے ناقابل برداشت تھی۔ اس نے شہر پر حملہ آور ہونے کا ارادہ ترک کر دیا اور اپنے مرنے والے ساتھیوں کی لاشوں کو گھسیٹتے ہوئے وہ پیچھے لے گئے تھے۔

اپنے پڑاؤ میں پہنچنے کے بعد برگنزا کی حالت بڑی عجیب تھی۔ اس کے چہرے پر خوف اور سراسیمگی پھیلی ہوئی تھی۔ اس موقع پر لوکاس اور اسپانہ بھی اس کے گرد جمع تھے۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد برگنزا لوکاس اور اسپانا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''میرے عزیز ساتھیو! میرے باپ نے تو مجھے یہ مشورہ دیا تھا کہ جو لشکر مجھے مہیا کیا جا رہا ہے اس کے ساتھ میں لمحوں کے اندر اشبیلیہ شہر کو فتح کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ لیکن میں یہاں دیکھتا ہوں کہ اشبیلیہ شہر کو فتح کرنا تو بہت دور کی بات! ہم تو شہر پناہ کی فصیل کے قریب بھی نہیں جا سکتے۔ اشبیلیہ والوں کا جو لشکر شہر پناہ سے باہر نکل کر ہم پر حملہ آور ہوا، میں سمجھتا ہوں اس جیسا جنگجو لشکر میں نے آج تک دیکھا ہی نہیں ہے۔ اس کا سالار اپنے لشکر کے اگلے حصے میں تھا اور اس نے ہماری لاشوں کے انبار لگانے کے لیے عجیب وغریب مشعلوں کا طریقہ اپنایا جو ہمارے لیے نیا اور بڑا وحشت ناک ثابت ہوا۔ میرے عزیز ساتھیو! ہمارے ہزاروں لشکری اس ٹکراؤ میں اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ مسلمانوں کا ایک چھوٹا سا لشکر عجیب سے انداز میں پہلے شمال سے جنوب کی طرف گیا، اپنے پیچھے لاشوں کے ڈھیر لگاتا گیا۔ ابھی ہم سوچوں اور تفکرات ہی میں غرق تھے کہ یہ ہمارے ساتھ کیا ہو گا کہ وہی شہر پناہ میں داخل ہونے کے بعد پھر جنوب سے نکلا، شمال کا رخ کیا اور پہلے والی کارروائی کرتے ہوئے اس نے ہمارے لشکر کی تعداد مزید کم کی اور باحفاظت اپنے لشکر کو لے کر شہر میں داخل ہو گیا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد برگنزا رکا، پھر تفکرات بھرے انداز میں کہنے لگا۔

''اگر مسلمان لشکریوں نے چند بار مزید ہمارے ساتھ ایسی کارروائیاں کی تو یاد رکھنا ہم اپنے پورے لشکر سے محروم ہو جائیں گے۔ اور پھر ہمارے لیے ایک اور بہت بڑا خطرہ منڈلانے لگا ہے۔ ہم اپنے لشکر کو لے کر اور زخمیوں کو لیے واپس اپنے پڑاؤ میں تو آ گئے ہیں۔ لشکر کے ایک حصہ کو میں نے لاشوں کو دفن کرنے کا حکم بھی دے دیا ہے

Marfat.com

لیکن آج کی رات اگر مسلمانوں کے کسی لشکر نے اچانک شہر پناہ سے نکل کر اس وقت ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی جس وقت ہمارے لشکری غفلت کی گہری نیند سو رہے ہوں گے تو پھر سوچو کیا بنے گا۔ بے شک رات کو سوتے وقت لشکر کا ایک حصہ پہرے پر مقرر کیا جائے لیکن حملہ آور اگر پہرے داروں کا خاتمہ کر کے ہم پر ٹوٹ پڑے تو پھر ہمارا انجام اپنے مرنے والے لشکریوں سے مختلف نہیں ہو گا۔ میں نے مسلمانوں کے سالار کی جو صناعی اور حرب وضرب میں جو ہنرمندی دیکھی ہے اس سے میں نے اندازہ لگایا کہ وہ شخص بڑا جنگجو ہے اور لشکریوں کو حملہ آور کرنے کے عجیب وغریب ہنر سے بھی لیس ہے۔ لہٰذا ایسے سالار کا مقابلہ کرنا آسان نہیں۔ میں نہیں جانتی تم دونوں کے کیا خیالات ہیں لیکن میں اپنے دل میں یہ ٹھان چکا ہوں کہ ہمیں مزید یہاں قیام نہیں کرنا چاہیے اور اگر ہم نے قیام کیا تو پھر ہم اپنے لشکر سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد برگنزا جب خاموش ہوا تب لوکاس اور اسپانا دونوں نے ایک دوسرے کی طرف معنی خیز انداز میں دیکھا، اس کے بعد لوکاس برگنزا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''ہم آپ کی اس تجویز سے اتفاق کرتے ہیں۔ اگر مسلمانوں کے کسی لشکر نے ہم پر شب خون مارا تو ہمارے لشکر کی حالت بڑی بری ہوگی اور اس موقع پر یہ بھی امید کی جا سکتی ہے کہ مسلمانوں کا کوئی لشکر پہلے ہم پر شب خون مارے۔ جب ہم تیار ہو کر اس کا مقابلہ شروع کریں تو شہر پناہ سے ان کے کچھ مزید لشکری بھی ہماری پشت پر اور دوسری سمتوں سے ہم پر حملہ آور ہو جائیں۔ ایسی صورت میں پوری طرح ہمارے لشکر کا خاتمہ ہو جائے گا اور ہم میں سے کوئی بھی اپنی جان بچا کر واپس طلیطلہ پہنچنے میں کامیاب نہ ہو سکے گا۔ لہٰذا میں اور اسپانا دونوں آپ کی اس تجویز سے اتفاق کرتے ہیں۔''

لوکاس کا جواب سن کر برگنزا خوش ہو گیا۔ چنانچہ پہلے مرنے والوں کو دفن کیا گیا، اس کے بعد رات کی تاریکی ہی میں برگنزا، لوکاس اور اسپانا اپنے لشکر کو لے کر چپ چاپ اشبیلیہ کے نواح میں طلیطلہ کی طرف چلے گئے تھے۔

✿✿✿

اس واقعہ کے اگلے روز حسین اور خوبصورت روانده کا باپ اینٹش تھکا تھکا سا اپنی حویلی میں داخل ہوا۔ اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے روانده اور اس کی ماں اموسیہ دونوں

Marfat.com

پریشان ہو گئی تھیں۔ پھر اموسیہ کچھ کہنے ہی لگی تھی کہ اس سے پہلے ہی روانده بول اٹھی اور انیتش کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''بابا! خیریت تو ہے؟ اول یہ کہ آج آپ وقت سے پہلے بازار سے لوٹ آئے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ آپ خلافِ معمول اُداس، پریشان اور تھکے تھکے ہیں۔''

انیتش نے باری باری غائر نگاہ روانده اور اس کی ماں اموسیہ پر ڈالی پھر کہنے لگا۔

''دونوں میرے ساتھ آ کر دیوان خانہ میں بیٹھو۔ پھر میں تمہیں وجہ بتاتا ہوں۔''

اموسیہ اور روانده دونوں ماں بیٹی پریشان اور فکرمند ہو گئی تھیں اور پھر ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے انیتش کے پیچھے پیچھے دیوان خانہ میں داخل ہو گئی تھیں۔ تینوں جب نشستوں پر بیٹھ گئے تب انیتش نے گلا صاف کیا، پھر روانده اور اپنی بیوی اموسیہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''دراصل مجھے زکریا بن ادریس کے ایک رویے نے پریشان اور فکرمند کر دیا ہے۔''

انیتش کے ان الفاظ پر حسین اور خوب صورت روانده چونکی تھی۔ پریشانی اور جستجو بھرے انداز میں اپنے باپ انیتش کی طرف دیکھنے لگی تھی، پھر ہلکے سے احتجاج بھرے انداز میں کہنے لگی۔

''بابا! زکریا بن ادریس نے کیا کر دیا جس سے آپ پریشانی کا شکار ہو گئے ہیں؟''

اس پر انیتش کہنے لگا۔

''آج اشبیلیہ کے وزیر ابوبکر کا بیٹا قیطان میرے پاس آیا تھا۔ پہلے میرا خیال تھا کہ قیطان کے لیے ہم روانده کے رشتہ سے انکار کریں گے تو کوئی برا ردِعمل ظاہر ہوگا۔ لیکن ایک بات کا اطمینان ہے کہ قیطان ارادت مندی اور عقیدت کی حد تک زکریا بن ادریس کو پسند کرتا ہے۔ لہٰذا جب اس کی بہن صدف اور ماں نے جا کر اس پر انکشاف کیا کہ روانده زکریا بن ادریس کو پسند کرتی ہے اور اسے اپنی زندگی کا ساتھی بنانا چاہتی ہے تب قیطان نے اس پر خوشی کا اظہار کیا اور یہ اعلان کیا کہ روانده آج سے میری بہن ہے۔ اُس نے اس پر بھی خوشی کا اظہار کیا کہ روانده زکریا بن ادریس کو پسند کرتی ہے۔ قیطان نے اسی پر اکتفا نہیں بلکہ وہ بھاگا بھاگا سرائے میں زکریا بن ادریس کے پاس گیا اور اس واقعے کی اطلاع اسے کر دی۔ اس پر جو ردِعمل زکریا بن ادریس نے کیا اس نے مجھے مایوس اور پریشان کر دیا ہے۔''

Marfat.com

''کیسا ردِ عمل؟'' روانده نے پھر جستجو بھرے انداز میں پوچھ لیا تھا۔

اس پر سرائے میں زکریا بن ادریس اور قیطان بن ابوبکر کے درمیان جو گفتگو ہوئی تھی اس کی تفصیل انیتش نے اموسیہ اور روانده دونوں سے کہہ دی تھی۔

یہاں تک کہنے کے بعد انیتش جب خاموش ہوا تب اموسیہ بولی اور کہنے لگی۔

''پہلے یہ بتائیں کہ آپ کو اس ساری تفصیل کا کیسے علم ہوگیا؟''

جواب میں انیتش دکھ بھرے انداز میں کہنے لگی۔

''آج تھوڑی دیر پہلے قیطان بن ابوبکر میری دکان پر آیا تھا اور یہ سارے واقعات اسی نے مجھ سے بیان کیے ہیں۔ دیکھو اموسیہ! میں اپنی بیٹی روانده کے لیے خود زکریا بن ادریس کو پسند کرتا ہوں۔ وہ سادہ لوح ہے۔ جانثار اور وفادار قسم کا آدمی ہے۔ اگر وہ میری بیٹی روانده کی زندگی کا ساتھی بنتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ میری بیٹی کی خوش قسمتی ہوگی۔ پر زکریا بن ادریس نے نہ جانے کیوں اپنے آپ کو کسرِ نفسی میں مبتلا کر رکھا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ وہ ایک بے مایہ انسان ہے۔ اس کے پاس اپنا گھر بھی نہیں ہے اور یہ کہ وہ سرائے کے ایک کمرے میں پڑا ہوا ہے جو سرائے کے مالک عمر بن سریع نے اسے مہیا کیا ہوا ہے۔ اس کا یہ بھی کہنا ہے کہ قیطان بن ابی بکر سے جو ہم نے رشتہ سے انکار کیا ہے تو اس انکار و بہانے کے طور پر پیش کرنے کے لیے یہ کہہ دیا گیا ہے کہ روانده زکریا بن ادریس کو پسند کرتی ہے اور اسے اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کے درپے ہے۔ اس نے قیطان سے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ وہ حسین و خوبصورت لڑکی جس نے افونش کی پیش کش کو ٹھوکر مار دی تھی، وہ زکریا بن ادریس جیسے بے مایہ اور بے ٹھکانہ قسم کے شخص کو کیسے اپنی زندگی کا ساتھی بنانا پسند کرے گی۔''

یہاں تک کہنے کے بعد انیتش خاموش ہوا، کچھ سوچا، پھر اپنی بیوی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''اموسیہ! میں زکریا بن ادریس کو بیٹے کی طرح پسند کرتا ہوں۔ کوئی اور نوجوان ہوتا تو نہ ہی میری بیٹی کو مصیبت سے نکال کر اشبیلیہ میں لاتا۔ اگر لاتا بھی تو میری بیٹی روانده اپنی عزت و آبرو کو محفوظ رکھ پاتی۔ لیکن اس نے میری بیٹی کے ساتھ جو سلوک کیا وہ ایک مثالی سلوک تھا اور پھر یہاں آنے کے بعد میں نے اسے معاوضہ کی تحفتاً نقدی دینا چاہی تو اس نے نقدی کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ جس کا مطلب ہے وہ

Marfat.com

لالچی نہیں ہے، وفادار اور مخلص قسم کا انسان ہے اور ایسے نوجوان کم ملتے ہیں اور پھر عمدہ قسم کا تیغ زن ہونے کے ساتھ ساتھ وہ اشبیلیہ کے چوٹی کے سالاروں میں شمار ہونے لگا ہے۔

اشبیلیہ کے سارے لوگ اس کی فراست، اس کی بہادری، اس کی جرأت مندی کے گیت گا رہے ہیں۔ اُس نے جس طریقے سے افونش کے بیٹے برگنزا کے لشکر کی حالت کی، ہزاروں لشکریوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور برگنزا کو مجبور کر دیا کہ راتوں رات اپنا لشکر لے کر طلیطلہ کی طرف بھاگ جائے یہ کارروائی، یہ کام زکریا بن ادریس ہی کر سکتا تھا اور یہ کام اسی نے کیا ہے۔ اُس کی اس کارگزاری نے جہاں اشبیلیہ شہر کو محفوظ کر دیا ہے وہاں شہر کے لوگ بھی اسے اپنا نجات دہندہ محسن اور مربیّ خیال کرنے لگے ہیں۔ زکریا بن ادریس اپنے آپ کو بے مایہ اور بے ٹھکانہ خیال کرتے ہوئے یہ ظن و گمان کرنے لگا ہے کہ روانده اسے پسند نہیں کرتی بلکہ قیطان کے لیے رشتہ سے انکار کے لیے صرف اس کے نام کو بہانے کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ میں آج دکان سے اس لیے جلدی اٹھ کر آ گیا ہوں کہ تم دونوں ماں بیٹی سے مشورہ کروں کہ آج ہم زکریا بن ادریس کو اپنے ہاں بلا لیں اور اس سے اس موضوع پر گفتگو کریں اور ہمارے متعلق اس کے دل میں جو ایک غلط فہمی پیدا ہو چکی ہے اسے دور کریں۔''

انیتش کے ان الفاظ پر روانده کی خوشی کی کوئی انتہا ہی نہ تھی۔ کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اس سے پہلے ہی اموسیہ بول اُٹھی۔

''میں آپ کی اس تجویز سے اتفاق کرتی ہوں۔ پھر وقت ضائع نہ کریں۔ شام ہونے والی ہے۔ آپ جائیں اور زکریا کو اپنے ساتھ لے کر آئیں۔ اتنی دیر تک میں اور روانده مل کر کھانا تیار کرتی ہیں۔''

اموسیہ کے جواب پر روانده خوش اور انیتش مطمئن ہو گیا تھا۔ لہٰذا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ جب وہ دروازے سے نکلا تب اچانک اموسیہ بھی اُٹھی، تیز تیز قدم اٹھاتی اس کے پیچھے گئی پھر صحن میں جا کر سرگوشی کے انداز میں کہنے لگی۔

''جب تم زکریا کو لے کر آؤ تو پہلے چاروں دیوان خان میں بیٹھ جائیں گے۔ پھر میں اور تم دونوں اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلے جائیں گے۔ جس موضوع پر ہم نے گفتگو کی ہے اس موضوع پر ہم زکریا سے گفتگو نہیں کریں گے۔ میں چاہتی ہوں اس

Marfat.com

سلسلے میں زکریا اور روانده دونوں کو تنہائی میں گفتگو کرنے کا موقع دیا جائے۔ اس طرح وہ دونوں اپنے دل کی بات ایک دوسرے تک پہنچا دیں گے۔ یوں جو بیچ میں غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہیں وہ بھی رفع ہو جائیں گی اور وہ دونوں ایک دوسرے کے قریب بھی آ جائیں گے۔''

اموسیہ کے اس مشورے کو پسند کرتے ہوئے اینتش مسکرایا تھا۔ پھر وہ حویلی سے نکل گیا تھا۔

کوئی زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ اینتش لوٹ آیا۔ جب وہ صحن میں داخل ہوا تو اموسیہ اور روانده دونوں ماں بیٹی جو بے پناہ خوشی کا اظہار کرتی ہوئی مطبخ میں کھانا تیار کرنے میں مصروف تھیں، اینتش کو اس قدر جلد لوٹ آنے اور پھر اکیلا آنے پر فکرمند اور پریشان ہو گئی تھیں۔ جستجو بھرے انداز میں باہر نکلیں، پھر اموسیہ، اینتش کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''کیا بات ہے؟ ...... آپ اس قدر جلدی لوٹ آئے اور اکیلے آئے ہیں۔ زکریا بن ادریس کہاں ہے؟''

اس پر اینتش اُداس سے لہجے میں کہنے لگا۔

''جو کام ہم کرنا چاہتے تھے اس میں ہم نے تاخیر کر دی ہے۔ افونش نے اپنا ایک لشکر سرقسطہ شہر کا محاصرہ کرنے کے لیے بھیجا ہے اور اس کے لشکر کے پیچھے پیچھے افونش خود بھی ایک دوسرا لشکر لے کر سرقسطہ کی طرف روانہ ہو چکا ہے۔ چنانچہ سرقسطہ والوں نے اشبیلیہ والوں سے افونش کے خلاف مدد مانگی تھی۔ اس کے جواب میں زکریا بن ادریس یہاں سے ایک لشکر لے کر سرقسطہ کی طرف جا چکا ہے۔ اشبیلیہ شہر کا دفاع اس وقت غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم کے پاس ہے۔ سرائے کے مالک عمر بن سریع نے مجھے روکنے کی بڑی کوشش کی لیکن میں وہاں رکا نہیں۔ اس لیے کہ جب مجھے پتہ چلا کہ زکریا بن ادریس سرائے میں نہیں ہے اور وہ سرقسطہ شہر کی طرف جا چکا ہے تب مجھے بڑی مایوسی ہوئی اور میں ایک طرح سے دل شکنی کا شکار ہوا۔ بہر حال فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرا خدا بہت جلد اسے واپس خیر و عافیت سے اشبیلیہ لائے گا۔''

اس کے ساتھ ہی اینتش دیوان خانہ میں داخل ہوا۔ اس کے پیچھے پیچھے اُداس اور

Marfat.com

افسردہ اموسیہ اور روانده بھی دیوان خانہ میں داخل ہوئی تھیں۔ روانده کی حالت عجیب ہو رہی تھی۔ وہ انتہا درجہ کی پریشان اور فکر مند تھی۔ تینوں جب نشستوں پر بیٹھ گئے تب کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد اینتش نے ایک گہری اور غائر نگاہ اپنی بیوی اموسیہ اور بیٹی روانده پر ڈالی پھر ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''آج میں تم دونوں سے ایک انتہائی اہم اور اندیشہ ناک موضوع پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ اس گفتگو پر تم دونوں مجھ سے ناراض مت ہونا۔ ایسی گفتگو کرنے کے لیے میں گزشتہ کئی دن سے سوچ رہا تھا لیکن ہمت نہیں پڑتی تھی۔''

اینتش یہیں تک کہہ پایا تھا کہ اس کی بیٹی روانده بڑی اپنائیت میں بول اٹھی۔

''بابا! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ وہ کون سی بات ہے جسے کہنے سے آپ ہماری طرف سے اندیشہ محسوس کرتے ہیں؟ کیا ایسی بھی کوئی بات ہوسکتی ہے جو آپ کہیں اور ہم برا مانیں؟ بابا! یہ تو ناممکنات میں سے ہے۔''

اینتش نے بڑے غور سے روانده کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''بیٹی! ایسی ہی ایک بات آن پڑی ہے۔''

اس بار اموسیہ نے اینتش کو مخاطب کیا۔ ''آپ بات تو کہیں کیا ہے؟ ہم دونوں ماں بیٹی آپ سے کیوں ناراض ہوں گی؟''

اس پر اینتش نے گلا صاف کیا، اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری پھر ہچکچاہٹ آمیز لہجے میں کہنے لگا۔

''دراصل...... میں اسلام قبول کر چکا ہوں...... اور اپنی قبولیت اسلام کو میں نے تم دونوں سے چھپا کر رکھا تھا۔ مجھے خطرہ اور اندیشہ تھا کہ تم دونوں کہیں ناراض نہ ہو جاؤ...... میں ڈر رہا تھا کہ اگر تم ناراض ہو گئیں تو اس دنیا میں پھر میرا کوئی ہے ہی نہیں جو مجھ سے ہمدردی کرے، اپنائیت کا اظہار کرے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد اینتش کو رک جانا پڑا۔ اس لیے کہ اس کے ان الفاظ کے جواب میں اموسیہ نے ایک بھرپور قہقہہ لگایا تھا۔

اُس کے اس قہقہے پر اینتش چونکا، کہنے لگا۔

''اس میں ہنسنے اور قہقہہ لگانے کی کون سی علت ہے؟''

جواب میں اموسیہ کی بجائے روانده ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں اینتش کو مخاطب کر کے

Marfat.com

کہنے لگی۔

''بابا! اماں نے جو قہقہہ لگایا ہے یہ ذو معنی ہے۔''

''کیا ذو معنی؟'' انیتش نے غور سے روانده کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ لیا تھا۔

''اس لیے ذو معنی ہے کہ ہم سب کی چوریاں یہاں عیاں ہو گئیں۔'' روانده نے پہلے جیسے لہجے ہی میں کہا تھا۔

''کیسی چوری؟'' انیتش نے جستجو میں پڑتے ہوئے پوچھ لیا تھا۔

''آپ نے اپنی چوری کا خود ہی اظہار کر دیا کہ آپ اسلام قبول کر چکے ہیں۔ میں اور اماں تو شاید اس سے پہلے ہی اسلام قبول کر چکی تھیں لیکن ہم نے اپنے قبول اسلام کو آپ سے چھپا رکھا تھا اور ہم دونوں ماں بیٹی نے یہ تہیہ کر رکھا تھا کہ کسی مناسب موقع پر آپ سے اس کا اظہار کریں گے۔ آج اچھا ہوا آپ نے خود ہی اظہار کر دیا۔ اس طرح ہمارے گھر کا ماحول خراب ہونے سے بچ گیا۔''

روانده کے ان الفاظ پر انیتش کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ پھر تینوں نے مل کر خوشی کا ایک قہقہہ لگایا۔ ساتھ ہی انیتش کہنے لگا۔

''اگر یہ بات ہے تو اٹھو، پھر کھانا تیار کرو۔ آج کی خوشی میں ایک نہیں کئی کھانے تیار ہونے چاہئیں۔ کاش! زکریا جسے میں اپنا بیٹا کہہ چکا ہوں وہ بھی یہاں ہوتا اور ہمارے اس انکشاف پر اس کی خوشیوں کی کوئی انتہا نہ ہوتی۔''

ان الفاظ نے روانده کو پر اُداس کر دیا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنی ماں اموسیہ کا ہاتھ پکڑا اور اسے مطبخ کی طرف لے گئی تھی۔

Marfat.com

✻

گو یوسف بن تاشفین کا بیٹا سخت بیمار تھا اس کے باوجود اس نے طے شدہ منصوبہ بندی کے تحت اندلس کی طرف روانہ ہونے کا تہیہ کر لیا تھا۔ اس کے حکم پر ساحل پر بڑے بڑے جہاز اور کشتیاں لوہے کے لمبے لمبے کھونٹوں سے باندھ دیئے گئے تھے۔ ان جہازوں کے پیچھے خشک ریت پر لشکری بڑی تنظیم کے ساتھ کھڑے تھے۔ لشکریوں کے پیچھے گھوڑے اور اونٹ ہنہنا رہے اور بلبلا رہے تھے۔ صحرا کے اندر تیز ہواؤں نے ہجوم کر رکھا تھا جبکہ سامنے سمندر بھڑکتی آتش کے جوالا، اندھے سرابوں، لامتناہی سلسلوں، اُبلتے کھولتے ہزاروں طوفانوں کی طرح پیچ و تاب کھاتا اضطراب کا اظہار کر رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے اونچی اونچی پہاڑ جیسی لہریں گردشِ دوراں کے تیور بدل دیں گی۔ خواہش کے بگولوں کو ریزہ ریزہ، خواب لمحوں کو کرچی کرچی کرتے ہوئے خونخوار درندگی پر اتر آئیں گی۔

سمندر پر ایک نہ تھمنے والا خوفناک طوفان طاری ہو چکا تھا۔ ایسا لگتا تھا سمندر سے زمانے بھر کے غموں کی یلغار، نفرتوں اور بغاوتوں کے گماشتے زمین کی تہہ سے نکلتی خرابیوں کی طرح سمندر پر حاوی ہوتے جا رہے ہوں۔ جس طرح صحرا کے اندر پھیلتی بادِ صرصر نے ریت کے ٹیلوں کی شکست و ریخت کرتے ہوئے دہکتی، سلگتی آتش کی طرح فنا کے گھاٹ اتارنے کے درپے ہو گئی ہو۔ اسی طرح لمحہ بہ لمحہ بپھرتی موجوں میں سمندر کا غصیلا رقص تیز سے تیز تر ہوتا چلا گیا تھا۔ سمندر کے اندر اُٹھتی کوہستانوں کی سی موجیں منزلوں کو مبہم، دم بخود اور خوف زدہ کر رہی تھیں۔ سمندر کے اندر اُٹھتی اتنی بلند موجوں سے یوں لگتا تھا جیسے ریزہ ریزہ کر دینے والی سرسراتی طوفانی ہوا کی طرح سمندر کو سلگتے کرب میں مبتلا کر دینے والی ان گنت پیاسی روحیں رقص کر اُٹھی ہوں۔

Marfat.com

کوئی زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ یوسف بن تاشفین اپنے سالاروں، بھتیجے اور بیٹے کیساتھ وہاں نمودار ہوا۔ اپنے لشکریوں اور اپنے سالاروں کے ساتھ ساحل کی خشک ریت پر کھڑے ہو کر کچھ دیر اس نے کھولتے طوفان پر آئے ہوئے خطرناک سمندر کا جائزہ لیا، اس کے بعد پیچھے مڑ کر اپنے لشکر اور اونٹوں اور گھوڑوں پر ایک نگاہ ڈالی، اپنے کندھے پر رکھا ہوا اپنا انگوچھا درست کیا، عمامے کے پیچ درست کئے، پھر قبلہ کا تعین کرتے ہوئے وہ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا، سجدہ ریز ہوا، اس کے بعد بڑی عاجزی وراانکساری سے وہ دعا مانگتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

”اے اللہ! یہ زمین، یہ آسمان، یہ زہرہ، یہ مشتری، یہ چاند تارے، یہ کہکشائیں، یہ اداس دنیا کے آب و گل، یہ فضاؤں میں کھنکتی صدائیں، مہتاب کی ملگجی روشنی، ستاروں کی آبنوسی روشنی، یہ پتوں کو لوریاں دیتی شبنم، بوند بوند پانی گرتے بادل سب تیرے کُن کا کمال ہیں۔ میرے اللہ! میری مدد فرما........ مجھے ہمت دے کہ میں فطرت کے گنہگاروں، حرص و ہوس کے گماشتوں، ایمان کی امانتوں کو روندنے والوں کے خلاف حرکت میں آؤں اور مسلمانوں کو ان کی خباشتوں سے نجات دلاؤں۔

اے اللہ!...... مجھے حوصلہ اور طاقت دے کہ ہماری زمین کو بانجھ کرنے والوں، ہمارے آباء نے اپنا خون دے کر جن روایات کو وقت کی کھیتی کی طرح لالہ زار بنایا، میں ان کے خلاف حرکت میں آؤں........

اے اللہ! اے کعبہ کے رب! اہلِ ذلالت کے خلاف میری مدد، میری حمایت کر۔“

یہاں تک کہنے کے بعد یوسف بن تاشفین رک گیا تھا۔ وہاں کھڑے لوگوں نے دیکھا امیر یوسف بن تاشفین کی ہلکی ہلکی سسکیاں سنائی دے رہی تھیں۔ وہ رو رہا تھا۔

تھوڑی دیر تک ایسا ہی سماں رہا، اس کے بعد امیر یوسف بن تاشفین کی پگھلی ہوئی، اُکھڑتی آواز پھر سنائی دی۔

”اے ربِ کریم! میں تیرا ایک بے سنگ میل مسافر ہوں۔ اے خدائے برتر و مہربان! تُو ہی بجھتے ستاروں کو، ڈوبتے چاند کو روشنی کے بحر عطا کرتا ہے۔ تُو ہی اندھیروں کے بے کراں سلسلوں میں نور سویرے کو نکالتا ہے۔

Marfat.com

تُو ہی کلیوں کو پھول بناتا ہے........ میرے اللہ! ہمارے گم گشتہ ماہ و سال کے گناہوں اور کوتاہیوں سے چشم پوشی فرما۔ ہمارے اعمال کی سیاہ کاریوں کو نہ دیکھ۔ زیست کے خرابوں میں ہم تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ مجھے ہمت دے کہ میں امن کو مسمار کرنے والوں، آزادی پر یلغار کرنے والوں کے خلاف کامیاب ضرب لگاؤں۔ اے اللہ! تاریخ کی کوکھ میں ہمارے دشمن ہمارے خلاف وحشت ناک داستانیں رقم کرنا چاہتے ہیں۔ وقت کی بے محیط خونی آندھیوں کی طرح ہمارے لئے اجل کی صبح و شام کھڑی کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارے خلاف مقتل گاہوں کی خونخواریاں پھیلانا چاہتے ہیں۔“

یہاں تک کہنے کے بعد امیر یوسف بن تاشفین کی آواز پھر ڈوب گئی تھی۔ وہاں کھڑے لوگوں نے دیکھا کہ امیر یوسف بن تاشفین کی ہچکیاں اور سسکیاں صاف سنائی دے رہی تھیں۔ کچھ دیر خاموشی رہی۔ اس دوران سمندر میں اُٹھتا ہوا طوفان بری طرح کھولتا رہا جبکہ امیر یوسف بن تاشفین کی آنکھوں سے گرتے ہوئے آنسو ساحل کی ریت کو بھگوتے رہے۔ یہاں تک کہ امیر یوسف بن تاشفین کی آواز پھر سنائی دی۔

”اے اللہ!........ اگر تُو مجھے اس کام کے قابل نہیں سمجھتا تو پھر ساحلوں کا کوئی نقیب، آندھیوں کا کوئی قائد، بربادیوں کی بساط اُلٹ دینے والا کوئی سرفروش کھڑا کر جو اُندلس کے مسلمانوں کو دکھ کے کنوؤں اور گناہ کی چادر سے نجات دے۔ اے اللہ! یا مجھے توفیق دے کہ میں دہر کی اندھی ظلمت میں کھڑا ہو کر اُندلس کے مسلمانوں کے خلاف تغیر و تبدل کا خونی انقلاب کھڑا کروں۔

اے اللہ! وقت کے بے موج سمندر میں تیرے ہی حکم سے برق و شرر کے رقص اُٹھتے ہیں۔ اے مالک دو جہاں! زیست کے شوریدہ دشت، تیز آندھیوں کے غضب ناک جھکڑوں، طوفانوں سے شناسا ہولنا کیوں کی کھولتی حرارت اور بپھرتی سوچوں کے بے درد آنگن میں تُو ہی فطرت کے اٹل فرمان کو جاری کرتا ہے۔ اے مالک مہربان! مجھے توفیق دے کہ انسانوں کو غلاموں کے غول کی طرح ہانکنے والے قاتلوں کے قبیلوں کے

Marfat.com

خلاف حرکت میں آؤں۔ لاف زنی کرنے والے جلال و جمال کو درد کی لا انتہاء کسک میں تبدیل کروں۔ گردشِ لوح میں تہہ در تہہ سرسام کھڑے کرنے والوں کو اپنے سامنے زیر کرنے کے لئے ان میں قضا بن کر داخل ہو جاؤں۔ اے اللہ! میں تیرا حقیر و عاجز بندہ ہوں۔ تجھے راضی رکھنے کے لئے، تیری رضامندی حاصل کرنے کے لئے میں اُندلس کے مسلمانوں کی مدد کے لئے نکلا ہوں۔ میرے اللہ! اس میں مجھے کامیاب رکھنا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد امیر یوسف بن تاشفین پھر خاموش ہو گیا تھا۔ اس لئے کہ اس کی ہچکیاں اور سسکیاں پہلے کی نسبت کافی بلند ہو گئی تھیں۔ کچھ دیر ایسا ہی سماں رہا۔ یہاں تک کہ یوسف بن تاشفین نے اپنے آپ کو سنبھالا، پھر وہ پہلے سے بھی زیادہ عاجزی اور انکساری میں کہہ رہا تھا۔

"اے اللہ! جس کام کے لئے میں نکلا ہوں اس میں تیری رضامندی ہے۔ میرے مولا! تُو اپنی ذات کے تقدس، اپنے لاشریک ہونے، اپنے واحد و بے ہمسر اور اپنے رب کائنات ہونے کے طفیل اس سمندر کے طوفان کو ساکن کر دے کہ میں اسے پاٹ کر اُندلس کے مسلمانوں کی مدد کے لئے پہنچ سکوں۔"

اس کے ساتھ ہی یوسف بن تاشفین نے اپنی دعا ختم کر دی تھی۔ اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس موقع پر سب نے دیکھا امیر یوسف بن تاشفین کی آنکھوں میں آنسوؤں کے قطرے اُمڈ رہے تھے۔ ایسے قطرے جن کے اندر ان گنت دشت سما جائیں۔ ایسے قطرے جن کے اندر بحر بھی ڈوب کر رہ جائیں۔

اس کے بعد امیر یوسف بن تاشفین کچھ دیر سمندر کی طرف دیکھتا رہا۔ اور مورخین لکھتے ہیں:

"پھر دیکھتے ہی دیکھتے سمندر بالکل ساکت اور پُرسکون ہو گیا۔ یہ امیر یوسف بن تاشفین کی دعا ہی کا نتیجہ تھا کہ سمندر کا طوفان تھم گیا۔ سمندر ساکن ہو گیا۔"

اس موقع پر امیر یوسف بن تاشفین کے لبوں پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی اور اس نے اپنے لشکر کو کوچ کا حکم دیا تھا۔

Marfat.com

یہ حکم ملتے ہی بڑی تیزی سے اونٹوں کو بڑے بڑے جہازوں میں سوار کیا جانے لگا تھا۔ دوسرے جہازوں میں گھوڑے سوار کئے جانے لگے تھے۔ ضروریات کا سامان، رسد، ہتھیار سب لاد دیئے گئے تھے۔ اس کے بعد لشکر بھی جہازوں اور کشتیوں میں منتقل ہو گیا۔

اس کے بعد امیر یوسف بن تاشفین نے سمندر کا سینہ چاک کرتے ہوئے جزیرۃ الخضراء کا رخ کیا تھا۔

Marfat.com

✿

یوسف بن تاشفین نے اپنے لشکر کا پہلا پڑاؤ جزیرۃ الخضراء میں کیا اور اسی کو اپنا مرکز بنانے کا تہیہ کیا۔ جزیرۃ الخضراء میں امیر یوسف بن تاشفین نے چند دن قیام کیا۔ جزیرۃ الخضراء جو اُندلس کے جنوبی ساحل اور آبنائے جبل الطارق کے کنارے کا ایک اہم مقام تھا یہاں چند دن قیام کرنے کے بعد اور کچھ ضروری سامان وہاں رکھواتے ہوئے امیر یوسف بن تاشفین اپنے لشکر کے بڑے حصہ کے ساتھ وہاں سے روانہ ہوا۔ اپنے لشکر کے چند دستے جزیرۃ الخضراء میں مقرر کر دیئے تھے۔ اس طرح اپنے بارہ ہزار کے مختصر سے لشکر کو لے کر امیر یوسف بن تاشفین اشبیلیہ پہنچا۔

امیر کے اشبیلیہ پہنچنے پر نہ صرف معتمد، اس کے بیٹوں بلکہ بطلیوس کے قاضی ابو اسحٰق، قرطبہ کے قاضی ابوجعفر، ابن ادہم، اشبیلیہ کے وزیر ابوبکر، اشبیلیہ کے قاضی احمد بن ابراہیم اور دیگر اُمراء نے شاندار انداز میں امیر یوسف بن تاشفین کا استقبال کیا۔ لوگوں کا ایک ہجوم تھا جو امیر یوسف بن تاشفین کو دیکھنے کے لئے اُمڈ آیا تھا۔ جبکہ اس موقع پر معتمد اپنے بیٹوں اور دوسرے امراء اور رؤساء کے ساتھ امیر یوسف بن تاشفین کے لشکر کے پڑاؤ کا انتظام کرنے لگا تھا۔

امیر یوسف بن تاشفین نے اشبیلیہ کے ایک شخص کو بھیج کر اشبیلیہ کے قاضی شیخ احمد بن ابراہیم کو طلب کیا۔

شیخ احمد بن ابراہیم، یوسف بن تاشفین کا استقبال کرنے کے بعد ذرا فاصلے پر کھڑے یوسف بن تاشفین کے سالاروں کا لشکریوں کا جائزہ لے رہے تھے اور امیر یوسف بن تاشفین کے نامور سالار داؤد بن عائشہ سے ہم کلام تھے۔ چنانچہ جب امیر یوسف بن تاشفین کا پیغام ملا تب شیخ احمد بن ابراہیم اور امیر یوسف بن تاشفین کا

Marfat.com

سالار داؤد بن عائشہ دونوں امیر یوسف بن تاشفین کے قریب آن کھڑے ہوئے تھے۔

اس موقع پر امیر نے کچھ سوچا پھر شیخ احمد بن ابراہیم کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"مجھے آپ کی ذات سے متعلق بہت کچھ بتایا گیا ہے۔ جو آپ کے حالات سنائے گئے ہیں، ان سے میں مطمئن ہوں۔ آپ جیسی شخصیت کا میں معتقد بھی ہوں۔ آپ جیسے دین سے محبت کرنے والے لوگ بہت کم ملتے ہیں۔ میں آپ سے یہ جاننا چاہتا ہوں کہ اشبیلیہ کی حکومت میں کوئی ایسا سالار یا کچھ ایسے سالار بھی ہیں جن پر ضرورت کے وقت اعتماد اور بھروسہ کیا جا سکتا ہے؟ جہاں تک معتمد اور اس کے بیٹوں کا تعلق ہے ان سے متعلق تو مجھے تفصیل مل چکی ہے۔ کیا آپ اس سلسلے میں میری رہنمائی کریں گے؟"

اس موقع پر ہلکا سا تبسم شیخ احمد بن ابراہیم کے لبوں پر نمودار ہوا تھا۔ پھر امیر یوسف بن تاشفین کو مخاطب کر کے شیخ احمد بن ابراہیم کہنے لگا۔

"امیر! اس وقت اشبیلیہ کی حکمرانی میں تین سالار ایسے ہیں جن پر اعتماد اور بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔ ان تین میں زکریا بن ادریس سرفہرست، دوسرے نمبر پر غیرور بن شبیب، تیسرے نمبر پر زیدون بن مسلم آتے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل مسلم اور شبیب کو اعلیٰ سالار گنے جاتے تھے لیکن اب ضعیفی ان پر غالب ہے۔ لشکریوں کی سالاری کے فرائض انجام نہیں دے سکتے۔ امیر! جہاں تک زکریا بن ادریس کا تعلق ہے تو میں سمجھتا ہوں ایسا نایاب سالار کہیں سے ملے گا نہیں۔"

اس کے بعد قاضی شیخ احمد بن ابراہیم نے زکریا بن ادریس سے متعلق تفصیل کے ساتھ امیر یوسف بن تاشفین کو بتا دیا تھا۔

یہ ساری تفصیل سن کر امیر یوسف بن تاشفین بے حد متاثر دکھائی دے رہا تھا۔ ساتھ کھڑا اس کا سالار داؤد بن عائشہ بھی بے حد متاثر حالت میں تھا۔ پھر امیر یوسف بن تاشفین نے شیخ احمد بن ابراہیم کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

"ایسے سالار تو ملنا بھی ایک سعادت ہے جس نے افونش کے بیٹے برگنزا اور اس کے نایاب سالار لوکاس اور اسپانا کو ایک نیا اور انوکھا طریقہ استعمال کرتے ہوئے اشبیلیہ سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیا۔ وہ اس لحاظ سے بھی بڑا ذی وقار ہے کہ اشبیلیہ سے ایک لشکر لے کر سرقسطہ کے مسلمانوں کی مدد کے لئے پہنچ گیا۔ کیا وہ اس وقت سرقسطہ میں ہی ہے؟"

Marfat.com

اس پر شیخ احمد بن ابراہیم پھر بول اٹھا۔

"امیر! آپ کی آمد سے پہلے افونش نے ہمارے شہر سرقسطہ کا محاصرہ کیا تھا۔ اس کا لشکر سرقسطہ کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھا۔ لیکن زکریا بن ادریس نے بے پناہ مقامی لشکریوں کے ساتھ مل کر شاندار انداز میں دفاع کیا اور افونش کو سرقسطہ پر قابض نہیں ہونے دیا۔ آپ کی آمد کا سن کر چونکہ افونش نے سرقسطہ کا محاصرہ ترک کر دیا ہے اور اپنی عسکری تیاریوں کو آخری شکل دینے کے لئے طلیطلہ کی طرف چلا گیا ہے لہٰذا اس کے جانے کے بعد زکریا بن ادریس بھی ان چند دستوں کو جن کے ساتھ اشبیلیہ کے ساتھ سرقسطہ کی طرف گیا تھا، واپس اشبیلیہ آ چکا ہے۔"

شیخ احمد بن ابراہیم جب خاموش ہوا تب یوسف بن تاشفین نے بڑی دلچسپی سے شیخ کو مخاطب کیا۔

"کیا میں زکریا بن ادریس سے مل سکتا ہوں؟"

اس پر شیخ احمد بن ابراہیم نے کہا۔

"وہ جو سامنے نوجوانوں کا ایک گروہ کھڑا ہے ان سب سے پیچھے زکریا بن ادریس ہی کھڑا ہے۔ وہ چونکہ عمر بن سریج کی سرائے میں قیام رکھتا ہے لہٰذا اپنے آپ کو اس نے ایک طرح کی کسرِ نفسی میں مبتلا کر رکھا ہے۔ اپنے آپ کو نمایاں نہیں کرتا۔ گمنامی میں ہی اپنی زندگی کے دن گزارنے کو ترجیح دیتا ہے۔"

امیر یوسف بن تاشفین نے پھر کہا۔

"کسی کو بھیج کر اسے بلائیے۔"

شیخ احمد بن ابراہیم نے قریب کھڑے ایک شخص کو اشارہ کیا۔ وہ قریب آیا تو شیخ نے اسے زکریا بن ادریس کو بلانے کے لئے کہا۔

تھوڑی دیر بعد زکریا بن ادریس، امیر یوسف بن تاشفین کی طرف آیا۔ قریب آ کر اس نے اپنی تلوار اور خنجر کی پیٹی کھول لی تھی۔ سامنے آ کر وہ جھکا اور اپنے ہتھیاروں کی پیٹی اس نے امیر یوسف بن تاشفین کے قدموں میں ڈال دی تھی۔ جس وقت وہ امیر کے قدموں کی طرف جھکا تھا، امیر یوسف بن تاشفین اُٹھا تھا، اسے اس کے دونوں شانوں سے پکڑ کر اُٹھایا۔ اس موقع پر زکریا بن ادریس کی گردن بری طرح جھکی ہوئی تھی۔ امیر نے اس کی ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھ کر جب اس کا سر اوپر اٹھایا تو امیر

Marfat.com

یوسف بن تاشفین دنگ رہ گیا۔ زکریا بن ادریس رو رہا تھا۔
اس موقع پر یوسف بن تاشفین نے کپکپاتی اور بکھرتی ہوئی آواز میں اسے مخاطب کر کے پوچھا۔

''میرے عزیز! تُو رو رہا ہے؟......... کسی نے تجھے دکھ دیا ہے؟ تیری دل آزاری کا باعث بنا ہے؟......... تمہاری آمد سے پہلے شیخ احمد بن ابراہیم مجھے تمہارے حالات تفصیل کے ساتھ سنا چکے ہیں۔ تم نے جس انداز میں افونش کے لشکر کے سامنے اشبیلیہ کا دفاع کیا ہے اس پر میں تمہیں سلام پیش کرتا ہوں اور جن جذبوں کے تحت تم ایک چھوٹا سا لشکر لے کر افونش کے مقابلے میں سرقسطہ کے مسلمانوں کی مدد کرنے کے لئے نکلے، تمہارے اس جذبہ کو بھی میں سلام پیش کرتا ہوں۔ پر میرے عزیز! تُو کیوں رویا؟ کیا یہاں تُو تنگی ترشی کی زندگی بسر کر رہا ہے؟ کیا اپنے حالات سے مطمئن نہیں ہے؟ بتا! مجھ سے کوئی چیز چھپانا مت۔''

امیر یوسف بن تاشفین جب خاموش ہوا تب زکریا بن ادریس گھٹی گھٹی سی، روتی سی آواز میں امیر یوسف بن تاشفین کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''امیر! اُندلس کے لوگ بے گناہوں کا خون بہانے والے ہاتھوں، شرارت کے لئے حرکت کرتے پاؤں، دروغ گوئی پر اُترتے جھوٹے لوگوں کی کرب خیزیوں، بھائیوں میں نفاق پیدا کرنے والے منافقوں اور نفرت بھری اُونچی آنکھیں رکھنے والوں کا شکار ہو چکے تھے۔ ایسے ماحول میں، میں اکثر اپنی بے خواب آنکھوں میں سپنے سجایا کرتا تھا کہ تقویم و تقدیر کو پابہ زنجیر کرنے والا کوئی مجاہد کبھی اُٹھے گا اور اُندلس کے حالات کو بدلے گا۔ کلبلاتے غموں کو قفل لگانے والا کوئی سرفروش ان سرزمینوں میں اپنی گونجتی آوازوں کے ساتھ تکبیریں بلند کرے گا اور اُندلس کے لوگوں کی تقدیر بدل کر رکھ دے گا۔ امیر! میں نماز کے بعد اکثر دعا مانگا کرتا تھا کہ اے اللہ! زمین و آسمان تیرا جلال، یہ کُن تیرا کمال ہے۔ تُو بحر و بر میں فطرت کے اپنے جلال اور زندگی کی حسین صداقتوں جیسے اپنے کمال کے صدقہ ہی میں اُندلس کے مسلمانوں کی بہتری کا کوئی سامان کر۔ کوئی ایسا مجاہد اُٹھا، کوئی ایسا سرفروش ان سرزمینوں کی طرف لا جو میری قوم کو نفرت کے طوفانوں سے نجات دے۔ جو میری ملت کو دشمن کے عناد کی آنکھ سے بچائے۔ افسوس ناک باب بند کر دے، ذلت و عار بھرے داغ دھو ڈالے اور مسلم اُمہ

Marfat.com

کے دل کی رحل پر صحراؤں کی بدبختیوں کی دہکتی آگ کی جگہ قربتوں کے بے کنار لمحات ڈال کر رکھ دے۔

یوں وہ ایک مقدس فریضہ ادا کرنے کے لئے ان سرزمینوں میں داخل ہو۔ ان سرزمینوں کے اندھیروں اور تاریکیوں کو رفع کرنے کے لئے تکبیریں بلند کرے اور چہار سُو پھیلی بدبختی اور شور انگیزی کو ثمر آور لمحات میں تبدیل کر دے۔

امیر! آپ کی آمد پر یہاں کے لوگ وقت کی نغمگی کے سیلاب کی طرح خوش اور مطمئن ہیں۔ میں سمجھتا ہوں آج میرے خوابوں کی تعبیر مکمل ہو گئی ہے۔ امیر! آپ کی آمد پر میں صداقت بھری روداد کی طرح خوش ہوں اور یہ میرے آنسو خوشی کے آنسو ہیں۔ امیر! میں ایک بے بس انسان ہوں۔ نہ کسی گروہ پر زور رکھتا ہوں نہ ہی کسی پر میرا بس چلتا ہے۔ لیکن یہ میری دلی آرزو، میری خواہش تھی کہ ان سرزمینوں میں کوئی ایسا انقلاب آئے کہ ہماری ماؤں کی عظمتیں اور حرمتیں، ہماری بہنوں کے آنچلوں کی آبروئیں، ہمارے بزرگوں کی عظمت، ہمارے بچوں کا مستقبل محفوظ ہو جائے۔ اب چونکہ یہ لمحہ آ گیا ہے لہٰذا میری خوشی کی بھی کوئی حد نہیں ہے۔ امیر!........"

یہاں تک کہتے کہتے زکریا بن ادریس کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ امیر یوسف بن تاشفین کے سامنے اس نے جو اپنے ہتھیاروں کی پیٹی کھول کر ڈالی تھی وہ امیر نے اٹھائی اور اپنے ہاتھوں سے وہ پیٹی اس نے زکریا بن ادریس کی کمر پر باندھ دی۔ پھر ایک بار زکریا بن ادریس کو اپنے ساتھ لپٹا کر امیر نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا، اس کے بعد اس کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے امیر یوسف بن تاشفین کہہ رہا تھا۔

"تجھ جیسے نوجوان ہی ملت کا گوہر اور مسلم امہ کا جوہر ثابت ہوتے ہیں۔ تیری باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ تُو اپنی ملت کا درد اور اپنی مسلم امہ کی غم خواری رکھتا ہے۔ تیری آمد سے پہلے قاضی شیخ احمد بن ابراہیم تمہارے حالات تفصیل کے ساتھ مجھے بتا چکے ہیں۔ جو کچھ میں کہنے لگا ہوں، وہ غور سے سننا۔

مجھے بتایا گیا ہے کہ تم نے ایک شخص عمر بن سریع کی سرائے میں قیام کر رکھا ہے۔ اور وہ تم سے کوئی معاوضہ نہیں لیتا۔ میں عمر بن سریع سے بھی ملوں گا۔ اسے اس کے اس نیک جذبہ کا اجر دوں گا۔ تمہارے لئے میں یہ کہوں گا کہ آج سے تم ایک سالار کی حیثیت سے میرے لشکر میں رہو گے، سرائے میں قیام نہیں کرو گے۔ مجھے بتایا گیا ہے

Marfat.com

کہ تمہارے پاس سرائے میں ایک چھوٹا سا صندوقچہ ہے جس میں تم نے اپنے غلامی کے دور کا ایک لباس رکھا ہے جسے تم دیکھتے ہو تاکہ تمہیں اپنی اوقات نہ بھول جائے۔ جس قدر تمہارے پاس سامان ہے وہ لے کر میرے لشکر میں شامل ہو جانا۔ تمہارے لئے ایک عمدہ خیمے کا اہتمام کیا جائے گا۔ اور جب مجھے یہاں کے حالات سے فرصت ہو گی تو اشبیلیہ شہر میں تمہاری رہائش کا بھی انتظام کیا جائے گا۔ تمہاری باتیں سن کر میں بے حد متاثر ہوا ہوں۔ اب میرے لشکر میں تمہاری حیثیت ایک سالار کی نہیں بلکہ میری نگاہوں میں اب تمہاری حیثیت ایک بیٹے کی سی ہے۔ یہ میرے ساتھ میرا سالار داؤد بن عائشہ کھڑا ہے، یہ لشکر میں تمہاری منتقلی کا اہتمام کر دے گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد امیر یوسف بن تاشفین جب خاموش ہوا تب امیر یوسف بن تاشفین کا سالار داؤد بن عائشہ آگے بڑھا، پہلے اس نے دونوں بازو پھیلائے، پھر زکریا بن ادریس کو زوردار انداز میں اس نے گلے سے لگایا۔ اپنا منہ اس کے کان کے قریب لے گیا، پھر ہنستی مسکراتی آواز میں کہنے لگا۔

"زکریا بن ادریس! آج سے تم داؤد بن عائشہ کے بھائی ہو۔ چھوٹے بھائی۔ جس پر میں ہمیشہ فخر کرتا رہوں گا۔

داؤد بن عائشہ کے یہ الفاظ سن کر امیر یوسف بن تاشفین بھی مسکرا رہا تھا۔ داؤد بن عائشہ جب خاموش ہوا تب زکریا بن ادریس کی طرف دیکھتے ہوئے امیر یوسف بن تاشفین نے کہنا شروع کیا۔

"ابنِ ادریس! ذرا اپنے ساتھی سالاروں غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم کو تو بلاؤ۔ میں ان سے بھی ملنا پسند کروں گا۔"

امیر یوسف بن تاشفین کے ان الفاظ کے ساتھ ہی زکریا بن ادریس پیچھے ہٹ گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوٹا۔ اس کے ساتھ غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم دونوں تھے۔ قریب آ کر زکریا بن ادریس نے ان دونوں کا تعارف امیر یوسف بن تاشفین سے کرایا۔ امیر یوسف بن تاشفین اور اس کے بعد داؤد بن عائشہ، غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم دونوں سے گلے لگا کر ملے اس کے بعد زکریا بن ادریس، غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے امیر یوسف بن تاشفین کہہ رہا تھا۔

Marfat.com

''میری قوم کے فرزندو! میرے لشکر میں کام کرتے ہوئے یاد رکھنا وہ قوم جو اپنے دفاع کو فراموش کر کے عیش و عشرت کا بوجھ اپنے کندھوں پر لاد لیتی ہے اس کے دشمن کالی راتوں کے جنگجو عناصر کی طرح اس پر حملہ آور ہو کر اس کے جسم و روح کا ربط ختم کر دیتے ہیں۔ اس کے ہونٹوں کی شبنم خشک، نطق کو زخمی، آنکھوں کو بے بس اور مقاصد کو وحشت کی آگ میں تبدیل کر دیتے ہیں اور روح کو بے درماں گھاؤ دیتے چلے جاتے ہیں۔ قوم کے وہ حکمران اور جنگجو عناصر جو دشمن کی خوفناک اندھی قوت کے سامنے سمندر کا غصیلا رقص بن جاتے ہیں، ہولناک طاقتور موت کی صورت میں دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں، وہی زندگی کے اثرات سے سرخرو ہو کر نکلتے ہیں۔ وہی حکمران اور قوم کے مجاہد کفر و الحاد کے تمدن اور ننگ و ذلت کے شبستانوں کو خیر و سعادت کے سرچشموں اور تسلیم و رضا کی خو میں ڈھال سکتے ہیں۔

جو کچھ اب تک مجھے اندلس کے حکمرانوں سے متعلق اطلاعات فراہم کی گئی ہیں، یہ طوائف الملوکی کا شکار ہیں۔ رت جگوں کی طرح ان کے اپنے لب سلے ہوئے ہیں اور وہ ان بے ربط لمحوں کے ان گنت احوال کی طرح ہیں جو کسی اور کے اشارے پر ہی ناچتے ہوں۔ انہوں نے صرف اپنی عیش، اپنی عشرت کو برقرار رکھا ہے۔ خواہ اس کے صلے میں انہیں افونش کو خراج ہی کیوں نہ ادا کرنا پڑے۔ ان کے ہاں عبودیت کے پراسرار نغمے نہیں، صنم خانوں کی عیش و عشرت کی بھرمار ہے۔ ایسے حکمران اور قوم کے ایسے افراد صحراؤں کے اندر رقص کرتی اور نمودار ہوتی موت کے ہولناک سایوں اور قعرِ مذلت سے اچانک اُٹھتے عذابوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ایسے حکمران آندھیوں میں چراغ روشن نہیں کر سکتے۔ نہ ہی یہ عارف کے دل و جان کی تڑپ، نہ ہی مجاہد کے جذبوں کے امین بن سکتے ہیں۔ ایسے حکمرانوں کے خلاف ان کے دشمن موت کی رقصاں انگلیوں کی طرح حرکت میں آتے ہیں اور ان کی سانسوں کی ڈوریاں کاٹتے ہوئے انہیں کائنات کے اندھیروں کی تہوں، صدیوں کی آہ و بکاء اور گناہوں کے سیاہ زاروں میں پھینک دیتے ہیں۔

میں جانتا ہوں افریقہ میں جو ہمارا ماحول ہے، یہاں کا تمدن اس سے بالکل مختلف ہے۔ ہم لوگ شریعت اور شریعت کے احکامات کی سختی سے پابندی کرنے والے ہیں۔ ہمارے ہاں عیش و عشرت کا کوئی شائبہ نہیں۔ ہم کسی کو خراج ادا نہیں کرتے اور ہماری

Marfat.com

مملکت کی طرف اگر کوئی دشمن آنکھ اٹھا کر بھی دیکھتا ہے تو ہم اسے اس کی بصارت سے بھی محروم کر دیتے ہیں۔ بہر حال میں کوشش کروں گا یہاں کے حکمرانوں کو افونش کی ذلت اور نکبت سے نجات دلانے کے بعد ان کے اندر اتحاد و تعاون، یکجہتی اور ایک مرکزی حکومت قائم کی جائے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد امیر یوسف بن تاشفین جب خاموش ہوا، تب دُکھتے دل، کپکپاتی آواز میں زکریا بن ادریس کہنے لگا۔

"امیر! آپ کا کہنا درست ہے۔ اندلس میں مسلمانوں نے اپنی چھوٹی ریاستیں قائم کر لی ہیں۔ ہر حکمران دوسرے کا دشمن بنا ہوا ہے اور ایک دوسرے کے خلاف ماضی میں یہ افونش سے مدد طلب کرتے رہے ہیں۔ ہر کوئی اسے خراج دیتا ہے۔ امیر! اُندلس میں مسلمان حکمرانوں کا اپنا علیحدہ مخرج، علیحدہ منبع، علیحدہ مطلع، علیحدہ ہی مقطع ہے۔ یہ لوگ فرض کو سزا، جبر کو امن خیال کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ افونش جب چاہتا ہے تند خو بگولوں، دھونس کے زرد بادلوں کی طرح مسلمان علاقوں پر چڑھ دوڑتا ہے۔ بستیوں، شہروں کی حالت برہنہ شاخوں، دل آشوبی، بے یقینی کی دُھند اور آگہی کے آشوب کی طرح کرتا چلا جاتا ہے۔ امیر! ہم تو آپ کے شکر گزار ہیں کہ آپ اُندلس کے مسلمانوں کی مدد اور اعانت کے لئے پہنچے ہیں۔ ہم لوگ تو ہر وقت یہی اُمید رکھتے تھے کہ کاش کوئی طاقت ور مسلمان اُٹھے، تکبیر بلند کرے اور افونش کے پاؤں تلے سے اپنی زمین کھینچ کر رکھ دے۔ کوئی خدا پرست حکمران کیمیا گر بن کر اُٹھے اور افونش کو شکست دے کر اس کا اس قدر تعاقب کرے جس طرح ریوڑ کا کوئی چوپان اپنی زندگی کی پرواہ کئے بغیر اپنے ریوڑ کی حفاظت کی خاطر اپنا عصا لے کر جنگلی بھیڑیوں کے پیچھے پڑ جاتا ہے۔ امیر! اب جب آپ آ ہی گئے ہیں تو کم از کم ہم جیسے جوانوں کی ساری توانائیاں آپ کے لئے وقف ہیں۔"

زکریا بن ادریس جب خاموش ہوا تب کچھ دیر تک امیر یوسف بن تاشفین توصیفی انداز میں مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھتا رہا، پھر اپنے سالار داؤد بن عائشہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"ابنِ عائشہ! ان تینوں کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ ہمارا پڑاؤ جب قائم ہو تو اس پڑاؤ میں ان تینوں کی رہائش کا بھی عمدہ انتظام کیا جائے گا۔ فی الحال یہ ہمارے لشکر میں

Marfat.com

رہیں گے۔ تاہم کسی مہم کے سلسلے میں اگر معتمد کو ان کی ضرورت پڑی تو معتمد ان کی خدمات سے استفادہ کرسکتا ہے۔"

اس کے ساتھ ہی داؤد بن عائشہ امیر یوسف بن تاشفین کے حکم پر زکریا بن ادریس، غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم کو اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

Marfat.com

❁

شام سے کچھ پہلے انیتش مسکراتا ہوا اپنی حویلی میں داخل ہوا تھا۔ اُس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے اموسیہ اور روانده دونوں ماں بیٹی خوش ہو گئی تھیں۔ انیتش جب دیوان خانہ میں جا کر بیٹھا تو اموسیہ اور روانده بھی اس کے سامنے بیٹھ گئیں۔ پھر گفتگو کا آغاز اموسیہ نے کیا اور اپنے شوہر انیتش کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''میں دیکھتی ہوں آپ آج معمول سے کچھ زیادہ ہی خوش اور مطمئن دکھائی دے رہے ہیں۔''

اموسیہ کے اس سوال پر انیتش کھل کر مسکرا دیا۔ کہنے لگا۔

''اموسیہ! تیرا کہنا درست ہے۔ آج میں اپنے بیٹے زکریا بن ادریس سے مل کر آ رہا ہوں۔''

انیتش کے ان الفاظ پر روانده چونکی تھی، بڑی بے تابی اور بے چینی سے اس نے انیتش کو مخاطب کر کے پوچھ لیا۔

''بابا! وہ تو ایک لشکر لے کر سرقسطہ گئے ہوئے تھے اور آپ کہتے ہیں آپ ان سے مل کر آ رہے ہیں۔''

جواب میں انیتش پہلے سے بھی زیادہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''بیٹی! یہ خبر تو تم دونوں ماں بیٹی تک پہلے ہی پہنچ چکی ہے کہ افریقہ سے امیر یوسف بن تاشفین یہاں اپنے لشکر کے ساتھ پہنچ چکے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ زکریا بن ادریس، افونش سے سرقسطہ کا دفاع کرنے کے لئے ایک لشکر لے کر وہاں گیا ہوا تھا۔ لیکن جب افونش کو یہ خبر ہوئی کہ افریقہ کا مسلمان حکمران امیر یوسف بن تاشفین اپنے لشکر کو لے کر مسلمانوں کی مدد کے لئے یہاں اندلس میں پہنچ گیا ہے تو اس

Marfat.com

نے سرقسطہ شہر کا محاصرہ ترک کر دیا اور اپنے لشکر کو لے کر وہ طلیطلہ کی طرف چلا گیا ہے۔ اُس کے اس طرح محاصرہ ترک کرنے کے بعد زکریا بن ادریس بھی اپنے لشکر کے ساتھ یہاں پہنچ گیا ہے۔ میری بیٹی! اس کے بعد جو حالات پیش آئے ان پر میں ہی نہیں، تم دونوں ماں بیٹی بھی فخر کر سکتی ہو۔''

''وہ کون سے حالات ہیں؟'' اموسیہ نے تجسس بھرے انداز میں انیتش کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ لیا تھا۔

''سن اموسیہ!'' انیتش پہلے کی طرح خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ ''جس دلیری، جس جرأت مندی سے زکریا بن ادریس نے اپنے دونوں ساتھیوں غیرد بن شبیب اور زیدون بن مسلم کے ساتھ افونش کے بیٹے برگنزا سے اشبیلیہ شہر کا دفاع کیا تھا اور جس طرح وہ لشکر لے کر سرقسطہ کے مسلمانوں کی مدد کے لئے چلا گیا تھا یہ ساری خبریں اشبیلیہ کے قاضی شیخ احمد بن ابراہیم نے امیر یوسف بن تاشفین تک پہنچا دیں۔ ساتھ ہی شیخ احمد بن ابراہیم نے زکریا بن ادریس کے سارے حالات بھی امیر سے کہہ دیئے کہ کس طرح وہ بے چارہ طلیطلہ کا رہنے والا تھا، غلام بنا لیا گیا اور بھاگ کر اشبیلیہ آیا اور یہاں عمر بن سریع کی سرائے کے ایک کمرے میں ٹھہرا ہوا ہے۔ زکریا بن ادریس کے یہ حالات سن کر امیر یوسف بن تاشفین بے حد متاثر ہوا۔ اس نے زکریا بن ادریس کو اپنے لشکر میں شامل کر لیا ہے بلکہ زکریا کو امیر یوسف بن تاشفین نے اپنا بیٹا بنا لیا ہے۔

انیتش جب خاموش ہوا تب بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے روانده بول اُٹھی۔

''بابا! آج اتنی ڈھیر سی خوشیاں آپ کو کیسے اور کہاں سے مل گئیں؟ اور یہ ساری خبریں آپ سے کس نے کہیں؟''

جواب میں انیتش پھر پہلے جیسے لہجے میں کہنے لگا۔

''بیٹی! آج دکان میں دل نہیں لگ رہا تھا۔ جب سے مجھے اس بات کا پتہ چلا ہے کہ میری بیٹی زکریا بن ادریس کو اپنی زندگی کا ساتھی بنانا چاہتی ہے اس دن سے میری خوشی کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ اس لئے کہ تمہارے اس اظہار سے پہلے ہی میں نے اپنے دل میں یہ ٹھان رکھی تھی کہ اگر قدرت نے کوئی اچھا موقع دیا تو میں زکریا بن ادریس کو اپنا بیٹا بناؤں گا اور اپنی بیٹی روانده کو اس سے بیاہ دوں گا۔ گو میں نے اپنی اس خواہش کا

Marfat.com

کہ امو

تم ہمار

دیر پہلے

لئے بہتر

چاہئے تو

اینٹ

کہنے لگی

"با

یہاں آرا

میں جاکر

Marfat.com

روانده کے ان الفاظ پر اینتش خوش ہو گیا تھا۔ پھر اموسیہ اور روانده دونوں ماں بیٹی دیوان خانہ سے نکل کر مطبخ کی طرف چلی گئی تھیں۔

وقت تیزی سے گزرنے لگا۔ اموسیہ اور روانده دونوں ماں بیٹی مطبخ میں کھانا تیار کرنے کے بعد دوبارہ دیوان خانہ میں اینتش کے پاس جا کر بیٹھ گئی تھیں۔

کوئی زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ اس پر چونکنے کے انداز میں اموسیہ بول اُٹھی۔

”زکریا بن ادریس آیا ہے۔“

دستک پر روانده اور اس کا باپ اینتش بھی خوش ہو گئے تھے۔ پھر اینتش اپنی جگہ پر اٹھا اور دیوان خانہ سے نکلتے ہوئے کہنے لگا۔

”دروازہ کھلا ہے۔“

جواب میں باہر سے زکریا بن ادریس کی آواز سنائی دی۔

”کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟“

اینتش تیز تیز چلتا ہوا دروازے کے قریب پہنچ گیا۔ اموسیہ اور روانده بھی دیوان خانہ سے نکل کر صحن میں آ گئی تھیں۔ اینتش نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور زکریا بن ادریس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”بیٹے! یہ بھی تُو نے خوب کہا۔ اندر آنے کے لئے اجازت مانگ رہے ہو۔ تمہاری حیثیت اس گھر میں بیٹے کی سی ہے۔ اور کیا بیٹے گھر میں آتے ہوئے اجازت مانگتے ہیں؟ کھٹکا ضرور کر سکتے ہیں تاکہ اندر رہنے والے محتاط ہو جائیں، پردہ کر لیں۔ لیکن یہاں نہ تو کسی کو تم سے محتاط ہونے کی اور نہ ہی پردہ کرنے کی ضرورت ہے۔“

یہاں تک کہتے کہتے اینتش خاموش ہو گیا اس لئے کہ زکریا بن ادریس حویلی میں داخل ہو گیا تھا۔ اتنی دیر تک اموسیہ آگے بڑھی اور بڑی شفقت میں زکریا بن ادریس کے شانے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہنے لگی۔

”بیٹے! یہ تم کیا کر رہے ہو؟ پہلے دروازے پر رک گئے، پھر اندر آنے کی اجازت طلب کی۔“

جواب میں زکریا بن ادریس مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

”غلطی ہوئی۔ چلیں معاف کر دیں۔“

Marfat.com

انیتش یہاں تک کہنے کے بعد رکا تب اموسیہ اپنی جگہ سے اُٹھی اور زکریا بن ادریس کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

”بیٹے! میں تھوڑی دیر تک آتی ہوں۔ ذرا مطبخ کو دیکھ لوں۔“

زکریا بن ادریس نے جب مسکراتے ہوئے اثبات میں گردن ہلائی تب اموسیہ باہر نکل گئی۔ کچھ دیر بعد اموسیہ نے انیتش کو آواز دے کر اپنی طرف بلایا۔ اس پر انیتش اُٹھ کھڑا ہوا۔ زکریا بن ادریس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

”بیٹے! روانده کی ماں نے مجھے بلایا ہے۔ شاید کوئی کام ہے۔ تم دونوں بیٹھ کر باتیں کرو۔“

اس کے ساتھ ہی انیتش اپنی جگہ سے اُٹھ کر نکل گیا تھا۔ شاید اس طرح انیتش اور اموسیہ دونوں پہلے سے طے شدہ منصوبہ بندی کے تحت زکریا بن ادریس اور روانده کو تنہائی میسر کر کے باہم گفتگو کرنے کا موقع فراہم کرنا چاہتے تھے۔

دیوان خانہ میں تھوڑی دیر تک خاموشی رہی، پھر گفتگو کا آغاز روانده نے کیا اور زکریا بن ادریس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

”مجھے آپ سے بڑی شکایتیں اور شکوے ہیں۔ دیکھیں، میرے بابا اور امی دونوں آپ کو اپنا محسن، اپنا مربی کہہ چکے ہیں۔ ساتھ ہی آپ سے یہ بھی التماس کی گئی تھی کہ آپ اس گھر کے فرد ہیں، آتے جاتے رہا کریں۔ لیکن آپ تو ایک بار آنے کے بعد اس گھر کا رخ کرنا ہی بھول گئے۔ وہ بھی آپ خود نہیں آئے تھے بلکہ بازار میں اپنے گھوڑے کی نعل بندی کرانے کے بعد جس وقت آپ عمر بن سریع کی سرائے کی طرف جا رہے تھے تو میں نے آپ کو پیچھے سے پکارا تھا اور اپنے ساتھ حویلی میں لے آئی تھی۔“

جواب میں زکریا بن ادریس سنجیدہ ہو گیا۔ کہنے لگا۔

”دیکھو روانده! زندگی کچھ ایسی مصروف ہو گئی ہے کہ کچھ سمجھ ہی نہیں آتا کہ کیا، کیا جائے اور کیا نہ کیا جائے؟ تمہیں یاد ہے پہلے جب برگنزا، اشبیلیہ پر حملہ آور ہونے کے لئے طلیطلہ سے چلا تھا تو کئی دن تک ہم تیاری میں مصروف رہے، اس کے بعد میں سرقسطہ کی طرف چلا گیا اور تمہارے ہاں آنے کا موقع نہ ملا۔ اس کے لئے میں معذرت خواہ ہوں۔“

”میں آپ کو اس بات پر بھی مبارک باد دیتی ہوں کہ آپ نے جنگ کا ایک نیا

Marfat.com

طریقہ اختیار کرتے ہوئے افونش کے بیٹے برگنزا اور اس کے جرار لشکر کو اشبیلیہ شہر کا محاصرہ ترک کر کے طلیطلہ کی طرف بھاگ جانے پر مجبور کر دیا۔''

روانده جب خاموش ہوئی تب کچھ دیر کی سوچ کے بعد زکریا بن ادریس نے غور سے اس کی طرف دیکھا، پھر کہنے لگا۔

''میں نے سنا ہے کہ اشبیلیہ کے وزیر ابوبکر، اس کی بیٹی صدف بنت ابوبکر اور صدف کی ماں حزیرہ تمہارے ہاں آئے تھے اور تمہارا رشتہ وزیر ابی بکر کے بیٹے قیطان کے لئے مانگا تھا۔ مجھے یہ بھی بتایا گیا تھا کہ جس روز وہ تمہارا رشتہ مانگنے آئے تھے، اسی روز، اس موقع پر ہی تم نے اس رشتہ سے انکار کر دیا تھا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد دم لینے کے لئے زکریا بن ادریس رُکا، پھر روانده کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میں جانتا ہوں یہ تمہارا ذاتی معاملہ ہے اور مجھے اسے کریدنے کا کوئی حق نہیں۔ اس کے باوجود اگر تم برا نہ مانو تو کیا میں پوچھ سکتا ہوں، کیا تم نے شادی نہ کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے؟ کیا کسی اور کو اپنا ہم سفر، اپنی منزل کا نشان بنا رکھا ہے؟ ورنہ اشبیلیہ کے وزیر ابوبکر کے بیٹے کا رشتہ بہت اعلیٰ تھا۔ میرے خیال میں ایک لڑکی کو اس سے بہتر رشتہ نہیں مل سکتا۔''

اس موقع پر روانده نے کسی قدر گھورنے اور غور سے زکریا بن ادریس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''اگر اعلیٰ رشتوں ہی کی مجھے جستجو ہوتی تو پھر میں افونش کے حرم ہی میں کیوں نہ چلی جاتی؟ وہاں سے بھاگ کر یہاں کیوں آتی؟ رہا آپ کا دوسرا سوال، کیا میں کسی اور کو پسند کرتی ہوں اور اسے اپنی منزل کا نشان بنا چکی ہوں تو آپ کا اندازہ درست ہے۔''

روانده یہاں تک کہنے کے بعد جب رکی تب زکریا بن ادریس بول اُٹھا۔ ''اگر تم برا نہ مانو تو کیا میں جان سکتا ہوں وہ کون ہے؟''

''یہ آپ بار بار کیوں دہرا رہے ہیں کہ اگر میں برا نہ مانوں؟ اس سے پہلے میں نے کبھی آپ کی کسی بات کا برا مانا ہے؟'' روانده نے بڑے پیار سے زکریا بن ادریس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا تھا۔ ''میں آپ کی کسی بھی بات کا برا نہیں مان سکتی۔ لہٰذا میرے ساتھ دورانِ گفتگو خدا کے لئے یہ جملہ استعمال نہ کیا کریں۔ میں کس

Marfat.com

کو اپنی منزل کا نشان بنا چکی ہوں، اس کا جواب دینے سے پہلے میں آپ پر یہ انکشاف کروں کہ میں، بابا اور امی تینوں اسلام قبول کر چکے ہیں اور اب ہم مسلمان ہیں۔"

روانده کے اس انکشاف پر زکریا بن ادریس مسکرا دیا تھا۔ کہنے لگا۔

"میں اس کے لئے تمہیں مبارکباد دیتا ہوں۔ بابا اور اماں آتی ہیں تو انہیں بھی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اب بولو! میرے دوسرے سوال کا کیا جواب ہے تمہارے پاس؟"

جواب میں روانده کہنے لگی۔

"میں آپ سے پہلے ہی کہہ چکی ہوں کہ میں نے جو اشبیلیہ کے وزیر ابوبکر کے بیٹے قیطان سے رشتہ کی پیش کش کو منظور نہیں کیا تھا تو اس کی وجہ یہی تھی کہ میں کسی اور کو پسند کر چکی ہوں اور اسے اپنی زندگی کا ساتھی، اپنی منزلوں کا نشان، اپنی زیست کا محور بنا چکی ہوں........ اب آپ یہ بھی پوچھتے ہیں کہ وہ کون ہے؟ ساتھ ہی آپ یہ بھی جملہ استعمال کرتے ہیں کہ اگر میں برا نہ مانوں۔ برا نہ ماننے کا میں پہلے ہی جواب دے چکی ہوں کہ میں آپ کی کسی بات کا برا نہیں مانوں گی۔ رہا اُس عظیم شخصیت کا سوال جسے میں اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کا فیصلہ کر چکی ہوں یا دوسرے الفاظ میں جس کے متعلق آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ میں اس سے محبت کرتی ہوں، اُسے پسند کرتی ہوں تو وہ........"

یہاں تک کہنے کے بعد روانده رکی، کچھ سوچا، دوبارہ وہ کہہ رہی تھی۔

"وہ ایک ایسا نوجوان ہے جو چلاتی، چیختی، برباد کرتی آندھیوں اور ذلت کے گرداب بھرنے والی ہوس باختگی اور کربِ مسلسل کا رُخ موڑ سکتا ہے۔ وہ ایک ایسا لاجواب اور بے مثال نوجوان ہے جو وادیوں کی گل اندامیوں، لمس و لذت کی عطر فشانیوں، وقت کی نغمگی کے سیلاب، بہاروں کے افسانوں، ستاروں کے ترانوں کو لات مار کر خوش کن نظاروں کے خزانوں کو ٹھوکروں پر رکھ کر اپنی ملت کی امیدوں کی کہکشاؤں، مسلمانوں کے خواب زاروں کی کرنوں کے نقاب، شفق کے رخساروں جیسی وطن کی بیٹیوں، ماؤں کے با عظمت آنچلوں، سوچوں کے بے انت اعتکاف جیسے بزرگوں، حلقہ در حلقہ معصومیت کا رقص کرتے بچوں کی حفاظت کو ترجیح دے سکتا ہے۔ وہ وقت کے بے کراں صحراؤں میں ہزاروں گزند دینے والے طوفانوں اور قضا کی ستم کی آگ کے سامنے وقت کی ایک غالب تہذیب، انقلاب و تبدیلی کا سبب اور علت بن کر

Marfat.com

کھڑا ہونے کا ہنر جانتا ہے۔ وہ سیاہ رات کے الاؤ میں وقت کے بدترین عذابوں کی حدت میں بھی اپنے دشمنوں پر ہزیمت کی بے کیف جلن ڈال کر ان کی حالت دھوئیں کے ٹیڑھے مرغولوں کی سی کر دینے کی صناعی سے آشنا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد روانده رکی، ایک لمبا سانس لیا، دوبارہ وہ کہہ رہی تھی۔

''وہ نوجوان وقت کے بے محیط لمحوں میں برگِ نیلوفر میں لپٹی خوشبو، اجاڑ نگاہوں، بکھرتے جذبوں میں گلابی کرنوں کی شادابی، تغیر و تبدل کے خونی انقلابوں میں چاند کی مہربان کرنوں، آہ و فغاں کے ہنگاموں میں پھولوں سے لدے تاکستانوں، نفرتوں کے لق و دق دشت میں چاہتوں کی جھلملاتی نیلمی رُتوں، آتش و آہن کے سیلاب میں سمندر کی کشادہ پیشانیوں اور حالات کے بدترین کھردرے ماحول میں صداقت کی دھاڑتی حقیقتوں جیسا ہے۔

کاش! میں اُسے کبھی یہ بتا سکتی کہ وہ میری روح کی سرد تہوں تلے آشنا میرے دل کے گہرے سناٹوں میں چاند کی روشنی اور پیمانہ مشیت سے وابستہ میرے قیام و قعود، میرے جذبوں کے صعود و نزول میں خوشبو کی طرح بستا ہے۔ میرے اظہار کی دستک میں وہ زندگی کی ثمر آور خواہشوں جیسا ہے۔ میرے لئے وہ بے سراغ صدیوں کا سراغ، کرب کے طوفانوں میں فیضانِ سرمدی، وحشت بدوش عناصر میں بے لوث ریاضت و سعی کا چراغ ہے۔

ابنِ ادریس! جس نوجوان کو میں نے اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کا فیصلہ کیا ہے، جسے میں اپنی منزلوں کا نشان بنا چکی ہوں، وہ ایسا نوجوان ہے جو تعمیر کے گلدانوں میں خار بونے والے کھلیانوں میں قحط کے ڈھیر لگانے والوں اور ملت کے نشیمن پر بجلیاں گرانے والوں کے خلاف ستم کی آگ کی طرح نزول کرتا ہے اور اپنے دشمنوں کی خوشیوں کو آہوں میں بدل سکتا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد روانده رکی، پھر ہلکی ہلکی مسکراہٹ، میٹھی میٹھی نگاہوں سے زکریا بن ادریس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''جس شخصیت کو میں نے چاہا ہے، جس سے میں نے محبت کی ہے، جسے میں نے اپنا سب کچھ بنایا ہے کیا اس سے متعلق اتنا ہی تعارف کافی ہے یا کچھ اور بھی کہوں؟''

زکریا بن ادریس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے دونوں کان پکڑ لئے، پھر

Marfat.com

مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ ’’میری توبہ جو میں کچھ کہوں۔ روانده! جس نوجوان کو تُو نے اپنی زندگی کا ساتھی، اپنی چاہت اور محبت کا مرکز بنایا ہے وہ تو میری سوچوں سے بھی کئی ہزار میل آگے ہے۔ میں تو ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔ ساتھ ہی میں یہ سوچ کر بھی حیران اور پریشان ہوں کہ جس شخص کو تم نے چاہا ہے اس سے متعلق تم ایسے خوشگوار اور اونچے الفاظ بھی استعمال کر سکتی ہو۔‘‘

جس وقت زکریا بن ادریس نے اپنے دونوں کان پکڑے تھے، اس وقت روانده کھلکھلا کر ہنس دی تھی۔ زکریا بن ادریس جب خاموش ہوا تب دوبارہ غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے شیریں اور مٹھاس بھری آواز میں روانده نے پھر پوچھ لیا۔

’’کیا آپ مجھ سے اس نوجوان کا نام نہیں پوچھیں گے جسے میں نے پسند کیا اور چاہا ہے؟‘‘

زکریا بن ادریس مسکرایا اور کہنے لگا۔ ’’دیکھو روانده! پوچھ کر میں کیا کروں گا؟ جس شخص کو تم نے چاہا ہے وہ تمہیں مبارک ہو۔ لیکن وہ میری سوچوں سے بہت آگے، میری اُمیدوں سے بہت باہر ہے۔ لہٰذا میں اس کا نام پوچھ کر کیا کروں گا؟‘‘

روانده نے پھر پہلے جیسے انداز میں زکریا بن ادریس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ ’’آپ کو اس کا نام ضرور پوچھنا چاہئے۔ اگر آپ نہیں پوچھتے تو میں خود بتائے دیتی ہوں۔ جس نوجوان سے میں نے محبت کی ہے، جسے میں نے چاہا ہے، جس کی محبت کو میں نے اپنے دل میں جگہ دی ہے، جس کی چاہت کے مرکز کو میں اپنی زندگی کا محور بنا چکی ہوں، اس نوجوان کا نام زکریا بن ادریس ہے۔‘‘

جواب میں زکریا بن ادریس مسکرایا اور کہنے لگا۔

’’اللہ رے! کیا خوش کلامی ہے؟ کہاں محترم انیتش کی بیٹی روانده اور کہاں میں زکریا بن ادریس۔ اس لئے کہ.........‘‘

روانده نے فوراً زکریا بن ادریس کی بات کاٹ دی، احتجاج بھرے انداز میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

’’اب آپ یہ نہ کہئے گا کہ روانده کا باپ اشبیلیہ کا ایک تاجر ہے، صاحب ثروت ہے۔ آپ یہ بھی نہ کہئے گا کہ روانده کے باپ کے پاس ایک بہت بڑی حویلی ہے، جبکہ روانده کے مقابلے میں زکریا بن ادریس کے پاس کچھ نہیں۔ وہ عمر بن سریع کی سرائے

Marfat.com

کے ایک کمرے میں رہتا ہے اور روانده کو بیوی کی حیثیت سے ساتھ رکھنے کے لئے اس کے پاس کوئی ٹھکانہ بھی نہیں ہے۔ مجھے ان چیزوں سے کوئی غرض و غایت نہیں ہے۔ میں نے آپ کی ذات سے محبت کی ہے۔ میں نے کسی اثاثے، کسی پونجی کو تو نہیں چاہا۔ آخر آپ بھی تو کہیں رہ کر اپنی زندگی کے دن گزاریں گے۔ کہیں آپ بھی تو اپنے روز و شب بسر کریں گے۔ جہاں آپ رہیں گے، کیا وہاں روانده نہیں رہ سکتی؟ جہاں آپ قیام کریں گے، جس جگہ کو آپ ٹھکانہ بنائیں گے، کیا آپ کی بیوی کی حیثیت سے وہاں روانده کے لئے رہنا ممنوع ہوگا؟ زکریا بن ادریس! میں کھل کر آپ پر یہ انکشاف کر دوں کہ میں ان لڑکیوں میں سے نہیں ہوں جو دولت و ثروت کے پیچھے بھاگتی ہیں۔ اگر میں نے ایسا کرنا ہوتا تو افونش کے حرم کا رخ کرتی۔ اگر میں نے ایسی خواہشوں کو اپنانا ہوتا تو اشبیلیہ کے وزیر ابوبکر کے بیٹے قیطان کے رشتہ سے انکار نہ کرتی۔ مجھے نہ دولت چاہئے اور نہ ہی زر کی ہوس ہے۔ مجھے صرف زکریا بن ادریس چاہئے۔ اس لئے کہ زکریا بن ادریس ہی وہ نوجوان ہے جسے میں اپنی زندگی کا ساتھی اور اپنی محبت کا محور بنا چکی ہوں۔ بس اس سے زائد میں آپ سے کچھ نہیں کہنا چاہتی۔ اس موقع پر میں آپ پر یہ بھی واضح کر دوں کہ اگر آپ مجھے اشبیلیہ شہر کے اندر یا اس کے نواح میں کہیں بھی خس کا جھونپڑہ بھی بنا کر دے دیں گے اور خس کے اس جھونپڑے میں اگر آپ میرے ساتھ رہیں گے تو میں اس جھونپڑے کو ہی اشبیلیہ کا قصر جان کر وہاں زندگی کے دن خوش باش گزار دوں گی۔"

روانده کے ان الفاظ کے جواب میں زکریا بن ادریس سنجیدہ ہو گیا تھا۔ کچھ دیر گہری سوچوں میں ڈوبا رہا، پھر روانده کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"روانده! میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تم اتنے بڑے جہان میں میرا انتخاب کرو گی۔ روانده! جس وقت تم نے افونش کے علاقوں سے اشبیلیہ تک میرے ساتھ سفر کیا تھا، میں نے تمہاری حفاظت ایک مقدس امانت جان کر کی تھی۔ کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ میں تمہیں اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کی حامی بھروں گا۔ اس سے پہلے قیطان بن ابوبکر نے بھی سرائے میں مجھ پر انکشاف کیا کہ روانده تمہیں چاہتی اور پسند کرتی ہے لیکن میں نے اس کے خیالات کو ٹھکرا دیا تھا۔ میں نے اپنے دل میں یہ بات بٹھا لی تھی کہ شاید محترم انیتش نے قیطان کو رشتہ نہ دینے کے لئے یہ ایک وجہ اور علت بنا لی ہو کہ روانده

Marfat.com

زکریا بن ادریس کو پسند کرتی ہے۔ اب جبکہ تم نے اپنی محبت اور چاہت کے پھول مجھ پر نچھاور کئے ہیں تو روانده! میں تمہیں مایوس نہیں کروں گا۔ وقت کے منجدھار میں، میں تمہیں اپنی زندگی کی سب سے قیمتی متاع جان کر تمہاری حفاظت کروں گا، تمہارے جذبات، تمہارے احساسات، تمہاری محبت، تمہاری چاہت کی قدر کروں گا۔"

زکریا بن ادریس کے ان الفاظ کے جواب میں روانده کے چہرے پر ایسی خوشیاں بکھری تھیں جو بے نظیر اور بے مثال کہی جا سکتی تھیں۔ پھر وہ اُچھلنے کے انداز میں اپنی جگہ پر اُٹھی، بھاگتی ہوئی باہر نکل گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوٹی، اس کے ساتھ انیتش اور اموسیہ دونوں تھے اور دونوں مسکراتے ہوئے آ رہے تھے۔ اموسیہ روانده کے پہلو میں بیٹھ گئی جبکہ انیتش زکریا بن ادریس کے ساتھ بیٹھ گیا تھا۔ گفتگو کا آغاز انیتش نے کیا اور زکریا بن ادریس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"بیٹے! روانده میرے اور اپنی ماں کے سامنے پہلے ہی انکشاف کر چکی تھی کہ وہ تمہیں چاہتی ہے۔ ہم اسے اس کی پسند کے حوالے کرنا چاہتے تھے۔ اسی سلسلے میں، میں تمہیں بلانے سرائے میں گیا تھا۔ لیکن اُس وقت تم سرقسطہ جا چکے تھے۔ بیٹے! آج بھی میں تمہاری طرف گیا اور تمہیں گھر آنے کے لئے کہا۔ میں تم سے نہ کوئی چیز چھپاؤں گا اور نہ ہی جھوٹ بولوں گا۔ اس لئے کہ اب تم اس گھر کے ایک فرد ہو۔ جانے سے پہلے میں اور میری بیوی اموسیہ نے یہ منصوبہ بندی کی تھی کہ جب زکریا بن ادریس یہاں آئے گا تو میں اور اموسیہ دونوں تم دونوں کو علیحدگی میں بیٹھ کر گفتگو کرنے کا موقع فراہم کریں گے تاکہ تم دونوں ایک دوسرے کے دل کا حال جان سکو۔ میں اور میری بیوی اموسیہ بے حد خوش ہیں کہ تم دونوں نے اپنی محبت اور اپنی چاہت کا معاملہ طے کر لیا ہے۔ بیٹے! میری بات غور سے سننا۔ آج سے میری بیٹی روانده تمہاری امانت ہے۔ جب بھی تم اسے لے جانا چاہو گے، ہم انکار نہیں کریں گے۔ جب تک تم دونوں کی شادی کا اہتمام نہیں کیا جاتا، میں اور اموسیہ یہ بھی چاہیں گے کہ تم دونوں کی منگنی کا اہتمام کر دیا جائے تاکہ رات اور دن کے کسی بھی حصہ میں اگر تم دونوں ملنا چاہو تو تم پر کوئی پابندی نہ رہے۔ بیٹا! یہ گھر تمہارا ہے۔ اب مجھے تمہیں یہاں لانے کے لئے پھر تمہارے پاس جا کر بلانا نہ پڑے۔ میرے بیٹے! جہاں تمہاری ذات روانده کے لئے خواہشوں کا مرکز ہے وہاں اب روانده تمہارے لئے چاہتوں کا محور ہے۔ لہٰذا تم دونوں

Marfat.com

جب اور جس وقت چاہو مل سکتے ہو۔ میری اور اموسیہ کی طرف سے تم دونوں کو اجازت ہے۔ بیٹے! اپنے ذہن میں کبھی یہ بات بھی نہ لانا کہ روانده کو رکھنے کے لئے تمہارے پاس کوئی ٹھکانہ اور رہائش نہیں ہے۔ بچے! کیا تم یہ نہیں سوچتے ہو کہ ہماری ایک ہی بیٹی ہے۔ میرا تاجر خانہ، میری یہ حویلی کس کے لئے ہے؟ روانده کے لئے ہے۔ جب روانده تمہاری ہے تو میرے بچے! اس کی ذات سے وابستہ ہر شے تمہاری ہے۔ لہٰذا آئندہ کے بعد کبھی تم یہ نہیں کہو گے کہ تمہارا کوئی ٹھکانہ، تمہاری کوئی رہائش نہیں ہے۔ اب تم روانده کے منسوب ہو اور جو کچھ روانده کے پاس ہے وہ تمہارا ہے۔

بیٹے! میں جانتا ہوں چند دن تک شاید تم لشکر کے ساتھ یہاں سے کوچ کر جاؤ۔ اس لئے کہ جس وقت میں پڑاؤ میں تم سے ملنے گیا تھا، وہاں مجھے یہ بھی خبریں ملی تھیں کہ چند روز تک امیر یوسف بن تاشفین اپنے لشکر کو لے کر طلیطلہ کا رخ کریں گے۔ ظاہر ہے لشکر میں تم بھی کوچ کرو گے۔ اس لئے کہ امیر یوسف بن تاشفین اگر تمہیں اپنے لشکر میں شامل نہ بھی کرتے، تمہیں اپنا بیٹا نہ بھی بناتے تب بھی معتمد کے ایک چوٹی کے سالار کی حیثیت سے تمہیں اس جنگ میں حصہ لینا پڑتا۔ بیٹے! ان جنگوں کے دوران جب کبھی بھی موقع ملے، جب بھی تم اشبیلیہ آؤ تو سیدھے اس گھر میں آنا۔ یہ گھر اب تمہارا اپنا ہے۔ اس میں کئی کمرے خالی پڑے ہیں جو شاید تمہارے ہی قیام کے منتظر ہیں۔ مجھے امید ہے کہ تم ہمیں مایوس نہیں کرو گے۔"

اس کے ساتھ ہی اموسیہ اُٹھ کھڑی ہوئی۔ کہنے لگی۔

"باتیں ختم کیجئے۔ روانده! چلو کھانا لگاتے ہیں اور سب مل کر کھاتے ہیں۔"

انیتش نے اس سے اتفاق کیا تھا۔ پھر اموسیہ اور روانده باہر نکل گئی تھیں۔ دونوں نے مل کر دیوان خانہ میں ہی کھانے کے برتن لگائے۔ پھر وہ چاروں اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے۔

Marfat.com

✿

اشبیلیہ کے نواح میں امیر یوسف بن تاشفین کا نامور سالار داؤد بن عائشہ، زکریا بن ادریس، غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم چاروں اکٹھے بیٹھے کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے کہ اچانک زکریا بن ادریس نے گفتگو کا موضوع بدلا اور داؤد بن عائشہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''ابنِ عائشہ! میرے بھائی! کیا ایسا ممکن نہیں کہ تم ہمیں افریقہ کے موجودہ اور پرانے قدیم حالات سناؤ۔ رات کے پچھلے حصہ میں چونکہ لشکر نے طلیطلہ کی طرف کوچ کرنا ہے، اس طرح ہمارا وقت اچھا گزر جائے گا۔''

جواب میں داؤد بن عائشہ مسکرایا، پھر زکریا بن ادریس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ ''میرے عزیز بھائی! میں تمہارے کہنے کو کیسے ٹال سکتا ہوں؟ افریقہ کے حالات میں تمہیں تفصیل سے بتاتا ہوں۔

افریقہ کی سرزمین پر ایک نظر ڈالیں تو اس کا بیشتر بالائی حصہ کفِ دست کی مانند دکھائی دے گا۔ البتہ اس کے کنارے ہر طرف دریاؤں اور شہروں وغیرہ کی علامات نمودار ہیں، جیسے ایک سفید کپڑے کے گرد سیاہ سنجاف لگی ہو۔

یہ کفِ دست میدان ہی افریقہ کا وہ ہولناک صحرائے اعظم ہے جو لاکھوں مربع میل پر محیط ہے اور جس میں حد نظر تک ریت یا سراب کے سوا کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی۔ اسی صحرائے اعظم کے عین شمال میں شرقاً غرباً وہ سرزمین واقع ہے جسے بلادِ بربر یا بربرستان کہا جاتا ہے۔ بلادِ بربر کے جنوب مغرب یا کسی قدر مشرقی حد پر اگر ریگِ رواں کا بحرِ ذخار موجیں مارتا ہے تو اس کے شمال میں بحیرۂ روم اور بحیرہ اوقیانوس کا نیلگوں پانی لہریں مارتا ہے۔

Marfat.com

مقامی عربوں نے افریقہ کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔ پہلے حصہ کو افریقہ کہتے ہیں۔ اس کا نام مغرب ادنیٰ بھی ہے۔ اس کا دارالحکومت قیروان ہے۔ اس کو ادنیٰ کا نام اس لئے دیا گیا کہ یہ علاقہ بلادِ عرب اور دارالخلافت عظمیٰ سے قریب تر ہے۔

دوسرے حصہ کو المغرب الاوسط کا نام دیا گیا ہے۔ اس کا مرکز حکومت تلمسان شہر ہے اور بنی مسگنان یا مسگنا کے جزائر اس کے ساتھ ملحق ہیں۔

تیسرے حصہ کو مغربِ اقصیٰ کہا جاتا ہے۔ اس کا دارالحکومت مراکش شہر ہے اور اس کو اقصیٰ کا نام اس لئے دیا گیا ہے کہ یہ مسلمانوں کے دارالحکومت دمشق یا بغداد سے بہت دور ہے۔

افریقہ فی الحقیقت بربرستان کے مشرقی حصہ کا نام ہے۔ یہ نام سب سے پہلے رومنوں نے اس علاقے کو دیا جس میں انہوں نے قرطاجنہ شہر کی تباہی کے بعد اپنی مسند اقتدار بچھائی۔ بعد ازاں اس نام کا اطلاق پوری افریقی سرزمین پر ہونے لگا۔

میرے عزیز بھائیو! افریقہ میں قدیم زمانے سے ایک قوم بربر کے نام سے آباد تھی۔ اس قوم کے بے شمار قبائل اور گروہ ہیں جن میں صنہاجہ، قطامہ، مسمودہ، حوارہ اور زناتہ کے قبائل کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہ لوگ شمالی افریقہ میں کہاں سے آئے اور کس زمانے میں آئے، اس کے بارے میں مؤرخین میں تھوڑا بہت اختلاف ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ وہ آج سے تین ہزار سال قبل براعظم یورپ سے وہاں جا کر آباد ہو گئے۔ یہ خیال بالکل غلط اور قطعی بے بنیاد ہے۔ جبکہ دوسرے مؤرخین جن میں عرب اور غیر ممالک کے مؤرخین بھی شامل ہیں، ان کا یہ کہنا ہے کہ یہ لوگ سامی عرب تھے اور زمانہ تاریخ سے قبل مصر کے راستے شمالی افریقہ پہنچے تھے۔

بہر حال بربر جب پہلے پہلے شمالی افریقہ میں آباد ہوئے تو اس وقت موجودہ ممالکِ بربر کی حدود کا نام ونشان تک نہ تھا۔ کبھی یہ لوگ ایک وحدت میں منسلک ہو جاتے، کبھی مختلف ملکوں کی صورت میں جن کی حدود بدلتی رہتی تھی۔

شروع شروع میں یہ لوگ سیدھے سادھے کسان تھے۔ ان کا رنگ گورا تھا اور آنکھیں نیلی۔ آج کل بھی بلادِ مغرب میں بربری نسل کے لوگوں ہی کو فوقیت حاصل ہے۔ گو وہ اسلام کے عالمگیر رشتے میں منسلک ہو کر اب عمومی طور پر عرب ہی کہلاتے ہیں۔

Marfat.com

میرے عزیز ساتھیو! حضرت مسیح علیہ السلام کے ظہور سے 803 سال قبل ایک عرب قوم جسے فونیکی یا کنعانی کہا جاتا ہے، شمالی افریقہ میں ایک عظیم الشان سلطنت کی بنیاد رکھنے میں کامیاب ہوئی۔ ان کا مرکزِ حکومت افریقہ میں قرطاجنہ تھا جس کے معنی نیا شہر ہیں۔ یہ فونیقی یا کنعانی دورِ قدیم کی نہایت عظیم الشان قوموں میں شمار ہوتی ہے۔ یہ لوگ بحیرہ روم اور جبلِ لبنان کے درمیان ایک خوش منظر اور شاداب علاقے میں آ کر آباد ہو گئے تھے۔ بنیادی طور پر عرب تھے۔ بڑے جنگجو اور ذہین تھے۔ ان کی شاندار تاریخ کا آغاز دو ہزار چار سو قبل مسیح سے ہوا۔ انہوں نے کشتی اور بڑے بڑے بادبانی جہاز بنائے۔ بحیرۂ روم، بحیرۂ قلزم، بحیرۂ اوقیانوس کے ساحلوں، جزیروں پر اپنی نوآبادیاں قائم کر کے صنعت و حرفت، تجارت و تمدن اور علومِ قدیمہ میں اتنی ترقی کی کہ قدیم رومن سلطنت کی عظمت و شوکت بھی ان کے سامنے ماند پڑ گئی۔

انہی کنعانیوں نے سب سے پہلے شہر صیدا کو اپنا مرکزِ حکومت بنایا اور پھر 1300 قبل مسیح میں صیدا کی جگہ صور شہر نے لے لی اور وہ صدیوں تک کنعانیوں کی قوت و شوکت کا مرکز رہا۔ یہاں تک کہ انہی کنعانیوں یعنی فونیقیوں کا مرکزِ اقتدار صیدا اور صور سے افریقہ میں ان کے نئے تعمیر کردہ شہر قرطاجنہ میں منتقل ہو گیا۔

یہ کنعانی اور فونیقی بت پرست تھے۔ پتھر اور پیتل کے مجسمے بنا کر انہیں پوجتے تھے۔ ان کے سب سے بڑے دیوتا کا نام بعل تھا اور سب سے بڑی دیوی کا نام ایشتار تھا۔ کچھ لوگ افریقہ میں یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ درختوں کو بھی پوجتے تھے۔ یہ اصلی درخت ہوتے تھے یا پیتل کے مخروطی شکل کے ستون ہوا کرتے تھے۔ یہ لوگ اپنے مُردوں کو دفن کیا کرتے تھے اور اپنے مُردوں کے ساتھ بعل اور ایشتار دیوتا کے بتوں کے علاوہ چراغ، گلدان اور عطر کی شیشیاں اور زیورات بھی رکھ دیا کرتے تھے۔

ان کنعانیوں کو پیتل، چاندی، سونے اور مٹی کے برتن بنانے میں بڑی مہارت حاصل تھی۔ ان ظروف پر وہ نہایت نفیس نقاشی اور ملمع کاری کرتے تھے۔ اسی طرح وہ نہایت عمدہ زیورات، طلائی گلوبند، بازو بند بناتے تھے۔ پتھروں پر تصویریں بنانے میں بھی انہیں کمال حاصل تھا۔ اس کے علاوہ انہوں نے جن صنعتوں میں کمال حاصل کیا، ان میں زیادہ اہم کپڑا کاتنا و بُننا اور رنگنا، صاف و شفاف شیشہ اور اس سے مختلف قسم کے ظروف اور آلات تیار کرنا، اُونی کپڑے پر زردوزی کا کام کرنا، کشتیاں اور بادبانی

Marfat.com

جہاز تیار کرنا تھا۔

یہ کنعانی اچھے کاریگر ہی نہیں بلکہ نہایت اچھے کسان، باغبان اور تاجر بھی تھے۔ اپنے باغوں اور زمینوں سے گندم اور زیتون اور شراب بڑی کثرت سے حاصل کرتے تھے۔ اس دور کے تمام متمدن ممالک سے تجارت کرتے۔ وہ عرب سے بخور، مرمر اور عقیق اور ہندوستان سے دار چینی، مرچیں، ہاتھی دانت اور خوشبودار لکڑیاں، حبشہ سے آبنوس اور شتر مرغ کے پر، مصر سے رُوئی کے کپڑے، شام اور عراق وغیرہ سے پشمینے، قالین، کھجوریں اور بابل کا گیہوں اور شمال کی طرف سے آرمینیا کے گھوڑے، خچر اور تانبے کے آلات منگواتے تھے۔ بحیرۂ اسود کے ساحلوں سے وہ غلام خرید کر لاتے اور دوسرے ملکوں کو شیشے اور مختلف دھاتوں کے آلات اور ظروف، رنگین کپڑے، جواہرات، زیتون، روغنیات اور شراب وغیرہ برآمد کر دیا کرتے تھے۔

ان فونیقیوں نے ایک خاص رسم الخط بھی ایجاد کیا جس میں بائیس حروف تھے۔ ان میں سے ہر حرف ایک خاص آواز دیتا تھا۔ ان سب کو وہ سیدھی سے اُلٹی طرف کو لکھتے تھے۔ انہی فونیقیوں نے جب افریقہ میں قرطاجنہ نام کا شہر آباد کیا تو اس شہر کی شان و شوکت، عظمت و جبروت اور ہیبت و جلال کا حال چاروں طرف پھیل گیا۔ اس کا اثر و اقتدار تمام افریقہ، اسپین، مالٹا، سارڈینیا، قبرص اور روڈس وغیرہ تک پھیلتا چلا گیا۔ افریقہ میں ان کنعانیوں کا اقتدار اور ان کا اقبالِ آفتاب لگ بھگ 600 سال تک نصف النہار پر رہا۔ اس کے بعد وہ رومنوں کی عظیم سلطنت سے لڑائیوں کے ایک طویل سلسلے میں اُلجھ گئے۔ ان دونوں زبردست قوتوں کی کشمکش کا زمانہ تقریباً ایک سو سال پر محیط تھا۔ ان لڑائیوں کا نتیجہ اہلِ روما کی فتح کی صورت میں نکلا جنھوں نے دولت قرطاجنہ کے کھنڈرات پر اپنا عظیم الشان قصرِ اقتدار تعمیر کرایا۔

پانچویں صدی عیسوی میں ایک وندال نام کی وحشی قوم افریقہ میں داخل ہو گئی۔ افریقہ پر ایک پُر زور حملہ کر کے وہاں سے رومن اقتدار کا جنازہ نکال دیا اور تقریباً ایک صدی تک یہ وحشی قوم افریقہ میں حکمرانی کرتی رہی۔ چھٹی صدی عیسوی میں رومنوں کا ستارۂ اقبال ایک بار پھر چمکا۔ انہوں نے وندالوں کو شمالی افریقہ سے نکال کر وہاں ازسرنو اپنی سلطنت بحال کر لی اور حسب سابق پھر بڑی شان و شوکت سے حکومت کرنے لگے۔ یہاں تک کہ اسلام کا ظہور ہوا اور مجاہدین اسلام کی یلغار کے سامنے بڑی بڑی

Marfat.com

باجبروت سلطنتوں کے پرچمِ اقبال سرنگوں ہو گئے۔ یہی حال رومنوں کا بھی ہوا۔ مسلمانوں کے ہاتھوں انہیں پے در پے شکستوں کا سامنا کرنا پڑا اور افریقہ میں رومنوں کی جگہ مسلمانوں کی حکومت قائم ہوگئی۔

آج کل افریقہ کی وسیع سلطنت کے حکمران ہمارے امیر یوسف بن تاشفین ہیں۔ مرکزی شہر مراکش ہے۔ افریقہ کے سارے ہی لوگ ان کی بڑی عزت اور بڑا احترام کرتے ہیں اور ان کے ایک اشارے پر مر مٹنے کو تیار رہتے ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد داؤد بن عائشہ خاموش ہوگیا۔ پھر زکریا بن ادریس، غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''میرے عزیز بھائیو! آؤ تھوڑی دیر سستا لیں۔ اس کے بعد لشکر یہاں سے کوچ کرے گا۔''

تینوں نے داؤد بن عائشہ کی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا۔ لہٰذا ایک ہی خیمے میں وہ آرام کرنے لگے۔ اسی روز رات کے پچھلے حصہ میں لشکر نے اشبیلیہ کے نواح سے طلیطلہ کا رخ کیا تھا تاکہ افونش پر ضرب لگائی جا سکے۔

Marfat.com

✿

امیر یوسف بن تاشفین بارہ ہزار پر مشتمل ایک مختصر سا لشکر لے کر افریقہ سے اُندلس کی طرف روانہ ہوا تھا۔ چونکہ اس نے جزیرۃ الخضراء کو اپنا مرکزی پڑاؤ یا اپنا مرکز ومحور بنایا تھا، وہاں اس نے کافی سامان رکھا اور لشکر کا ایک حصہ بھی وہاں متعین کیا۔ باقی لشکر کو لے کر وہ ہسپانیہ میں داخل ہوا تھا۔

اشبیلیہ شہر کے نواح میں اُندلس کے چھوٹے چھوٹے مختلف حکمرانوں کے چھوٹے چھوٹے لشکر بھی امیر یوسف بن تاشفین سے آملے تھے۔ جہاں اشبیلیہ کے حکمران معتمد نے امیر یوسف بن تاشفین کا بہترین انداز میں استقبال کیا، وہاں وہ اپنے پورے لشکر کے ساتھ بذاتِ خود بھی امیر کے لشکر میں شامل ہو گیا تھا۔ باقی چھوٹے حکمرانوں نے بھی مختصر سے لشکر بھجوائے۔ اس طرح اُندلس میں امیر یوسف بن تاشفین کے لشکر کی تعداد بیس ہزار تک پہنچ گئی تھی۔

دوسری طرف افونش کو جب خبر ہوئی کہ امیر یوسف بن تاشفین افریقہ سے نکل کر اس پر ضرب لگانے کے لئے اُندلس میں داخل ہو چکا ہے تو اس نے طلیطلہ شہر میں امیر یوسف بن تاشفین کا مقابلہ کرنے کے لئے زور و شور سے اپنی جنگی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ گو جس وقت امیر یوسف بن تاشفین ہسپانیہ میں داخل ہوا اس وقت افونش نے اپنے لشکر کے ساتھ مسلمانوں کے شہر سرقسطہ کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ چنانچہ جب امیر کے آنے کی اسے خبر ہوئی تو اپنی طاقت کو یکجا کرنے کے لئے اس نے یہ محاصرہ اٹھا لیا اور طلیطلہ کی طرف بڑھا۔ ساتھ ہی اس نے اپنے اِدھر اُدھر بکھرے ہوئے لشکریوں کو بھی طلب کر لیا۔ اس طرح کہتے ہیں کہ افونش کے پاس اسّی ہزار جنگجوؤں پر

Marfat.com

مشتمل ایک جرار لشکر تیار ہو گیا تھا۔

جب یہ لشکر طلیطلہ میں بالکل مستعد ہوا اور کوچ کرنے کے لئے تیار ہو گیا تب افونش نے اپنے بیٹے برگنزا، اپنی بیٹی مغریطہ اور دیگر تمام سالاروں کے ساتھ لشکر کا جائزہ لیا۔ لشکر کی تعداد اور اُسے کیل کانٹے سے لیس دیکھ کر افونش کا دماغ خراب ہو گیا لہٰذا اپنے سالاروں کو مخاطب کرتے ہوئے بڑے تکبر اور گھمنڈ میں کہنے لگا۔

''اس لشکر کے ساتھ تو میں محمد (ﷺ) کے خدا کو بھی شکست دے سکتا ہوں۔''

(نعوذ باللہ)

طلیطلہ شہر سے اپنے لشکر کے ساتھ کوچ کرنے سے قبل بد بخت افونش نے ایک خط امیر یوسف بن تاشفین کے نام بھیجا جس میں اس نے اپنے لشکر اور سامانِ حرب کی کثرت کا ذکر کرتے ہوئے امیر یوسف بن تاشفین کو نہ صرف دھمکیاں بلکہ گالیاں بھی دیں۔ امیر نے جواب میں کسی ردِ عمل کا اظہار نہ کیا۔ جو خط افونش نے امیر یوسف بن تاشفین کے نام لکھا تھا، اس خط کی پشت پر امیر یوسف بن تاشفین نے اپنے ہاتھ سے یہ جملہ لکھ دیا تھا:

''جو زندہ بچے گا وہ خود دیکھ لے گا کیا پیش آیا۔''

اس کے بعد مؤرخین کے بقول امیر یوسف بن تاشفین نے حجت تمام کرنے کے لئے ایک خط الفانسو کو لکھا جس میں اس کو اسلام قبول کرنے یا جزیہ دینے کی دعوت دی۔ یہ بھی لکھا کہ اگر ان میں سے کوئی چیز اس کو قبول نہ ہو تو پھر وہ جنگ کے لئے تیار ہو جائے۔

اس خط کے جواب میں الفانسو نے پھر امیر یوسف بن تاشفین کو پیغام بھجوایا۔

''میرے پاس ایسا زبردست لشکر ہے جو تمہیں تباہ کر دے گا۔''

اس خط و کتابت کے بعد امیر یوسف بن تاشفین اپنے لشکر کے ساتھ طلیطلہ کی طرف بڑھا تھا۔ چنانچہ جوابی کارروائی کرنے کی خاطر الفانسو بھی اپنا جرار لشکر لے کر طلیطلہ سے روانہ ہوا تھا۔ دونوں لشکر مغربی اُندلس کے مشہور شہر بطلیوس سے 12 میل کے فاصلے پر ذلاقہ (ساکری لیاس) کے مقام پر ایک دوسرے کے مقابل ہوئے۔

اُس زمانے کا دستور تھا کہ دونوں لشکروں کے ٹکرانے سے پہلے انفرادی مقابلے ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ یہ بھی روایت چلی آ رہی تھی کہ دونوں لشکر باہم مشورہ کرنے

Marfat.com

کے بعد لڑائی کا دن بھی مقرر کر لیتے تھے۔ چنانچہ جب ذلاقہ کے میدانوں میں دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے ہوئے تو افونش کو یقین تھا کہ مسلمانوں کے مقابلے میں فتح اسی کی ہوگی۔ اس لئے کہ ایک تو اس کے پاس مسلمانوں سے چار گنا بڑا لشکر تھا۔ اس کے علاوہ تاریخ کے اوراق میں شہرت حاصل کرنے والے کشتالی شاہسوار السرڈ پیٹر بھی اَن گنت جنگجو دستوں کے ساتھ افونش کی مدد کے لئے پہنچ گیا تھا۔ اس کے علاوہ مؤرخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ کچھ فرانسیسی دستے بھی اس موقع پر افونش کی مدد کے لئے آ گئے تھے۔

جب دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے آئے تب افونش کے لشکر سے ایک شاہسوار نکلا۔ وہ سیاہ رنگ کے گھوڑے پر سوار تھا۔ سیاہ رنگ ہی کا لباس زیب تن کئے ہوئے تھا، سر پر خود چمک رہا تھا، چہرے پر اس نے سیاہ نقاب ڈالا ہوا تھا۔ دونوں لشکروں کے بیچ میں آ کر اس نے اپنی تلوار فضا میں بلند کی اور انفرادی مقابلے کے لئے مسلمانوں کی طرف سے اپنا مد مقابل مانگا۔

اس موقع پر داؤد بن عائشہ اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا اس جگہ آیا جہاں امیر یوسف بن تاشفین کھڑا تھا اور انفرادی مقابلہ کرنے کے لئے میدان میں اُترنے کی اجازت طلب کی۔

اُس کی اس طلب پر امیر یوسف بن تاشفین نے ابھی کوئی جواب نہ دیا تھا کہ ایک طرف سے زکریا بن ادریس، غیرور بن شبیب اور زیدون بن مسلم بھی اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے آ گئے۔ آتے ہی زکریا بن ادریس نے انفرادی مقابلہ کے لئے یوسف بن تاشفین سے اجازت طلب کی۔

اس موقع پر امیر نے لمحہ بھر کے لئے مسکراتے ہوئے باری باری داؤد بن عائشہ اور زکریا بن ادریس کی طرف دیکھا، پھر کہنے لگا۔

''ابن ادریس! تمہاری آمد سے پہلے میرا سالار داؤد بن عائشہ انفرادی مقابلے کی اجازت طلب کر چکا ہے۔''

اس پر زکریا بن ادریس اپنے گھوڑے کو مزید آگے بڑھا کر امیر یوسف بن تاشفین کے قریب گیا، پھر کہنے لگا۔

''امیر! گو داؤد بن عائشہ اب میرا بھائی ہے لیکن فی الحال یہ ان سرزمینوں میں ہمارا

Marfat.com

مہمان بھی ہے۔ کیا یہ بات ہمارے لئے باعثِ شرم اور عار نہ ہو گی کہ انفرادی مقابلے کے لئے ہم نہ نکلیں اور افریقہ سے آنے والا ہمارا مہمان بھائی اس انفرادی مقابلے کے لئے نکلے۔ امیر! میری التجا کو رد نہ کیجئے گا۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں، انفرادی مقابلہ کے لئے مجھے اُترنے کی اجازت دی جائے۔"

اس موقع پر امیر یوسف بن تاشفین نے لمحہ بھر کے لئے ذو معنی انداز میں داؤد بن عائشہ کی طرف دیکھا، پھر زکریا بن ادریس کو انفرادی مقابلہ کرنے کی اجازت دے دی۔
جواب میں زکریا بن ادریس نے امیر یوسف بن تاشفین کا شکریہ ادا کیا اور اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر وہ دونوں لشکروں کے درمیانی حصہ کی طرف بڑھا تھا، جہاں مقابلے کے لئے اُترنے والا افونش کا سالار اپنے سیاہ رنگ کے گھوڑے پر سوار کھڑا تھا۔

زکریا بن ادریس جب اس جنگجو کے سامنے گیا تب اس نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹا دیا۔ اس کے چہرے پر زخموں کے کئی نشان تھے۔ اپنی شکل و صورت سے بھیانک انسان لگتا تھا۔ زکریا بن ادریس کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا۔

"کیا تمہارے لشکر میں مجھ جیسا کوئی گھاگ اور تجربہ کار سوار نہ تھا جو یوسف بن تاشفین نے تم جیسے کم عمر کو قربانی کا بکرا بنانے کے لئے انفرادی مقابلے کے لئے اُتار دیا ہے؟"

زکریا بن ادریس نے اپنے ہاتھوں میں اپنی تلوار اور ڈھال لہراتے ہوئے کہا۔

"دیکھ بد بخت انسان! یہ تو وقت بتائے گا قربانی کا بکرا تُو بنتا ہے یا میں؟ ویسے قربانی کا بکرا بننے کے لئے تیری طرف سے اشارے زیادہ ملتے ہیں۔"

وہ جنگجو چونکا اور کہنے لگا۔

"یہ تم نے کیسے کہا؟"

"یہ میں نے اس لئے کہا کہ تم نے سیاہ لباس پہن رکھا ہے جو سوگ کی نشانی ہے۔ لہٰذا تم پہلے ہی اپنے آپ کو سوگ میں ملبوس کر کے آئے ہو۔"

اس پر اُس جنگجو نے ایک قہقہہ لگایا، کہنے لگا۔

"تم نے کشتالیہ کے نامور سالار اور جنگجو السرڈ پیٹر کا نام سن رکھا ہو گا۔ اُسے آج تک کسی نے شکست نہیں دی۔ میں اُس کا بھائی ہوں، میرا نام سیموئیل ہے اور اس میدان سے تُو واپس نہیں جا سکے گا۔"

Marfat.com

جواب میں ہلکا سا تبسم زکریا بن ادریس کے چہرے پر نمودار ہوا، کہنے لگا۔
''سن تمرد اور گھمنڈ میں پرورش پانے والے! اگر تُو کشتالیہ کے ناقابل تسخیر السرڈ پیٹر کا بھائی ہے تو مجھے اس سے کیا غرض و غایت؟ ہاں! اگر تُو یہ بتانا چاہتا ہے کہ تیری شکست کے بعد تیرا بھائی اس انفرادی مقابلے کے لئے اُترے گا تو میں اُس کے ساتھ بھی انفرادی مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔''
سموئیل تاؤ کھا گیا، بھڑکتے لہجے میں کہنے لگا۔
''تیری ایسی تیسی۔ اس انفرادی مقابلے کے دوران تو میں تیرے دل میں تجسس، تیری روح میں تحیر، تیری آنکھوں میں حیرت، تیرے ذہن پر کرب طاری کر کے رکھ دوں گا......... میں تو اس وقت سے ڈرتا ہوں جب اس انفرادی مقابلے کے دوران میرے ہاتھوں تیری زندگی کا سازِ حیات ٹوٹ جائے گا، تیرا مصافِ زندگی تمام ہو گا۔ سن! جب میں ہواؤں کے تند بگولوں، زمین بوس کرتی کرب خیزیوں کی طرح تم پر حملہ آور ہوں گا تو تیرے دامن، تیری جھولی میں اُمید کی کوئی کرن نہیں رہنے دوں گا۔''
یہاں تک کہنے کے بعد سیموئیل جب خاموش ہوا تب خفگی اور غصہ کا اظہار کرتے ہوئے زکریا بن ادریس کہہ رہا تھا۔
''قسم مجھے اپنے اُس مقدس اور محترم رب کی جس نے میرے رسول (ﷺ) کو درسگاہِ جہاں کا معلم، خیر و مہر کی ضیاء، تابانی اور حکمت و ادراک کا گوہر بنا کر بھیجا، میں تیرے سامنے خام کار ثابت نہیں ہوں گا۔ قسم مجھے اپنے اُس واحد و حقیقی رب کی جو رحمِ مادر سے قبرستان کی تاریک سمتوں تک انسان کو سارے مراحل سے گزارتا ہے۔ تجھ جیسے خناس اور وسوسات کھڑے کرنے والے ابلیس گزیدہ انسان، خونی ہیکلوں سے نکلنے والے مجسم خباثت شیطان اور گناہوں کے نشیمن میں پرورش پانے والے مکروہ دل انسان میں نے بہت دیکھ رکھے ہیں۔ آ میرے ساتھ ٹکرا۔ تجھے المناک گھٹن میں مبتلا کر کے ذلت و پستی کا کفن نہ پہنا دوں تو کہنا۔ تیرے ذہن کی لَو پر شکست کے نقوش رقم کر کے تجھے پا بہ زنجیر اسیروں، اطاعت پیشہ غلاموں سا بنا کر نہ رکھوں تو کہنا۔ ہر قدم پر تیرے لئے اُلجھنیں کھڑی کر کے میں تیری حالت بوسیدہ ہڈیوں کے ویران قبرستانوں سے بھی ابتر بنا کر رکھوں گا۔ سن سیموئیل! یہ طلیطلہ کا قصر نہیں، موت کا میدان ہے۔ آ، میرے ساتھ ٹکرا۔ تیرے خدوخال کی رعنائی مٹا کر تیرے چہرے کو زرد، تیرے اعضاء کی

Marfat.com

موزونیت کو بگاڑ کر تیرے جسم کو لاغر، تجھے لبوں کے نطق سے محروم کر کے تیرے لئے ہر قدم پر ٹھوکر، تیرے سارے گھمنڈ اور تمرد کو دھو کر تیرے دل کو افسردہ، تیری آنکھوں کو پُرنم نہ کر دوں تو کہنا۔"

زکریا بن ادریس کی اس گفتگو سے سیموئیل کچھ زیادہ ہی تاؤ کھا گیا تھا لہٰذا اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی، پھر وہ زکریا بن ادریس پر سنگ در سنگ گردابوں کی یورش، ذرّہ در ذرّہ خونی موجوں کے خروش، دشت در دشت طلاطم اور طغیانی اور لحہ بہ لحہ خونی بھنور کھڑے کرتی رقص کناں گرسنگی کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

زکریا بن ادریس نے بھی جوابی کارروائی کرنے میں تاخیر نہ کی۔ اپنے کام کی ابتداء کرتے ہوئے وہ بھی روحوں کو جرأت مندی کا آئینہ دکھاتے ہولناک اور بے روک عناصر، دُکھ کی میعاد بڑھاتے وقت کے سندیسوں، تشنہ کامی کی روداد سناتی اُمڈتی عقوبت خیزیوں اور رگ رگ سے خون چوس لینے والے عذابوں کے تیز دھاروں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

دونوں ایک دوسرے پر بڑھ چڑھ کر حملہ آور ہونے لگے تھے۔ بار بار گھوڑوں کو دائیں بائیں کرتے، پینترے بدل رہے تھے۔ گھوڑے ہنہنا رہے تھے، کنوتیاں بڑی تیزی سے بدل رہے تھے، نتھنے پھڑ پھڑاتے ہوئے اپنے اپنے مالک کے اشاروں پر کام کر رہے تھے۔

کچھ دیر ایسا ہی سماں رہا۔ سیموئیل کا خیال تھا کہ شاید وہ تھوڑی ہی دیر میں زکریا بن ادریس کو زیر کر لے گا لیکن جب مقابلہ طول پکڑنے لگا تو سیموئیل کے چہرے پر کسی قدر تفکرات کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے تھے۔ ایک دم اس نے گھوڑے کو پیچھے ہٹایا، ایک بار گھوڑے کی باگیں کھینچ کر اسے الف کیا، اس کے بعد پھر نئے انداز میں زکریا بن ادریس پر حملہ آور ہونے کے لئے آگے بڑھا۔ تھوڑی دیر تک دونوں مزید ایک دوسرے سے ٹکرائے۔ اس ٹکراؤ کے دوران زکریا بن ادریس نے ہلکا سا ایک گھاؤ سموئیل کے شانے پر لگا دیا تھا۔ گو سموئیل مضبوط کڑیوں کی زرہ پہنے ہوئے تھا لیکن زکریا بن ادریس کی تلوار نے زرہ کو کاٹ کر اسے زخم دے دیا تھا۔ اس موقع پر زکریا بن ادریس مسکرایا اور سیموئیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"سیموئیل! تیری قبر کھودنے کے لئے میں نے کدال کی پہلی ضرب لگا دی ہے۔

Marfat.com

اب میں تیری موت کا بڑا در کھولوں گا۔"

زکریا بن ادریس کے ان الفاظ پر سموئیل کا چہرہ زرد ہو گیا تھا۔ ایک دم پیچھے ہٹا، گھوڑے کو ذرا فاصلے پر لے گیا۔ زکریا بن ادریس بھی شاید سمجھ رہا تھا کہ وہ کیا کرنا چاہتا ہے۔ ذرا فاصلے پر جا کر اس نے اپنے گھوڑے کو دوڑایا۔ شاید اس طرح زکریا بن ادریس سے ٹکرا کر وہ اس پر غالب آنا چاہتا تھا یا اسے گھوڑے سے گرا کر اپنے لئے فوائد حاصل کرنا چاہتا تھا۔

جس وقت زکریا بن ادریس نے یہ صورتِ حال دیکھی، اس نے بھی اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ دونوں آمنے سامنے گھوڑے بھگاتے ہوئے آئے۔ اس موقع پر سیموئیل نے اپنی تلوار کا ایک خطرناک وار زکریا بن ادریس پر کیا جو زکریا نے بڑی آسانی سے روک دیا۔ اپنے گھوڑے کو بھگاتا سیموئیل آگے نکل گیا تھا جبکہ زکریا بن ادریس نے اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچتے ہوئے اس کی رفتار کم کر دی تھی۔ تاہم وہ بھی آگے بڑھتا چلا گیا تھا۔

اس موقع سے سیموئیل نے فائدہ اٹھانا چاہا۔ اس نے جب دیکھا کہ زکریا بن ادریس ابھی تک آگے جا رہا ہے، اس نے ایک دم گھوڑے کو موڑا، زکریا بن ادریس کی پشت سیموئیل کی طرف تھی لہٰذا اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے سیموئیل نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ وہ چاہتا تھا کہ پشت کی جانب سے زکریا بن ادریس پر ضرب لگائے۔ جب وہ قریب گیا، پشت کی جانب سے اس نے تلوار بلند کر کے زکریا بن ادریس پر گرانا چاہی تو اپنے منہ کو مخالف سمت ہی رکھتے ہوئے زکریا بن ادریس نے ڈھال مار کر اس کی تلوار کو دور ہٹا دیا تھا۔ چونکہ زکریا بن ادریس سست رفتاری سے آگے بڑھ رہا تھا جبکہ پشت کی جانب سے سیموئیل گھوڑے کو بھگاتا ہوا آیا تھا، لہٰذا اپنے گھوڑے کو بھگاتا ہوا سیموئیل ذرا آگے نکلا۔ تب زکریا بن ادریس آندھی اور طوفان کی طرح آیا، اپنے گھوڑے کے ساتھ بندھا ہوا نیزہ اُس نے اٹھایا اور تاک کر کچھ اس انداز میں مارا کہ سیموئیل کے جسم پر چڑھی زرہ کو کاٹتا ہوا اس کے جسم کے پار ہو گیا تھا........ فضاؤں کے اندر ایک ہولناک چیخ بلند ہوئی اور ساتھ ہی سموئیل اپنے گھوڑے سے گر گیا تھا۔

افونش اس وقت اپنے بیٹے برگنزا کے علاوہ اپنے سالاروں میں سے السرڈ پیٹر،

Marfat.com

لوکاس، اسپانہ، یورلیس اور کچھ دیگر کے ساتھ اپنے لشکر کے سامنے کھڑا تھا۔ جس وقت زکریا بن ادریس نے سیموئیل کو اپنے سامنے زیر کر دیا اور سیموئیل گھوڑے سے گر کر دم توڑ گیا تب اس کے چھوٹے بھائی السرڈ پیٹر نے قہر بھرے انداز میں دونوں لشکروں کے وسط میں اپنے گھوڑے پر سوار زکریا بن ادریس کی طرف دیکھا پھر افونش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''مسلمانوں کے اس سالار کا قتل مجھ پر فرض ہو گیا ہے۔ اس نے میرے بھائی کو انفرادی مقابلے میں زیر کر کے موت کے گھاٹ اُتارا ہے، اب یہ کہیں بھی چلا جائے، میں اسے قتل ضرور کروں گا۔ یہ بچ نہیں پائے گا۔''

یہاں تک کہتے کہتے السرڈ پیٹر کو رک جانا پڑا اس لئے کہ زکریا بن ادریس نے سیموئیل کا خاتمہ کرنے کے بعد اپنی تلوار فضا میں بلند کرتے ہوئے انفرادی مقابلے کے لئے افونش کے لشکر کو للکارا تھا۔

اس موقع پر السریڈ نے افونش کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی غصہ اور غضب ناکی میں کہا۔

''یہ شخص میرے بھائی کا خاتمہ کرنے کے بعد پھر انفرادی مقابلے کے لئے للکار رہا ہے۔ اس کے مقابلے میں نہ نکلنا ہمارے پورے لشکر کی توہین ہے۔''

اس پر افونش السریڈ کے قریب آیا اور اسے سمجھاتے ہوئے کہنے لگا۔

''سنو! تمہارا بھائی سیموئیل یہ انفرادی مقابلہ ہار چکا ہے اور اس ہار کی وجہ سے ہمارے لشکری بد دل دکھائی دیتے ہیں۔ جبکہ مسلمانوں کے لشکر میں ایک نیا جذبہ اور جوش پھیل گیا ہے۔ اس وقت ہماری طرف سے کوئی بھی مزید انفرادی مقابلے کے لئے نہیں نکلے گا۔ مسلمانوں کا سالار تھوڑی دیر میدان میں کھڑا ہو کر خود ہی واپس چلا جائے گا اور آج ہم مسلمانوں کے ساتھ اجتماعی جنگ کی ابتداء نہیں کریں گے۔ اس لئے کہ انفرادی مقابلے میں سیموئیل کے مارے جانے کی وجہ سے ہمارے لشکر کے حوصلے پست دکھائی دیتے ہیں۔ پہلے اس سلسلے میں مسلمانوں کو ایک پیغام بھجواؤں گا۔ انہیں ایسے فریب اور جال میں پھنسانے کی کوشش کروں گا کہ آپ سے آپ ان کی شکست اور میری فتح یقینی ہو جائے گی۔''

یہاں تک کہنے کے بعد افونش جب رکا تب السریڈ غور سے اس کی طرف دیکھتے

Marfat.com

ہوئے کہنے لگا۔

''میں سمجھا نہیں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟''

اس پر افونش کہنے لگا۔

''پہلے مجھے اپنے لشکر کو پڑاؤ کی طرف لے جانے دو۔ اس کے بعد پوری روداد تمہیں سناتا ہوں۔''

السریڈ خاموش رہا۔ چنانچہ افونش نے اپنے لشکر کو پیچھے ہٹ کر اپنے پڑاؤ کی طرف جانے کا حکم دیا تھا۔ افونش کا لشکر جب پڑاؤ میں چلا گیا تب امیر یوسف بن تاشفین بھی اپنے لشکر کو پیچھے ہٹا کر اپنے پڑاؤ میں لے گیا تھا۔

پڑاؤ میں جانے کے بعد افونش نے اپنے بیٹے کے علاوہ اپنے سارے چھوٹے بڑے سالاروں کو ایک جگہ جمع کیا، چند لمحوں تک ان کا بغور جائزہ لیا، پھر ان سب کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''تم سب لوگ حیران اور پریشان ہو گئے ہو گے کہ میں نے اپنے لشکر کو پیچھے کیوں ہٹا لیا۔ بات یہ ہے کہ سیموئیل کے انفرادی مقابلہ ہارنے کے بعد میں دیکھتا تھا کہ لشکر کے اندر بد دلی کی سی لہر پھیل گئی تھی جو جنگ کی ابتداء میں کوئی اچھا شگون نہیں تھا۔ دوسری طرف یہ انفرادی مقابلہ جیتنے کی وجہ سے مسلمانوں کے اندر ایک عجب جذبہ اور جوش پیدا ہو گیا تھا جو ہمارے لئے باعث نقصان ثابت ہو سکتا تھا۔ اسی بناء پر میں نے آج جنگ کو ٹال دیا ہے اور لشکر کو پڑاؤ میں لے کر آ گیا ہوں۔ اب میں مسلمانوں کو شکست دینے کے لئے ایک ایسا جال بُننا چاہتا ہوں جس سے وہ باہر نکل ہی نہ سکیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد افونش کچھ دیر کو رکا، پھر دوبارہ اپنے سالاروں کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''میں نے ارادہ کیا ہے کہ مسلمانوں سے جنگ کی ابتداء اس طرح کی جائے کہ جس وقت مسلمان اپنی ظہر کی نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو جائیں تو اس کے تھوڑی ہی دیر بعد جبکہ وہ نماز ہی کی حالت میں ہوں، ان پر حملہ کر دیا جائے۔ اگر ہم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو یاد رکھنا فتح یقینی ہماری ہو گی۔''

افونش کے اس منصوبہ کو سارے سالاروں اور اس کے بیٹے نے پسند کیا تھا۔ لہٰذا اپنے سالاروں سے مشورہ کرنے کے بعد یہ طے پایا کہ ایک سفارت امیر یوسف بن

Marfat.com

تاشفین کی طرف روانہ کی جانی چاہئے اور اس کے ساتھ جنگ کا معاملہ طے کرنا چاہئے۔ چنانچہ تین آدمیوں پر مشتمل ایک سفارت تیار کی گئی۔ ان تینوں کے ساتھ کافی دیر تک افونش نے گفتگو کی، پھر ان تینوں کو مسلمانوں کے پڑاؤ کی طرف روانہ کیا گیا تھا۔

افونش کے یہ سفارت کار جب مسلمانوں کے پڑاؤ میں داخل ہوئے اور ان کی التجاء پر انہیں امیر یوسف بن تاشفین کے سامنے پیش کیا گیا تو یوسف بن تاشفین نے بڑی گرم جوشی سے ان کا استقبال کیا، ان کی عزت افزائی کی، اپنے سامنے بٹھایا، پھر انہیں مخاطب کر کے پوچھا۔

"اگر تم افونش کی طرف سے آئے ہو تو کیا اس کی طرف سے میرے نام کوئی پیغام رکھتے ہو؟"

اس پر ان تینوں میں سے ایک امیر یوسف بن تاشفین کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"مسلمانوں کے امیر! افونش نے ہمیں ایک پیغام دے کر آپ کی طرف روانہ کیا ہے اور یہ پیغام ہمارے اور آپ کے درمیان جنگ کی ابتداء کرنے سے متعلق ہے۔ ہمارے بادشاہ افونش کا کہنا ہے کہ جمعہ مسلمانوں کے لئے مبارک دن ہے، ہفتہ یہودیوں کا اور اتوار ہمارا۔ اس لئے مناسب ہوگا کہ اتوار کے دوسرے دن لڑائی شروع کی جائے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد وہ سفارت کار جب خاموش ہوا تب یوسف بن تاشفین اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"میں تو تم لوگوں کے ساتھ ٹکرانے کے لئے آج ہی تیار تھا۔ اگر تمہارا بادشاہ یہ پیغام بھیجتا ہے کہ جمعہ ہمارے لئے، ہفتہ یہودیوں اور اتوار عیسائیوں کے لئے محترم ہے اور افونش ہمارے ساتھ سوموار کے دن ٹکرانا چاہتا ہے تو یونہی سہی۔ واپس جا کر افونش سے کہنا کہ جس طرح اور جس روز تم چاہو گے اسی روز ہم تمہارے خلاف نبرد آزما ہو جائیں گے۔"

چنانچہ امیر یوسف بن تاشفین کا یہ جواب پا کر وہ تینوں سفارت کار خوش ہو گئے تھے اور واپس اپنے لشکر میں چلے گئے تھے۔

چنانچہ سوموار کے روز صبح ہی سے افونش کے لشکر میں جنگ کے طبل بجنے لگے تھے۔ اس موقع پر افونش نے ایک چال چلی تا کہ اپنی فتح اور مسلمانوں کی شکست کو یقینی

Marfat.com

بنائے۔ اس نے اپنے لشکر کو پڑاؤ ہی میں رکھا اور جنگ کے طبل بجوانے کا حکم دے دیا۔ ظاہر یہ کرنا تھا کہ آج جنگ کا دن ہے اور اس کا لشکر اب جنگ کی ابتداء کرنے کے لئے اپنی تیاریوں میں مصروف ہے۔ یہ صورتِ حال ظہر کی نماز تک جاری رہی۔ اس موقع پر جب امیر یوسف بن تاشفین نے ظہر کی نماز ادا کرنے کا فیصلہ کیا تب معتمد امیر یوسف بن تاشفین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے ساتھ اُندلس کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں کے دیگر حکمران اور سالار بھی تھے۔ پھر معتمد بڑے خلوص سے امیر یوسف بن تاشفین کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''امیر! آپ ہسپانیہ میں اپنے لشکر کے ساتھ نو وارد ہیں۔ میں اس افونش کو عرصہ سے جانتا ہوں۔ یہ بڑا دھوکا باز اور شرارتی قسم کا انسان ہے۔ مجھے خدشہ ہے کہ جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہو جائیں گے تو یہ ہم پر حملہ آور ہو کر اپنی فتح کا اعلان کرنے کی کوشش کرے گا۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ آپ لشکر کے آدھے حصہ کے ساتھ نماز ادا کر لیں، آدھے حصہ کے ساتھ میں مستعد رہتا ہوں۔ اگر افونش نے حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو اس کے حملے کو روکوں گا۔''

اس موقع پر امیر یوسف بن تاشفین نے مسکراتے ہوئے معتمد کی طرف دیکھا، پھر کہنے لگا۔

''معتمد! جن خدشات کا اظہار تم نے کیا ہے، وہ خدشات میرے دل میں بھی اُٹھے تھے۔ پر میں نے اُنہیں جھٹک دیا کہ شاید افونش عہد شکنی نہ کرے۔ لیکن تمہاری گفتگو سے ظاہر ہوتا ہے کہ افونش عہد شکنی کا عادی ہے۔ چنانچہ تم لشکر کے ایک حصہ کے ساتھ مستعد رہو۔ میرا سالار داؤد بن عائشہ تمہارے ساتھ ہو گا۔ اس کے علاوہ زکریا بن ادریس، غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم بھی تمہارے ساتھ مستعد رہیں گے۔ پہلے میں ایک حصہ کے ساتھ نماز ادا کرتا ہوں، اس کے بعد تم لوگ نماز ادا کر لینا۔ دوسرے حصہ کے ساتھ میں مستعد ہو کر دشمن پر نگاہ رکھوں گا۔''

چنانچہ یہ فیصلہ ہونے کے بعد امیر یوسف بن تاشفین ظہر کی نماز ادا کرنے لگا تھا۔ اس نماز کی امامت اس نے خود کرائی تھی۔ معتمد کا تجربہ اور اس کے خدشات درست ثابت ہوئے۔ جس وقت امیر یوسف بن تاشفین ظہر کی نماز کے لئے کھڑا ہوا تو اپنے پڑاؤ میں مقیم افونش نے یہ خیال کیا کہ مسلمانوں کا سارا لشکر ہی نماز کے لئے کھڑا ہو گیا

Marfat.com

ہے اس لئے کہ معتمد، داؤد بن عائشہ، زکریا بن ادریس، غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم نے لشکر کے ایک حصہ کے ساتھ کچھ ایسا تاثر دیا تھا جیسے وہ بھی امیر یوسف بن تاشفین کے ساتھ نماز ادا کرنے میں مصروف ہو گئے ہوں۔ چنانچہ افونش نے ان لمحات سے فائدہ اٹھانے کا تہیہ کرلیا۔ اس کے حکم پر اس کے لشکر کے اندر طبل بجنا بند ہو گئے۔ لشکر کو افونش نے مسلمانوں پر ضرب لگانے کے لئے صبح سے ہی تیار کر دیا تھا۔ چنانچہ ایک دم اس نے اپنے لشکر کو مستعد کیا اور نماز کی حالت میں مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کے لئے وہ آگے بڑھا تھا۔

امیر یوسف بن تاشفین، اس کا بھتیجا سیر بن ابی بکر اور امیر کے دوسرے امراء بڑی دلجمعی سے اپنے لشکر کے ساتھ نمازِ ظہر ادا کر رہے تھے۔ امیر یوسف بن تاشفین جماعت کی امامت کرانے میں مصروف تھا۔ دوسری طرف معتمد، داؤد بن عائشہ، زکریا بن ادریس، غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم بالکل تیار اور مستعد تھے۔ لشکر کو انہوں نے تین برابر حصوں میں تقسیم کر لیا تھا۔ ایک حصہ معتمد نے اپنے پاس رکھا۔ آخر اس تیاری کے بعد لشکر کے یہ تینوں حصے اس جگہ سے تھوڑا آگے چلے گئے تھے جہاں امیر یوسف بن تاشفین نماز ادا کر رہا تھا۔ اب صورتِ حال یہ تھی کہ وسطی حصہ میں معتمد رہا اور اس کے ساتھ غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم تھے۔ دائیں جانب داؤد بن عائشہ اور بائیں جانب کے حصہ کی کمانداری زکریا بن ادریس کر رہا تھا۔ مسلمانوں کے لشکر کے اس حصے کو دیکھ کر افونش اور اس کے سالار چونکے تھے لیکن چونکہ اب وہ پیش قدمی کر چکے تھے لہٰذا افونش اپنے لشکر کے ساتھ ہر لمحے، ہر ساعت میں اذیت بن کر گھس جانے والے ہولناک عذابوں کی صداؤں، برسوں سے رُکے جوالا مکھی کی تہوں سے نکلتی برہمی کی پُر ہیبت آگ کی طرح آگے بڑھا۔ اس کے بعد وہ مسلمانوں کے لشکر پر راحتوں کی چھاؤں کو جھیر جھیر کرتے نوحہ گر، یقین کے کھیتوں میں بے روگ بگولے بھرتے سرگرداں اور بے کراں اندھیروں، حرف وقلم پر قدغن، ذہن و دل کے رابطہ پر پابندی عائد کر دینے والی بوسیدہ آرزوؤں کے سرسام کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

مسلمان لشکریوں اور سالاروں نے کمال جانفشانی سے اس حملے کو روکا۔ اس کے بعد جوابی کارروائی کی ابتداء کی۔ مرکزی حصہ سے معتمد، غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم کے ساتھ کڑے وقت کی راہوں میں آنکھوں میں خوف کی افشاں پھیلاتے موت

Marfat.com

کے سوداگروں کی سی ہنر مندی، بے سحر رات کی طرح بے سرو سامان کرتی جذبوں کی کھولتی حرارت، برق کے بے روک انتقام کی طرح پیاسے صحرا میں رقص کرتی محجوب و پوشیدہ قوت کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

عین اسی لمحہ دائیں جانب سے داؤد بن عائشہ نے بھی اپنے کام کی ابتداء کی پھر وہ ورق ورق پر فنا کی تحریریں رقم کرتے انوکھے زہریلے تجسس، کڑی دھوپ کے صحرا اور نفرت کے اتھاہ ساگر کھڑے کرتی، حشر برپا کرتی طغیانیوں، خون رسیدہ زمین پر قہر بھرے سراب پھیلاتی کرب خیزیوں کے نہاں خانوں کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔

اس کے تھوڑی ہی دیر بعد بائیں جانب سے زکریا بن ادریس نے بھی بڑے انوکھے انداز میں اپنے کام کی ابتداء کی تھی۔ پہلے اس نے لال گوں سورج کو ڈھانپ لینے والے کڑکڑاتے بادلوں کی گھن گرج کی طرح تکبیریں بلند کیں۔ تکبیروں کی ان آوازوں نے کئی ذہنوں، کئی دلوں کو بے جہت و بے منزل کر کے رکھ دیا تھا۔ اس کے بعد زکریا بن ادریس بھی دکھ کے غول پھیلاتے رنج و غم کے بادل اڑاتے گرم صحراؤں سے اڑتے ریت کے سرخ غبار، ہڈیوں کو ان کی تازگی، روح کو اس کی آسودگی، ذہن کو اس کے خیالات سے محروم کر دینے والے زندگی کا خون کرتے آگ و خون کے پیغام کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔ یوں اَفونش اور مسلمانوں کے چھوٹے سے لشکر کے ٹکراؤ کی وجہ سے میدانِ جنگ میں خون کی چکیاں چلنے لگی تھیں۔ نفرت کی آگ بھڑک اٹھی تھی۔ موت کے آوارہ دھوئیں کی لپٹوں میں روح کے وجدان تک کے بھید تمام ہونا شروع ہو گئے تھے۔ خون آلود فضا میں قضا کی بازگشت، بکھرے بکھرے کرداروں اور درد بھری داستانوں کی طرح اِدھر اُدھر رقص کرنے لگی تھی۔

اب صورتِ حال یہ تھی کہ ایک طرف افونش کا اسّی ہزار کا لشکر تھا، دوسری طرف اس کی راہ روکنے کے لئے صرف دس ہزار مجاہد تھے جنہوں نے افونش کے لشکر کی راہ روک دی اور اپنے نماز ادا کرنے والے ساتھیوں کی طرف اسے نہیں بڑھنے دیا۔ اتنی دیر تک امیر یوسف بن تاشفین نماز ادا کر چکا۔ سلام پھیرنے کے ساتھ ہی اپنے پیچھے اپنے بھتیجے ابوبکر کی طرف دیکھا اور اسے مخاطب کر کے کہا۔

"فرزند عزیز! معتمد کے اندیشے درست ثابت ہوئے۔ افونش نے ہمارے ساتھ دھوکا دہی سے کام لیا اور اسے اس کی دھوکا دہی کی سزا ملنی چاہئے۔"

Marfat.com

اس کے بعد امیر یوسف بن تاشفین فوراً حرکت میں آیا۔ لشکر کا ایک حصہ اپنے بھتیجے سیر بن ابی بکر کی کمانداری میں دیا اور اسے مخاطب کر کے کہا۔

''میرے بیٹے! تم اس لشکر کے ساتھ جا کر شامل ہو جاؤ جو اس وقت معتمد، داؤد بن عائشہ اور زکریا بن ادریس کی کمانداری میں افونش کے لشکر کی راہ روکے ہوئے ہے۔ باقی لشکر کے ساتھ میں ایک دوسری سمت سے حملہ آور ہو کر افونش کی شکست اور اس کی بدبختی کا در کھولنے کی کوشش کرتا ہوں۔''

اس وقت افونش، اس کا بیٹا اور سالار اپنی پوری طاقت وقوت کو استعمال کرتے ہوئے معتمد، داؤد بن عائشہ اور زکریا بن ادریس پر اپنا دباؤ بڑھانے کی کوشش کر رہے تھے اسی وقت سامنے کی طرف سے امیر یوسف بن تاشفین کا بھتیجا سیر بن ابی بکر لشکر کے ایک حصہ کے ساتھ حرکت میں آیا اور افونش کے لشکر کے ایک پہلو پر وہ زوال پر آمادہ کر دینے والے ہنر، کسب کے کمال، ماندگی اور سکی طاری کرتی خطرات بکھیرتی فنا پذیری، سازِ حیات کو توڑتی، مسافتِ زندگی کو تمام کرتی، زمین کو ہلا کر، کوہستانوں کو ریزہ ریزہ کر کے کف اُڑاتی بے روک امواج کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

سیر بن ابی بکر کے اس ہولناک حملے کے باعث معتمد، داؤد بن عائشہ اور زکریا بن ادریس پر افونش کے لشکر کا دباؤ کسی قدر کم ہو گیا تھا۔ دوسری طرف اپنے حصہ کے لشکر کے ساتھ امیر یوسف بن تاشفین نے فطرت کے رجالِ عظیم، موت کا وجدان آفرین رقص کرتے روشنی کے کلبلاتے سویرے کی طرح ایک لمبا چکر کاٹا، بالکل افونش کے لشکر کی پشت کی طرف گیا۔ یہ ایک بڑا خطرناک قدم تھا۔ بہر حال امیر یوسف بن تاشفین پشت کی طرف جا کر سب سے پہلے افونش کے پڑاؤ کی حفاظت پر جو اس کا لشکر مامور تھا، اس پر حملہ آور ہوا اور لمحوں کے اندر افونش کے اس لشکر کو امیر یوسف بن تاشفین نے کاٹ کر رکھ دیا تھا۔

اس کے بعد امیر یوسف بن تاشفین اب اپنے حصہ کے لشکر کے ساتھ پلٹا، پھر دلوں کے حریم گنبد میں برقِ تپاں، صحرا کی کوکھ میں نور بخش سحر، بانجھ ساعتوں میں تخلیق کی اہم ترین قدریں بھر دینے والی ہولناک ابدی آرزوؤں اور آندھیوں میں سلگتے عزائم کی طرح افونش کے لشکر کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہو گیا تھا۔

اس موقع پر امیر یوسف بن تاشفین دشمن کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے بالکل بے

Marfat.com

آواز، بے صدا سمندر کی طرح پُرسکون تھا۔ ساتھ ہی ساتھ اپنے لشکریوں کا حوصلہ بحال رکھنے کی خاطر وہ سورۃ بقرہ کی آیت برابر پڑھتا جا رہا تھا۔

ترجمہ:۔ ''اے ہمارے رب! ہم پر صبر نازل کر اور معرکۂ جنگ میں ہمارے قدم جمائے رکھ اور کافروں کی قوم پر ہم کو فتح عطا کر۔''

اب افونش کے لشکر کی یہ حالت تھی کہ سامنے کی طرف سے معتمد، داؤد بن عائشہ، زکریا بن ادریس ہولناک انداز میں ضربیں لگا رہے تھے۔ ایک پہلو سے امیر یوسف بن تاشفین کا بھتیجا سیر بن ابوبکر افونش کے لشکر کے اندر قیامت برپا کر رہا تھا جبکہ خود امیر یوسف بن تاشفین نے افونش کے پڑاؤ کے اندر جس قدر اس کے محافظ تھے، ان کا خاتمہ کرنے کے بعد بڑے ہولناک انداز میں افونش کے لشکر کی پشت کی طرف سے حملہ کر دیا تھا۔

قطع نظر اس کے کہ افونش کے لشکر کی تعداد اسی ہزار سے بھی زائد تھی اور اس کے مقابلے میں مسلمان صرف بیس ہزار تھے، اس کے باوجود مختلف چھوٹے چھوٹے لشکروں میں بٹ کر مسلمانوں نے افونش کے لئے چاروں طرف ہولناکیاں اور عذاب کھڑے کر دیئے تھے۔ افونش اب یہ بھی اُمید لگائے بیٹھا تھا کہ اُسے عددی فوقیت حاصل ہے، لہٰذا وہ مسلمانوں پر قابو پالے گا۔ ساتھ ہی ساتھ وہ اور اس کے سالار یہ بھی دیکھ رہے تھے کہ مسلمان سالار اپنے لشکریوں کے ساتھ اس طرح اُس کے لشکر میں گھس کر حملہ آور ہو رہے تھے جیسے انہوں نے آندھیوں کے دوش پر دیے جلانے، ظلمتوں کے شانے پر کرنیں سجانے، گمراہ تہذیب و تمدن کے کندھوں پر دہکتی حکمت مسلط کرنے کا فن کہیں سے سیکھ لیا ہو۔ مختلف اطراف سے حملہ آور ہوتے ہوئے مسلمان لشکریوں نے افونش کے لئے زندان کا سا سنگین ماحول، کف اُڑاتے اندیشے، قہر بھرے سیلاب، تشدد پر اُترتے لمحات، برہنہ اور برہم آگ کے شعلوں کا سا سماں پیدا کر کے رکھ دیا تھا۔ افونش اور اس کے لشکریوں کی حیات کی ساری توانائیاں رائیگاں جانے لگی تھیں۔ ان کے سارے جنگی تجربات، سارے حربی کمالات درماندہ، فرماندہ، مجروح اور حرماں نصیب ہونا شروع ہو گئے تھے۔ ان کے چاروں طرف مسلمان سالاروں اور لشکریوں نے خونی ہنگاموں کا ایک طوفان کھڑا کر دیا تھا۔ اب وہ سرکش آندھیوں کی طرح حملہ آور ہوتے تھے اور افونش کے لشکر میں جس سمت بھی رخ کرتے تھے اپنے پیچھے افونش کے لشکریوں

Marfat.com

کی لاشوں کی صفیں بچھاتے چلے جا رہے تھے۔ جو زلاّ قہ کے میدانوں میں موت آ بگینۂ احساسات کو توڑتی ہوئی چاروں طرف جاں سوزی اور تباہ کاری کا رقص شروع کر چکی تھی۔

اس جنگ سے متعلق مختلف مؤرخین نے اپنی اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ کچھ مؤرخین کہتے ہیں:

''نماز ادا کرنے کے بعد امیر یوسف نے پہلے اپنے بھتیجے سیر بن ابی بکر کو اشارہ کیا اور وہ اپنے چیدہ چیدہ شہ سواروں کے ساتھ افونش کے لشکر کے قلب کی طرف بڑھا۔ دوسری طرف امیر یوسف بن تاشفین اپنے منتخب دستوں کے ساتھ چکر کاٹ کر الفانسو کے لشکر کے عقب میں پہنچ گیا اور اس زور کا حملہ کیا کہ نصرانیوں کی صفیں درہم برہم ہو گئیں۔ اُدھر سیر بن ابی بکر نے نصرانی فوج کے قلب کو روند ڈالا۔ الفانسو کی ران پر گہرا زخم آیا اور وہ اپنے تین سو یا پانچ سو لشکریوں کے ساتھ بڑی مشکل سے جان بچا کر بھاگا۔ اس کے فرار ہوتے ہی نصرانیوں کی شکست مکمل ہو گئی۔ اس لڑائی میں مسلمانوں کے صرف تین ہزار آدمی شہید ہوئے۔''

جہاں تک افونش کے لشکر کے نقصان کا تعلق ہے تو اس سے متعلق بھی مؤرخین اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔ مشہور مؤرخ ابنِ مردان جو اس لڑائی میں موجود تھا، اس کا کہنا ہے کہ چوبیس ہزار کٹے ہوئے سر تو میں نے خود گنے تھے۔

دوسرے عرب مؤرخین لکھتے ہیں کہ افونش کے اس جنگ میں کام آنے والے لشکریوں اور سالاروں کی تعداد چالیس ہزار تھی۔

مشہور مؤرخ ابنِ اثیر کا بیان ہے کہ زلاقہ کا میدان نصرانیوں کی لاشوں سے اس قدر اَٹ گیا تھا کہ لاشوں کے ڈھیر پر مسلمان کئی دن تک اذان دیتے رہے۔

اس لڑائی میں امیر یوسف اور معتمد نے جس جوانمردی اور ہمت کا مظاہرہ کیا، مؤرخین نے اس کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا۔

مشہور عیسائی مؤرخ پروفیسر رائن ہارٹ دوزی اس جنگ کا نقشہ کچھ اس طرح پیش کرتا ہے:

''جس وقت معتمد نے افونش کے لشکر کی راہ روکی تو خود امیر یوسف بن تاشفین چکر کاٹ کر اپنی پوری قوت سے افونش کی لشکر گاہ پر حملہ آور

Marfat.com

ہوا۔ لشکر گاہ میں جو عیسائی سواروں کے رسالے حفاظت پر مقرر تھے، ان پر امیر یوسف بن تاشفین نے قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا اور لشکر گاہ کے حفاظتی دستوں کا کام تمام کرنے کے بعد لشکر گاہ میں آگ لگا کر افونش کے لشکر کی پشت کی جانب سے یلغار کر دی۔ امیر یوسف بن تاشفین کا یہ حملہ ایسا زبردست تھا کہ افونش کے لشکری تاب نہ لا سکے اور اِدھر اُدھر بھاگنے لگے۔ اب افونش کے لشکریوں کی حالت یہ تھی کہ وہ آگے آگے بھاگتے تھے اور امیر یوسف بن تاشفین اپنے سواروں کے ساتھ ان کا تعاقب کر رہا تھا۔ افونش نے دیکھا کہ دشمن نے اسے ہر طرف سے گھیر لیا ہے حالانکہ افونش کے لشکر کی تعداد مسلمانوں کے مقابلے میں بہت زیادہ تھی اس کے باوجود افونش مجبور ہوا کہ اپنے قلب کی فوجوں کو عقب کی فوجیں بچانے کے لئے کام میں لائے۔"

یہی مؤرخ مزید لکھتا ہے کہ:

"جنگ بہت زور پکڑ گئی۔ افونش کی لشکر گاہ پر امیر یوسف بن تاشفین نے بار بار حملہ کیا اور اپنے لشکریوں کو وہ للکار رہا تھا........ مسلمانو! ہمت سے کام لو۔ تمہارے سامنے خدا کے دشمن ہیں۔ اور جو مسلمان اس لڑائی میں شہید ہو گئے، جنت ان کی منتظر ہے۔"

پروفیسر رائن ہارٹ دوزی مزید لکھتا ہے کہ:

"پھر ایسا ہوا، امیر یوسف بن تاشفین کے بربری سواروں کو جنہیں شاید امیر یوسف بن تاشفین نے اب تک محفوظ رکھا تھا، ایک دم حملہ آور ہونے کا حکم دیا۔"

پروفیسر لکھتا ہے:

"ان سیاہ فام افریقیوں نے عیسائیوں میں ایک تہلکۂ عظیم برپا کر دیا۔ یہاں تک کہ ایک افریقی مسلمان بڑی تیزی سے نصرانی لشکر کا راستہ کاٹتا ہوا افونش تک جا پہنچا اور اپنے خنجر سے اس کی ران پر زخم لگا دیا۔"

پروفیسر رائن ہارٹ مزید لکھتا ہے:

"جب رات ہوئی تو اس لڑائی میں جو نہایت سخت تھی، فتح کا سہرا

Marfat.com

مسلمانوں کے سر بندھا۔ افونش کے لشکر کے زیادہ تر لوگ میدانِ کارزار میں مُردہ پڑے تھے یا بری طرح زخمی ہوئے تھے۔ پھر باقی سب میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔''

بہر حال زلاّ قہ کے میدانوں میں امیر یوسف بن تاشفین نے افونش کو بدترین شکست دی اور میدان میں چاروں طرف لاشیں چھوڑ کر افونش زخمی ہو کر بھاگ گیا تھا۔ امیر یوسف بن تاشفین، معتمد اور سارے سالاروں نے مل کر پہلے اپنے جنگ میں شہید ہونے والوں کی تدفین کا کام سرانجام دیا۔ زخمیوں کی بہترین انداز میں تیمارداری کی، پھر امیر یوسف بن تاشفین کے حکم پر اس کے سارے سالار اس کے پاس جمع ہوئے۔ دیر تک بڑی ممنونیت اور شکر گزاری سے امیر یوسف بن تاشفین اپنے سارے سالاروں کی طرف دیکھتا رہا، پھر بڑی عاجزی اور انکساری میں انہیں مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''یہ جو جنگ ہم نے اپنے سے چار گنا بڑے دشمن سے جیتی ہے، یہ کسی کا کوئی انفرادی کارنامہ نہیں ہے۔ سب لوگوں نے جو اس جنگ میں اپنی کارگزاری کا مظاہرہ کیا سب کو میں نے دیکھا اور بھانپا۔ معتمد! جس کارگزاری کا مظاہرہ تم نے کیا، قسم خدائے واحد کی ایسی کارگزاری کی میں تم سے توقع نہیں رکھتا تھا۔ تم نے ثابت کر دیا کہ عرب جب جنگ پر اُترتا ہے تو زمین کو ہلا کر رکھ دیتا ہے۔ نماز پڑھنے کے بعد جب میں اُٹھا تب تم لوگوں کا جائزہ لیا تھا۔ معتمد! میں نے جب تم پر نگاہ ڈالی تو دیکھا تم زیست کے پیچ وخم میں بھی موجوں کے بگولوں اور زمین پر رینگتی یادوں کی پرچھائیوں میں شب و روز کی مشقتوں کی طرح دشمن پر ضرب لگا رہے تھے۔ ایسی کارگزاری پر میں تمہارا شکر گزار ہوں۔''

اس کے بعد امیر یوسف بن تاشفین کی نگاہیں زکریا بن ادریس پر جم گئی تھیں۔ لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی، پھر اسے مخاطب کر کے امیر یوسف بن تاشفین کہہ رہا تھا۔ ''اے فرزند مہربان! تُو نے جس کارگزاری کا مظاہرہ کیا، وہ بھی بڑی نایاب تھی۔ میں نے تجھے دیکھا کہ تُو آوازوں کی گلیوں سے گزرتی دہکتی، چنگھاڑتی وحشتوں، اپنے شانوں پر قضا اُٹھائے وقت کی بدترین حدتوں اور تلواروں اور ڈھالوں کے ساز پر رقص کرتی ہولناک برق کی طرح افونش کے لشکریوں پر ضربیں لگا رہا تھا۔''

Marfat.com

یہاں تک کہنے کے بعد امیر یوسف بن تاشفین کچھ دیر کو رکا، پھر دوبارہ اس کی آواز سنائی دی۔ ”غیر در بن شبیب! اور زیدون بن مسلم! میں نے تم دونوں کو بھی تباہی کی اتھاہ غم انگیزیوں میں ابتلاؤں بھرے گرداب، ظلمات میں جوش مارتے اور آوازوں تک کو تحلیل کرتی دہکتی شعلہ بار چمک کی طرح دشمن کی طرف اُمڈتے دیکھا تھا۔“

یہاں تک کہنے کے بعد امیر یوسف بن تاشفین رک گیا۔ ہلکا سا تبسم ایک بار پھر اس کے ہونٹوں پر نمودار ہوا، اس کے ساتھ ہی کہنے لگا۔

”میں اپنے بھتیجے سیر بن ابی بکر اور اپنے سالار داؤد بن عائشہ کی تعریف نہیں کروں گا۔ میں ان دونوں کو پہلے سے جانتا ہوں کہ یہ کس طرح دہکتے ہیولوں اور لہو کے طوفان اُٹھانے کے انداز میں اپنے دشمن پر ضرب لگاتے ہیں۔ آؤ! میرے ساتھ آؤ کہ ہم زخمیوں کی دیکھ بھال تو کر چکے، لشکریوں کے کھانے کا اہتمام کریں۔ اس کے بعد لشکریوں کے آرام اور استراحت کا انتظام کیا جائے گا۔“

سب امیر یوسف بن تاشفین کے ساتھ ہو لئے تھے۔ پہلے لشکر کے کھانے کا اہتمام کیا گیا، پھر کھانے کے بعد جب امیر یوسف بن تاشفین، معتمد اور باقی سب سالار ایک جگہ اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے کہ دو گھڑ سوار لشکر میں داخل ہوئے۔ سیدھے امیر یوسف بن تاشفین کے پاس آئے، رات کی تاریکی میں جبکہ لشکر گاہ کے اندر مشعلیں روشن تھیں، مشعلوں کی روشنی میں آنے والے دونوں سواروں کو دیکھ کر امیر یوسف بن تاشفین چونکا تھا۔ انہیں دیکھتے ہی اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا، پھر ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”میں تو تم دونوں کو مراکش چھوڑ آیا تھا۔ تم یہاں کیسے آ گئے؟“

امیر یوسف بن تاشفین کے کھڑے ہونے پر سب لوگ اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے۔ آنے والے اپنے گھوڑوں سے اُتر کر امیر کے سامنے کھڑے ہو گئے تھے۔ کچھ دیر تک اُن کی گردنیں جھکی رہیں۔ امیر نے تجسّس اور تفکر بھرے انداز میں انہیں مخاطب کیا۔

”تم یوں میرے سامنے آ کر فکر مند کیوں کھڑے ہو گئے؟ لگتا ہے تم کچھ کہنا چاہتے ہو لیکن کہنے کی ہمت نہیں پا رہے۔ کہو! کیا معاملہ ہے؟“

اس پر آنے والوں میں سے ایک نے لمبا سانس لیا، پھر اس نے امیر یوسف بن تاشفین کو اس کے بیٹے کے مراکش میں مرنے کی خبر دی۔ جسے امیر یوسف بن تاشفین

Marfat.com

بیمار چھوڑ کر آیا تھا۔

لمحہ بھر کے لئے امیر یوسف بن تاشفین کی گردن جھک گئی تھی، آنکھوں میں نمی اُتر آئی تھی۔ امیر کی یہ حالت دیکھتے ہوئے سب لوگ پریشان اور فکرمند ہو گئے تھے۔ پھر امیر یوسف بن تاشفین نے آنکھوں کی نمی صاف کی اور سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میں ابھی اور اسی وقت مراکش کا رخ کروں گا۔ میرے عزیز ساتھیو! اُندلس کی سرزمینوں میں یہ افونش تمہارے لئے ایک بلائے ناگہانی بنا ہوا تھا۔ اس کی طاقت اور قوت کو میں نے توڑ دیا ہے۔ اس کے ناقابل تسخیر ہونے کے گھمنڈ کو پاش پاش کر دیا گیا ہے۔ یہ ساری کامیابی میرے خداوند قدوس کی مہربانی اور مدد کے باعث ہے۔ میرے بعد آپس میں اتفاق رکھنا۔ یاد رکھنا! آپس میں تقسیم ہو کر رہو گے تو دشمن تمہاری کمزوری سے فائدہ اٹھائے گا۔ آپس میں انگلیوں کی طرح علیحدہ علیحدہ رہو گے تو جس طرح ایک انگلی کوئی بڑی کارروائی نہیں کر سکتی، اس طرح تم بھی دشمن کے خلاف کمزور دکھائی دو گے اور دشمن یکے بعد دیگرے تم پر حملہ آور ہو کر ماضی کی طرح پھر تم لوگوں کو اپنا باج گزار بنانے کی کوشش کرے گا۔ اگر ایسا ہوا تو یہ اُندلس کے مسلمانوں کی بدقسمتی ہو گی۔

میں یہ کر سکتا ہوں کہ تین ہزار کا ایک لشکر اپنے سالار داؤد بن عائشہ کی سرکردگی میں جزیرۃ الخضراء میں چھوڑ کر جاؤں گا۔ اگر نصرانیوں کی طرف سے کوئی کارروائی ہوئی تو یہ تم لوگوں کی مدد کرے گا۔ اب بھی وقت ہے اگر تم آپس میں اتفاق اور اتحاد کر لو، اپنی قوت کو یکجا رکھو، ایک تربیت یافتہ اور حرب وضرب کی ہنرمندی سے لیس لشکر اگر تم اُندلس میں رکھتے ہو تو افونش تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ یاد رکھنا! وہ کارِ دُشوار جو ہاتھ کی ایک اُنگلی نہیں کر سکتی وہ پانچوں انگلیاں مل کر بڑی آسانی سے کر لیتی ہیں۔ میں یہاں سے رخصت ہونے سے قبل ایک بار پھر تم سے کہتا ہوں کہ اُندلس کے سارے حکمرانو! آپس میں یکجا ہو جاؤ۔ چھوٹے چھوٹے لشکر رکھنے کی بجائے ایک بڑا، مستعد اور تربیت یافتہ لشکر رکھو۔ ایسی صورت میں ہی آنے والے دور میں تم افونش کے سامنے دفاع اور کامیابیوں کا بند باندھ سکتے ہو۔''

اس کے ساتھ ہی امیر یوسف بن تاشفین باری باری سب سے گلے ملا۔ تین ہزار کا ایک لشکر علیحدہ کر کے اپنے سالار داؤد بن عائشہ کی سرکردگی میں دیا۔ داؤد بن عائشہ سب سے گلے ملا۔ جس وقت داؤد بن عائشہ، زکریا بن ادریس سے گلے مل رہا تھا، داؤد

Marfat.com

بن عائشہ اپنا منہ زکریا بن ادریس کے کان کے قریب لے گیا اور کہنے لگا۔

''میرے عزیز بھائی! دیکھو، مجھے بھول نہ جانا۔''

زکریا بن ادریس نے تڑپ کر اپنا ہاتھ داؤد بن عائشہ کے منہ پر رکھ دیا۔ کہنے لگا۔

''تم مجھے اپنا چھوٹا بھائی کہہ چکے ہو۔ کیا تم مجھ سے ایسی اُمید رکھتے ہو کہ میں تمہیں بھول جاؤں گا؟''

زکریا بن ادریس نے جب اپنا ہاتھ داؤد بن عائشہ کے منہ سے ہٹایا، تب داؤد بن عائشہ پھر اپنا منہ اس کے کان کے قریب لے گیا، کہنے لگا۔

''اگر یہ بات ہے تو پھر تم جزیرۃ الخضراء میں میرے پاس آنا۔ چند روز میرے ہاں قیام کرنا۔ دیکھو! اب تم اکیلے نہیں ہو۔ پہلے تم لوگوں سے کہتے تھے کہ تمہارے ماں باپ نہیں ہیں، بہن بھائی نہیں ہیں، اکیلے ہو۔ اب میں تمہارا بھائی ہوں۔ بڑا بھائی۔ مجھے امید ہے کہ تم میرے پاس جزیرۃ الخضراء میں ضرور آؤ گے۔''

جواب میں زکریا بن ادریس مسکرا دیا اور کہنے لگا۔ ''ابنِ عائشہ! میرے عزیز بھائی! میں تیرے پاس جزیرۃ الخضراء میں ضرور آؤں گا۔''

جب تک داؤد بن عائشہ اور زکریا بن ادریس ایک دوسرے سے گلے مل کر گفتگو کرتے رہے، امیر یوسف بن تاشفین اور دوسرے لوگ مسکراتے ہوئے ان کی طرف دیکھتے رہے۔ پھر وہ دونوں علیحدہ ہوئے، امیر یوسف بن تاشفین اور اس کے بھتیجے سیر بن ابی بکر اور داؤد بن عائشہ نے اپنے پورے لشکر کے ساتھ وہاں سے کوچ کیا تھا۔ جبکہ معتمد اور دوسرے چھوٹے حکمران اپنے اپنے لشکر کو لے کر زلّاقہ کے میدانوں سے اپنے اپنے علاقوں کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

امیر یوسف بن تاشفین پہلے جزیرۃ الخضراء پہنچا، وہاں اپنے سالار داؤد بن عائشہ کو چھوڑا، تین ہزار لشکریوں کو اس کی کمانداری میں دیا، باقی لشکر کو لے کر وہ اپنے بھتیجے سیر بن ابی بکر کے ساتھ کشتیوں اور جہازوں میں سوار ہو کر مراکش کا رخ کر رہا تھا۔

Marfat.com

❋

زلّاقہ کے میدانوں میں افونش کی بدترین شکست سے اُندلس کے مسلمانوں کو سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ وہ جو افونش کو سالانہ خراج ادا کرتے تھے، اس سے انہیں نجات مل گئی۔ دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ اسپین کے مغربی اضلاع میں جہاں کی حفاظت کے لئے امیر یوسف بن تاشفین اپنے سالار داؤد بن عائشہ کو چھوڑ کر گیا تھا، اس کی وجہ سے افونش ان علاقوں کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے ہچکچاتا تھا۔ اس بناء پر ان علاقوں کے لوگ ایک طرح سے افونش کی ترک تاز سے اپنے آپ کو محفوظ خیال کرنے لگے تھے۔

امیر یوسف بن تاشفین نے چونکہ انتہائی برے وقت میں اسپین کے مسلمانوں کی مدد کی تھی، لہٰذا اُس کے آنے، افونش کو بدترین شکست دینے سے اسپین کے مسلمانوں کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ مغربی مؤرخین تک لکھتے ہیں کہ افونش کی شکست اور امیر یوسف بن تاشفین کی فتح سے سارا ملک خوشی کے نعروں سے گونج اُٹھا تھا۔ امیر یوسف بن تاشفین کا نام ہر شخص کی زبان پر تھا۔ ہر جگہ اُس کے زہد، تقویٰ، جوانمردی، شجاعت اور حربی کمال کی تعریفیں ہونے لگی تھیں۔

امیر یوسف بن تاشفین عیسائیوں کے جور و ظلم سے پناہ دینے والا اور اُندلس اور اسلام دونوں کا محافظ سمجھا جانے لگا تھا۔ فقہاء و علمائے دین اس کی مدح سرائی میں سب سے زیادہ سرگرم ہوئے۔ ان کی نظروں میں امیر یوسف صرف فاتح نہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر کوئی ہستی تھا کہ جس کو خدا نے اپنے بندوں کی حفاظت کے لئے دنیا میں پیدا کیا ہو۔

اگرچہ افونش کو زلّاقہ کے میدانوں میں امیر یوسف بن تاشفین نے بدترین شکست

Marfat.com

دی تھی۔ لیکن افونش کے وسائل بہت زیادہ اور اس کے مقابلے میں مسلمانوں کے مسائل بہت زیادہ تھے۔ امیر یوسف بن تاشفین کے واپس افریقہ چلے جانے کے بعد افونش نے پھر پر پُرزے نکالنے شروع کر دیئے تھے۔

اس کے باوجود کہ افونش کو امیر یوسف بن تاشفین کے ہاتھوں بدترین شکستوں کا سامنا کرنا پڑا تھا مگر جو کچھ ہاتھ سے گیا تھا، افونش پھر اسے حاصل کرنے کی اُمید لگائے بیٹھا تھا۔ اسپین میں مغربی علاقوں میں جن میں بطلیوس اور اشبیلیہ کی سلطنتیں تھیں، ان سب علاقوں پر افونش حملہ آور ہوتے ہوئے ڈرتا تھا، اپنے لئے خطرہ خیال کرتا تھا۔ اس لئے کہ ان علاقوں کی مدد کے لئے امیر یوسف بن تاشفین کا سالار داؤد بن عائشہ ایک لشکر کے ساتھ وہاں موجود تھا لیکن اسپین کے مشرقی حصہ کے فتح نہ ہو سکنے کی صورت میں غارت اور تباہ کرنا افونش اپنے لئے ممکن اور حق بجانب خیال کرتا تھا۔

مشرقی اسپین کی چھوٹی چھوٹی اسلامی ریاستیں تھیں جن میں بلنسیہ، مرسیہ، لورقا اور المریا سب سے کمزور مسلمان ریاستیں خیال کی جاتی تھیں اور ان سب ریاستوں کے وسط میں ایک مقام پر افونش کے لشکریوں نے ایسے مقام پر قدم جمائے ہوئے تھے کہ جس کے ذریعہ افونش ان ریاستوں پر مکمل طور پر حاوی ہو سکتا تھا۔ اس مقام کا نام حصن اللیط تھا جس کے کھنڈر مرسی اور لوکس کے درمیان اب بھی نظر آتے ہیں۔

حصن اللیط کا یہ قلعہ ایک اونچے پہاڑ پر واقع تھا اور اتنا وسیع تھا کہ اس میں ہزاروں لشکری آسانی سے سکونت اختیار کر سکتے تھے اور یہ قلعہ اس قدر محفوظ اور مستحکم سمجھا جاتا تھا کہ اس کو فتح کرنا وہاں کے لوگ غیر ممکن خیال کرتے تھے۔

اس قلعہ پر افونش کا قبضہ تھا۔ اب افونش نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ امیر یوسف بن تاشفین کے اسپین سے نکل کر واپس افریقہ چلے جانے کے بعد اس کے حکم پر اس قلعہ میں جو لشکر تھا اس نے وہاں سے نکل کر قرب و جوار کے تمام مسلمان علاقوں میں راہزنی اور لوٹ مار کا کام شروع کر دیا تھا اور نوبت یہاں تک آئی کہ المریا، لورقا، مرسیہ اور بلنسیا کے شہروں کے گرد و نواح میں تباہی اور بربادی کا کھیل کھیلا جانے لگا تھا اور بظاہر یہ محسوس ہونا شروع ہو گیا تھا کہ اگر ان شہروں کی حفاظت کا خاطر خواہ بندوبست نہ کیا گیا تو یقیناً ایک دن افونش کا ان پر قبضہ ہو جائے گا۔

اُندلس کے مسلمانوں میں اب سب سے بڑا اور طاقتور حکمران معتمد ہی سمجھا جاتا

Marfat.com

تھا۔ معتمد بھی سمجھ گیا تھا کہ اسپین کے مشرقی علاقوں کو کیسا خطرۂ عظیم درپیش ہے اور خطرہ نہ صرف ان علاقوں کو ہے بلکہ خود معتمد کا نفع و نقصان بھی اس میں شامل تھا۔ کیونکہ مرسیہ اور لورقا کے علاقوں کو عیسائیوں کی طرف سے زیادہ خطرہ تھا جو دراصل معتمد کی ملکیت تھے۔ ازروئے استحقاق اور ازروئے واقعہ اس لئے کہ لورقا کے بادشاہ ابن الُسیر نے جب دیکھا کہ حصن اللیط کے عیسائیوں سے مقابلے کی طاقت اس میں نہیں ہے تو معتمد کو اس نے اپنا بادشاہ اس غرض سے تسلیم کر لیا تھا کہ معتمد اس کو حملہ آور نصرانیوں سے محفوظ رکھے گا۔ مرسیہ پر ابنِ اشیق نے قبضہ کر رکھا تھا جو کسی دور میں معتمد ہی کا آدمی تھا۔ اب چونکہ وہ معتمد سے باغی ہو چکا تھا لہٰذا معتمد، ابنِ رشیق کو سبق سکھا کر دوبارہ مرسیہ پر اپنی گرفت کرنا چاہتا تھا۔ غرض معتمد نے اسپین کے مشرقی حصہ میں فوج کشی کا مصمم قصد کر لیا۔ اس عزم کے دو بڑے مقاصد تھے۔

اوّل یہ کہ ان علاقوں کو نصرانیوں کی لوٹ مار سے محفوظ کرے۔ دوئم یہ کہ ابنِ اشیق کو سبق سکھائے جو معتمد سے باغی ہو چکا تھا اور مرسیہ پر قبضہ کر بیٹھا تھا۔

ان مشرقی ریاستوں کی مدد کرنے کے لئے معتمد نے ایک روز اپنے سارے سالاروں کا اجلاس طلب کر لیا تھا۔ اس اجلاس میں زکریا بن ادریس، غیرر بن شبیب، زیدون بن مسلم، قیطان بن ابی بکر، معتمد کے بیٹوں میں سے راضی، معتمد، رشید اور کچھ دوسرے سالار اور امراء شامل تھے۔ غرناطہ کے قاضی ابوجعفر اور بطلیوس کے قاضی ابو اسحٰق کے علاوہ قرطبہ کے قاضی ابنِ ادھم نے بھی چونکہ ان دنوں وہاں قیام کر رکھا تھا لہٰذا ان تینوں حضرات کے علاوہ اشبیلیہ کا وزیر ابوبکر بھی اس مجلس میں شامل تھا جو معتمد نے منعقد کی تھی۔

جب سب لوگ جمع ہو گئے تب معتمد نے پوری تفصیل سب لوگوں کے سامنے پیش کی کہ کس طرح افونش کے لشکری حصن اللیط سے نکل کر مسلمانوں کے علاقوں پر حملہ آور ہو رہے ہیں اور ساتھ ہی اس نے یہ سوال بھی سب کے سامنے رکھ دیا کہ مسلم ریاستوں کا دفاع کرنے کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

معتمد جب ساری تفصیل بتا چکا تب سب سے پہلے غرناطہ کے قاضی ابوجعفر بولے اور معتمد کو مخاطب کر کے کہنے لگے۔

''معتمد! بلنسیا، مرسیہ، لورقا اور المریا کی مدد کرنا ہمارا فرضِ عین ہے اور اگر ہم

Marfat.com

مسلمانوں کے ان علاقوں کی حفاظت نہیں کرتے، چشم پوشی کرتے ہیں تو یہ گناہِ عظیم ہوگا جس کے لئے ہمیں جواب دہ ہونا پڑے گا۔ معتمد! سب سے پہلے ایک تیز رفتار قاصد امیر یوسف بن تاشفین کے سپہ سالار داؤد بن عائشہ کی طرف روانہ کرو جو اپنے ایک لشکر کے ساتھ جزیرۃ الخضراء میں قیام کئے ہوئے ہے۔ امیر یوسف بن تاشفین داؤد بن عائشہ کو اس لشکر کے ساتھ اسی بناء پر جزیرۃ الخضراء میں چھوڑ کر گیا تھا کہ اس کی غیر موجودگی میں اگر افونش پھر مسلمانوں کے خلاف کارروائی کرے تو مقامی لشکریوں کے ساتھ مل کر داؤد بن عائشہ دفاع کا بند باندھ سکے۔"

غرناطہ کے قاضی ابوجعفر جب خاموش ہوئے تب ان کی طرف بڑی عقیدت مندی سے دیکھتے ہوئے معتمد کہنے لگا۔

"میں آپ کی اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں۔ آج ہی میں دو قاصد داؤد بن عائشہ کی طرف بھیجتا ہوں اور اس سے کہتا ہوں کہ وہ جس قدر جلد ممکن ہو اپنا لشکر لے کر ہمارے پاس پہنچ جائے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد وہ رُکا، پھر سب لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"جب داؤد بن عائشہ یہاں پہنچ جائے گا......"

یہاں تک کہتے کہتے معتمد کو رک جانا پڑا اس لئے کہ اس کا چوبدار اس کمرے کے دروازے پر نمودار ہوا اور معتمد کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"ہمارے کچھ مخبر جن کی تعداد دو ہے، وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو کوئی پیغام دینا چاہتے ہیں۔"

اپنے چوبدار کے ان الفاظ پر معتمد گہری سوچوں میں کھو گیا تھا، پھر دھیمے سے لہجے میں کہنے لگا۔

"اُنہیں بھیجو تاکہ میں جانوں کہ وہ کہنا کیا چاہتے ہیں؟"

چوبدار پیچھے ہٹ گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد دو مسلح جوان اس کمرے میں داخل ہوئے۔ غرناطہ کے قاضی ابوجعفر نے ان دونوں کو اپنے قریب بیٹھنے کے لئے کہا۔ جب وہ بیٹھ گئے تب معتمد انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میرے عزیز ساتھیو! اگر تم ہمارے لئے کوئی خبر لے کر آئے ہو تو کہو۔"

اس پر ان میں سے ایک بولا۔ کہنے لگا۔

Marfat.com

"امیر! ہم ایک بری خبر لے کر آئے ہیں۔ امیر یوسف بن تاشفین کے غرناطہ سے چلے جانے کے بعد افونش کے کہنے پر اس کا جو لشکر حصن اللیط میں قیام کئے ہوئے ہے وہ قلعے سے نکل کر مسلمانوں کے علاقوں پر اکثر و بیشتر حملہ آور ہو کر اپنے لئے فوائد حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ اب انہوں نے یہ اندازہ لگا لیا ہے کہ وہ مسلمانوں کے علاقوں میں کیسی بھی یلغار اور ترک تاز کریں، ان علاقوں کے مسلمانوں کی مدد کے لئے کوئی بھی نہیں آتا۔ لہٰذا انہوں نے اب بڑی کارروائی کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اس سلسلے میں افونش سے بھی انہوں نے مشورہ کیا ہے اور افونش نے بڑی کارروائی کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ ساتھ ہی افونش نے اپنے لشکریوں کے سپہ سالارِ اعلیٰ فانیز کو بھی ایک خاصا بڑا لشکر دے کر حصن اللیط کی طرف روانہ کر دیا ہے۔ نصرانی لشکر سب سے پہلے مرسیہ اور المریا کا محاصرہ کریں گے اور ان دونوں شہروں اور ریاستوں کو اپنے سامنے زیر کرنے کے بعد وہ بعد میں بلنسیا اور لورقا کی طرف اپنی پیش قدمی کریں گے۔"

یہ خبر سن کر بطلیوس کے قاضی ابو اسحٰق، غرناطہ کے قاضی ابو جعفر، قرطبہ کے قاضی ابن ادھم، اشبیلیہ کے وزیر ابو بکر، اشبیلیہ کے قاضی شیخ احمد بن ابراہیم سب اداس اور پریشان ہو گئے تھے۔ معتمد بھی فکرمند دکھائی دے رہا تھا۔ کچھ دیر خاموشی رہی یہاں تک کہ زکریا بن ادریس معتمد کی طرف دیکھتے ہوئے بول اٹھا۔

"اگر آپ اجازت دیں تو اس موقع پر میں کچھ کہوں؟"

معتمد سے پہلے اس کا بیٹا رشید بول اٹھا اور زکریا بن ادریس کی طرف بڑی عقیدت مندی سے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"ابنِ ادریس! اگر تم کچھ کہنا چاہتے ہو تو اس سلسلے میں تمہیں کسی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم اشبیلیہ کے سب سے سرکردہ سالار ہو۔ اپنی تجویز، اپنا مشورہ بغیر اجازت کے دے سکتے ہو۔"

وہاں بیٹھے سب لوگوں نے رشید کے ان الفاظ سے اتفاق کیا تھا یہاں تک کہ زکریا بن ادریس معتمد کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"ابھی اسی وقت قاصد داؤد بن عائشہ کی طرف روانہ کریں۔ اس موقع پر میرا مشورہ یہ ہے کہ اس وقت جس قدر لشکر ہمارے پاس ہے اس میں سے ایک حصہ مجھے

Marfat.com

دے دیں۔ میں اور داؤد بن عائشہ دونوں مرسیہ اور المریا کی حفاظت کا ذمہ لیتے ہیں۔"

یہاں تک کہتے کہتے زکریا بن ادریس کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ معتمد خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"اگر تم اور داؤد بن عائشہ ایسا کرتے ہو تو پھر میں زیدون بن مسلم، غیر در بن شبیب کے ساتھ بلنسیا اور لورقا کا رخ کروں گا اور وہاں جو نصرانی آئے دن ان علاقوں میں یلغار اور ترک تاز کرتے ہیں، ان پر حملہ آور ہو کر ان دونوں ریاستوں کے اندر علاقوں کو محفوظ بنانے کی کوشش کروں گا۔"

اس تجویز سے سب نے اتفاق کیا تھا۔ لہٰذا اجلاس ختم کر دیا گیا تھا اور اسی روز معتمد نے اپنے قاصد داؤد بن عائشہ کی طرف روانہ کئے تھے اور اسے اس کے لشکر کے ساتھ مدد کے لئے اشبیلیہ بلا لیا تھا۔

اب داؤد بن عائشہ کا انتظار ہونے لگا تھا۔

❁❁❁

زکریا بن ادریس ایک روز سرائے میں اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا کہ سرائے کے اس کمرے کے دروازے پر سرائے کا مالک عمر بن سریع نمودار ہوا۔ اسے اپنے کمرے کے دروازے پر دیکھتے ہی زکریا بن ادریس فوراً اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور تشویش بھرے انداز میں عمر بن سریع کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"عم ابن سریع! آپ کا اس طرح میرے کمرے میں آنا لگتا ہے بغیر کسی علت کے نہیں۔ کیا کوئی......"

یہاں تک کہتے کہتے زکریا بن ادریس کو خاموش ہو جانا پڑا۔ اس لئے کہ عمر بن سریع مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

"بیٹے! فکر مند نہ ہو۔ کچھ نہیں ہوا۔ بس باہر لنیتش کھڑا ہے۔ وہ تمہیں بلانے کے لئے آیا ہے۔ وہ لوگ سخت پریشان ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ امیر یوسف بن تاشفین جب ان سرزمینوں میں داخل ہوئے اور زلاقہ کے میدانوں میں انہوں نے افونش کو بدترین شکست دی، اس کے بعد زکریا بن ادریس نے کبھی ان کے ہاں چکر نہیں لگایا۔ لہٰذا وہ بے چارے پریشان ہیں۔ بیٹا! وہ نیچے کھڑا ہے۔ تمہیں اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد عمر بن سریع کچھ دیر کو رکا، پھر دوبارہ کہنے لگا۔

Marfat.com

''میں نیچے اس کے پاس جاتا ہوں۔ تم تیار ہو کر آؤ۔ وہ تمہیں اپنے ساتھ لے کر جائے گا۔''

اس پر عمر بن سریع وہاں سے ہٹ گیا تھا۔ جبکہ ابن ادریس جلدی جلدی تیار ہوا۔ اپنے کمرے سے نکل کر جب وہ سرائے کے مالک کے کمرے میں آیا تو وہاں عمر بن سریع کے ساتھ حسین وخوب صورت روانده کا باپ انیتش موجود تھا۔ زکریا بن ادریس کو دیکھتے ہی انیتش اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ آگے بڑھ کر اس نے زکریا بن ادریس کو دونوں بازو پھیلا کر گلے لگایا، اس کی پیشانی چومی، پھر کہنے لگا۔

''بیٹے! میں تجھے تیری کارگزاری پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ ساتھ ہی مجھے تم سے یہ شکوہ بھی ہے کہ تم نے اتنے ہفتوں سے ہماری طرف کوئی چکر ہی نہیں لگایا۔ بیٹے! ہم سب تمہارے لئے بڑے پریشان اور فکرمند تھے۔''

جواب میں زکریا بن ادریس نے پیار بھرے انداز میں انیتش کے شانے پر ہاتھ رکھا اور کہنے لگا۔

''عم! آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ جانتے ہیں عمر بن سریع کی اس سرائے میں مجھے کوئی پریشانی یا فکرمندی لاحق نہیں ہو سکتی۔''

جواب میں انیتش مسکرایا اور کہنے لگا۔

''باقی باتیں گھر پر ہوں گی۔ چلو روانده اور اس کی ماں بڑی بے چینی سے تمہاری منتظر ہیں۔''

زکریا بن ادریس چپ چاپ انیتش کے ساتھ ہولیا تھا۔ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے آگے بڑھے۔ یہاں تک کہ اپنی حویلی کے دروازے پر جا کر انیتش نے دروازے پر دستک دی۔

پہلی ہی دستک پر دروازہ کھل گیا۔ دروازہ کھولنے والی خود روانده تھی۔ اسے دیکھتے ہی زکریا بن ادریس نے مسکراتے ہوئے اسے سلام کیا۔ روانده نے مدھم سے لہجے میں زکریا بن ادریس کے سلام کا جواب دیا اور پھر دروازے کے ایک پٹ کے پیچھے اوٹ میں کھڑی ہو گئی تھی۔

زکریا بن ادریس نے اس کی حرکت کو محسوس کیا تھا۔ بہر حال وہ انیتش کے ساتھ حویلی میں داخل ہوا۔ وہ دونوں دیوان خانہ کی طرف گئے۔ اتنی دیر تک روانده کی ماں

Marfat.com

اموسیہ بھی ایک کمرے سے نکل آئی تھی۔ اس نے قریب آ کر زکریا بن ادریس کے شانوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے۔ زکریا بن ادریس اس کے سامنے جھک گیا۔ اموسیہ نے اس کی پیشانی پر شفقت آمیز بوسہ دیا تھا، کہنے لگی۔

''لگتا ہے تم تو ہمارے لئے اجنبی ہی ہو گئے ہو۔''

جواب میں زکریا بن ادریس پشیمانی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''اماں! کچھ مصروفیات ہی ایسی ہو گئی تھیں کہ بس اِدھر آنا نہیں ہوا۔''

پھر زکریا بن ادریس نے مڑ کر روانده کی طرف دیکھا۔ وہ ابھی تک دروازے کے پاس افسردہ اور پریشان کھڑی تھی۔ یہاں تک کہ زکریا بن ادریس اموسیہ اور انیتش دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''لگتا ہے روانده بھی مجھ سے ناراض ہے۔''

اس پر روانده پاؤں پٹختی ہوئی دروازے سے زکریا بن ادریس کے پاس آئی اور احتجاج بھرے انداز میں کہنے لگی۔

''ہاں! میں آپ سے ناراض ہوں۔ جنگوں میں حصہ لینے والے سارے لشکری اور سارے سالار اپنے اپنے گھروں کی طرف آتے ہیں اور ان کے اہلِ خانہ ان کی کامیابی پر انہیں مبارک باد دیتے ہیں۔ یہ گھر اب آپ کا ہے۔ حالات ہی نہیں، میرے باپ نے مجھے آپ کے ساتھ منسوب کر رکھا ہے۔ اب آپ میری زندگی کا ایک حصہ ہیں اور میں آپ کی زندگی کا ایک جزو ہوں۔ زلاقہ کے میدانوں میں جو جنگ لڑی گئی، اس میں آپ کی کارگزاری کو سب لوگوں نے سراہا۔ کیا اس کے بعد آپ نے کبھی ہماری طرف چکر لگایا؟ کیا میں عمر بن سریع کی سرائے میں آ کر آپ کو اس کارگزاری پر مبارک باد دیتی اچھی لگتی تھی؟ کیا آپ کا یہ فرض نہیں بنتا تھا کہ آپ مبارکباد نہ ہی لینے آتے۔ لیکن ہماری خیر و عافیت ہی دریافت کر لی ہوتی۔''

یہاں تک کہنے کے بعد روانده جب خاموش ہوئی تب غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے زکریا بن ادریس کہنے لگا۔

''روانده! واقعی مجھ سے غلطی ہوئی اور میں اس پر معذرت خواہ ہوں۔ اور میں.....''

زکریا بن ادریس اس سے آگے بھی کچھ کہنا چاہتا تھا کہ روانده نے تیزی سے آگے بڑھ کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہنے لگی۔

Marfat.com

''اب آپ یہ مت کہئے گا کہ آپ مجھ سے معافی مانگتے ہیں۔ آپ کو ایسا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ اس گھر کے ایک فرد ہیں۔ یہاں کے لوگ آپ کی نسبت سے ہماری عزت، ہمارا احترام کرتے ہیں۔ جب سے لوگوں کو یہ خبر ہوئی ہے کہ اینتش کی بیٹی روانده نے اشبیلیہ کے وزیر ابوبکر کے بیٹے قیطان بن ابی بکر کے رشتہ سے اس لئے انکار کر دیا تھا کہ روانده، زکریا بن ادریس کو پسند کرتی ہے، اس کے بعد یہ خبریں بھی اُڑیں کہ روانده کو زکریا بن ادریس کے ساتھ منسوب کر دیا گیا ہے، تب سے لوگوں کی نگاہوں میں ہماری عزت، ہمارا احترام اور ہماری قدر کئی گنا بڑھ گئی ہے۔ میرے باپ جس راستے سے گزرتے ہیں، لوگ انہیں سلام پیش کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ آپ کے ساتھ ہماری نسبت ہونے کی وجہ سے ہے اور آپ کا یہ حال ہے کہ آپ ہماری عافیت اور خیریت تک نہیں پوچھتے۔ اس جنگ کے بعد جس وقت سارے سالار اور لشکری اپنے اپنے گھروں کو گئے تھے، آپ کو چاہئے تھا کہ یہاں میرے، بابا اور اماں کے پاس آتے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد روانده کو خاموش ہو جانا پڑا۔ اس لئے کہ اس کی ماں اموسیہ مسکراتے ہوئے بول اُٹھی۔

''روانده! میری بیٹی! اب سارے شکوے، ساری شکایتیں بھول جاؤ۔ اس لئے کہ زکریا بن ادریس یہاں آ چکا ہے۔ میری بیٹی! میں جانتی ہوں اس کے یہاں نہ آنے سے تمہیں بڑا دکھ اور صدمہ ہے۔ پر میری بیٹی! یہ بھی تو سوچ کہ یہ معذرت کر چکا ہے۔''

اس پر روانده مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔ ''نہیں اماں! ان سے کوئی شکوہ نہیں ہے۔''

زکریا بن ادریس، روانده کو مخاطب کر کے کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی اینتش بول اٹھا اور اموسیہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''میں ذرا بازار کا چکر لگاتا ہوں۔ کھانے پینے کی کچھ چیزیں لے کر آتا ہوں۔ آج میرے بیٹے زکریا بن ادریس کی ایسی دعوت ہونی چاہئے جو یادگار بن کر رہے۔''

اس کے ساتھ ہی اینتش جب مڑا تب زکریا بن ادریس اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ''عم! آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ کسی دعوت کا اہتمام کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ روزمرہ میں جو گھر میں کھانا پکتا ہے، وہی کھائیں گے۔''

Marfat.com

زکریا بن ادریس مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ بیچ میں روانده بول اٹھی۔ کہنے لگی۔

''دعوت کا اہتمام کرنے کی ضرورت ہے۔ بابا ٹھیک کہتے ہیں۔ بابا! آپ جائیں۔''

جواب میں اینتش مسکراتا ہوا حویلی سے باہر نکل گیا تھا۔ پھر اموسیه، روانده کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''روانده! تم زکریا کو لے کر دیوان خانہ کی طرف جاؤ۔ میں مطبخ میں جو تھوڑا سا کام رہتا ہے، وہ مکمل کر لیتی ہوں۔''

ساتھ ہی اموسیہ نے زکریا بن ادریس کو مخاطب کیا۔ ''بیٹے! تمہاری آمد سے پہلے میں نے اور روانده نے کھانے پینے کی تقریباً ساری اشیاء تیار کر رکھی ہیں۔ کچھ کام رہتا ہے، وہ میں اکیلی کر لیتی ہوں۔ تم دونوں دیوان خانہ میں بیٹھو۔''

اپنی ماں کے ان الفاظ پر روانده خوش ہو گئی تھی۔ پھر زکریا بن ادریس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''اب چلیں دیوان خانہ کی طرف۔''

زکریا بن ادریس چپ چاپ مسکراتے ہوئے دیوان خانہ کی طرف ہو لیا تھا۔ روانده اس کے پیچھے پیچھے تھی۔ دیوان خانہ میں جا کر دونوں آمنے سامنے نشستوں پر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر خاموشی رہی، پھر گفتگو کا آغاز روانده نے کیا اور زکریا بن ادریس کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''اگر آپ برا نہ مانیں تو آج میں آپ سے ایک نئے موضوع پر گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔''

''کیسا نیا موضوع؟'' زکریا بن ادریس نے بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ لیا تھا۔

جواب میں روانده نے ایک لمبا سانس لیا، لمحہ بھر کے لئے ایک گہری اور غائر نگاہ اپنے سامنے بیٹھے زکریا بن ادریس پر ڈالی، اس کے بعد وہ کہہ رہی تھی۔

''اب جبکہ میرے ماں باپ نے میرا رشتہ آپ کے ساتھ طے کر دیا ہے، آپ بھی اس رشتہ پر اپنی قبولیت کا اظہار کر چکے ہیں اور پھر اس رشتہ پر میں اور آپ ہی نہیں، اشبیلیہ شہر کے سارے ہی لوگ خوش ہیں، اس موقع پر میں جو نیا موضوع چھیڑنا چاہتی ہوں وہ یہ کہ کیا ایسا ممکن نہیں کہ آپ اب سرائے میں اپنی رہائش ترک کر کے یہاں

Marfat.com

ہمارے پاس آ کر رہیں؟''

جواب میں زکریا بن ادریس کچھ دیر خاموش رہا۔ پھر روانده کی طرف گھورنے کے انداز میں دیکھا، کہنے لگا۔

''کیا ایسا تم اس بناء پر کہہ رہی ہو کہ کہیں لوگ یہ نہ کہیں کہ محترم اینتش کی بیٹی روانده کا رشتہ جس جوان سے طے ہوا ہے وہ محترم عمر بن سریع کی ایک سرائے میں قیام کئے ہوئے ہے اور یہ کہ........''

یہاں تک کہنے کے ساتھ ہی زکریا بن ادریس کو خاموش ہو جانا پڑا۔ اس لئے کہ تڑپ کر روانده نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ کچھ دیر ایسا ہی سماں رہا۔ زکریا بن ادریس کے چہرے پر اپنا گداز ہاتھ رکھنے کے بعد روانده نے اپنی گردن جھکائے رکھی، پھر اپنا ہاتھ علیحدہ کیا اور سنجیدہ سی آواز میں کہنے لگی۔

''اس سے آگے کچھ مت کہیۓ گا۔ لوگ کچھ بھی کہتے رہیں، کسی بھی بات کا مجھ پر کوئی اثر نہیں۔ آپ جانتے ہیں میں تو اس سے پہلے ایک بار آپ سے یہ بھی کہہ چکی ہوں کہ میں کسی حویلی، کسی دولت، زیور، گہنوں، جواہرات کی خواہش نہیں رکھتی۔ مجھے اس کائنات میں خداوند قدوس کی خوشنودی کے بعد صرف زکریا بن ادریس کی ضرورت ہے۔ جانتے ہیں، میں آپ کے سامنے اس بات کی خواہش اور اظہار بھی کر چکی ہوں کہ کوئی اچھی حویلی تو بہت دور کی بات آپ مجھے خس کی بنی ہوئی کسی جھونپڑی میں بھی رکھیں گے اور اس جھونپڑی میں آپ میرے ساتھ رہیں گے تو میں سمجھوں گی، میں افونش کے محل سے بھی زیادہ کسی خوبصورت اور اعلیٰ پائے کی حویلی میں آپ کے ساتھ قیام کرتی ہوں۔ مجھے اس کائنات میں صرف آپ کی ضرورت ہے۔ اگر آپ میرے ساتھ ہیں، آپ مجھ سے خوش ہیں تو مجھے کچھ نہیں چاہئے۔ آپ اب میری ذات کا ایک حصہ ہیں۔ آپ کے بغیر رہنا میں سوچ بھی نہیں سکتی۔ کبھی کبھی بس میرے ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ میں تو ایک اچھی حویلی میں اپنے ماں باپ کے ساتھ قیام کئے ہوئے ہوں اور وہ ہستی جسے میں اپنی زندگی کا مقصد، اپنی زیست کا محور اور اپنا سب کچھ بنا چکی ہوں، وہ عمر بن سریع کے ایک چھوٹے سے کمرے میں قیام رکھتے ہیں۔ کیا یہ بات روانده اور اس کے ماں باپ کے لئے باعثِ شرم نہیں ہے؟''

یہاں تک کہنے کے بعد روانده رکی، کچھ سوچا، دوبارہ وہ زکریا بن ادریس کو مخاطب

Marfat.com

کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

''آپ یہ نہیں سوچتے، یہ جو اتنی بڑی حویلی ہے یہ کس کی ہے؟ میرا کوئی بھائی نہیں ہے۔ میں ماں باپ کی اکیلی اولاد ہوں۔ جبکہ حالات، وقت اور میرے ماں باپ مجھے آپ کے حوالے کر چکے ہیں۔ اب آپ ہی میرے والی وارث ہیں۔ لہٰذا میرا ہر اثاثہ، میری ہر جمع پونجی آپ کی ہے۔ اس بناء پر کیا یہ ممکن نہیں ہے؟''

یہاں تک کہتے کہتے روانده کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ اُس کی بات کاٹتے ہوئے زکریا بن ادریس بول اُٹھا تھا۔

''روانده! تیری مہربانی، تیرا شکریہ کہ تُو میرے متعلق ایسے خیالات رکھتی ہے۔ دیکھ! اس سے پہلے شاید میں نے تجھے نہیں بتایا کہ تمہارے بابا سے اس سے پہلے اس حویلی کے موضوع پر میری تفصیل سے گفتگو ہو چکی ہے۔ وہ اس حویلی کی ملکیت میرے نام کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن میں نے انکار کر دیا تھا۔ میں نے کہا تھا کہ اس حویلی کی مالک روانده ہے........''

زکریا بن ادریس بھی اپنی بات مکمل نہ کر سکا۔ اس لئے کہ روانده نے فوراً اس کی بات کاٹی اور کہنے لگی۔

''ٹھیک ہے۔ اگر اس حویلی کی وارث اور مالک روانده ہے تو کیا روانده کے مالک و وارث آپ نہیں ہیں؟''

روانده کے ان الفاظ پر زکریا بن ادریس مسکرا دیا۔ کہنے لگا۔

''روانده! جو کچھ تم کہہ رہی ہو، بالکل درست ہے۔ لیکن یہ تو سوچو شادی سے پہلے یہاں میرا قیام کرنا اچھا نہیں ہے۔ جب ہم دونوں کی شادی ہو جائے گی، پھر دونوں میاں بیوی بیٹھ کر اس موضوع پر گفتگو کریں گے اور جیسا تم کہو گی، میں ویسا کرنے پر رضامند ہو جاؤں گا۔ میں تمہیں دکھ نہیں دینا چاہتا۔ تمہارے لئے زندگی کے کسی موڑ پر میں اذیت کا کوئی نشان کھڑا نہیں کرنا چاہتا۔''

زکریا بن ادریس کے ان الفاظ پر روانده توصیفی اور فخریہ انداز میں اس کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ کچھ کہنا چاہتی تھی کہ حویلی میں اینتش داخل ہوا۔ اس کے ساتھ اس کی دکان میں کام کرنے والا ایک خادم تھا۔ دونوں سامان سے لدے پھندے تھے۔ سامان مطبخ میں رکھوانے کے بعد خادم تو باہر چلا گیا جبکہ اینتش دیوان خانہ میں آ کر بیٹھ گیا۔

Marfat.com

اس کے آنے پر روانده نے موضوع بدلا اور زکریا بن ادریس کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''جس وقت آج بابا آپ کو لینے کے لئے گئے تو اس سے پہلے ہی انہوں نے انکشاف کیا تھا کہ آپ کسی مہم پر روانہ ہونے والے ہیں۔''

اس پر زکریا بن ادریس کہنے لگا۔

''روانده! تمہارا اندازہ درست ہے۔ افونش اور اس کے لشکریوں نے مشرق کی مسلمان ریاستوں المریا، مرسیہ، لورقا اور بلنسیا کو اپنا ہدف بنانا شروع کر دیا ہے۔ لہٰذا معتمد چاہتا ہے کہ میں اور یوسف بن تاشفین کا سالار داؤد بن عائشہ ایک لشکر لے کر مرسیہ اور المریا والوں کی مدد کے لئے جائیں جبکہ خود معتمد غیرور بن شبیب اور زیدون بن مسلم کے ساتھ ایک لشکر لے کر بلنسیا اور لورقا کا رخ کرے گا۔ یہاں سے جو عساکر تیار ہوئے ہیں وہ بالکل کوچ کی حالت میں ہیں۔ اس وقت صرف امیر یوسف بن تاشفین کے سالار داؤد بن عائشہ کا انتظار ہو رہا ہے۔ جونہی وہ اپنے لشکر کے ساتھ اشبیلیہ پہنچے گا، میں اور وہ مرسیہ اور المریا والوں کی مدد کے لئے روانہ ہو جائیں گے۔ جبکہ معتمد بلنسیا اور لوقا والوں کی مدد کرنے کو روانہ ہو جائے گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد زکریا بن ادریس جب خاموش ہوا اسی وقت روانده کی ماں اموسیہ دیوان خانہ میں داخل ہوئی اور کہنے لگی۔

''زکریا! میرے بیٹے! آج تم سرائے نہیں جاؤ گے، یہیں ہمارے ہاں قیام کرو گے۔ دیکھو بیٹے! کوئی بہانہ نہیں بنانا۔''

اموسیہ کے ان الفاظ کے جواب میں روانده مسکراتے ہوئے زکریا بن ادریس کی طرف جواب طلب انداز میں دیکھنے لگی تھی۔ اُس کے اس انداز کو زکریا بن ادریس نے بھی بھانپ لیا تھا لہٰذا اموسیہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''اماں! میں کوئی بہانہ نہیں بناؤں گا۔ جیسا تم کہو گی، ویسا ہی ہو گا۔ جیسا تم چاہو گی، اسی پر عمل ہو گا۔''

زکریا بن ادریس کا یہ جواب سن کر روانده اور اموسیہ کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ انیتش بھی مسکرا رہا تھا۔ پھر اموسیہ، روانده کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''بیٹی! تمہارے بابا بازار سے پھل اور دوسری اشیاء لے آئے ہیں۔ اب اُٹھو، کھانے پینے کی ساری اشیاء یہیں لگاتے ہیں اور اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔''

Marfat.com

اپنی ماں کے ان الفاظ کے ساتھ ہی روانده نے ایک پیار بھری نگاہ زکریا پر ڈالی، پھر وہ جست لگانے کے انداز میں اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اُٹھ کھڑی ہوئی، اپنی ماں کے ساتھ ہو لی۔

دونوں ماں بیٹی نے کھانے کی ساری اشیاء وہیں لگائیں اور سب مل کر کھانا کھانے لگے تھے۔

داؤد بن عائشہ بھی اپنا لشکر لے کر اشبیلیہ پہنچ گیا اور اس کے اشبیلیہ پہنچنے کے دوسرے روز داؤد بن عائشہ اور زکریا بن ادریس ایک لشکر لے کر مرسیہ اور المریا کی طرف روانہ ہوئے تھے جبکہ ان کے ساتھ ہی ساتھ معتمد، غیرد بن شبیب اور زیدون بن مسلم دوسرا لشکر لے کر لورقا اور بلنسیا والوں کی مدد کے لئے روانہ ہو گئے تھے۔

Marfat.com

✿

زکریا بن ادریس اور داوُد بن عائشہ دونوں اپنے لشکر کو لے کر المریا اور مرسیہ شہروں کے ان میدانوں کی طرف بڑھے تھے جہاں افونش کے لشکریوں کے سپہ سالارِ اعلیٰ فانیز نے اپنے ایک بہت بڑے اور جرار لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا تھا۔

المریا، ہسپانیہ کا ایک نامور اور مشہور شہر تھا۔ یہ جنوبی اُندلس میں واقع تھا۔ اس شہر کا پرانا نام کرکی تھا۔ اہلِ عرب نے اس کا نام اپنی طرف سے المریا یا البجانہ رکھا۔ یعنی ایسا مقام جہاں سے بجانہ شہر نظر آتا تھا اور اس کی حفاظت ہو سکتی تھی۔

اسلامی حکومت کے ابتدائی زمانہ میں بجانہ بڑا شہر اور علاقہ المریا کا دارالحکومت تھا مگر پھر اس کی آبادی المریا میں منتقل ہوگئی۔ بجانہ جس کا اسپینی نام بھی پی چینا ہے، غیر آباد ہو کر ایک گاؤں رہ گیا جو المریا سے چھ یا سات میل کے فاصلے پر اب بھی موجود ہے۔

مشہور مؤرخ شریف ادریسی، المریا سے بجانہ کا فاصلہ لگ بھگ چار میل لکھتا ہے۔

المریا کا شہر دو پہاڑیوں پر اور اس کے بیچ میں جو شاداب اور زرخیز زمین بنتی ہے، اس پر آباد تھا۔ ان دو پہاڑیوں میں سے ایک پہاڑی پر قلعہ تھا جو عبدالرحمٰن الناصر اموی خلیفہ نے تیار کروایا تھا۔ لیکن خیران صقلبی نے جو خلیفہ ہشام کے زمانے میں پہلے المریا کا والی ہوا کرتا تھا اور پھر منصور بن ابی عامر کی وفات کے بعد خود مختار ہو گیا تھا، اس قلعہ کو بہت بڑھا کر تعمیر کیا اور اس میں عالیشان عمارتیں بنائیں۔ اس وجہ سے قلعہ کا نام اس کے نام پر قلعہ خیران مشہور ہو گیا۔ یہ قلعہ نہایت مستحکم تھا اور اس کے چار مینار صدہا برس گزر جانے پر اب بھی تمام شہر کی عمارتوں سے اپنا سر اونچا کئے کھڑے ہیں۔

دوسری پہاڑی کے ایک حصہ پر ایک آبادی تھی جس کا نام ربض الحوض تھا اور باقی

Marfat.com

حصہ پر شہر، میدان، تفریح گاہ اور باغات تھے۔ شہر اور ربض الحوض ایک ہی شہر پناہ کے اندر تھے۔ اس پہاڑی کا نام جبل لاہم تھا۔ شہر پناہ میں متعدد دروازے تھے۔ ان میں سے ایک دروازے پر پتھر کا عقاب بنا ہوا تھا، اس وجہ سے اس دروازے کو باب العقاب کہہ کر پکارا جاتا تھا۔

اس کے علاوہ اس کی مضبوط شہر پناہ برجوں اور مورچوں کے علاوہ اس شہر کے استحکام کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اکثر سمتوں میں پہاڑی سلسلے اس کو حلقہ کئے ہوئے تھے جن کی بلندیاں زمین سے سیدھی اُٹھی ہوئی تھیں۔ المریا اور اس کے علاقہ پر شروع میں طارق اور موسیٰ کی فتوحات کے زمانہ میں یعنی پہلی صدی ہجری کے آخر میں مسلمانوں کا قبضہ ہوا تھا۔

مسلمانوں کی حکومت کے آغاز سے یہ شہر برابر ترقی کرتا رہا۔ چنانچہ عبدالرحمٰن الداخل ہی کے زمانے میں یہاں سامانِ حرب تیار کرنے اور جہاز بنانے کے کارخانے قائم ہو گئے تھے۔

مسلمانوں کے دور میں اس شہر کی مصنوعات میں ریشم کے آٹھ سو کارخانے تھے جن میں سقلاقون، اصفہانی، جرجانی، دیبارچے، دیبا، دوپٹے، اوڑھنیاں، زربفت کے مرصع پردے اور طرح طرح کے ریشمی کپڑے تیار ہوتے تھے۔ دریائے المریا کے کنارے کنارے جس کو وادیٔ بجانہ بھی کہتے تھے، پھلواریاں پاور پن چکیاں تھیں۔ ان باغوں سے طرح طرح کے میوے بکثرت شہر میں آ کر ارزاں فروخت ہوتے تھے۔

المریا کی بندرگاہ میں مصر کی بندرگاہ اسکندریہ اور شام تک کے جہاز آمد و رفت رکھتے تھے۔ تجارت کی وہ گرم بازاری تھی کہ تمام اُندلس میں یہاں کے باشندوں سے زیادہ تجارت پیشہ اور مالدار کہیں نہ تھے۔

مسلمانوں ہی کے زمانہ میں المریا جنوبی اُندلس کی ایک بڑی بندرگاہ ہو گیا تھا۔ اس شہر پر اموی سلاطینِ اُندلس نے تقریباً تین سو برس حکومت کی۔

جہاں تک مرسیہ شہر کا تعلق ہے تو یہ مسلمانوں کا بڑا مشہور اور نامور شہر تھا۔ مسلمانوں کے دورِ حکومت میں یہ صوبہ مرسیہ کا دارالحکومت تھا۔ یہ دریائے شقورہ کے کنارے آباد تھا اور سمندر سے مغرب کی سمت میں 45 میل کے فاصلے پر واقع تھا۔ یہ شہر ایک ہموار قطعہ زمین کے تقریباً مرکز میں تھا۔ یہ زمین نہایت شاداب تھی۔ اہلِ عرب اس کو

Marfat.com

بوستان کہتے تھے۔ اب بھی اسپینی زبان میں اس کو ہیوراتا کہتے ہیں جس کے معنی باغ یا بوستان کے ہیں۔ اس مسطح زمین کے گرد پہاڑ تھے اور اس کے بیچ سے دریائے شقورہ بہتا ہوا نکلتا تھا۔

باوجود اس کے کہ یہ شہر سمندر کے قریب ہے لیکن موسم میں اعتدال نہیں۔ گرمیوں میں سخت گرمی اور جاڑوں میں شدت کی سردی ہوتی ہے۔ شہر کا زیادہ حصہ دریائے شقورہ کے بائیں کنارے پر آباد تھا۔ یہ دریا مرسیہ شہر کے قریب ہی شمال مشرق کا رخ اختیار کر کے 30 میل آگے جا کر سمندر میں شامل ہو جاتا تھا۔ اس دریا پر آج کل دو محرابوں کا ایک پُل ہے جس سے لوگوں کی شہر میں آمد و رفت رہتی ہے۔ شہر کے پرانے حصوں کے بازار اور گلی کوچے تنگ ہیں۔

عربی مؤرخوں کے خیال کے مطابق جہاں شہر مرسیہ اب آباد ہے، اس کے قریب ہی وہ شہر آباد تھا جو علاقۂ تدمیر کا دارالحکومت ہوا کرتا تھا اور مسلمانوں کے دور میں مرسیہ کہلاتا تھا جس کو مدینۂ تدمیر بھی کہتے تھے۔ مگر کچھ زمانے کے بعد یہ شہر یعنی مدینۂ تدمیر اور مرسیہ مل کر ایک ہی شہر ہو گئے جس کو اہل عرب نے مدینۂ مرسیہ کہنا شروع کر دیا۔ مدینۂ تدمیر یا مدینۂ مرسیہ کی نسبت یہ معلوم ہے کہ یہ زمانۂ قبل از مسیح سب سے پہلے قرطاجنی عرب اسپین میں آئے تھے تو ان شہروں کے موقع پر ایک شہر اس وقت موجود تھا اور رومنوں کے تسلط میں تھا لیکن یہ تحقیق نہیں ہو سکی کہ اس قدیم شہر کا اس وقت کیا نام تھا۔ بعض لوگوں نے خیال کیا ہے کہ اس کو ورگیلیہ کہتے تھے۔

بہر حال مرسیہ شہر کا مشرقی اُندلس میں خاص مقام تھا۔ اس کے باشندے جسمانی طاقت میں مشہور تھے۔ اس کا دریا شقورہ اُندلس کے سب سے بڑے دریا کبیر کا مقابلہ کرتا تھا کیونکہ یہ دونوں ایک ہی منبع سے نکلتے تھے۔ اس دریا کے کنارے دور تک باغات چلے گئے تھے۔ درختوں کی جھکی ہوئی شاخوں کا ہوا میں جھومنا، دریا کے کنارے پانی کھینچنے کے پہیوں اور چرخیوں کی آوازیں، طیور کی خوش الحانی، پھولوں کی خوشبو حقیقت میں ایسی دلفریب چیزیں تھیں کہ جن کو بیان کرنا ہی مشکل ہے۔

مرسیہ غالباً تمام اُندلس میں پھلوں اور خوشبودار جڑی بوٹیوں کے لئے سب سے بڑی جگہ تھی۔ ان چیزوں کے سبب یہاں کی معتدل آب و ہوا، زمین کی شادابی اور زرخیزی کے باعث یہاں کے باشندے تمام مخلوق کے مقابلے میں زیادہ آرام اور

Marfat.com

آسائش رکھتے تھے اور اسی وجہ سے اس کے رنگین مزاج واقع ہونے کی شہرت ہو گئی تھی۔

زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ اپنے لشکر کے ساتھ منزل پر منزل مارتے ہوئے مرسیہ اور المریا کے درمیان کھلے میدانوں میں اس جگہ جا پہنچے جہاں افونش کے سپہ سالار فانیز نے ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رہا تھا۔ فانیز کو بھی شاید زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کے آنے کی خبر پہلے سے ہو چکی تھی لہٰذا جونہی زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ اپنے لشکر کے ساتھ وہاں پہنچے، فانیز نے جنگ کی ابتداء کرنے کے لئے اپنے لشکر کے اندر طبل پیٹنے کا حکم دے دیا تھا۔

یہ حکم ملتے ہی فانیز کے لشکر کے اندر بڑے بڑے طبل بج اُٹھے تھے۔ یہ صورتِ حال دیکھتے ہوئے زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ نے بھی اپنے لشکر کی صفیں درست کرنا شروع کر دی تھیں۔ لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ ایک حصہ زکریا بن ادریس کے پاس اور دوسرا داؤد بن عائشہ کے پاس۔ چھوٹے سالاروں کو بھی اسی طرح تقسیم کر دیا گیا تھا۔

جب لشکر کی صفیں درست ہو گئیں تب دیکھتے ہی دیکھتے زکریا بن ادریس جو اس سے پہلے اپنے لشکر کی صفیں درست کر رہا تھا، لشکر کے سامنے آیا۔ فانیز کے لشکر میں ابھی تک طبل بج رہے تھے اور وہ اپنی صفیں درست کر رہے تھے۔ زکریا بن ادریس نے اِدھر اُدھر دیکھا، قبلہ کا تعین کیا، زمین پر بیٹھا، سجدہ ریز ہوا، پھر وہ انتہائی عاجزی اور انکساری میں دعا مانگ رہا تھا۔ جبکہ داؤد بن عائشہ اس کے قریب ہی کھڑا تھا۔ زکریا بن ادریس کہہ رہا تھا۔

"اے مالکِ دو جہاں! تُو ہی تند حقارت کے سناٹوں میں بُعد اور فاصلوں کو سمیٹتا ہے۔ تُو ہی بے کنار سفاک اندھیروں میں آئینوں کے جوہر سا اُجالا عطا کرتا ہے۔ تُو ہی بنجر، بے جان جذبوں کو حیات بخش نُطق عطا کرتا ہے۔

اے سمیع و بصیر! اے رؤف و رحیم! ہمارے دشمن جو ہمارے سامنے کھڑے ہیں، ہمارے دلوں کے رابطوں کو دُکھ کی گرم ہواؤں، ہجر کی اندھی رُتوں، ہمارے ذہنوں کے سلسلوں کو نوحہ گر خود سر بگولوں، وحشی ارادوں کی سرکشی، ہماری سربلندی اور سرفروشی کو ابلیس کے سایوں، وحشتوں کے رقص، ہمارے اُجالوں، حوالوں کی بُنت کو مدقوق، لاغر لمحوں اور حیران اور سرگرداں ریگزاروں میں تبدیل کرنے کے درپے ہیں۔

Marfat.com

اے خدائے زندہ و مہربان! دشمن ہماری حرمتوں کی تنویروں میں ہمارے لئے نفرت کے خار، بدنیتی کے غبار کھڑے کرنے کے در پے ہے۔ وقت کے پھیلے اس گلیم میں وہ ہمارے لئے ہوس کی خواہشیں، نفس کی ملامتیں وارد کرنے کا متمنی ہے۔

اے اللہ! تیرے ہی حکم سے سیپ کی آغوش میں گوہر پلتے ہیں۔ تیرے ہی عدل کے سورج تلے شجر ثمر آور ہوتے ہیں۔ تیرے ہی حکم سے خوابوں کے مقدر میں تعبیریں رقم ہوتی ہیں۔ تیرے ہی حکم سے زندگی کی طویل مسافتوں میں تہذیب کے سرطان کا رُخ مُڑتا ہے۔

اے میرے اللہ! تُو ہی ناکامیوں کی دھوپ، مایوسیوں کے سیم وتھور، کالے قہر کی صورت پھیلتے صدیوں کے آزار کو کامیابیوں کے حسین سایوں، ساعتوں کی بہتی خونریزیوں کو خوشیوں کے امن میں تبدیل کرتا ہے۔

اے اللہ! اس طلسم خانۂ ارض و سماء میں ہمارا دشمن نیستی کے احوال لکھتی قضاء، کانٹوں کے حصار کھڑی کرتی مسافتوں، زرد ماحول کی بے بسی و لاچارگی کے عذابوں، سرابوں کی طرح ہمارے سامنے کھڑا ہے، ہم پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے۔ اس کے مقابلے میں ہم خام کاروں کو پختہ کار بنا دے، ہماری فکر کے بنجر پن کو خوشی کے خیابانوں میں تبدیل کر دے۔ اے اللہ! ہمیں ہمت و استطاعت دے کہ ہم دشمن کے اژدھام پر صحرا کی پیاس بن کر نازل ہو جائیں۔

اے اللہ! ہماری مدد فرما کہ ہم دشمن کے دہکتے عزم کے سامنے راحتوں کی چھاؤں سی کامیابی حاصل کریں۔ میرے مالک! دشمن کی بدی کے تمدن کے اندھیاؤ کے سامنے ہمیں دلوں کے جوڑنے والے اسم اعظم سی فوزمندی عطا کرنا۔ دشمن کے پھیلتے بکھرتے سرخ لاووں سے ارادوں کے سامنے میرے خالق! تُو ہمیں فطرت کے حُسن سی کامرانی عطا کرنا۔ اے اللہ! ہمارے پاس سب سے بڑا ہتھیار یہی ہے کہ تیری بندگی ہمارا کمال، تیری اطاعت ہمارا جمال ہے۔ اے اللہ! غارِ حرا میں اقراء کی پکار کے صدقے میں ہمیں فتح مندی اور کامیابی عطا کرنا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد زکریا بن ادریس اُٹھ کھڑا ہوا تھا اور اپنی آنکھوں کی نمی صاف کرنے لگا تھا۔ اس کے قریب ہی کھڑا داؤد بن عائشہ بھی بڑی عقیدت مندی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی آنکھیں خشک کر رہا تھا۔ پھر دونوں نے آپس میں صلاح

Marfat.com

ومشورہ کیا اور اس کے بعد وہ چھوٹے سالاروں کے ساتھ اپنے اپنے حصے کے لشکر کے سامنے جا کھڑے ہوئے تھے۔ اس لئے کہ افونش کا سپہ سالار فانیز اب جنگ کی ابتداء کرنے والا تھا۔

پھر وقت کی آنکھ نے دیکھا فانیز نے اپنے لشکر کو نگر نگر میں ویرانیوں اور موت کی اُلجھن کھڑی کرتے غم کے سنایوں اور ہولناکی کے بے روک رقص، تباہی کے اُڑتے بادلوں کی طرح آگے بڑھایا تھا۔

پھر زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کے لشکر پر خوف بھری تاریکیوں میں موت کی اندھی چاپ، مجبوریوں کی چادر پھیلاتی زمانے بھر کی وحشتوں اور غم کی عقوبت گاہوں میں بوند بوند بستے قہر کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

جوابی کارروائی کے طور پر سب سے پہلے داؤد بن عائشہ نے اپنے کام کی ابتداء کی تھی۔ سب سے پہلے مسلمان لشکریوں نے یک زبان ہو کر تکبیریں بلند کیں، پھر داؤد بن عائشہ اپنے حصہ کے لشکر کے ساتھ دروازوں میں درد کی دستک دیتے تند جھونکوں کی یلغار، خونی جذبات کے اندھیاؤ، کناروں سے باہر نکل کر بہتے دریاؤں کے اُمڈتے سیلاب اور دلوں کو ویران کرتی خاموش سیالِ آتش کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

داؤد بن عائشہ کے ساتھ ہی اس کے پہلو سے پہلو ملائے زکریا بن ادریس بھی ضبط کے غلاف پھاڑ کر اُٹھتے خدوخال بگاڑ دینے والے صحرائی گراوز، ریگ کے گرداب کھڑے کرتی رفتار کی کالی آندھیوں، آرزوؤں اور اُمیدوں کو حسرتوں اور تمناؤں کے خون میں تبدیل کرتی غصے اور نفرت کی گرجتی کڑک اور برق کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کے پیچھے ہی پیچھے سارے مسلمان لشکری مجاہد پتھر کے نگر کی تیز آندھیوں اور چیختے لمحوں کے جھکڑوں کی طرح فانیز کے لشکر پر ضرب لگانے لگے تھے۔ دونوں لشکریوں کے ٹکرانے سے میدانِ جنگ کے اندر جبر کے جھکڑ، ظلم کی آندھیاں، وحشت بھری بے نام تڑپ، بغض و عداوت کا سرطان، آفتِ جاں بنتے تعصب بھرے بگولے، نوحہ کرتے وقت میں سسکیاں بھرتی ہواؤں اور جوش مارتی کرب خیزیوں کا سا سماں اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔

عین اُس وقت جبکہ جنگ اپنے عروج پر آ گئی تھی، داؤد بن عائشہ اپنے لشکریوں کو مخاطب کرتے ہوئے کڑکتی آواز میں کہہ رہا تھا۔

Marfat.com

''میرے عزیز ساتھیو! وہ اللہ جو بنجر بے جان زمین کو فصلوں کا نور عطا کرتا ہے، اُسے اپنی مدد کے لئے پکارتے ہوئے سمندر میں اُٹھتی آندھیوں کے قافلوں کی طرح اپنی شجاعت کے نئے باب کھولتے جاؤ۔ وقت کے گہرے ساگر سے اُٹھتے طوفانوں کی طرح دشمن کے لئے مصائب و ابتلاء کے ہجوم کی طرح دشواریاں ہی دشواریاں کھڑی کرنی شروع کر دو۔ میں جان ہتھیلی پر لئے سینہ سپر ہو کر تمہارے ساتھ ہوں۔ میرے عزیز ساتھیو! امن کو دوام بخشنے کے لئے تم زمین کا سہاگ ہو۔ ستاروں اور کہکشاں کا تبسم ہو۔ زندگی کی خزاں میں سکونت وطمانیت کا سنگم ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں، دشمن کی تعداد ہم سے زیادہ ہے، اگر تم اپنے رب کو پکارتے ہوئے تکبیریں بلند کرتے ہوئے دشمن پر ضرب لگاؤ تو بڑی آسانی کے ساتھ تم ان کے اندر سفا کانہ ہلچل اور فنا لمحوں کا رقص پیدا کر سکتے ہو۔''

داؤد بن عائشہ کے ان الفاظ نے مسلمان لشکریوں کے اندر ایک ہلچل اور ایک تڑپ سی پیدا کر کے رکھ دی تھی اور انہوں نے اپنے حملوں میں کئی گنا زیادہ شدت اور سختی پیدا کر دی تھی۔

فانیز کے لشکر کی تعداد گو زیادہ تھی لیکن تھوڑی ہی دیر کی مزید جنگ کے بعد اس کے لشکر کی حالت زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کے سامنے دشتِ گماں کے سرابوں، خزاں کے زرد آنچلوں، کرب کی تشنگی، خونی وسوسات، دکھ اور الم کے حروف اور خشک ببول کے سوکھے سایوں سے بھی زیادہ ہولناک ہونا شروع ہو گئی تھی۔

اس کے بعد تھوڑی دیر تک مزید حالات کا جائزہ لینے کے بعد فانیز نے اپنی شکست قبول کی اور بھاگ کھڑا ہوا۔

زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ نے دور تک بڑی خونخواری اور بڑی شدت کے ساتھ اس کا تعاقب کیا اور اس کے لشکر کی تعداد مزید کم کر دی۔ جبکہ فانیز بچے کھچے لشکر کو لے کر لورقا اور بلنسیا کی طرف بھاگ گیا تھا جہاں افونش اور اس کے دیگر سالار ایک خاصے بڑے لشکر کے ساتھ معتمد، غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم کا مقابلہ کرنے کے لئے موجود تھے۔

دشمن کا تعاقب ترک کر کے زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ اپنے حصہ کے لشکر کے ساتھ پلٹے۔ پہلے اس جگہ آئے جہاں جنگ ہوئی تھی۔ دونوں ایک دوسرے سے ملے

Marfat.com

اور ایک دوسرے کو گلے لگا کر اپنی اس شاندار فتح پر مبارکباد دی۔ اس کے بعد سب سے پہلے زخمیوں کی دیکھ بھال کی گئی۔ فانیز کے پڑاؤ سے ان کے ہاتھ بہت کچھ لگا تھا۔ سارے مالِ غنیمت کو جمع کر کے اس کا بیشتر حصہ لشکریوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ اس کے بعد چھوٹے سالاروں کے ساتھ زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ ایک جگہ جمع ہوئے۔ پھر زکریا بن ادریس، داؤد بن عائشہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے عزیز بھائی! مرسیہ اور المریا کے درمیان ان کھلے میدانوں میں اپنے خداوند قدوس کی نصرت اور اس کی حمایت کے بل بوتے پر ہم افونش کے سپہ سالار فانیز کو بدترین شکست دینے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ میرے عزیز بھائی! اگر تم پسند کرو تو صرف آنے والی شب اپنے لشکریوں کو یہاں آرام کرنے، ستانے کا موقع فراہم کریں گے، اس کے بعد اگلی صبح ہم اپنے لشکر کو لے کر بلنسیا اور لورقا کے ان حصوں کا رخ کریں گے جہاں معتمد اپنے لشکر کے ساتھ افونش سے ٹکرانے کے درپے ہے۔''

زکریا بن ادریس جب خاموش ہوا تب آگے بڑھ کر داؤد بن عائشہ نے اسے اپنے ساتھ لپٹا لیا اور کہنے لگا۔

''میرے عزیز بھائی! جیسا تم چاہ رہے ہو، ویسا ہی ہو گا۔ آؤ اب اپنے لشکریوں کے آرام اور ان کے کھانے کا اہتمام کرتے ہیں۔''

داؤد بن عائشہ کا جواب سن کر زکریا بن ادریس خوش ہو گیا تھا۔ پھر سارے چھوٹے سالار اور وہ داؤد بن عائشہ کے ساتھ ہو لیئے تھے۔

دونوں نے اپنے لشکریوں کے ساتھ صرف ایک شب آرام کی خاطر وہاں قیام کیا اور اس سے اگلے روز وہ افونش کے مقابلے میں معتمد کی مدد کرنے کے لئے بلنسیا اور لورقا کے میدانوں کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

بلنسیا ایک بہت بڑا، عظیم اور پرانا شہر تھا۔ آج کل یہ صوبہ بلنسیا کا دارالحکومت ہے۔ اس سے پہلے بھی سلاطینِ مروانیہ کے زمانے میں اور ان کے بعد طوائف الملوکی میں بھی وہ اس علاقہ کا صدر مقام تھا۔ دریائے ابیض کے داہنے کنارے پر یہ شہر آباد ہے۔ بحیرہ متوسط کا ساحل اس سے تین میل کے فاصلے پر پڑتا ہے۔ ہوا معتدل اور خشک ہے۔ سمندری ہوا چلتی ہے۔ مینہ کم ہی برستا ہے۔

شہر کی وضع قطع اب بھی اسلامی نظر آتی ہے۔ پُروقار مینار اب بھی کثرت سے

Marfat.com

ہیں۔ سنہری اور سفید رنگ کی روغنی اینٹیں مسلمانوں کے زمانے کی طرح اب تک برجوں اور میناروں پر لگائی جاتی ہیں۔

مشہور مؤرخ شریف ادریسی لکھتے ہیں کہ شہر بلنسیا اُندلس کا ایک مرکز ہے۔ سطح مرتفع زمین پر واقع ہے۔ علاقہ آباد ہے۔ تاجروں اور باہر والوں کی بڑی کثرت ہے۔ بازار بہت اور تجارت بے شمار ہے۔ مال بہت چڑھتا اور اُترتا ہے۔ بلنسیا سے دریائے ابیض کے کنارے کنارے جاؤ تو سمندر تین میل طے کرنے کے بعد آ جاتا ہے۔ شہر دریائے ابیض کے کنارے واقع ہے۔ اس دریا سے یہاں کی زمین کو بڑا نفع پہنچتا ہے اور کھیتوں میں آبپاشی اسی دریا سے ہوتی ہے۔ شہر کے اردگرد مکانات اور عمارتیں مسلسل چلی گئی ہیں۔

مؤرخ ابنِ سعید کا بیان ہے کہ بلنسیا اُندلس کے مشرقی حصہ میں واقع ہے۔ اس کو مدینۃ التراب بھی کہتے ہیں۔ یہاں زعفران پیدا ہوتی ہے اور ایک پھل ہوتا ہے جس کو ارزہ کہتے ہیں۔ یہ انگور کے برابر نہایت شیریں اور خوشبودار ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اُندلس کے تمام شہروں میں بلنسیا سب سے زیادہ روشن ہے۔ یہاں سیرگاہیں اور عمارتیں بہت ہیں۔ باغوں میں سب سے زیادہ مشہور رصافہ اور معیہ بن ابی عامر ہیں جن کے گلزار اور چمن، روشیں اور نہریں بڑی دلفریب ہیں۔

مؤرخ شقندری لکھتا ہے کہ بلنسیا کا نام مطیب اور اُندلس یعنی خوشبو کا قریہ بھی مشہور ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں پھولوں اور پھلوں کے باغات کثرت سے ہیں اور ہر وقت خوشبو آتی رہتی ہے۔ یہاں جس باغ کا نام رصافہ ہے وہ نہایت پُرفضا مقام ہے۔ اس کے قریب ہی صاف شفاف پانی کی ایک جھیل ہے۔ آج کل اس جھیل کو البغیرہ کہتے ہیں۔

عام لوگوں کا بیان ہے کہ جھیل سے آفتاب کی شعاعیں منعکس ہو کر شہر پر اس طرح پڑا کرتی تھیں کہ شہر میں روشنی بڑھ جاتی تھی۔ بعض سیاحوں نے لکھا ہے کہ یہاں مچھروں اور مکھیوں کی کثرت ہے۔ اس شہر کے متعلق ایک شاعر لکھتا ہے:

"بلنسیا میں مچھر بانسری بجاتے اور مکھیاں اس کی لے پر ناچتی ہیں۔"

شہر کے گرد ایک فصیل رومنوں کے زمانے میں موجود تھی اور اب بھی اس کے کچھ حصے سلامت ہیں مگر اب یہ فصیل صرف دروازوں تک ہی منحصر ہے۔ کہیں کہیں کوئی برج

Marfat.com

باقی ہیں۔

اس شہر کے لئے دریاؤں سے آب پاشی اس قدر ہوتی ہے کہ شہر کے قریب دریا میں پانی کم رہ جاتا ہے۔ شہر کے کوچہ و بازار تنگ اور پیچیدہ ہیں۔ موجودہ دور میں بلنسیا شہر میں سینٹ نکولس نام کا جو گرجا ہے، کسی وقت میں مسلمانوں کی عمارت تھی۔

بلنسیا شہر کی مصنوعات میں روغنی اینٹیں اور ریشمی کپڑے بڑے مشہور ہیں۔ پھلوں میں یہاں کے باغوں میں کشمش، بادام اور انجیر وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔ گیہوں، چاول اور زعفران بھی پیدا کی جاتی ہے۔ ریشم کے کیڑوں کو پرورش کر کے ریشم جمع کیا جاتا ہے۔

بلنسیا کے لوگ ایسے تھے جن کو رزم و بزم دونوں پر فضیلت تھی۔ ان میں بڑے بڑے فقہاء، ادیب اور شاعر اور بڑے بڑے مردانِ کارزار بھی پیدا ہوئے جنہوں نے ہمیشہ بڑی ہمت سے حملہ آور نصرانیوں کا مقابلہ کیا اور لڑائیوں کے خون آلود میدان میں تاجِ شہادت حاصل کیا۔

مؤرخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ اہلِ بلنسیا بڑے متین ہوتے تھے۔ ان کا اخلاق اچھا تھا اور دین کی ہر ایک بات کے بڑے پابند تھے۔ یہاں کے مسلمان نہایت مہمان نواز تھے۔ مؤرخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ اس شہر پر مسلمانوں کی حکومت صدیوں تک رہی۔ اس کے بعد بھی مسلمان ایک مدت تک وہاں عیسائیوں کی حکومت میں آباد رہے، لیکن پھر عیسائیوں نے ان کو وہاں سے خارج کر دیا۔

اس شہر سے متعلق مؤرخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ یہ شہر پہلے شمال سے اُٹھنے والی وحشی غال قوم کا مرکز تھا، اس کے بعد رومن اس پر قابض ہو گئے۔ دوبارہ غال قوم نے اس پر قبضہ کر لیا اور غالوں کی حکومت مسلمانوں نے ختم کر دی۔

مؤرخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ بنو اُمیہ کی تین سو برس سے اوپر کی حکومت کے بعد جب طوائف الملو کی ہوئی تو 412 ہجری یعنی 1021 عیسوی میں عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن نے، جو منصور بن ابی عامر کے پوتے تھے، یہاں ایک مستحکم حکومت قائم کی۔ اس کے بعد ایک عیسائی سردار نے جو کبھی مسلمانوں کی ملازمت قبول کر کے عیسائیوں کے خلاف اور کبھی عیسائیوں کا مددگار بن کر مسلمانوں کے خلاف لڑا کرتا تھا، ایسی قوت حاصل کی کہ بلنسیا پر قابض ہو گیا۔ نصرانی مؤرخوں نے اس کا نام سید لکھا ہے جبکہ عرب مؤرخوں نے اس نصرانی سردار کا نام کنبوتور لکھا ہے۔ عیسائی مؤرخوں کی زبان اس عیسائی سردار کی

Marfat.com

تعریف میں خشک ہوئی جاتی ہے۔ مسلمان اس کو ابن الجیش یا کلب الجلیکیا لکھتے ہیں۔ اس کی دغا بازیاں اور مکاریاں پورے طور پر ثابت کرتے ہیں۔ اس کنبوتور کی حکومت اس شہر میں آٹھ برس تک رہی۔ اس کے بعد اس شہر پر پھر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا اور مسلمانوں کی حکومت اس شہر پر مزید 140 برس تک مسلسل قائم رہی۔

زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ نے افونش کے سپہ سالار اعلیٰ فانیز کو بدترین شکست دی۔ لہٰذا فانیز بلنسیا اور لورقا شہر کے درمیانی حصہ میں اُس طرف گیا تھا جہاں افونش نے ایک بہت بڑے اور جرار لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا تھا۔ اُس کے لشکریوں میں اُس کا بیٹا برگنزا، بڑے سالاروں میں سے لوکاس، اسپانیہ، پلابیوس، اس کے علاوہ افونش کی ملکہ لیستہ اور اس کی بیٹی مغریتا سب شامل تھے۔

افونش کا مقابلہ کرنے کے لئے معتمد، زکریا بن ادریس، غیرور بن شبیب کے ساتھ لورقا اور بلنسیا کے درمیانی حصوں میں افونش پر ضرب لگانے کے لئے بڑھا تھا۔ لیکن جب معتمد اپنے لشکر کے ساتھ افونش کے مقابلے پر گیا تو اس کی آنکھیں خیرہ ہو کر رہ گئیں۔ اس لئے کہ جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی، افونش کے لشکری پھیلے ہوئے تھے۔ اب واپس جانا بھی معتمد کے لئے بڑے عار کی بات تھی لہٰذا اس نے افونش کا مقابلہ کیا لیکن اسے پسپائی اور شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ بہرحال معتمد اپنے لشکر کو بچا کر پیچھے ہٹ گیا تھا۔

دوسری طرف جب زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کے ہاتھوں شکست اٹھانے کے بعد اپنے بچے کھچے لشکر کو لے کر فانیز افونش کے پڑاؤ میں داخل ہوا اور افونش کے پڑاؤ میں یہ خبریں پھیلیں کہ مسلمانوں کے سالار زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ دونوں نے فانیز کو بدترین شکست دی ہے اور اس کے لشکر کا بہت نقصان ہوا ہے اور بچے کھچے لشکریوں کے ساتھ وہ پڑاؤ میں داخل ہو رہا ہے تب افونش، اس کی ملکہ ویستہ، بیٹی مغریتا، بیٹا برگنزا، سالاروں میں سے لوکاس، اسپانیہ، پلایوس اور دوسرے چھوٹے بڑے سالار اور اُمراء سب اپنی اپنی قیام گاہوں سے باہر نکل آئے تھے۔ جس جگہ یہ سب اکٹھے ہوئے تھے وہاں فانیز اپنے چھوٹے سالاروں کے ساتھ آیا، گھوڑے سے اُترا، افونش کو مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ افونش نے اسے مخاطب کرنے میں پہل کی اور کہنے لگا:

Marfat.com

''مجھے مسلمانوں کے دو سالاروں کے ہاتھوں تمہاری شکست کی خبر پہلے ہی ہو چکی ہے۔ اس سلسلے میں، میں تمہیں قصوروار نہیں ٹھہراؤں گا۔ یہ بتاؤ مسلمانوں کے کون سے سالار تھے جو تمہارے مقابل آئے؟''

اس پر فانیز کو کچھ حوصلہ ہوا، اپنے آپ کو سنبھالا اور افونش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ''مسلمانوں کے دو سالار زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ میرے مقابل آئے اور میری بدقسمتی تھی کہ انہوں نے مجھے شکست دی اور پسپائی اختیار کرنے پر مجبور کیا۔''

جواب میں افونش تھوڑی دیر کچھ سوچتا رہا، دوبارہ اس نے پوچھا۔

''کیا اس ٹکراؤ میں تمہارے لشکر کی تعداد زیادہ تھی یا ان دونوں کی؟''

فانیز جھوٹ نہ بول سکا۔ اس لئے کہ جانتا تھا اگر اس نے جھوٹ بولا تو افونش کے مخبر حقیقت سے اسے آگاہ کر دیں گے لہٰذا سچ پر اترتے ہوئے کہنے لگا۔

''میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ عددی لحاظ سے مجھے ان پر کافی فوقیت تھی لیکن حیرت کی بات ہے وہ مجھے شکست دینے میں کامیاب ہو گئے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد فانیز خاموش ہوا۔ افونش اسے کوئی جواب دینا چاہتا تھا کہ افونش سے پہلے ہی اس کی بیٹی مغریتا بول اٹھی۔ کہنے لگی۔

''بابا! مسلمانوں کا یہ سالار جس کا نام زکریا بن ادریس ہے، اس سے پہلے بھی ہمارے لئے کافی نقصان کا باعث بن چکا ہے۔ آپ جانتے ہیں، ہمارے ایک عمدہ سالار کو بھی اس نے موت کے گھاٹ اُتارا تھا اور کئی مواقع پر اس نے ہمارے لشکریوں کو شکست سے دوچار کیا تھا۔ جہاں تک دوسرے سالار داؤد بن عائشہ کا تعلق ہے تو یہ یوسف بن تاشفین کا سالار ہے۔ اس سے متعلق بھی سنا گیا ہے کہ بڑا نایاب اور بڑا عمدہ سالار ہے۔ لہٰذا اس موقع پر میں یہ کہوں گی کہ اس سلسلے میں فانیز کا کوئی قصور نہیں کیونکہ مسلمانوں کے ایسے سالاروں کا مقابلہ کرنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔''

جب تک افونش کی حسین اور خوبصورت بیٹی مغریتا بولتی رہی، افونش اور اس کی ملکہ لیستہ دونوں مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھتے رہے۔ مغریتا جب خاموش ہوئی تب افونش ایک طرح سے اپنی بیٹی کے خیالات کی تائید کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''مغریتا ٹھیک کہتی ہے۔ یہ زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ یقیناً وہ سالار ہیں جو اپنی کامیابی کا در کھولنے کا ہنر جانتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی مسلمانوں کے دو سالار

Marfat.com

ہیں۔ غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم۔ یہ دونوں بھی زکریا بن ادریس کے ساتھی ہیں لیکن یہ چونکہ معتمد کے ساتھ کام کر رہے تھے۔ میرے خیال میں معتمد کی کوتاہیوں کی وجہ سے ہم انہیں شکست دینے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔"

ساتھ ہی افونش نے فانیز کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

"جس طرح مسلمانوں کے دو سالار زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ مرسیہ اور المریا کے درمیانی حصوں میں تم سے ٹکرائے، تمہیں شکست سے دوچار کیا، اسی طرح مسلمانوں کا ایک لشکر بلنسیا اور لورقا سے میری طرف بھی آیا تھا۔ اس لشکر کی کمانداری اشبیلیہ کا حکمران معتمد کر رہا تھا اور دو عمدہ سالار جن میں غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم شامل ہیں، اس کی نیابت کر رہے تھے۔ لیکن میں نے ان تینوں کو شکست دے کر بھاگنے پر مجبور کر دیا ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد افونش رکا، کچھ سوچا، پھر کہنے لگا۔

"فانیز! اب ہمیں نئے سرے سے اپنے کام کی ابتداء کرنی ہے۔ اس سے پہلے ہم اپنے ناقابل تسخیر قلعے سے نکل کر مسلمانوں کے چار شہروں بلنسیا، لورقا، مرسیہ اور المریہ پر ضربیں لگانے کے علاوہ آس پاس کے علاقوں پر بھی حملہ آور ہو کر اپنے لئے فوائد حاصل کرتے رہے ہیں۔ میرا خیال ہے اب ہمیں اپنے دائرہ کار کو پھیلانا چاہئے۔ یوں کب تک ہم مسلمانوں کے مختلف علاقوں میں یلغار کرتے ہوئے اپنے لئے فوائد حاصل کریں گے۔ میں چاہتا ہوں بلنسیا، لورقا اور المریا پر قبضہ کر لیا جائے۔ اگر ہم ایسا کرتے ہیں تو ایک طرح سے ہسپانیہ کا مشرقی حصہ ہماری گرفت میں آ جائے گا۔"

افونش مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اس کا بیٹا برگنز ابول اٹھا، کہنے لگا۔

"بابا! میں آپ کی اس تجویز سے اتفاق نہیں کرتا۔ آپ جانتے ہیں افریقہ کا حکمران یوسف بن تاشفین ایک بار زلاّقہ کے میدانوں میں ہمیں بدترین شکست دے چکا ہے۔ ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کے لئے اس نے جزیرۃ الخضراء کو اپنا محور و مرکز بنایا تھا۔ اپنا سارا سامان وہیں رکھا تھا۔ لشکر کا ایک محفوظ حصہ بھی اس نے وہاں جما لیا تھا اور پھر ہم سے ٹکرایا تھا۔

بابا! ایک بات یاد رکھئے گا، ہم سے شکست کھانے کے بعد معتمد آرام اور چین سے نہیں بیٹھے گا۔ میرا اندازہ ہے مسلمان آپس میں صلاح و مشورہ کرنے کے بعد ایک بار

Marfat.com

پھر مراکش کے حکمران یوسف بن تاشفین کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور پھر ہمارے خلاف اس سے مدد طلب کریں گے۔

بابا! اگر پہلے کی طرح یوسف بن تاشفین پھر ہسپانیہ کے مسلمانوں کی مدد کے لئے تیار ہو گیا تو حسب سابق وہ جزیرۃ الخضراء کو اپنا مسکن و مرکز بنائے گا۔ وہیں سے اُٹھ کر ہسپانیہ میں داخل ہو گا۔ سب سے پہلے ہسپانیہ کا شرقی حصہ ہی اس کی آماجگاہ بنے گا۔

بابا! اگر مسلمانوں کے چار شہر بلنسیا، لورقا، مرسیہ اور المریا فتح کرتے ہیں تو ان چاروں شہروں کے لئے ہمیں حاکم بھی مقرر کرنا ہوں گے اور چاروں شہروں کی حفاظت کے لئے وہاں ہمیں اپنے عساکر بھی متعین کرنا ہوں گے۔ اگر ہم نے وہاں لشکر نہ رکھے تو وہ شہر غیر محفوظ ہوں گے اور مسلمان دوبارہ ان پر قبضہ کر کے اپنی طاقت وقوت کو مستحکم کر سکتے ہیں۔

اور اگر ہم نے اپنے لشکر کے مختلف حصے چاروں شہروں میں رکھے تو یاد رکھئے گا ہماری عسکری طاقت کمزور ہو جائے گی۔ اور پھر اگر مسلمانوں کی پکار پر یوسف بن تاشفین نے پھر افریقہ سے نکل کر ہسپانیہ کا رخ کیا تو یاد رکھئے گا اس کی آمد سے پہلے پہلے اگر ہم نے بلنسیا، لورقا، المرسیہ اور المریا پر قبضہ کر کے وہاں اپنے لشکر متعین کر دیئے تو یوسف بن تاشفین ہماری طرف آنے کی بجائے سب سے پہلے ان چاروں شہروں کا رخ کرے گا۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو پھر ان چاروں شہروں کے اندر جو ہمارے لشکری ہوں گے، ان سب کی جانیں خطرے میں پڑ جائیں گی۔ اس لئے کہ یوسف بن تاشفین کے آنے کی وجہ سے معتمد جیسے لوگ بھی شیر ہو جائیں گے۔ لہٰذا ہسپانیہ کے مسلمان یوسف بن تاشفین کے ساتھ مل کر وہ چاروں شہر واپس لیں گے اور یقیناً وہ واپس لینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ جب ایسا ہو گا تو ان چاروں شہروں کے اندر جو ہمارے لشکر ہوں گے ان میں سے کسی کو بھی مسلمان زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ اس طرح ہمیں بے پناہ نقصان کا سامنا کرنا پڑے گا۔

بابا! میں چاہتا ہوں کچھ عرصہ انتظار کیا جائے۔ پہلے کی طرح اپنے مضبوط و مستحکم قلعے سے نکل کر مسلمانوں کے علاقوں پر ترک تاز جاری رکھی جائے اور اگر مستقبل قریب میں ہسپانیہ کے مسلمان پھر یوسف بن تاشفین سے مدد طلب نہیں کرتے تو پھر ہم چاروں شہروں پر حملہ آور ہو کر ان پر اپنا قبضہ مضبوط اور مستحکم کر لیں گے۔''

Marfat.com

یہاں تک کہنے کے بعد برگنزا جب رکا تب افونش کہنے لگا۔

"بیٹے! میں تیری تجویز سے اتفاق کرتا ہوں لیکن میرا دل کہتا ہے کہ مراکش کا مسلمان سلطان یوسف بن تاشفین بار بار ہسپانیہ میں مسلمانوں کی مدد کے لئے نہیں آئے گا۔ آخر وہ کب تک ان کے لئے اپنے لشکر کو حرکت میں لاتا رہے گا؟ میرا دل کہتا ہے کہ اس بار اگر مسلمانوں نے پہلے کی طرح پھر یوسف بن تاشفین کو اپنی مدد کے لئے پکارا تو وہ ان کی مدد کو نہیں آئے گا۔ تاہم بیٹے! میں تمہاری تجویز پر عمل کرنے کے لئے تیار ہوں۔ کچھ عرصہ دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کا کیا ردِ عمل ہوتا ہے۔ جب مسلمانوں میں کوئی حرکت نہ ہوگی تو پھر ہم پیش قدمی کریں گے اور ان چاروں شہروں پر قبضہ کر لیں گے۔"

اپنے باپ کا یہ جواب سن کر برگنزا ہی نہیں، سارے سالاروں کی بھی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اس کے بعد بچے کھچے لشکریوں کو، جو فانیز لے کر آیا تھا، افونش اپنے سالاروں کے ساتھ مل کر ان کے قیام اور آرام کا اہتمام کرنے لگا تھا۔

Marfat.com

❁

زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ دونوں اپنے لشکریوں کے ساتھ بڑی تیزی سے بلنسیا اور لورقا کے درمیانی حصوں کا رخ کر رہے تھے کہ ایک جگہ دونوں نے اپنے گھوڑوں کی باگیں کھینچتے ہوئے انہیں روک دیا اس لئے کہ سامنے کی طرف سے کچھ سوار آتے دکھائی دیئے تھے۔ ان کی تعداد چار تھی۔ قریب آ کر وہ رکے، پھر ان میں سے ایک زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''آپ اپنے لشکر کا رخ فوراً موڑ لیں۔ بلنسیا اور لورقا کا رخ نہ کریں۔ اس لئے کہ وہاں افونش کے ہاتھوں معتمد اور دوسرے سالاروں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے اور معتمد اپنے لشکر کو لے کر لگ بھگ دس فرسنگ مغرب کی طرف جا چکا ہے۔ ہمیں معتمد ہی نے آپ کی طرف روانہ کیا ہے۔ افونش کے سپہ سالار فانیز کے مقابلے میں آپ دونوں کی کامیابی اور فتح مندی کی خبر معتمد تک پہنچ چکی ہے لہٰذا اب معتمد نے ہی ہمیں بھیجا ہے کہ آپ بلنسیا اور لورقا کا رخ نہ کریں۔ دائیں جانب مڑیں اور اُدھر کا رخ کریں جہاں معتمد نے اپنا پڑاؤ کر رکھا ہے۔ وہ بڑی بے چینی اور بے تابی سے آپ دونوں کا منتظر ہے۔''

یہ خبر سن کر داؤد بن عائشہ اور زکریا بن ادریس اُداس ہو گئے تھے۔ چنانچہ آنے والوں کے پیغام کے مطابق انہوں نے اپنے لشکر کا رخ موڑا۔ اب وہ بلنسیا اور لورقا کی طرف جانے کی بجائے دائیں ہاتھ مڑے اور اس سمت کا رخ کر رہے تھے جہاں شکست اٹھانے کے بعد معتمد نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا تھا۔

زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ جب اس جگہ پہنچے جہاں معتمد، غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا تھا زکریا بن ادریس اور داؤد

Marfat.com

بن عائشہ جب وہاں پہنچے تو سب نے شاندار انداز میں ان کا اور ان کے لشکریوں کا استقبال کیا۔ پھر دونوں کے ہاتھ پکڑ کر معتمد اس جگہ لے گیا جہاں اس سے پہلے وہ اپنے سالاروں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ معتمد نے دونوں کو اپنے سامنے بلایا اور سب سے پہلے پوری تفصیل بتائی کہ کس طرح اسے افونش کے مقابلے میں شکست اور پسپائی کا سامنا کرنا پڑا۔

یہ تفصیل بتانے کے بعد کچھ دیر تک معتمد خاموش بیٹھا رہا، سوچتا رہا، اس کے بعد زکریا بن ادریس، داؤد بن عائشہ، غیردر بن شبیب، زیدون بن مسلم اور دیگر سارے سالاروں کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''میرے عزیز ساتھیو! میں سمجھتا ہوں کہ ہسپانیہ کے حالات پھر ابتر ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ افونش کے جس لشکر کا میرے ساتھ مقابلہ ہوا ہے اس لشکر کا میں نے جائزہ لیا کہ جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی، افونش کے لشکریوں کے سر ہی سر دکھائی دیتے تھے۔ میں سمجھتا ہوں میرا پورا لشکر اس کے لشکر کا پندرھواں حصہ بھی نہیں ہوگا۔ میں تم دونوں کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ تم دونوں نے بہترین کارگزاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے افونش کے سپہ سالار فانیز کو بدترین شکست دی ہے اور اس کے کافی لشکریوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔ لیکن اس سے افونش کی طاقت میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ اس لئے کہ افونش اب ہم پر پے در پے ضربیں لگا کر امیر یوسف بن تاشفین کے ہاتھوں زلاقہ کے میدانوں کی شکست کا بدلہ لینے پر تل گیا ہے۔ اس نے نہ صرف ہمارے علاقوں کے قرب و جوار میں بہترین اور مضبوط و مستحکم مسکن بنا لئے ہیں بلکہ جلیقیہ، کشتالیہ اور نبرہ سب علاقوں سے برابر تربیت یافتہ لشکری بھی اسے مل رہے ہیں۔ جس قدر لشکر کے ساتھ افونش نے زلاقہ کے میدانوں میں ہمارا اور یوسف بن تاشفین کا مقابلہ کیا تھا، اب افونش کے پاس اس سے بھی کہیں بڑا لشکر ہے۔ لہٰذا اپنے لشکر کی اس عددی فوقیت کو دیکھتے ہوئے افونش ایک طرح کے گھمنڈ اور تمرد میں آ چکا ہے اور مسلمانوں کے خلاف جنگ چھیڑنے کے بہانے تراشنے لگا ہے۔ اگر ہم نے اس کے خلاف صف آراء ہونے یا اس کے سامنے بند باندھنے میں تاخیر سے کام لیا تو یاد رکھئے گا، اپنے پہلے ہی حملے میں افونش اور اس کے سالار بلنسیا، لورقا اور المریہ پر قبضہ کر لیں گے۔ جب وہ ایسا کر چکیں گے تو ہمارے لئے ان شہروں کو واپس لینا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہو

Marfat.com

جائے گا۔

دراصل مجھے تم دونوں ہی کا انتظار تھا۔ ابھی تک میں نے اپنے ارادوں کا کسی سے ذکر نہیں کیا۔ اندر ہی اندر، دل ہی دل میں، ذہن ہی ذہن میں، شعور ہی شعور میں فیصلہ کرتا رہا۔ جو فیصلہ میں نے کیا ہے وہ یہ کہ میں ایک بار پھر امیر یوسف بن تاشفین کی خدمت میں حاضر ہوں گا، امیر سے ہسپانیہ کے سارے حالات کہوں گا اور ان سے التماس کروں گا کہ ایک بار پھر وہ ہسپانیہ آنے کی زحمت کریں۔ اور اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو افونش ہسپانیہ کے اندر ایسی طاقت اور قوت پکڑے گا کہ سالوں میں نہیں، مہینوں کے اندر یہاں مسلمانوں کی ساری حکومت کی بساط لپیٹ کر رکھ دے گا۔ جو تجویز میں نے پیش کی ہے، اس سے متعلق اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو بولے۔"

جب سب نے کوئی اعتراض کھڑا نہ کیا تب معتمد نے اس پر طمانیت کا اظہار کیا، کہنے لگا۔

"میں یہاں سے واپس اشبیلیہ نہیں جاؤں گا۔ یہاں سے میں سیدھا مراکش کا رخ کروں گا۔ امیر یوسف بن تاشفین کی خدمت میں حاضر ہوں گا اور مجھے اُمید ہے کہ وہ میری التجا پر عمل کرنے پر رضامند ہو جائیں گے۔

مجھے یہ بھی فکر لاحق ہے کہ میرے جانے کے بعد افونش مزید پَر پُرزے نکالے گا اور ہمارے علاقوں پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرے گا۔ میں چاہتا ہوں میری غیر موجودگی میں تم سب سالار چوکس اور چوکنے رہو۔ میری یہ بھی خواہش ہے کہ امیر یوسف بن تاشفین کے ہسپانیہ آنے تک تم کسی نہ کسی طرح افونش کی ترک تاز اور یلغار کو روکتے رہو۔"

یہاں تک کہنے کے بعد معتمد جب رُکا تب بیچ میں زکریا بن ادریس بول اُٹھا، کہنے لگا۔ "ہم سب آپ کی اس تجویز سے اتفاق کر چکے ہیں کہ آپ یہاں سے امیر یوسف بن تاشفین کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہو جائیں۔ جہاں تک افونش کا تعلق ہے تو وہ یقیناً ہمارے علاقوں پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرے گا۔ اُسے روکنے کے لئے میرے ذہن میں ایک تجویز ہے جو لشکر اس وقت ہمارے پاس ہے۔ اسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ ایک حصہ میرے پاس، دوسرا داؤد بن عائشہ کے پاس، غیر در بن شبیب میرے ساتھ کام کرے گا، زیدون بن مسلم داؤد بن عائشہ کے نائب کی

Marfat.com

حیثیت سے فرائض سرانجام دے گا۔ ہم یہاں سے ہٹ کر اشبیلیہ سے تھوڑا مزید نزدیک ہوں گے اور دو مختلف جگہوں پر اپنے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کریں گے۔ ہمارا یہ پڑاؤ دائیں بائیں ہوگا اور ہمارے درمیان میلوں کا فاصلہ ہوگا اور اپنے مخبروں اور نقیبوں کے ذریعے دونوں لشکر ایک دوسرے سے رابطہ قائم رکھیں گے۔

افونش خود یا اس کے سالار جس جگہ اس نے پڑاؤ کیا، وہاں سے اگر اشبیلیہ کی طرف پیش قدمی کرتے ہیں تو راستے میں ہم انہیں اپنے ساتھ الجھائیں گے۔ پہلے میں ان پر حملہ آور ہوں گا۔ جب دیکھیں گے کہ مسلمانوں کا ایک چھوٹا سا لشکر ان کی راہ روکنے کے لئے آیا ہے تو وہ کوئی اہمیت نہیں دیں گے۔ اس کے بعد مزید لشکری مختلف سمتوں سے ان پر حملہ آور ہوں گے۔ وہ اس طرح کہ جو لشکر میرے پاس ہوگا اور غیردر بن شبیب میرے ساتھ کام کرے گا، اس لشکر کے بھی دو حصے کر دیئے جائیں گے۔ ایک حصہ میرے پاس، دوسرا غیردر بن شبیب کے پاس، اسی طرح دوسرے حصے کے بھی دو مزید جزو کر دیئے جائیں گے۔ ایک داؤد بن عائشہ اور دوسرا زیدون بن مسلم کے پاس۔ جب میں افونش پر حملے کی ابتداء کروں گا تو میرے حملے سے تھوڑی دیر بعد یہی کام غیردر بن شبیب بھی کر دے گا۔ اس کے بعد مختلف سمتوں سے داؤد بن عائشہ، زیدون بن مسلم بھی اپنے اپنے حصوں کے ساتھ حملہ آور ہوں گے۔ جب ہم ایسا کریں گے تو افونش یہی خیال کرے گا کہ ان علاقوں میں مسلمانوں کے بہت سے لشکر گھات میں بیٹھے ہوئے ہیں جو اس کے لئے نقصان کا باعث بن سکتے ہیں۔ لہٰذا وہ اشبیلیہ یا ہمارے کسی دوسرے شہر کی طرف پیش قدمی عارضی طور پر ترک کر دے گا تاکہ پہلے حالات کا جائزہ لے اور پھر فیصلہ کرے کہ اپنے لشکر کے ساتھ اس نے کس سمت پیش قدمی کرنی ہے۔"

سارے سالاروں کے علاوہ معتمد نے بھی زکریا بن ادریس کی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا۔ اس کے بعد پورے لشکر نے مزید ایک شب وہاں قیام کیا۔ معتمد اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ مراکش کی طرف روانہ ہو گیا تھا جبکہ زکریا بن ادریس، داؤد بن عائشہ اور ان کے سارے ساتھی لشکر کو لے کر مزید مغرب کی طرف تھوڑی سی پیش قدمی کرنے کے بعد دائیں بائیں مختلف جگہوں پر اپنے اپنے حصہ کے لشکر کے ساتھ گھات میں چلے گئے تھے۔

Marfat.com

❁❁❁

معتمد ایک روز مراکش میں امیر یوسف بن تاشفین کی رہائش گاہ میں داخل ہوا۔ اس وقت امیر یوسف بن تاشفین اپنے بیٹے سیر بن ابی بکر اور کچھ امراء کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ امیر یوسف بن تاشفین کو جونہی معتمد کے آنے کی خبر ہوئی، جس کمرے میں وہ بیٹھا ہوا تھا، اپنے بھتیجے اور دوسرے لوگوں کے ساتھ وہاں سے باہر نکل کر معتمد کا شاندار انداز میں استقبال کیا اور معتمد کو اپنے ساتھ اسی کمرے میں امیر یوسف بن تاشفین لے کر گئے تھے جس کمرے میں وہ سب کے ساتھ بیٹھے گفتگو کر رہے تھے۔ معتمد جب امیر یوسف بن تاشفین کے سامنے بیٹھ گیا تب کچھ دیر تک اس کی گردن جھکی رہی۔ امیر یوسف بن تاشفین بھی فکر اور پریشانی کے عالم میں اس کی طرف دیکھتا رہا، یہاں تک کہ یوسف بن تاشفین نے اسے مخاطب کیا۔

''لگتا ہے آپ کسی پریشانی کے عالم میں ہمارے ہاں آئے ہیں۔ یوں گردن جھکا کر سوچنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کھل کر کہیں معاملہ کیا ہے؟''

اس موقع پر امیر یوسف بن تاشفین نے دیکھا کہ اس کی آنکھوں میں نمی تھی۔ امیر یوسف بن تاشفین اسے مخاطب کر کے کچھ پوچھنا چاہتا تھا کہ معتمد بولا اور کہنے لگا۔

''امیر! میں ایک بار پھر انتہائی بے بسی کی حالت میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ ہسپانیہ کے اندر ایک بار پھر تباہی کی کہانیاں، چبھن کی داستانیں، ہلاکت کے خرابوں کی کہاوتیں، سرکش جذبوں، بربادی کو گلے لگاتے خون خرابے اور عداوتیں بنجر پن کی طرح پھیلنا شروع ہو گئی ہیں۔

امیر! خون پیتے دن، اندیشوں بھری راتیں، منافق ہوائیں، دوغلی صدائیں ایک بار پھر اُندلس میں چلنا شروع ہو گئی ہیں۔ نا اُمیدیاں، خوف، تلخیاں ناقابلِ برداشت، دردناک اضطراب کی طرح خوشونت آمیز رقابتوں اور تہمت کے گروہ کی طرح اُندلس کی زمینوں پر اُترنے لگی ہیں۔ امیر! ہم نے بڑی کوشش کی کہ آپ کے وہاں سے آنے کے بعد ہسپانیہ میں امن رہے۔ ہم مل کر دشمن کا مقابلہ کریں۔ لیکن اب افونش چنگھاڑتے طوفانوں، انحطاط و زوال کے بگولوں، بھڑکتی آگ کی آندھیوں کی طرح ہسپانیہ کے مسلمانوں کو ذلت و پستی کے عذاب سے دوچار کرنے کے درپے ہو گیا ہے۔ امیر! زلاقہ کے میدانوں میں آپ کے ہاتھوں بدترین شکست اٹھانے کے بعد افونش نے اپنی

Marfat.com

عسکری طاقت اور قوت میں بے پناہ اضافہ کر لیا ہے۔''

اس کے بعد معتمد نے افونش کے لشکر کی پوری تفصیل بیان کرنے کے ساتھ ساتھ افونش کے لشکریوں کے بلنسیا، لورقا، المریہ اور المریا پر حملہ آور ہونے، زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کی کامیابی اور اپنی ناکامی اور شکست کی پوری روداد تفصیل سے کہہ سنائی تھی۔

معتمد جب خاموش ہوا تب ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں یوسف بن تاشفین کہنے لگا۔

'معتمد! تمہارا سالار زکریا بن ادریس یقیناً قابلِ اعتماد اور بھروسے والا سالار ہے۔ میں جانتا ہوں وہ ایک بے بس انسان ہے۔ اس کا ماضی مصیبتوں اور دشواریوں سے بھرا ہوا ہے۔ لیکن جب دشمن کے مقابلے پر جاتا ہے تو چھاتی تان کر اس کا سامنا کرتا ہے اور میں نے اندازہ لگایا ہے کہ اس کی جانثاری، اس کی فداکاری کی وجہ سے کامیابیاں اس کے قدم چومتی ہیں۔

معتمد! یہ جو دشمن ہسپانیہ میں مسلمانوں کی قوت کا تمسخر اُڑانے لگا ہے تو اس میں اسلام دشمن قوتوں کا کوئی قصور نہیں۔ قصور سارا ہمارا اپنا ہے۔ ہم اپنے ماضی پر نگاہ نہیں رکھتے۔ ہمارے آباؤ اجداد نے جو کچھ کیا، ان میں سے جو اچھی باتیں تھیں انہیں اپنے لئے ہم مشعل راہ نہیں بناتے۔ ہماری بدبختی یہ ہے کہ ہم اپنے آباء کی تاریخ کو پس پشت ڈالتے ہیں۔ حالانکہ وہ ہمارا سرمایہ ہے۔ معتمد! تاریخ دراصل انسانیت کا حافظہ ہے جو نہ صرف قوم کا اثاثہ بلکہ کل نوعِ انسانی کے پچھلے تجربات کا دفتر محفوظ رکھ کر انسان کے سامنے پیش کرتا ہے تاکہ ان تجربات کی روشنی میں انسان اپنے حال کا جائزہ لے اور اپنے مستقبل کو آزمودہ بھلائیوں سے درست اور آزمودہ برائیوں سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرے۔

معتمد! یہ دنیا علت و اسباب کے مربوط سلسلے سے وابستہ ہے۔ دنیا کا ہر جدید واقعہ کسی نہ کسی گزشتہ علّت کا لازمی نتیجہ ہے۔ اگر موسمِ گرما میں آفتاب کی گرم کرنیں سمندر کے پانی کو بھاپ بنا کر اُڑاتی نہ رہیں تو سوکھی زمین پر کبھی مینہ نہ برسے۔ اور اگر برسات کے موسم میں بارش نہ ہو تو کھیت میں نہ غلّہ پیدا ہو اور نہ شہروں میں تمدن وجود میں آئے۔ بالکل اسی طرح دنیا کے تمام حادثات و واقعات اپنے ماضی سے وابستہ ہیں۔ ماضی سے اچھی طرح واقف ہوئے بغیر نہ مستقبل کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور نہ

Marfat.com

حال کے لئے کوئی لائحہ عمل مرتب کیا جا سکتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہر زندہ قوم تاریخ کا عموماً اور اپنے آباء کے حالات کا خصوصاً مطالعہ رکھتی ہے۔ اسی تاریخ کے ذریعے قوموں کے عروج و زوال کا اصول معلوم کیا جا سکتا ہے اور اسی تاریخ کے ذریعے انسانی ذہن کی صحیح تکمیل کی جاتی ہے۔ جس قوم کو آئندہ کی با عزت زندگی سے محروم کر دینا مقصود ہو، اس کے حال کا رشتہ ماضی سے منقطع کر دیجئے، پھر دیکھئے وہ قوم کیسی اور کس قدر تیزی سے پستیوں اور ذلت کی طرف چلی جاتی ہے۔ انسان روح و بدن کے ربط سے زندہ ہے لیکن قوموں کی زندگی کا دارومدار تاریخی روایات کو زندہ رکھنے پر ہے جو اپنی تاریخ سے واقف نہیں رہتی۔ وہ اس دنیا میں ایک زندہ قوم بن کر نہیں رہتی۔

معتمد! اہلِ ہسپانیہ نے اپنے آباء کے کارناموں کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ جس طریقے سے انہوں نے یہ سرزمین حاصل کی، جو قربانیاں انہوں نے دیں اور جس انصاف اور جس رواداری سے کام لیتے ہوئے انہوں نے حکومت کی، یہ سارے معاملات اب ہسپانیہ سے غائب ہو چکے ہیں۔ ہسپانیہ جس میں کبھی مسلمانوں کی ایک مضبوط اور متحد حکومت ہوا کرتی تھی، اب وہی ہسپانیہ ہے جس میں چھوٹی چھوٹی ریاستیں ہیں۔ معتمد! ہاتھوں کی پانچوں اُنگلیاں اکٹھی رہ کر جب کام کریں گی تو ان کا مقابلہ ایک انگلی نہیں کر سکتی۔ ہسپانیہ کے حکمرانوں نے اپنی اپنی ریاستیں علیحدہ قائم کر کے خود دشمن کو دعوت دی ہے کہ آؤ ہمارے اندر نا اتفاقی ہے۔ ہم پر حملہ آور ہو۔ افونش ہسپانیہ کے مسلمانوں کی انہی کوتاہیوں اور انہی نااتفاقیوں سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے اور مسلمانوں کو ہسپانیہ سے نکال باہر کرنا چاہتا ہے۔ ہسپانیہ کے اندر میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ دوسری بڑی خامی یہ ہے کہ ریاست کا حکمران اپنے بعد اپنی اولاد میں سے کسی کو حکمران بنا دیتا ہے، خواہ وہ حکمرانی کے قابل ہو یا نہ ہو۔ حکمران وہی بنتا ہے۔ اور یہ صورتِ حال بھی حکومتوں کے اندر کمزوری اور تباہی پیدا کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد لحہ بھر کے لئے وہ خاموش ہوا، اس کے بعد اپنی گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"معتمد! انسانی نسل جہاں ایک طرف اشرف المخلوقات اور محترم کائنات ہے تو دوسری طرف اس کی فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ وہ کسی ایک اعلیٰ اور طاقتور ہستی

Marfat.com

کو اپنا مرکز اور مقتداء بنا کر رہے اور یہی فطری تقاضہ ہے جو اس کی باری تعالیٰ کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور تمام باطل قوتوں سے منحرف ہو کر اکیلے خدا کی پرستش پر آمادہ کرتا ہے۔

شیطانی فریب کاریوں میں سب سے بڑی فریب کاری یہ ہے کہ انسان نے حکومت اور سلطنت کے لئے قابلیت کی شرط کو فراموش کر کے وراثت اور نسب کے تعلق کو حکومت اور حکمرانی کے لئے بطورِ شرط لازم تسلیم کر لیا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایسے لوگوں کو جو حکمرانی اور حکومت کے حقدار نہ تھے، محض حکمران کی اولاد ہونے کے سبب حکمران بننے اور مستحق حکمرانی لوگوں کو ذلیل و خوار بنانے کا موقع ملنے لگا۔ نوعِ انسانی کی اس غلطی نے دنیا میں بڑی بڑی خرابیاں اور ہنگامہ آرائیاں برپا کیں اور بنی آدم کو اپنی اس غلطی کے بڑے بڑے خمیازے بھی بھگتنے پڑے۔

قرآن کریم اور حضور ﷺ نے اس عالمگیر گمراہی اور نوعِ انسانی کی اس عظیم الشان غلط روی کا علاج کیا۔ حضور ﷺ نے خود حکومت کی فرمانروائی کر کے فرائض رسالت و نبوت کے علاوہ دینی حکمرانی اور حکومت کا بھی بہترین نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا اور نوعِ انسانی کو بتایا کہ حکمران کے فرائض کیا ہوتے ہیں اور ان کے اختیارات کی حدود کیا ہے۔

آپؐ کے بعد آپؐ کے بہترین فیض یافتہ اور تربیت حاصل کردہ گروہ یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپؐ کی تعلیم کے مطابق بہترین شخص یعنی مستحقِ حکومت اور قابلِ فرمانروائی انسان کا انتخاب کیا اور عملی طور پر پہلی مرتبہ یہ شیطانی طلسم ٹوٹا کہ حکومت اور فرمانروائی کے لئے وراثت قابلِ لحاظ نہیں ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا انتخاب اسی اصول پر ہوا جو انسانوں کے ہاں پسندیدہ ہے۔

بہرحال خلافتِ راشدہ کے بعد انسانی کمزوری اور شیطانی فریب کاری نے پھر نسبی تعلقات کو حصولِ سلطنت کے لئے ضروری قرار دے دیا اور حکومت اور سلطنت بجائے اس کے کہ مستحق اور قابل افراد کا حصہ ہوتی، مخصوص خاندانوں کا حق سمجھی جانے لگی۔ لائق فرمانرواؤں کے بعد ان کے نالائق بیٹے تختِ حکومت پر جلوہ افروز نظر آنے لگے اور ان نالائقوں سے تختِ سلطنت پاک کرنے کے لئے لوگوں کو بڑی بڑی اذیتیں

Marfat.com

برداشت کرنا پڑیں لیکن حکومت میں وراثت ایسا قبیح فعل تھا جسے بنی نوع انسان اپنے دامن سے نکال نہ سکا اور آج تک اس کے مضر اثرات پختہ ہوتے جا رہے ہیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد امیر یوسف بن تاشفین رکا، کچھ دیر بغیر معتمد کا جائزہ لیا، پھر کہنے لگا۔

"معتمد! زلاقہ کے میدانوں میں افونش کو شکست دینے کے بعد جب میں اپنے بیٹے کے مرنے کی وجہ سے واپس مراکش آیا تو میں نے یہ اُمیدیں باندھی تھیں کہ شاید اب ہسپانیہ کے سارے مسلمان یکجا ہو جائیں گے، اپنی نا اتفاقی کو پسِ پشت ڈال دیں گے، افونش کے خطرے کا مقابلہ کرنے کے لئے متحد ہو جائیں گے اور ایک طاقت بن کر افونش کا مقابلہ کریں گے، پر لگتا ہے اُندلس کے حکمران اس قابل نہیں کہ باہم اتفاق و یکجہتی قائم رکھ سکیں۔

بہرحال معتمد! تم آئے ہو تو میں تمہیں مایوس نہیں کروں گا۔ تم ایک لمبا سفر طے کر کے آئے ہو۔ آرام کرو۔ میں اپنے لشکر کے ساتھ پھر پہلے کی طرح ہسپانیہ کا رخ کروں گا اور دیکھوں گا افونش کیسے مسلمانوں کے لئے وبالِ جان بننے کی کوشش کرتا ہے۔"

امیر یوسف بن تاشفین کا یہ جواب سن کر معتمد خوش ہو گیا تھا۔ دو روز اس نے وہاں قیام کیا، پھر کوچ کیا۔ ساتھ ہی امیر یوسف بن تاشفین بھی اپنے لشکر کو لے کر افونش پر ضرب لگانے کے لئے ہسپانیہ کی طرف روانہ ہوئے تھے۔

Marfat.com

❁

دوسری طرف افونش کو بھی خبر ہو چکی تھی کہ امیر یوسف بن تاشفین ہسپانیہ کے مسلمانوں کی مدد کے لئے ایک بار پھر ہسپانیہ کی طرف اپنے لشکر کے ساتھ کوچ کر چکے ہیں، چنانچہ اس نے اپنی ساری عسکری قوت کو اپنے قلعے حصن اللیط کے پاس جمع کر لیا تھا۔ یہ قلعہ عیسائی دنیا کا ناقابل تسخیر قلعہ خیال کیا جاتا تھا۔ کوہستانی سلسلے کے اوپر تھا، انتہائی مضبوط اور مستحکم تھا۔ اس قلعے کے اطراف میں افونش نے اپنے لشکریوں کو جمع کیا۔ وہاں اس نے خیموں کا ایک شہر آباد کر دیا۔ پھر سارے اُمراء اور سالاروں کا اس نے اجلاس طلب کر لیا تھا۔ جب سارے سالار اس کے پاس آ جمع ہوئے تب خود افونش، اس کا بیٹا برگنزا، ملکہ لیستہ، اس کی بیٹی مغریتا اس مجلس میں آئے، ایک نمایاں جگہ پر بیٹھ گئے۔ پھر افونش اپنے سارے سالاروں اور امراء کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

”جیسا کہ ہمارے مخبر ہمیں یہ اطلاع دے چکے ہیں کہ ہمارے ہاتھوں شکست اور ہزیمت اٹھانے کے بعد معتمد نے مراکش کا رخ کیا تھا اور ایک بار پھر اس نے مراکش کے یوسف بن تاشفین کو ہمارے خلاف حرکت میں آنے کے لئے آمادہ کر لیا ہے اور ہمارے مخبر یہ اطلاع بھی دے چکے ہیں کہ یوسف بن تاشفین اپنے لشکر کے ساتھ روانہ بھی ہو چکا ہے۔

مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے میں نے جو تجویز اپنے ذہن میں ٹھانی ہے اس کا میں تم پر اظہار کرتا ہوں۔ اس میں اگر تم میں سے کوئی تبدیلی کرنا چاہے اور تبدیلی قابل عمل ہوئی تو اس پر فوراً عمل کیا جائے گا۔“

یہاں تک کہنے کے بعد افونش رکا، کچھ سوچا، پھر دوبارہ اپنے امراء اور سالاروں کو

Marfat.com

مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''اس میں کوئی شک نہیں کہ اس سے پہلے زلاّقہ کے میدانوں میں ہمیں مراکش کے حکمران یوسف بن تاشفین کے ہاتھوں ناکامی اور شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا لیکن وہ حالات اور تھے۔ اور اب ہمارا لشکر پہلے سے کئی گنا زیادہ ہے اور میں نے تہیہ کر رکھا ہے کہ اس بار کھلے میدانوں میں مراکش کے یوسف بن تاشفین کو بدترین شکست دی جائے گی۔ کوشش یہ کی جائے گی کہ وہ ہسپانیہ سے بچ کر ہی نہ جائے۔ اگر بچنے میں کامیاب بھی ہو جائے تو اسے ایسی ضرب لگائی جائے کہ آنے والے دور میں پھر کبھی وہ اندلس کی طرف آنا تو بہت دور کی بات، ہسپانیہ کے مسلمانوں کی مدد کے متعلق سوچ تک نہ سکے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد افونش رکا، دم لیا، کچھ سوچا، پھر دوبارہ وہ کہہ رہا تھا۔

''جو تجویز اس وقت میرے ذہن میں ہے، اس کے مطابق بیس ہزار کا ایک آزمودہ کار لشکر حصن اللیط میں رکھا جائے گا۔ یہ قلعہ ایسا ہے کہ ہسپانیہ کا یوسف بن تاشفین اگر ساری عمر بھی قلعے پر حملہ آور ہوتا رہے تو اس کو فتح نہیں کر پائے گا۔ باقی لشکر کے ساتھ ہم اپنی صفیں حصن اللیط سے باہر استوار کریں گے۔ حصن اللیط کے نواح میں جو کھلے میدان ہیں، انہی کے اندر ہم مسلمانوں سے ٹکرائیں گے اور مجھے امید ہے کہ اس ٹکراؤ کے دوران ہی ہم مسلمانوں کو پسپا کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

اس بار مجھے اپنی فتح اور کامیابی کا پورا یقین ہے۔ اس لئے کہ جب میں اپنے لشکر کی عددی حیثیت کا اندازہ لگاتا ہوں تو مسلمانوں کے عساکر آٹے میں نمک کے برابر بھی محسوس نہیں ہوتے۔ ویسے بھی میرا دل کہتا ہے کہ اس بار فتح مندی اور کامیابی ہمارے ہی قدم چومے گی۔ اگر حالات زیادہ ہی ہمارے خلاف ہوئے اور مسلمانوں کے مقابلے میں ہمیں پسپا ہونا پڑا تو ہم تھوڑا سا پیچھے ہٹیں گے، اس کے بعد نئے کام کی ابتداء کریں گے۔ وہ اس طرح کہ قلعے میں جو ہمارا بیس ہزار کا لشکر ہوگا، ہماری ناکامی کے بعد وہ بھی حرکت میں آئے گا۔ چنانچہ اس لشکر کے سالار کا ہمارے ساتھ رابطہ رہے گا اور گا ہے گا ہے، وقفہ وقفہ سے سامنے کی طرف سے میں اور میرے سالار جبکہ کبھی کبھی قلعے سے نکل کر ہمارا بیس ہزار کا لشکر مسلمانوں پر حملہ آور ہوگا۔ اگر پہلی بار ہمیں کامیابی حاصل نہ ہوئی تو یہ جو دوسرا طریقہ ہم مسلمانوں پر دوطرفہ حملہ کرنے کا شروع کریں گے

Marfat.com

تو مسلمان زیادہ عرصہ ہمارے سامنے ٹھہر نہیں سکیں گے۔

میرے عزیز ساتھیو! اگر ایک بار ہم مراکش کے یوسف بن تاشفین کو شکست دینے میں کامیاب ہو گئے تو یاد رکھنا وہ یہاں قدم نہیں جمائے گا، مراکش کی طرف بھاگنے والی بات کرے گا۔ اور جب وہ مراکش کی طرف چلا جائے گا تو ہسپانیہ کے اندر جو چھوٹی چھوٹی مسلمان ریاستیں ہیں، انہیں تو ہم ہفتوں کے اندر اپنے سامنے زیر کر لیں گے اور ان سب کی حکومت اور سلطنت کی بساط لپیٹ کر ان کا خاتمہ کر دیں گے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد افونش کچھ دیر خاموش ہوا، سوچا، پھر اپنے سارے سالاروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میں نے جو کچھ کہنا تھا، کہہ چکا۔ اب تم میں سے کوئی تجویز کے حق میں یا تجویز کے خلاف کوئی بات کہنا چاہے تو اسے کہنے کی اجازت ہے۔"

افونش کی اس گفتگو کے جواب میں اس کا سالار لوکاس اپنی جگہ سے اٹھا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"کیا ایسا ممکن نہیں کہ بیس ہزار کا لشکر ہم مسلمانوں کے ساتھ ٹکرانے سے پہلے قلعے میں نہ رکھیں بلکہ اس لشکر کو بھی اپنے ساتھ ملا کر مسلمانوں کا مقابلہ کریں اور پوری قوت اور طاقت کے ساتھ مسلمانوں پر ضرب لگائیں۔ بیس ہزار کا وہ لشکر بھی جب ہمارے ساتھ ہو گا تو میرے خیال میں ہم بہتر انداز میں مسلمانوں پر ضرب لگائیں گے۔ ہاں اگر حالات ہمارے حق میں نہ ہوئے تو بعد میں بیس ہزار کا ایک لشکر ضرور قلعہ میں بھیجا جا سکتا ہے اور پھر اس کے ذریعے مسلمانوں پر دوطرفہ حملوں کا اہتمام کیا جا سکتا ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد لوکاس جب خاموش ہوا تب افونش کا سپہ سالار فانیز اپنی جگہ سے اٹھا اور افونش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"گولوکاس نے ایک اچھا مشورہ دیا ہے لیکن میں اس کے حق میں نہیں ہوں۔ بیس ہزار کا لشکر ہمیں پہلے ہی حصن اللیط میں بھیج دینا چاہئے۔ اس کے قلعہ میں بھیجے جانے سے ہمارے لشکر کی عددی فوقیت پر کوئی خاص اثر نہیں پڑے گا۔ مجھے امید ہے کہ جس قدر لشکر مسلمان ہمارے مقابلے پر لے کر آئے ہیں، ہمارا لشکر کم از کم ان سے دس گنا ہو گا اور اس لشکر کے ساتھ ہم مسلمانوں کو سمندر تک کھنگال کر رکھ دیں گے۔ ہاں! اگر حالات کی ستم ظریفی اور مقدر کی بدقسمتی سے مسلمانوں کے مقابلے میں ہمیں پسپا ہونا

Marfat.com

پڑتا ہے تو پھر اس پسپائی کے دوران یا اس کے بعد کوئی لشکر قلعے کے اندر نہیں بھیجا جا سکے گا اور یہ بڑا مشکل بلکہ مشکل ترین مرحلہ ہو گا۔''

فانیز جب خاموش ہوا تب افونش کچھ دیر تک اپنے سپہ سالار کی طرف توصیفی انداز میں دیکھتا رہا، پھر اپنے سالار لوکاس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''لوکاس! جو کچھ فانیز نے کہا ہے میں سمجھتا ہوں وہ بہتر مشورہ ہے اور ہمیں اسی پر عمل کرنا چاہئے۔''

باقی سالاروں نے بھی چونکہ فانیز کے اس مشورے سے اتفاق کیا تھا لہٰذا اس پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ چنانچہ بیس ہزار آزمودہ کار لشکریوں پر مشتمل ایک لشکر قلعہ کے اندر بھیج دیا گیا۔ باقی لشکر کے ساتھ افونش مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنی تیاریوں کو آخری شکل دینے لگا تھا۔

✲✲✲

اُدھر امیر یوسف بن تاشفین اپنے لشکر کے ساتھ ہسپانیہ پہنچے۔ ہسپانیہ پہنچنے کے ساتھ ہی امیر یوسف بن تاشفین نے سب سے پہلے معتمد سے ملاقات کی۔ اس لئے کہ معتمد اپنے سارے سالاروں اور اُمراء کے ساتھ امیر یوسف بن تاشفین کا استقبال کرنے کے لئے آیا تھا۔ لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر کے جو افونش کے خلاف اشبیلیہ کی حفاظت کے لئے گھات لگائی گئی تھی، وہ بھی ترک کر دی گئی تھی۔ چنانچہ جو لشکر زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کی سرکردگی میں تقسیم کئے گئے تھے، انہیں متحد کر دیا گیا اور وہ سارے لشکری امیر یوسف بن تاشفین کے استقبال کے لئے پہنچ چکے تھے۔

ہسپانیہ کی سرزمین میں قدم رکھنے کے بعد امیر یوسف بن تاشفین نے معتمد سے مشورہ کرنے کے بعد دو کام کئے۔ پہلا یہ کہ تیز رفتار قاصد انہوں نے ہسپانیہ کے ملوک الطوائف کی طرف روانہ کئے اور انہیں دعوت دی کہ وہ ان کے ساتھ مل کر افونش کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔

چنانچہ امیر یوسف بن تاشفین کی اس پکار کے جواب میں تمیم صاحب مالقہ، عبداللہ صاحب غرناطہ، مہتم صاحب مریہ اور چند دیگر کم درجہ کی ریاستوں کے فرمانرواؤں نے امیر یوسف بن تاشفین کی اس دعوت کو قبول کیا اور اپنے اپنے علاقوں سے لشکر لے کر

Marfat.com

امیر یوسف بن تاشفین کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

دوسرا کام یہ کیا کہ معتمد اور دوسرے سالاروں سے مشورہ کرنے کے بعد قابل اعتماد مخبروں کو افونش کے عساکر کا جائزہ لینے کے لئے روانہ کر دیا گیا تھا۔ یہ دو کام کرنے کے بعد امیر یوسف بن تاشفین اور ہسپانیہ کے لشکری انتظار کرنے لگے تھے۔

چنانچہ چند ہی دن بعد مالقہ، غرناطہ، المریا اور دیگر علاقوں کے چھوٹے چھوٹے لشکر امیر یوسف بن تاشفین کے پاس پہنچ گئے تھے۔ جو جاسوس افونش کے حالات کا جائزہ لینے کے لئے روانہ کئے گئے تھے ان میں سے بھی کچھ لوٹ کر آئے تھے۔ جس وقت وہ امیر یوسف بن تاشفین کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس وقت امیر یوسف بن تاشفین کے پاس معتمد کے علاوہ دیگر مسلمانوں کے حکمران، زکریا بن ادریس، داؤد بن عائشہ، غیر در بن شبیب، زیدون بن مسلم، امیر یوسف بن تاشفین کا بھتیجا سیر بن ابی بکر اور امیر یوسف بن تاشفین کے کچھ دیگر سالار بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ اس موقع پر قابل توجہ اور قابل لحاظ بات یہ تھی کہ بطلیوس کے قاضی ابو اسحٰق، غرناطہ کے قاضی ابوجعفر، قرطبہ کے قاضی ابنِ ادھم، اشبیلیہ کے قاضی محمد بن ابراہیم تک وہاں موجود تھے اس لئے کہ وہ سب امیر یوسف بن تاشفین کا استقبال کرنے کے لئے آئے تھے اور لشکر میں بخوشی شامل ہو گئے تھے۔

مخبر جب یوسف بن تاشفین کے پاس آئے، امیر نے انہیں مخاطب کیا۔ کہنے لگا۔

''ساتھیو! اگر تم کوئی اچھی خبر لے کر آئے ہو تو کہو۔''

اس پر آنے والے ان مخبروں میں سے ایک امیر یوسف بن تاشفین کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''امیر! ہم بڑی اہم خبریں حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ ہمارے کچھ ساتھی ابھی تک افونش کے لشکر کے اردگرد کے علاقوں میں منڈلا رہے ہیں اور اس کے لشکریوں کا جائزہ لے رہے ہیں۔ جو خبریں ہم اب تک آپ کے پاس لے کر آئے ہیں، افونش نے دو قدم اٹھائے ہیں۔ پہلا یہ کہ وہ قلعہ حصن اللیط کے نواح میں مسلمانوں سے ٹکرائے گا۔ قلعے کے اطراف میں جو کھلے میدان ہیں، اس نے وہاں پڑاؤ کر لیا ہے اور انہی میدانوں کو وہ میدانِ جنگ بنانا چاہتا ہے۔

اس کے علاوہ اس نے بیس ہزار کا ایک لشکر قلعے کے اندر بھی رکھا ہے۔ اس لشکر

Marfat.com

سے وہ کیا کام لینا چاہتا ہے یہ اطلاع ابھی تک ہم حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے۔ ساتھ ہی اب ہم آپ سے یہ بھی کہہ دیں کہ اس بار افونش کے لشکر کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اس سے پہلے زلاّقہ کے میدانوں میں جو افونش سے ہمارا ٹکراؤ ہوا تھا تو اس لشکر کے مقابلے میں افونش کے پاس اس بار کئی گنا بڑا لشکر ہے۔ بس امیر! ابھی تک ہم یہی اطلاعات آپ کے پاس لے کر آئے ہیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد وہ مخبر جب خاموش ہوا تب امیر یوسف بن تاشفین تھوڑی دیر تک ان آنے والے مخبروں کو توصیفی انداز میں دیکھتا رہا، پھر کہنے لگا۔

"میرے عزیز ساتھیو! تم انتہائی اہم، عمدہ اور سود مند اطلاعات لے کر آئے ہو اور اس سے ہم بہت زیادہ فائدہ اٹھائیں گے۔"

امیر کے ان الفاظ سے مخبر بھی مطمئن ہو گئے تھے۔ امیر نے کچھ دیر تک اُن خبروں کا جائزہ لیا، کچھ سوچتا رہا، پھر ہلکا سا تبسم امیر یوسف بن تاشفین کے لبوں پر نمودار ہوا۔ ساتھ ہی معتمد کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"افونش اگر ہمیں دھوکے اور فریب میں رکھ کر اپنے لئے کامیابی کا در کھولنا چاہتا ہے تو اس میں اسے نہ صرف ناکامی ہو گی بلکہ ذلت اور پستی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد امیر یوسف بن تاشفین خاموش ہوا، کچھ دیر سوچتا رہا، اس بار اس نے معتمد اور دیگر سارے سالاروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"لشکر کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ ایک حصہ میرے پاس، دوسرا میرے بھتیجے سیر بن ابی بکر کے پاس، تیسرا زکریا بن ادریس، چوتھا داؤد بن عائشہ اور پانچواں لشکر معتمد! تمہاری سر کردگی میں ہو گا۔ میں لشکر کے وسطی حصہ میں رہوں گا۔"

یہاں تک کہتے کہتے امیر یوسف بن تاشفین اچانک رک گیا، دوبارہ اس نے آنے والے مخبروں کی طرف دیکھا، کہنے لگا۔

"عزیز ساتھیو! یہ تو کہو کہ افونش نے اپنے لشکر کے ساتھ حصن اللیط کے کس طرف پڑاؤ کر رکھا ہے؟"

جواب میں ایک مخبر بولا اور کہنے لگا۔

"امیر! افونش نے پنے لشکر کے ساتھ قلعہ کے مشرقی سمت پڑاؤ کر رکھا ہے۔ یعنی جب یہاں سے ہم قلعے کی طرف جائیں تو افونش کا لشکر قلعہ کے دائیں جانب ہو گا۔"

Marfat.com

مخبر کے خاموش ہو جانے کے بعد یوسف بن تاشفین نے پھر اپنے پہلے سلسلۂ کلام کو آگے بڑھانا شروع کیا۔

”جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا تھا کہ میں اپنے لشکر کے ساتھ وسطی حصہ میں رہوں گا اور دائیں جانب یعنی میمنہ کی کمانداری میرے بھتیجے ہی کے پاس ہو گی۔ اور میں جانتا ہوں یہ بڑے احسن طریقہ سے اپنی کارگزاری کا مظاہرہ کرے گا۔

جہاں تک بائیں بازو کا تعلق ہے تو اس میں معتمد، زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ تین مختلف لشکروں کے ساتھ ہوں گے۔ اب تم سب یہ پوچھو گے کہ لشکر کا دایاں پہلو ہلکا رکھا گیا ہے اس میں صرف میں نے اپنے بھتیجے سیر بن ابی بکر کو رکھا ہے جبکہ بائیں پہلو میں تین لشکر اور تین سالار رکھے گئے ہیں۔ تو اس کی توضیح میں تم پر واضح کرتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ تم اس سے مطمئن ہو گے۔

مخبر بتا چکے ہیں کہ افونش نے اپنے لشکر کے ساتھ حصن اللیط کے دائیں جانب پڑاؤ کر رکھا ہے۔ لہٰذا جب ہم اس سے ٹکرائیں گے تو حصن اللیط ہمارے بائیں جانب رہے گا۔ مخبر یہ بھی بتا چکے ہیں کہ افونش نے بیس ہزار کا ایک آزمودہ کار لشکر قلعے کے اندر رکھا ہوا ہے۔ اس لشکر سے وہ دو کام لے سکتا ہے۔

پہلا یہ کہ جنگ کے دوران ہی افونش کے کہنے پر اس لشکر کا سالار حرکت میں آئے گا، قلعے کے کسی مخالف سمت کے دروازے سے نکلے گا اور جب جنگ اپنے زوروں پر ہو گی تو ہمارے لشکر کے بائیں پہلو پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرے گا۔ اگر وہ ایسا کرتا ہے تو میرا بھتیجا سیر بن ابی بکر اور معتمد قلب و میمنہ اور میسرہ کی حیثیت سے افونش کے ساتھ ٹکراتے رہیں گے۔ جو لشکر قلعے سے نکل کر حملہ آور ہو گا میں، سیر اور معتمد اس کی طرف بالکل توجہ نہیں دیں گے بلکہ اپنے سامنے افونش پر ضرب لگائیں گے۔ اس لشکر سے زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ نمٹیں گے۔ سب سے بائیں جانب زکریا بن ادریس اپنے لشکر کے ساتھ ہو گا اور اس کے ساتھ داؤد بن عائشہ اور پھر معتمد ہو گا۔ چنانچہ جب حصن اللیط سے افونش کا لشکر نکل کر ہم پر حملہ آور ہونے کے لئے آئے گا تو سب سے پہلے وہ ہمارے بائیں پہلو یعنی زکریا بن ادریس کا رخ کرے گا۔ اب زکریا بن ادریس کا کام یہ ہو گا کہ جونہی وہ دیکھے گا کہ ان کا لشکر قلعے سے نکل کر اس پر ضرب لگانے کے لئے آ رہا ہے تو وہ ایک دم اپنی صفیں بائیں جانب درست کر لے گا۔ اپنے

Marfat.com

لشکریوں کو جنگ شروع ہونے سے پہلے سارا معاملہ زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ سمجھا دیں گے۔ چنانچہ سب سے پہلے زکریا بن ادریس قلعے سے نکلنے والے افونش کے لشکر سے ٹکرائے گا۔ ظاہر ہے اس کی تعداد بیس ہزار ہو گی۔ اس کے مقابلے میں زکریا بن ادریس کے لشکر کی تعداد بہت کم ہو گی۔ زکریا بن ادریس قلعے سے نکلنے والے لشکر کو روکے گا اور جب قلعے سے نکلنے والا لشکر زکریا بن ادریس کے ساتھ مصروف جنگ ہو جائے گا عین اسی لحہ داؤد بن عائشہ بھی حرکت میں آئے گا اور وہ ایک دم بائیں طرف اپنے لشکر کو لاتے ہوئے قلعے سے نکلنے والے لشکر کے پہلو یا پشت کی جانب سے حملہ آور ہو جائے گا۔ اس طرح میرا اندازہ ہے کہ زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ قلعے سے نکلنے والے اس لشکر کا قصہ تمام کر کے رکھ دیں گے، ان میں سے اگر کوئی بچے گا تو وہ بھاگ کر دوبارہ قلعے کے اندر چلا جائے گا۔ یہ ساری کارروائی مکمل کرنے کے بعد زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ پھر اپنی جگہ آئیں گے اور اپنی پوری طاقت وقوت کے ساتھ افونش کے لشکر پر ضربیں لگانا شروع کر دیں گے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد امیر یوسف بن تاشفین رکا، کچھ سوچا، پھر دوبارہ اپنے سارے سالاروں اور امراء کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"اور اگر جنگ کے دوران افونش کا وہ لشکر جو قلعے میں ہو گا، وہ اپنی کسی کارروائی کی ابتداء نہیں کرتا، قلعے کے اندر ہی محصور رہتا ہے، وقت کا انتظار کرتا ہے تب زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ اپنے کچھ لشکریوں کے ذمہ یہ کام لگائیں گے کہ وہ قلعے پر نگاہ رکھیں۔ ساتھ ہی یہ دونوں سالار اپنے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ تھوڑا سا آگے بڑھیں گے اور افونش کے لشکر کے پہلو پر ضرب لگائیں گے۔

جب ایسا ہو گا تو یاد رکھئے گا، افونش کے لشکر میں وقتی طور پر ایک اضطراب پیدا ہو گا۔ اس لئے کہ انہیں اپنے لشکر کی صفوں کو درست کرنا پڑے گا، اپنے لشکر کے دائیں جانب اپنی قوت کو مزید بڑھانا ہو گا۔ جب وہ ایسا کریں گے تب میں، سیر بن ابی بکر اور معتمد اپنے حملوں میں مزید تیزی پیدا کر دیں گے۔ ساتھ ہی جب زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ بھی اپنی پوری طاقت وقوت کے ساتھ دشمن کے پہلو پر ضرب لگائیں گے تو میرے عزیز ساتھیو! ہمارے ایسا کرنے سے ہماری فتح مندی اور افونش کی بدترین شکست اور ہزیمت یقینی ہو جائے گی۔

Marfat.com

امیر یوسف بن تاشفین کی اس تجویز سے سب نے اتفاق کیا تھا۔

اس کے بعد امیر یوسف بن تاشفین بڑی رازداری کے ساتھ اپنے سارے سالاروں کے ساتھ افونش کے خلاف جنگ کی ابتداء کرنے سے متعلق صلاح ومشورے کرنے لگا تھا۔

اگلے روز امیر یوسف بن تاشفین نے افونش پر ضرب لگانے کے لئے حصن اللیط کا رخ کیا گیا۔

Marfat.com

✿

امیر یوسف بن تاشفین نے اپنے لشکر کے ساتھ افونش کے بالکل سامنے حصن اللیط کے دائیں جانب آن پڑاؤ کیا تھا۔ ایک دن دونوں لشکری ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ کئے رہے اور اگلے روز جنگ کی ابتداء کرنے کے لئے افونش نے اپنے لشکر کے اندر طبل بجانے کا حکم دے دیا تھا۔

اس موقع پر وقت کی آنکھ، فضاؤں، ہواؤں اور سورج کی بصارت دیکھ رہی تھی کہ امیر یوسف بن تاشفین کے مقابلے میں افونش کا لشکر کئی گنا بڑا تھا۔ جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی، سر ہی سر دکھائی دیتے تھے۔ جب کہ اس کے مقابلے میں امیر یوسف بن تاشفین اور اس کے اتحادیوں کے لشکر کی تعداد نہ ہونے کے برابر تھی۔

اپنی عددی فوقیت کو سامنے رکھتے ہوئے افونش ایک طرح کے گھمنڈ، تکبر اور تمرد میں آ گیا تھا۔ لہٰذا اس نے مسلمانوں پر پہلے ضرب لگانے کا تہیہ کیا اور اسے یقین تھا کہ اس بار وہ مسلمانوں کو ایسی عبرت خیز اور بدترین شکست دے گا کہ آئندہ نہ کوئی مسلمانوں کی مدد کے لئے آئے گا اور نہ ہی ہسپانیہ کے مسلمان اس کے خلاف سر اٹھانے کے قابل رہیں گے۔

چنانچہ جنگ کی ابتداء افونش نے ہی کی۔ افونش نے اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا۔ وسطی حصہ کی کمانداری اس نے اپنے ہاتھ میں رکھی اور اپنے سالاروں میں سے لوکاس کو نائب کی حیثیت سے ساتھ رکھا۔ بائیں حصہ کی کمانداری اپنے سالار فانیز کے سپرد کی اور اس کے نائب کی حیثیت سے اس کے ساتھ اسپانہ کام کر رہا تھا۔ دائیں حصہ کی کمانداری افونش نے اپنے بیٹے برگنزا کے سپرد کی تھی جبکہ افونش کا سالار پلاگیوس برگنزا کی نیابت کر رہا تھا۔ ایک لشکر افونش نے اپنے سالار مارنوس کی سرکردگی

Marfat.com

میں دے کر اسے اپنے پیچھے اپنے پڑاؤ کی حفاظت پر چھوڑا تھا۔ یہ سارے انتظامات مکمل کرنے کے بعد افونش نے اپنے لشکر کو بے ثمر کرتی داستانوں، تپتی ریت کے گراوُز، دیولاخوں میں گونجتی آندھیوں، صدیوں پرانے راستوں پر ڈھول اُڑاتے ہواؤں کے جھکڑوں، لُو کے ہولناک تھپیڑوں کی طرح آگے بڑھایا۔ جس وقت اس کے لشکری آگے بڑھ رہے تھے، وہ احساس کو معطل کرتی خوفناک اندھی قوتوں، سکوت زاروں میں ہلچل برپا کرتے اور اضطراب کھڑا کرتے خروش، رگ و پے میں تلخی بھرتے نقاروں کی خوفناک گونجوں کی طرح نعرے اور صدائیں بلند کر رہے تھے۔ اس کے بعد افونش اپنے لشکر کے ساتھ مسلمانوں پر موت کی تاریکیوں میں اُجالے کے ضمیر پر چھاتے ظلمتوں کے سیل، گردشِ دوراں میں تشنگی کا کرب بڑھاتے زرد طوفانوں کی کدورت اور غیض و غضب کا اضطراب کھڑا کرتے گردابِ اجل کے رقص کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

اسلامی لشکر کی طرف سے پہلے امیر یوسف بن تاشفین نے اپنے کام کی ابتداء کی۔ اس نے سب سے پہلے عجائبات کے سحر سے مسحور کرتے عنبریں سحر کے افسانۂ نور کی طرح ''نعم القادر اللہ'' یعنی اللہ تعالٰی بہترین قدرت والا ہے کا نعرہ بلند کیا، اس کے بعد افونش کے لشکر پر رقیبوں کی رقابت، ظالموں کے ظلم کی داستانوں میں موت کے سندیسے کھڑے کرتی عداوتوں کی خوفناک بھڑکتی آگ، بدنوں کی تہوں تک کو اُدھیڑ دینے والی ہواؤں کی شہ زوری، بادلوں کی گھن گرج اور حریفوں کی حرافت کو ماند کر دینے والی آگ کی لپٹوں کے گورکھ دھندے کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

امیر یوسف بن تاشفین کے بعد میمنہ کی کمانداری کرنے والے اس کے بھتیجے سیر بن ابی بکر نے بھی اسی کے انداز میں کام کی ابتداء کی۔ اس نے بھی حسین وادیوں میں چاندنی راتوں میں مسکراتے گلابوں کے سے انداز میں نعرہ بلند کیا۔ ''کفی بالموت واعظاء'' یعنی نصیحت اور واعظ کے کے لئے موت ہی کافی ہے۔ اس کے بعد سیر بن ابی بکر بھی افونش کے لشکر پر نگاہوں میں اضطراب، چہروں پر سوزِ عتاب کھڑا کرتے ریت کے بگولوں کی حشر سامانیوں، وقت کی نبض کو درہم برہم کر کے روح میں درد و الم کے طوفان کھڑے کرتے نفرت کے ہولناک جھکڑوں، حشر سامانیوں اور ظلم کی ظلم آرائیوں، شر کی ہر شکن اور نحوست کے گہن کو تمام کر دینے والے بھنور کی گرہیں کھولتے طوفانوں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

Marfat.com

اس کے بعد معتمد نے اپنے کام کی ابتداء کی۔ اس نے بھی پہلے سے طے شدہ منصوبہ بندی کے مطابق زمزموں کی ساحری میں خوشبو بھرے حروفِ زار کے سے انداز میں نعرئہ بلند کیا۔ ''امنت بالذی خلقنی'' جس نے مجھے پیدا کیا میں اسی پر ایمان لایا ہوں۔ اس کے بعد معتمد بھی افونش کے لشکر پر دلوں کو ریزہ ریزہ، شیشۂ دل کو ٹکڑے ٹکڑے کرتے بھڑکتے آگ کے شعلوں، جذبات کو مجروح کرتے فطرت کے احتساب، زخموں کے حروف، درد کے الفاظ کھڑے کرتے تقدیر کے بدترین عذابوں کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔

معتمد کے بعد داؤد بن عائشہ نے بھی اپنے کام کی ابتداء کی۔ اس نے بھی قمقموں کی ضوفشانی میں طرب خیز طلسم کی طرح نعرہ بلند کیا۔ ''امنت باللہ مخلصاً'' میں اخلاص کے ساتھ اللہ پر ایمان لایا۔ اس کے بعد داؤد بن عائشہ بھی بے جہت آسمان تلے روز و شب کی روانی میں دل و جان کو شکن شکن کرتے قضا کے خوفناک گردابوں، زیست پر موت کی دستک دیتے آندھیوں کے قافلوں اور مذرد رُو خزاؤں میں تباہی کے در تراشتی موت کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔ آخر میں زکریا بن ادریس نے اپنے کام کی ابتداء کی۔ اس نے بھی پہلے سے طے شدہ منصوبہ بندی کے تحت خمار بھرے عطیوں میں مستی پر اُترتے قافلۂ نور کی طرح نعرے بلند کئے۔ ''الملک اللہ لاقوۃ اللہ باللہ'' یعنی حکومت اور ملک اللہ کا ہے، بجز اللہ کے اور کسی میں طاقت نہیں۔

یوں سب سے آخر میں زکریا بن ادریس بھی زیست کے کمال، حیات کی معراج کی بساط بچھاتے لوح و قلم کے امینوں کی طرح حرکت میں آیا اور وہ بھی عزم کی سرشاری کا مظاہرہ کرتی عمل کی کرشمہ سازیوں، اعصاب شکنی، شوریدہ مزاجی طاری کر دینے والی خون آشام اذیت ناکیوں، موت کی ہر گھات، قضا کے ہر حصار، عزائم کے ہر غرور کو اپنے پاؤں تلے روند دینے والے آگ کے سیل و شرر اور غازیوں کے ثبات کی طرح دشمن پر ضربیں لگانا شروع ہو گیا تھا۔

یوں حصن اللیط کے نواحی میدانوں کے اندر موروثی تمدن کے اوہام میں تعصب کے مرضِ لاعلاج کے قصے اُٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ حیات و موت کی کشمکش میں انسانی جسم کی قطع و برید ہونے لگی تھی۔ دونوں طرف کے تیز حملوں نے اَنت کو بے اَنت، نشان کو بے نشان، ناموری کو بے نام، باضمیروں کو بے ضمیر بنانا شروع کر دیا تھا۔ زمین

Marfat.com

کے چیتھڑے اُڑاتے طوفانوں کی طرح چار سُو مضطرب تشنگی کے نوحے اُٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ ہر سُو ایک اعصابی ہیجان کھڑا ہو گیا تھا۔

عین اُس وقت جبکہ جنگ اپنے زوروں پر آ گئی تھی، امیر یوسف بن تاشفین اپنے سارے لشکریوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''غارِ حرا میں اقراء کی صداؤں کے امینو! شہرِ آذر میں اذان کی گونج بلند کرنے والے مجاہدو! سنو۔ کوئی خدا ہمارے اللہ جیسا نہیں۔ اُسی کے لئے حمد کی ساری سرشاریاں، کائنات کی ساری سرفرازیاں ہیں۔ سنو! کوئی رسول ہمارے رسول ﷺ جیسا نہیں۔ سنو! ماؤں کی عظمت، بہنوں کی حرمت کے رکھوالو! بیٹیوں کی عصمت کے پاسبانوں! زمین کا سینہ چیرتے عزم کی طرح موت کا رقص کرتے ان ابلیسوں پر ہستی کے اسرار و رموز میں لرزہ براندام کرتی خون کے اوراق پر گرتی ٹوٹتی برق کی طرح حملہ آور ہو جاؤ۔

میرے صاعقہ بدوش مجاہدو! حق و سچائی کا فروغ کرنے والے ساتھیو! صداقت کی قندیلیں روشن کرنے والے جانبازو! یہ دشمن اپنے لالچ کی اندھی کدال سے ہمارے لئے عقوبت ہمہ اذیت کھڑی کرنا چاہتا ہے۔ کمین گاہ سے نکلتے خونی درندوں کی طرح ہمیں بے بس کرنا چاہتا ہے۔ سنو ان کے سامنے جنگل کی دھاڑتی ہواؤں، صحرا سے اُٹھتی فضاؤں اور شعلہ فشاں برق کی طرح جم جاؤ۔

قدیم گم شدہ اساطیری روایتوں کے امینو! دشمن پر ایسی ضرب لگاؤ کہ تمہاری ضربیں دشمن کو بنجر زمین سے ہلکا، بے انقلاب و بے عزت، موت و حیات کی کشمکش میں بکھرے لمحوں کے غبار سا بنا کر رکھ دیں۔ سنو! وہ رب جس کے حکم سے بادلوں کے مساموں سے بجلیاں کوندتی ہیں، جس کے حکم سے بھنور سیپ پانی کے طشت پر اچھال دیتے ہیں، جس کے حکم سے فاش ہوتے اندھیروں میں روشنی کے بھید کھلتے ہیں، جس کے حکم سے قطرہ قطرے سے ملکر بحر بنتا ہے، جس کے حکم سے ذرہ ذرّے کو گلے لگا کر دشت بنتا ہے، اسی کے حیرت انگیز کُن کے کمال سے روشنی کی کرنوں کے آنچل پھیلتے ہیں۔ اُسی رؤف و رحیم، سمیع و بصیر رب کو اپنی مدد کے لئے پکارتے ہوئے دشمن پر بدر کی تجلیوں کے سیلاب، غارِ حرا کے اُجالوں، غارِ ثور کی حرمتوں کی طرح حملہ آور ہو جاؤ۔''

امیر یوسف بن تاشفین کی اس تقریر کا خاطر خواہ اثر ہوا اور یہ تقریر سن کر مسلمان

Marfat.com

شکری نفرت کی سنسان آندھیوں، کرب و عداوت کے ریتلے جھکڑوں، موت کے شکنجے کھڑے کرتے درد و الم کے المیوں، پیچ و تاب کھاتے بھنور، لاوے، شعلے، شراروں کی کھولتی تیز ہواؤں اور بے جہت کرتے برق و شرر کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

کچھ دیر تک دونوں لشکروں میں گھمسان کی جنگ ہوئی، اس کے بعد افونش ہی نہیں خداوند قدوس مہربان کے حکم سے ہر آنکھ نے دیکھا کہ افونش کے لشکر کی حالت ندامت کے گھرے اندھیروں، بے چہرگی کے المیوں، صدیوں پرانے راستوں، ضمیر کی پستی، جبر کے اندھیاؤ، بے سکون سوالات، بربادی کی ندامت اور گرم ہواؤں، سلگتی دہلیز کی سی ہونا شروع ہو گئی تھی۔

افونش اور اس کے سالاروں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح مسلمانوں کے سامنے اپنے لشکر کو سنبھالیں لیکن اس میں انہیں بری طرح ناکامی ہوئی۔ ان کے لشکری آہستہ آہستہ پہلے پیچھے ہٹنے لگے، اس کے بعد ایک بھگدڑ سی مچ گئی۔ افراتفری کا عالم برپا ہو گیا تھا اور ساتھ ہی کچھ لشکری اِدھر اُدھر ہٹنے لگے تھے۔ یہ صورتِ حال افونش، اس کے بیٹے اور سالاروں کے لئے ناقابل برداشت تھی۔ لہٰذا شکست کو قبول کرنے کے بعد افونش اپنے لشکر کو لے کر بھاگ کھڑا ہوا۔

بھاگنے سے پہلے اپنے خاص کارندوں کے ذریعہ افونش نے حصن اللیط کے اندر جو قلعہ دار تھا، اس کے پاس پیغام بھجوا دیا تھا کہ اگر افونش کی شکست کی صورت میں مسلمان اس کا تعاقب کریں تو وہ اپنے بیس ہزار کے لشکر کے ساتھ قلعے سے نکل کر مسلمانوں کی پشت پر حملہ آور ہو جائے تاکہ ناکامی کو کامیابی میں تبدیل کیا جا سکے۔

لیکن افونش کی بدقسمتی کہ جس وقت وہ شکست اٹھا کر بھاگا، امیر یوسف بن تاشفین نے اپنے لشکر کو تعاقب کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ روک دیا۔ سب سے پہلے افونش کے پڑاؤ پر قبضہ کیا گیا۔ پڑاؤ سے مسلمانوں کے ہاتھ خوراک اور ہتھیاروں کے علاوہ دوسرا سامان اس قدر لگا کہ جنگ میں حصہ لینے والے لشکری سب مالا مال ہو کر رہ گئے تھے۔

افونش نے جب دیکھا کہ مسلمانوں نے اس کا تعاقب نہیں کیا تو وہ حصن اللیط سے تین میل کے فاصلے پر جا کر پھر پڑاؤ کر گیا تھا۔ ساتھ ہی اس نے تین بڑے شہروں جلیقیہ، نبرہ اور کشتالہ کی طرف تیز رفتار قاصد روانہ کئے۔ وہاں سے کمک کے علاوہ اس

Marfat.com

نے رسد کا سامان بھی منگوالیا تھا۔

حصن اللیط سے تین میل کے فاصلے پر پڑاؤ کرنے کے بعد افونش نے ایک بار پھر اپنے سارے سالاروں اور اُمراء کو اپنے پاس طلب کر لیا تھا۔ جب سب اس کے پاس جمع ہو گئے تب افونش انتہائی دکھ اور مایوسی میں انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے عزیز ساتھیو! اس سے پہلے جب افریقہ کے یوسف بن تاشفین کے ہاتھوں ہمیں زلاّقہ کے میدانوں میں شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا تو میں اسے ایک اتفاقی حادثہ سمجھا تھا۔ اس بار میں نے پکا تہیہ کر رکھا تھا کہ یوسف بن تاشفین کو شکست دوں گا اور مجھے یقین بھی تھا کہ اسبار ہماری عددی فوقیت پہلے کی نسبت بہت زیادہ ہے لہٰذا فتح ہماری ہی ہو گی۔ لیکن لگتا ہے حالات ہمارے خلاف پلٹا کھا چکے ہیں۔ ہماری بدقسمتی کہ پہلے کی طرح پھر شکست نے ہمارا ہی استقبال کیا اور مسلمان ہمارے مقابلے میں کامیاب رہے۔ حالانکہ تم نے بھی اندازہ لگایا، مسلمانوں کی تعداد ہمارے لشکر کے مقابلے میں کچھ بھی نہ تھی۔ اس کے باوجود ہمیں شکست کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

اور پھر سب سے بڑی بات یہ کہ مسلمانوں کے مقابلے سے ہٹنے سے پہلے میں نے اپنے قاصد حصن اللیط میں اپنے قلعہ دار کی طرف روانہ کر دیئے تھے اور میں نے اس کی طرف یہ حکم جاری کر دیا تھا کہ پسپائی ہمارا مقدر بننے والی ہے اور اگر ہم اپنے لشکر کو لے کر بھاگیں اور مسلمان ہمارا تعاقب کریں تو وہ قلعے سے نکل کر مسلمانوں کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہو جائے۔ لیکن ہمارے مقابلے میں یہ مسلمان ایسے خوش بخت ثابت ہوئے کہ انہوں نے ہمارا تعاقب کیا ہی نہیں ہے۔''

اس موقع پر افونش کی حسین اور خوب صورت بیٹی مغریتا بول اُٹھی، کہنے لگی۔

''بابا! انہیں ہمارا تعاقب کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ ہمارے پڑاؤ میں اس قدر سامان تھا کہ جو شاید مسلمانوں کے لشکر کے پاس بھی نہیں ہو گا۔ چنانچہ انہوں نے ہمارے تعاقب پر ہمارے پڑاؤ کی ہر چیز سمیٹنے کو ترجیح دی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ان کے کسی مخبر نے اپنے امیر یوسف بن تاشفین کو یہ اطلاع کر دی ہو کہ آپ نے بھاگنے سے پہلے اپنے قلعہ دار کو حکم روانہ کر دیا ہے کہ وہ پشت کی جانب سے مسلمانوں پر حملہ آور ہو۔ چنانچہ ان حالات کو سامنے رکھتے ہوئے مسلمانوں نے ہمارا تعاقب ہی نہیں کیا۔ ہاں! ایک بات ضرور حیرت انگیز ہے۔''

Marfat.com

یہاں تک کہنے کے بعد مغریتا رکی، کچھ سوچا، دوبارہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"زلاقہ کے میدانوں میں امیر یوسف بن تاشفین کے ساتھ ہمارا پہلا ٹکراؤ ہوا تھا اور ہم اس کے طریقہ جنگ سے واقف نہیں تھے۔ لیکن اس دوسرے ٹکراؤ میں تو ہمیں پہلے کی نسبت بہتر کارگزاری کا مظاہرہ کرنا چاہئے تھا۔ لیکن لگتا ہے ہمارے لشکری مسلمانوں کے مقابل جم کر لڑنے کی ہمت اور جرأت نہیں رکھتے۔ اسی بناء پر ہمیں مسلمانوں کے مقابلے میں شکست اور ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد مغریتا رکی، پھر افونش اپنے لشکریوں کے سپہ سالار اعلیٰ فانیز کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"فانیز! اب بولو۔ مسلمانوں کے خلاف ہمیں کون سی منصوبہ بندی کرنی چاہئے؟"

افونش کے اس سوال پر فانیز نے کچھ سوچا، پھر کہنے لگا۔

"ہمیں اپنے لشکر کے ساتھ یہیں پڑاؤ کرنا چاہئے جہاں ہم نے پڑاؤ کر رکھا ہے۔ چند ہی دنوں بعد ہمارے تینوں بڑے شہروں کشتالیہ، جلیقیہ اور نبرہ سے ہمارے لئے کمک اور رسد کا سامان مل جائے گا اور مسلمانوں کے ساتھ اس جنگ کے دوران جو ہمارا عسکری نقصان ہوا ہے وہ پورا ہو جائے گا اور ہم پھر خم ٹھونک کر مسلمانوں کے مقابلے پر آئیں گے اور شکست کو ان کا مقدر اور کامیابی کو ہم اپنی جھولی میں سمیٹنے کی کوشش کریں گے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد فانیز رکا، کچھ سوچا، پھر دوبارہ وہ کہہ رہا تھا۔

"اس کے لئے ہمیں کوئی خاص طریقہ کار وضع کرنا ہوگا۔ جہاں تک میرا ذاتی خیال ہے مسلمانوں کے سالار اپنے لشکر کے ساتھ چند روز تک وہیں قیام کریں گے جہاں ان کے ساتھ ٹکراؤ ہوا ہے۔ اس دوران اپنے زخمیوں کی دیکھ بھال کریں گے۔ لشکریوں کو ستانے کا موقع فراہم کریں گے۔ اتنی دیر تک ہمیں کشتالیہ، جلیقیہ اور نبرہ سے کمک اور ضروریات کا سامان بھی پہنچ جائے گا۔ اس دوران یہ بھی ممکن ہے کہ مسلمانوں کے جاسوس ان کے سالاروں کو یہ اطلاع کر دیں کہ ہم نے حصن اللیط سے تین میل کے فاصلے پر شمال میں پڑاؤ کر رکھا ہے اور مجھے امید ہے کہ یوسف بن تاشفین کو اس کے مخبر یہ خبریں پہنچائیں گے تو چند دن میدانِ جنگ میں ستانے کے بعد وہ اپنے لشکر کو حرکت

میں لائے گا اور ادھر کا رخ کرے گا جہاں اس وقت ہم نے پڑاؤ کر رکھا ہے۔

جس وقت آپ حصن اللیط کے سامنے کھلے میدانوں میں جنگ کی منصوبہ بندی کر رہے تھے اس وقت مجھے کچھ اعتراضات تھے لیکن میں مصلحتاً خاموش رہا۔ آپ نے جو بیس ہزار کا لشکر حصن اللیط کے اندر مقرر کیا تھا، اوّل تو اسے مقرر کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی، اپنے ساتھ رکھنا چاہئے تھا۔ اس طرح ہماری کارکردگی پہلے سے بہت بہتر ہوتی۔ اگر ہم نے اسے قلعہ کے اندر متعین کر ہی دیا تھا تو اس کی طرف یہ پیغام بھیجا جانا چاہئے تھا کہ جب مسلمانوں کے ساتھ جنگ اپنے عروج پر آ جائے تو قلعہ دار بیس ہزار کے لشکر کے ساتھ نکل کر اس وقت مسلمانوں پر حملہ آور ہو جائے جس وقت گھمسان کی جنگ ہو رہی تھی۔ اس وقت قلعہ میں محصور لشکر باہر نکل کر اگر مسلمانوں کے پہلو پر ضرب لگاتا تو ہم بھی اپنے حملوں میں تیزی پیدا کر دیتے تو یقیناً کامیابی ہمارے ہی قدم چومتی۔ چونکہ ایسا نہیں ہوا لہٰذا ہمیں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

اب مسلمان اگر چند دن ستانے کے بعد اس طرف بڑھتے ہیں جہاں ہم نے پڑاؤ کر رکھا ہوے تو ان سے ہم دوہری جنگ سے مقابلہ کریں گے۔ آپ آج ہی اپنے کچھ قاصد حصن اللیط کے قلعہ دار کی طرف بھجوا دیں اور اسے تاکید کریں کہ جونہی مسلمانوں کا لشکر ہماری طرف پیش قدمی کرے، قلعہ دار مسلمانوں کے لشکر پر نگاہ رکھے اور پھر مناسب موقع جان کر اپنے لشکر کے ساتھ نکلے اور مسلمانوں کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہو جائے۔ سامنے کی طرف سے ہم بھرپور ضرب لگائیں گے۔ اس لئے کہ کشتالیہ، جلیقیہ اور نبرا سے کمک آنے کے بعد ہمارے لشکر کی حالت پہلے سے مستحکم ہو جائے گی اور اگر ہم ایسا کریں تو ہم مسلمانوں کو بڑی آسانی کے ساتھ شکست دینے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد افونش کا سپہ سالار فانیز جب خاموش ہوا تب اس کا بڑا بیٹا برگنزا بول اٹھا۔ کہنے لگا۔

"فانیز نے جو منصوبہ بندی پیش کی ہے، بہت اچھی، عمدہ اور قابلِ عمل ہے پہلے اسی کو آزمایا جائے گا۔ میرا اندازہ ہے کہ مسلمان یقیناً چند دن ستانے کے بعد اِدھر کا رُخ کریں گے جہاں ہم نے پڑاؤ کر رکھا ہے چنانچہ ہمارا قلعہ دار ان پر نگاہ رکھے۔ جب وہ ہمارے قریب آئیں تو قلعہ دار اچانک قلعے سے نکلے اور مسلمانوں کی پشت پر

Marfat.com

حملہ آور ہو جائے۔ سامنے کی طرف سے ہم حملہ آور ہو کر اپنی فتح مندی کو یقینی اور مسلمانوں کی شکست کو ان کا مقدر بنا دیں گے۔

اگر اس میں ہمیں کامیابی ہو جاتی ہے تو ہماری خوش قسمتی اور اگر اس میں ہمیں کامیابی نہیں ہوتی تو پھر ہمیں ایک اور کام کرنا چاہئے، اپنے لشکر کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے اور مختلف سالاروں کی کمانداری میں دیتے ہوئے مختلف علاقوں پر حملہ آور ہونے کی ابتداء کر دی جائے۔ ایسی صورت میں ہم سے نمٹنے کے لئے مسلمان بھی اپنے لشکر کو کئی حصوں میں تقسیم کر دیں گے۔ جب وہ ایسا کریں گے تو ان کی طاقت و قوت کمزور ہو جائے گی اور ایسی صورت میں ہم مسلمانوں کو اپنے سامنے زیر کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔''

افونش کا بیٹا برگنزا جب خاموش ہوا تب اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے افونش کہنے لگا۔

''تم دونوں نے جو تجویزیں اور منصوبہ بندی پیش کی ہیں دونوں ہی قابل عمل ہیں۔ پہلے فانیز کے طریقہ کار پر عمل کیا جائے گا۔ اس میں اگر ہمیں کامیابی ہو گئی پھر یہ کامیابی ہماری خوش قسمتی بن جائے گی اور اگر اس طریقہ کار میں مسلمانوں کے مقابلہ میں ہمیں شکست کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو پھر جو منصوبہ بندی برگنزا نے بتائی ہے اس پر عمل کرتے ہوئے ہم اپنی فتح مندی کا در کھولنے کی کوشش کریں گے۔''

اس کے ساتھ ہی افونش اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑا ہوا، کہنے لگا۔

''اُٹھو! سب سے پہلے اپنے زخمیوں کی دیکھ بھال کریں، پھر لشکریوں کے کھانے کا اہتمام کریں۔'' اس کے ساتھ ہی افونش کے سارے سالار اور اُمراء اُٹھ کر اس کے ساتھ ہو لئے تھے۔

Marfat.com

❁

افونش کے شکست اٹھا کر بھاگنے کے بعد امیر یوسف بن تاشفین، اس کا بھتیجا سیر بن ابی بکر، زکریا بن ادریس، معتمد، داؤد بن عائشہ، غیردر بن شبیب، زیدون بن مسلم اور دیگر سالار فوراً حرکت میں آئے۔ سب سے پہلے زخمیوں کی دیکھ بھال کی گئی، اس کام سے فارغ ہونے کے بعد دشمن کے پڑاؤ کی ہر چیز پر قبضہ کر لیا گیا اور امیر یوسف نے دشمن کے پڑاؤ سے ملنے والی چیزوں کی اکثریت کو لشکریوں میں تقسیم کر دیا تھا جس سے لشکری مالا مال ہو گئے تھے۔ چند روز تک لشکریوں کو ستانے کا موقع فراہم کیا گیا، پھر ایک روز یوسف بن تاشفین کے کہنے پر سب سالار اس کے پاس جمع ہوئے۔ اس موقع پر اپنے سالاروں کو مخاطب کرتے ہوئے امیر یوسف بن تاشفین کہہ رہا تھا۔

''میرے عزیز ساتھیو! ہم اپنے خداوند قدوس کا جس قدر شکر ادا کریں کم ہے کہ اس نے اتنے بڑے لشکر کے مقابلے میں ہمیں کامیابی عطا کی۔ افونش کا لشکر ہم سے کئی گنا بڑا ہے اور یہ صرف رب کریم کی مہربانی اور تمہاری کارکردگی ہے جس کی بناء پر افونش کو ہم شکست دینے میں کامیاب ہوئے ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد یوسف بن تاشفین رکا، تب معتمد بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''افونش اور اس کے سالاروں کو ہم نے بدترین شکست تو دے دی ہے، اب ہمارا اگلا قدم کیا ہو گا؟''

جواب میں یوسف بن تاشفین کہنے لگا۔

''دو دن مزید لشکریوں کو ستانے کا موقع فراہم کر دیا جائے گا۔ اس طرح جو معمولی زخمی ہوئے ہیں، پھر جنگ میں حصہ لینے کے قابل ہو جائیں گے۔ اس کے بعد

Marfat.com

ہمارے سامنے دو راستے ہوں گے۔ پہلا یہ کہ یہاں سے ہم کوچ کریں، اُدھر کا رخ کریں جہاں ہم سے شکست اٹھانے کے بعد افونش نے پڑاؤ کر رکھا ہے۔ ایک بار پھر اس پر ضرب لگائیں اور اس کی طاقت وقوت کو کچلنے کی کوشش کریں۔

دوسرا قدم ہم یہ اٹھا سکتے ہیں کہ افونش کی طرف نہ جائیں، حصن اللیط پر تیز حملے شروع کر دیں، قلعہ کو فتح کرنے کی کوشش کریں۔ قلعے کے چاروں طرف اپنے لشکریوں کا حصار کھینچ کر رکھ دیں اور قلعہ جب فتح ہو تو قلعے کے اندر جو افونش کا لشکر ہے اس کا خاتمہ کرنے کے ساتھ ساتھ قلعے کو نیست و نابود کر کے زمین کے برابر کر دیا جائے تاکہ آنے والے دور میں پھر کبھی افونش اس قلعے کو مرکز بنا کر مسلمانوں کے قریبی علاقوں پر حملہ آور ہونے کی کوشش نہ کرے۔

میرے عزیز ساتھیو! جہاں تک پہلے قدم کا تعلق ہے تو اس میں ہمارے لئے کوئی زیادہ فائدہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ اگر ہم یہاں سے کوچ کرنے کے بعد افونش کا رخ کرتے ہیں تو ہمیں سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا ہوگا۔ لشکر کا ایک حصہ یہیں کہیں قلعے کے اطراف میں گھات میں بٹھانا ہوگا، باقی لشکر کے ساتھ ہمیں افونش پر ضرب لگانا ہوگی تاکہ قلعہ کے اندر جو افونش کا بیس ہزار کا لشکر ہے وہ اگر قلعے سے نکل کر افونش کی مدد کے لئے روانہ ہو تو جو ہمارا لشکر یہاں گھات میں بیٹھا ہوگا وہ اچانک گھات سے نکلے گا اور قلعے سے نکلنے والے لشکر پر حملہ آور ہو کر اسے ناقابلِ تلافی نقصان پہنچائے گا۔ ایسی صورت میں ہمارے لشکر کو نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔

دوسرا طریقہ زیادہ سود مند اور آسان ہے۔ یعنی ہم افونش کو نظرانداز کر دیں گے، وہ جو چاہے کرتا پھرے، ہم حصن اللیط کو اپنا ہدف بنائیں گے، ہر صورت میں اس قلعے کو فتح کر کے اسے زمین کے برابر کرنے کی کوشش کریں گے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد امیر یوسف بن تاشفین جب رکا اور اپنی ان دونوں تجویزوں سے متعلق اپنے سالاروں سے مشورہ طلب کیا تب سب نے یہی رائے دی کہ یہاں سے کوچ کر کے افونش کی طرف نہیں جانا چاہئے بلکہ ہمیں قلعے پر حملہ آور ہونا چاہئے، قلعے کو فتح کر کے اس کو مسمار اور ویران کر دینا چاہئے تاکہ پھر کوئی اور نصرانی لشکر اس قلعہ کو مرکز بنا کر مسلمانوں کے خلاف اپنی کارروائیوں کو عروج پر لانے کی کوشش نہ کرے۔"

Marfat.com

یہاں تک کہنے کے بعد امیر یوسف بن تاشفین رکا، کہنے لگا۔

""تم سب نے جو دوسری تجویز سے اتفاق کیا ہے تو اس پر میں تم سب کا شکرگزار ہوں۔ اس سے پہلے میں معتمد سے بات کر چکا ہوں، اس نے مجھ پر انکشاف کیا ہے کہ مرسیہ اور المریا میں ان کاریگروں کی کافی تعداد ہے جو منجنیقیں بنا سکتے ہیں۔ ساتھ ہی اس نے مجھ پر یہ بھی انکشاف کیا ہے کہ مرسیہ سے شاید کاریگروں کی صورت میں کوئی مدد نہ ملے اس لئے کہ وہاں ابنِ رشیق حکمران ہے اور وہ معتمد کا ان دنوں سخت مخالف ہے۔ بہرحال پہلے المریا اور مرسیہ والوں کی طرف پیغام بھیجا جائے گا اور وہاں سے کاریگر منگوائے جائیں گے۔ منجنیقیں تیار کرانے کے بعد حصن اللیط پر ہم اپنے حملوں کی ابتداء کر دیں گے۔""

سارے سالاروں نے اس سے اتفاق کیا تھا۔ چنانچہ تیز رفتار قاصد مرسیہ اور المریا کی طرف روانہ کئے گئے اور قاصدوں کو یہ تاکید کی گئی کہ وہ اپنے طور پر وہاں کے کاریگروں سے ملیں، انہیں بہترین معاوضہ کی پیش کش کریں اور انہیں اپنے ساتھ لے کر آئیں۔

اس میں قاصدوں کو کامیابی بھی ہوئی اور وہ اپنے ساتھ کچھ کاریگر لے کر آئے اور ان کاریگروں نے امیر یوسف بن تاشفین کے لئے بڑی تیزی سے منجنیقیں بنانا شروع کر دی تھیں۔

❁❁❁

امیر یوسف بن تاشفین ایک روز اپنے سالاروں کے ساتھ اپنے پڑاؤ میں بیٹھا ہوا تھا کہ کچھ مخبر اس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ وہ مخبر تھے جنہیں معتمد کے ساتھ مل کر امیر یوسف بن تاشفین نے دشمن پر نگاہ رکھنے کے لئے مقرر کیا تھا۔ جب وہ مخبر آئے تب انہیں امیر یوسف بن تاشفین نے بڑے احترام سے اپنے سامنے بٹھایا، پھر انہیں مخاطب کیا۔

""کیا تم کوئی نئی خبر لے کر آئے ہو؟""

اس پر ان مخبروں میں سے ایک بول اٹھا۔

""امیر! نئی خبر یہ ہے کہ ہمارے ہاتھوں شکست اٹھانے کے بعد افونش نے یہاں سے تین میل شمال کی طرف پڑاؤ کر رکھا ہے اور اب اس کے لشکر کی یہ حالت ہے کہ اس

Marfat.com

کے تین بڑے شہروں کشتالیہ، جلیقیہ اور نبرا سے اس کے لئے تربیت یافتہ لشکر پہنچنا شروع ہو گئے ہیں اور بڑی تیزی کے ساتھ وہ اپنے لشکر کی تعداد کو پھر پہلے کے مطابق لے آنا چاہتا ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد مخبر جب خاموش ہوا تب یوسف بن تاشفین کہنے لگا۔

"میرے عزیز ساتھیو! تم جاؤ، اپنے کام میں پھر لگ جاؤ۔ جو کچھ تم نے کہا ہے، میں اسے پوری طرح سمجھ گیا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی وہ مخبر وہاں سے ہٹ گئے تھے۔ ان کے جانے کے بعد اب اپنے سارے سالاروں کی طرف دیکھتے ہوئے امیر یوسف بن تاشفین کہہ رہا تھا۔

"میرے عزیز ساتھیو! یہ بات تو میں پہلے ہی جانتا تھا کہ افونش ایک بار پھر ہم سے ٹکرائے گا۔ ہو سکتا ہے یہ ٹکراؤ کئی بار ہو، اس لئے کہ افونش کو اپنی عسکری طاقت و قوت پر بڑا ناز ہے اور وہ ہم سے اپنی شکستوں کا انتقام لینے کی کوشش کرے گا اور ہم نے یہ کوشش کرنی ہے کہ صرف اس کی شکستوں میں اضافہ کرتے چلے جائیں۔"

"میں یہ بھی جانتا ہوں کہ جب اس کے لشکر کی تعداد خوب زیادہ ہو جائے گی تو وہ ضرور ہمارے خلاف حرکت میں آئے گا، لیکن میں چاہتا ہوں اس وقت تک حصن اللیط کے قلعے پر حملہ آور ہو کر اسے نیست و نابود کر دیا جائے۔ گرا کر، مسمار کر کے پہاڑی کے برابر کر دیا جائے تاکہ آنے والے دور میں پھر کوئی باغی اس قلعے میں محصور ہو کر مسلمانوں کے لئے اذیت کا باعث نہ بنے۔"

سارے سالاروں نے امیر یوسف بن تاشفین کی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا۔ پھر جب منجنیقیں تیار ہو گئیں تو ان کو قلعے کے مشرقی حصے میں مناسب فاصلے پر نصب کیا گیا۔ منجنیقوں کے آگے موٹے تختے لگے ہوئے تھے تاکہ شہر پناہ کے اوپر برجوں کے اندر سے اگر مسلمانوں پر تیر اندازی کی جائے تو وہ تیر آ کر ان تختوں پر لگیں اور ان تختوں کے پیچھے منجنیق چلانے والے محفوظ رہیں۔

جب منجنیقیں تیار ہو گئیں تب یوسف بن تاشفین نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اپنے لشکر کے کئی حصے کئے اور انہیں حصن اللیط کے چاروں طرف پھیلا دیا اور انہیں تاکید کر دی کہ جونہی لشکر کے کسی حصے کو دشمن کا کوئی اور لشکر آتا دکھائی دے تو وہ فوراً سب کو مطلع کرے تاکہ لشکر متحد ہو کر اس پر ضرب لگائیں۔

Marfat.com

اپنے لشکریوں کو یہ سب کچھ سمجھانے کے بعد جب منجنیقیں شہر کے مشرقی جانب نصب کی گئیں تو منجنیقوں نے شہر پناہ پر سنگ باری شروع کر دی تھی۔ یہ سنگ باری اتنی شدید تھی کہ اس حصار کی موٹی چار دیواری کے اندر جو مکان تھے، اس سنگ باری سے ان مکانوں کو بھی خاصا نقصان ہوا تھا۔ اس کے بعد امیر یوسف بن تاشفین نے زیادہ تر اپنی سنگ باری کا نشانہ شہر کی فصیل کو بنانا شروع کر دیا تھا۔ لگاتار سنگ باری ہونے سے حصن الللیط کی مضبوط اور مستحکم فصیل لرزنے اور کانپنے لگی تھی۔ گو وہ فصیل بڑے مضبوط کوہستانی پتھروں سے بنائی گئی تھی اس کے باوجود لگاتار سنگ باری نے فصیل پر لرزا اور کپکپاہٹ طاری کر کے رکھ دی تھی۔

چونکہ قلعہ کوہستانی سلسلے کے اوپر تھا اور اس کی فصیل بڑے بڑے کوہستانی پتھروں کے ذریعے بنائی گئی تھی لہٰذا اسے گرانا بھی اتنا آسان نہ تھا۔ تاہم جب لگاتار سنگ باری سے دیوار لرزنے اور کانپنے لگی تب شہر کے اندر جو نصرانیوں کا بیس ہزار پر مشتمل لشکر تھا اس کے کمانداروں نے آپس میں صلاح و مشورہ کیا اور یہ فیصلہ کیا کہ اچانک قلعے سے نکل کر افونش کی طرف روانہ ہو جانا چاہئے۔ اس طرح قلعہ بھی مسمار ہونے سے بچ جائے گا اور ان کی جانیں بھی محفوظ رہیں گی۔

لیکن قلعے سے نکل کر بھاگنے والے اس بیس ہزار کے لشکر کو شاید یہ خبر نہ تھی کہ مسلمانوں نے قلعے کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ چنانچہ جب امیر یوسف بن تاشفین کو اس کے مخبروں نے یہ اطلاع دی کہ قلعے کے اندر جو افونش کا بیس ہزار کا لشکر ہے اس پر بد دلی چھا گئی ہے اور وہ کسی وقت بھی بھاگ سکتا ہے، ساتھ ہی امیر یوسف بن تاشفین نے بڑی سختی کے ساتھ قلعہ کے اندر کوئی چیز جانے اور باہر لانے کی ممانعت کر دی تھی، اس طرح شہر کے لوگ تنگ ہونا شروع ہو گئے تھے۔

قلعے کے اندر محصور لشکر کے بھاگنے کی خبر جب امیر یوسف بن تاشفین تک پہنچی تو اس نے دوسرا کام یہ کیا کہ اس قلعے کے مغربی جانب زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ مقرر تھے، ان کے لئے یہ حکم جاری کیا گیا کہ وہ اپنے اپنے حصہ کے لشکر کے ساتھ گھات میں چلے جائیں۔ افونش کا سالار جو قلعے میں بند ہے، اس کے پاس لگ بھگ بیس ہزار کا ایک لشکر ہے۔ وہ قلعے سے نکل کر افونش کی طرف جانا چاہتا ہے لہٰذا جونہی وہ ایسا کریں، پشت کی جانب سے ان پر ایسی ضربیں لگائیں کہ ان کا خاتمہ کر کے

Marfat.com

رکھ دیں۔

امیر یوسف بن تاشفین کا یہ حکم پا کر زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ جو حصن اللیط کے مغرب میں کوہستانی سلسلے کے قریب اپنے اپنے حصہ کے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر چکے تھے، حکم ملتے ہی وہ دونوں اپنے اپنے حصے کے لشکر کو لے کر کوہستانی سلسلے کے اندر گھات لگا گئے تھے۔

دو تین دن کا وقفہ ڈال کر آخر کار افونش کا وہ لشکر جس کی تعداد بیس ہزار تھی، جو حصن اللیط قلعے میں محصور تھا، ایک روز آدھی رات کے قریب بڑی رازداری کے ساتھ قلعے کے مغربی دروازے سے نکلا۔ ایسا کرنے سے اس کا ارادہ یہ تھا کہ مسلمان حملہ کرتے ہوئے تھکے ہارے ہوں گے، لہٰذا جلدی گہری نیند سو جائیں گے لہٰذا وہ بچ کر بھاگنے کا بہترین وقت سمجھا گیا۔

چونکہ افونش اپنے لشکر کے ساتھ قلعے کے شمال میں قیام کئے ہوئے تھا لہٰذا قلعے سے نکلتے ہی افونش کے سالار نے شمال کا رخ کیا کہ تیزی سے حرکت کرتے ہوئے افونش سے جا ملے۔

افونش کا وہ سالار قلعے سے نکل کر ابھی راستے ہی میں تھا کہ اس کے لئے مصیبت اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس لئے کہ داؤد بن عائشہ اپنے حصہ کے لشکر کے ساتھ رات کی گہری تاریکی میں اس کی راہ روک کھڑا ہوا تھا۔

داؤد بن عائشہ کے پاس چونکہ چھوٹا سا ایک لشکر تھا لہٰذا افونش کے اس قلعہ دار نے داؤد بن عائشہ اور اس کے لشکر کو کوئی اہمیت نہ دی۔ وہ اس تمرد اور غرور میں پڑ گیا تھا کہ اس کے مقابل آنے والا مسلمانوں کا لشکر عددی لحاظ سے نہ ہونے کے برابر ہے لہٰذا یقیناً وہ اس گھمنڈ میں پڑا تھا کہ اس لشکر پر حملہ آور ہو کر اور اسے بہت جلد رگیدتے ہوئے وہ افونش سے جا ملے گا۔

اس قلعہ دار نے داؤد بن عائشہ اور اس کے لشکریوں کو کوئی اہمیت نہ دی اس لئے کہ اس نے اندازہ لگا لیا تھا، راہ روکنے والا لشکر عددی لحاظ سے اس کے سامنے کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتا۔ چنانچہ رات کی گہری تاریکی میں افونش کے قلعہ دار نے اپنے لشکر کو استوار کیا، ویران اندھی راتوں میں اس نے آندھیوں کے تیز جھکڑوں کی طرح اپنے لشکر کو آگے بڑھایا، پھر وہ حلقہ در حلقہ رقص کرتی ابلیس کی خوفناک تلبیس، نفرتوں اور

Marfat.com

عداوتوں کو دوام بخشتی سنگین حصار کی سی کدورتوں، انحطاط طاری کرتی کہر، آفاق کو سنسان کرتی آندھیوں، عصمتوں پر گندگی اُچھالتے برہنہ شیطانی قہقہوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

جوابی کارروائی کرنے میں داؤد بن عائشہ نے بھی تاخیر نہیں کی۔ وہ بھی چہروں کو ہلدی کرتے لُو کے ہولناک تھپیڑوں، بے آبروئی کی آندھیوں میں بدن کی دھجیاں اُڑاتی بھیانک صحرا کی پیاس، بھٹکتے تصورات میں نارسائی کے قدموں کی دھول اُڑاتے خاک آلود جذبوں کے خوفناک شرر کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔

افونش کے قلعہ دار کا خیال تھا کہ اس کے مقابلے میں چھوٹا سا ایک لشکر مسلمانوں نے بھیجا ہے جسے تو وہ لمحوں کے اندر ذلیل و خوار کر کے اس کا خاتمہ کر دے گا۔ ابھی وہ انہی خیالات میں ڈوبا ہوا تھا کہ اس کی پشت کی جانب سے ایک خونی انقلاب رونما ہوا۔ اس لئے کہ پشت کی جانب سے زکریا بن ادریس اپنے حصہ کے لشکر کے ساتھ نمودار ہوا تھا۔ پھر وہ خیالات کی ہر آسودگی چھین کر تخیلات کو شکن شکن کرتے قضا کے بے کراں سحر، تمناؤں کو لہولہو کرتی تلپٹ کر دینے والی آندھیوں، خوابوں کو کرچی کرچی کرتی آہ کی نادیدہ لپٹوں، برہنہ مٹی کی بنجر پیاس اور دردلمحوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

پشت کی جانب سے زکریا بن ادریس کے حملہ آور ہونے سے افونش کے قلعہ دار کے سارے دم خم ماند ہونا شروع ہو گئے تھے۔ پہلے تو وہ خوشی محسوس کر رہا تھا کہ مسلمانوں کے ایک چھوٹے سے سالار نے اس کی راہ روکی ہے جس کا خاتمہ کر کے وہ بہت جلد آگے نکل جائے گا۔ اب پشت کی جانب سے زکریا بن ادریس کے حملہ آور ہونے سے وہ ایک مصیبت اور کرب میں مبتلا ہو گیا تھا۔ رات کی گہری تاریکی میں اس طرح قلعے کے شمال کی طرف ان تینوں کے ٹکرانے سے اندھیروں میں موت کے چڑھتے ساگر، بصارتوں اور سماعتوں سے محروم کرتے طوفان، ہر ذی جان کو رعشہ بر اندام کر کے دُکھ کی میعاد بڑھاتے دہکتے آتشی الاؤ کھڑے ہونا شروع ہو گئے تھے۔

داؤد بن عائشہ اور زکریا بن ادریس نے قلعہ دار اور اس کے سارے لشکریوں کا خاتمہ کر دیا تھا۔ اتنی دیر تک رات کی گہری تاریکی میں مسلمانوں کی منجنیقیں بول اُٹھی تھیں اور قلعہ پر انتہائی شدت کے ساتھ سنگ باری کر دی گئی تھی۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ وہ قلعہ جہاں سے نکل کر افونش مسلمانوں کے علاقوں پر حملہ آور ہوتا تھا، اسے امیر

Marfat.com

یوسف بن تاشفین نے گرا کر زمین بوس کر دیا تھا۔

جس رات مسلمانوں نے یہ کارروائی کی تھی، اس سے اگلے روز صبح ہی صبح افونش کے پڑاؤ میں ہزاروں لشکریوں پر مشتمل کئی گروہ داخل ہوئے۔ یہ گروہ کشتالیہ، جلیقیہ اور نبرہ شہروں سے آئے تھے۔ پہلے کشتالیہ، جلیقیہ اور نبرہ تینوں علیحدہ علیحدہ مملکتیں تھیں اور اب تینوں کو ملا کر افونش نے ایک طاقتور اور پُر قوت مملکت بنا لی تھی۔

جب ان تینوں جگہوں سے ہزاروں کی تعداد میں جنگجو افونش کے لشکر میں پہنچے تو افونش کی طمانیت اور خوشی کی انتہا نہ تھی۔ افونش نے اپنے سپہ سالار اعلیٰ فانیز، اپنے بیٹے برگنزا، اپنی ملکہ لیستہ، بیٹی مغریتا اور دوسرے سارے سالاروں کے ساتھ مل کر آنے والوں کا شاندار انداز میں استقبال کیا۔ ان ہزاروں کی تعداد میں نئے آنے والے جنگجوؤں کی خوشی میں افونش کے لشکر میں نہ صرف خوشی کا مظاہرہ کیا گیا بلکہ اس کے لشکری بے پناہ جذبات کا اظہار کرتے ہوئے نعرے بلند کرنے لگے تھے۔

جس وقت افونش کے حکم پر اس کے چھوٹے سالار آنے والے ہزاروں لشکریوں کی قیام گاہ کا اہتمام کر رہے تھے اور افونش ایک جگہ اپنے سپہ سالار اعلیٰ فانیز، بیٹی مغریتا، ملکہ لیستہ، بیٹے برگنزا، بڑے سالاروں میں سے مارنوس، لوکاس، اسپانہ، پلاؤس کے ساتھ کھڑا تھا کہ کچھ گھڑ سوار اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے وہاں آئے۔ وہ افونش کے مخبر تھے۔ قریب آ کر اپنے گھوڑوں سے وہ اُترے۔ افونش جستجو بھرے انداز میں انہیں گھوڑوں سے اُترتا دیکھ رہا تھا، کسی قدر پریشان اور فکر مند بھی ہو گیا تھا۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس کی بیٹی، بیٹا، بیوی اور سالار بھی کسی قدر پریشانی اور فکرمندی کا اظہار کر رہے تھے۔ آنے والے مخبر جب قریب آئے تب افونش نے انہیں مخاطب کیا۔

"تمہارا اس طرح آنا نہ کسی علت کے بغیر ہو سکتا ہے اور نہ ہی کسی اہم خبر کے۔"

اس پر آنے والوں میں سے ایک افونش کو تعظیم دینے کے بعد انتہائی عاجزی اور انکساری میں مخاطب کر کے کہہ رہا تھا۔

"مالک! ہم ایک بری خبر لے کر آئے ہیں۔ خبر یہ ہے کہ مسلمانوں نے دن کے وقت سے ہی حصن اللیط پر سنگ باری شروع کر دی تھی اور سنگ باری کی وجہ سے قلعے کی دیواریں کئی جگہ سے لرز کانپ گئی تھیں اور ان کے گرنے کا عمل شروع ہو گیا تھا۔

Marfat.com

چنانچہ آدھی رات کے وقت حصن اللیط میں ہمارا قلعہ دار قلعے کے اندر جو ہمارا بیس ہزار کا لشکر تھا، اسے لے کر نکلا۔ ابھی اس نے قلعے سے تھوڑی دور تک ہی سفر کیا تھا کہ یوسف بن تاشفین کا سالار داؤد بن عائشہ ایک چھوٹے سے لشکر کے ساتھ اس کی راہ روک کھڑا ہوا۔ ہمارا قلعہ دار مطمئن اور خوش تھا کہ مسلمانوں کے جس لشکر نے اس کی راہ روکی ہے، اسے کچل کر اور اس کا قتل عام کر کے وہ آپ کے پاس پہنچنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ لہٰذا وہ فی الفور اس پر حملہ آور ہو گیا تھا لیکن ہمارے قلعہ دار کی بدقسمتی کہ جس وقت وہ یوسف بن تاشفین کے سالار داؤد بن عائشہ سے ٹکرایا تھا، عین اسی لمحہ پشت کی جانب سے اشبیلیہ کا سالار زکریا بن ادریس ایک لشکر کے ساتھ نمودار ہوا اور ہمارے لشکر اور قلعہ دار کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہوا۔ اس دوطرفہ حملے سے نہ صرف یہ کہ ہمارا قلعہ دار مارا جا چکا ہے بلکہ قلعے کے اندر جو ہمارا لشکر تھا اس کا بھی خاتمہ کر دیا گیا ہے۔"

یہ خبر سن کر افونش اچانک بجھ جانے والی شمع سا ہو کر رہ گیا تھا۔ اس کی بیٹی، بیٹا اور سالار سب اُداس ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ چند لمحے رک کر مخبر نے پھر کہنا شروع کیا تھا۔

"مالک! بات یہیں پر ہی ختم نہیں ہوئی بلکہ حصن اللیط کے نواح میں قیام کے دوران مسلمانوں نے جو منجنیقیں تیار کی تھیں ان سے انہوں نے کام لے کر قلعہ اور اس کے اندر بنی ہوئی ساری قیام گاہوں کو گرا دیا ہے اور زمین کے برابر کر دیا ہے۔ ایسا انہوں نے اس لئے کیا ہے تاکہ آنے والے دور میں کوئی اور ان کی مخالف قوت اس قلعے کا استعمال کرتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف حرکت میں نہ آ سکے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد آنے والا مخبر جب خاموش ہوا تب افونش اسے مخاطب کرتے ہوئے انتہائی دکھ اور درد بھرے انداز میں کہنے لگا۔

"مسلمانوں کے جن دونوں سالاروں نے یعنی داؤد بن عائشہ اور زکریا بن ادریس نے ہمارے قلعہ دار اور لشکریوں پر حملہ آور ہو کر ان کا خاتمہ کیا ہے تو اس مہم کی تکمیل کے بعد وہ کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں اور کس جگہ ان کا قیام ہے؟ میں فی الفور ان کے خلاف حرکت میں آنا چاہتا ہوں اور اپنے بیس ہزار مرنے والے ساتھیوں کا ان سے انتقام ضرور لوں گا۔"

Marfat.com

اس پر اس بار دوسرا مخبر بول اٹھا۔ افونش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''مسلمانوں کے ان دونوں سالاروں نے اپنی یہ کارروائی بڑی تیزی سے مکمل کی اور صبح کا سورج طلوع ہونے سے پہلے پہلے انہوں نے سارے مرنے والوں کی لاشوں کو ٹھکانے لگا کر فراغت حاصل کر لی تھی اور جس وقت مشرق سے سورج طلوع ہو رہا تھا، مسلمانوں کے وہ دونوں سالار اپنے لشکر کو سمیٹ کر واپس یوسف بن تاشفین کی طرف چلے گئے تھے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وہ مخبر جب خاموش ہوا تب انتہائی برہمی اور غصہ کا اظہار کرتے ہوئے افونش کا بیٹا برگنزا بول اٹھا، کہنے لگا۔

''بابا! مسلمانوں کے ہاتھوں ہم کب تک بے عزتی اور رُسوائی اُٹھاتے رہیں گے؟ کیا افریقہ کا یوسف بن تاشفین اتنا ہی ناقابلِ تسخیر ہے کہ اسے ہم شکست ہی نہیں دے سکتے۔ پہلی بار آیا تو ذلت آمیز شکست دی، اس بھر بھی آیا تو ہمیں پہلے سے زیادہ توہین آمیز شکست سے دوچار کیا۔ آپ جانتے ہیں ہمارا حصن اللیط کا یہ قلعہ ناقابلِ تسخیر خیال کیا جاتا تھا۔ کوہستانی سلسلے کے اوپر بنا ہوا تھا اور جو لشکر اس پر حملہ آور ہوتے تھے، چونکہ انہیں چڑھائی چڑھتے ہوئے اوپر جانا پڑتا تھا لہٰذا قلعے کے اندر جو ہمارا محفوظ لشکر تھا اسے یہ آسانی تھی کہ وہ اونچائی پر ہوتے ہوئے تیر اندازی کرتے تھے اور قلعے کی طرف بڑھنے والوں کو لمحوں کے اندر موت کے گھاٹ اتار کر قلعے کو محفوظ بنا دیا کرتے تھے۔''

برگنزا جب خاموش ہوا تب آنے والے مخبروں میں سے ایک بول اٹھا۔

''مالک! بات یہ ہے کہ یوسف بن تاشفین نے یہاں آنے کے بعد قلعہ حصن اللیط کا بغور جائزہ لیا تھا۔ ہمارے لشکر کو پہلے شکست دینے کے بعد وہ یہی کام کرتا رہا، اپنے کچھ دستوں کے ساتھ اُس نے قلعے کے اردگرد چکر لگایا تھا، اس کے بعد اُس نے معتمد سے بات کی تھی کہ وہ خاص قسم کی منجنیقیں بنوانا چاہتا ہے جس سے وہ قلعے کی شہر پناہ کو مسمار کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

یوسف بن تاشفین کے علاوہ معتمد کے لشکر میں بھی ایسے صناع اور کاریگر نہیں تھے جو اس قسم کی منجنیقیں تیار کر سکیں۔ چنانچہ معتمد نے یوسف بن تاشفین پر یہ انکشاف کیا کہ ایسی منجنیقیں تیار کرنے کے لئے صناع دو شہروں سے مل سکتے ہیں، مرسیہ اور المریا۔ لیکن زیادہ تر کاریگر چونکہ مرسیہ سے مل سکتے تھے لہٰذا معتمد نے مرسیہ ہی کو فوقیت دی،

Marfat.com

ساتھ ہی امیر یوسف بن تاشفین پر انکشاف کر دیا تھا کہ مرسیہ پر اس وقت ابن رشیق حکومت کر رہا ہے، جو معتمد کا بدترین دشمن ہے اور اگر رشیق سے یہ کہا گیا کہ وہ حصن اللیط کو فتح کرنے کے لئے صناع اور کاریگر مہیا کرے تو ابنِ رشیق کبھی بھی ایسا نہیں کرتا۔ چنانچہ معتمد کے کہنے پر کچھ خاص آدمی مرسیہ اور المریا کی طرف روانہ کئے گئے جنہوں نے اپنے طور پر صناعوں سے بات کی اور انہیں انتہائی معقول معاوضہ دینے کا وعدہ کیا چنانچہ وہی لوگ ان صناعوں کو حصنِ اللیط کی طرف لائے اور وہاں انہی صناعوں نے مسلمانوں کے لئے منجنیقیں بنائیں۔ یہ منجنیقیں بھی عجیب قسم کی تھیں۔ بڑی دور تک پتھر پھینکتی تھیں۔ چنانچہ انہی منجنیقوں نے قلعے کو مسمار اور پیوند زمین بنا کر رکھ دیا۔"

مخبر جب خاموش ہوا تب اس بار افونش کی حسین و خوبصورت بیٹی مغریتا بے پناہ غصہ اور غضب ناکی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"بابا! کیا ایسا ممکن نہیں کہ ہم اشبیلیہ کے سالار زکریا بن ادریس کا خاتمہ کر سکیں؟ اشبیلیہ کا یہ سالار اس سے پہلے بھی ہمارے لشکریوں کو بہت نقصان پہنچا چکا ہے اور اب اس کی طاقت وقوت میں اس طرح اضافہ ہو گیا ہے کہ اس جیسا ایک اور سالار داؤد بن عائشہ بھی اس کے ساتھ مل گیا ہے۔ آپ جانتے ہیں یوسف بن تاشفین کے ان علاقوں کی طرف دوسری بار آنے سے پہلے جہاں آپ نے معتمد اور اس کے سالاروں میں سے غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم کو شکست دی تھی تو شمال میں اسی زکریا بن ادریس نے داؤد بن عائشہ کے ساتھ مل کر ہمارے سپہ سالارِ اعلیٰ فانیز کو نہ صرف شکست دی بلکہ ہمارے ایک بہت بڑے لشکر کو اس نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ بابا! گو مسلمانوں کے سالار غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم بھی جیسا کہ میں نے سنا ہے، زکریا بن ادریس ہی کے ساتھی ہیں اور ان کا جنگ کرنے کا طریقہ بھی اسی جیسا ہے لیکن یہ زکریا بن ادریس زیادہ خطرناک ہے۔ بابا! کیا ایسا ممکن نہیں کہ آئندہ اگر مسلمانوں کے ساتھ ہماری جنگ ہو تو پہلے کسی کو انفرادی مقابلے کے لئے نکالا جائے جو زکریا بن ادریس کا نام لے کر اس کو مقابلے کے لئے پکارے اور جب وہ نکلے تو اس کا خاتمہ کر دے۔ اس کے بعد وہی جنگجو یا ہمارا کوئی دوسرا تیغ زن میدان میں اُترے اور مسلمانوں کے دوسرے سالار داؤد بن عائشہ کا نام لے کر انفرادی مقابلے کے لئے للکارے۔

اے میرے باپ! اگر ان دو انفرادی مقابلوں میں مسلمانوں کے دو سالاروں یعنی

Marfat.com

زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کا خاتمہ کر دیا جائے تو میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ مسلمانوں کی طاقت اور قوت میں ضعف آ جائے گا۔“

مغریتا یہاں تک کہنے کے بعد خاموش ہو گئی یہاں تک کہ اس کا بھائی برگنزا بول اٹھا اور اپنی بہن کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

”مغریتا! میری بہن! میں تمہاری اس تجویز، تمہارے ان خیالات سے قطعی اتفاق نہیں کرتا۔ مسلمانوں کی فتح اور کامیابی صرف زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کی کارگزاری پر منحصر نہیں ہے، ان سارے عوامل کے پیچھے یوسف بن تاشفین کی ذات ہے۔ قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کے مطابق اپنی زندگی بسر کرتا ہے اور لوگوں کے سامنے عملی مثال بھی پیش کرتا ہے۔ میں یہاں یہ بھی کہوں گا کہ ہمیں اس بات کو بھی ذہن نشین رکھنا چاہئے کہ مسلمان اپنے مذہب کو عالمگیر تبلیغی دین سمجھتے ہیں اور اس کی اشاعت و تبلیغ اپنے اوپر فرض سمجھتے ہیں۔ ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اسلام تمام نوعِ انسانی کے لئے رحمت بن کر آیا ہے اور اس کے ماننے والوں پر فرض ہے کہ وہ اس رحمت کو دنیا کے ہر ملک میں پہنچائیں اور ہر قوم کو اس سے مستفید ہونے کا موقع دیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اسی میں اسلام کی حقیقی عظمت و فوقیت، صداقت، قوت اور ترقی کا راز پنہاں ہے اور قرونِ اولیٰ کے مسلمان اس راز کو اچھی طرح سمجھتے تھے چنانچہ اسی بناء پر اشاعتِ اسلام کے لئے وہ ہر ممکن قربانی اور ایثار سے دریغ نہ کرتے تھے۔ اسی جذبہ کے تحت وہ صحرائے عرب کے گوشہ گوشہ میں پھرے، اسی جذبہ کے تحت انہوں نے قیصر و کسریٰ کی قوتوں کا مقابلہ کیا اور ان کی سلطنتوں میں توحید کو پھیلا دیا اور لوگوں کو حقیقی کامیابی کا صحیح اور سیدھا راستہ دکھا دیا۔ چنانچہ یہی جذبہ تھا کہ جس کے تحت انہوں نے سمندر کے سینہ کو چیر کر ہسپانیہ جیسے ان دیکھے ملک پر حملہ کیا اور اس پر قابض ہو گئے۔

اس کے علاوہ مسلمان جہاد کو اپنی اسلامی اصطلاح سمجھتے ہیں جس کے معنی وہ یہی خیال کرتے ہیں کہ قوم و ملت کے دشمنوں کے خلاف دفاعی جنگ کرنا۔ مظلوم انسان کی مدد کے لئے اگر جنگ کرنی پڑے تو اس سے دریغ نہ کرنا چاہئے۔ اسلام کی اشاعت و تبلیغ کی راہ میں کوشش کرنا اور اس راہ میں ہر مزاحم قوت اور دشمن کا مقابلہ کرنا، الغرض ظلم و ناانصافی اور جارحیت کے خلاف جنگ کو مسلمان جہاد کا نام دیتے ہیں۔

مسلمانوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ قوم و ملت کی بقاء، دین کی حفاظت اور جارحیت کا

Marfat.com

مقابلہ کرنے کے لئے جہاد نہایت ضروری ہے۔ اس لئے اسلام نے اس پر بہت زور دیا ہے۔ اس کے لئے بے حساب فضائل بیان کئے ہیں اور اسے ہر مسلمان پر فرض کیا ہے۔ جہاد میں چونکہ انسان مسلمانوں کے بقول اللہ تعالیٰ کے حکم پر قوم وملت کی خاطر جان دیتا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کا اجر جنت کی ابدی زندگی قرار دیا ہے۔

مسلمانوں کی تاریخ گواہ ہے کہ قرونِ اولیٰ یعنی اسلام کی پہلی تین صدیوں کے مسلمانوں کو جہاد کی اہمیت کا پورا پورا احساس تھا اور وہ ہر وقت جہاد کے لئے تیار رہتے تھے اور اسے قوم وملت کی بقاء، عالم انسانی کے امن و سلامتی اور حق کے بول بالا کے لئے ناگزیر سمجھتے تھے۔ یہی اسلام کی اشاعت اور اسلام کی ہمہ گیر اور حیرت انگیز ترقی کا راز تھا۔ چنانچہ یہی جذبۂ جہاد مسلمانوں کے ہسپانیہ پر حملہ کرنے کا ایک زبردست محرک بھی تھا۔

اب مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ وہ خداوند قدوس کو اپنا خالق و مالک اور اس کو ہی قوت کا سرچشمہ خیال کرتے ہیں اور ضرورت کے وقت اسے ہی مدد اور حمایت کے لئے پکارتے ہیں۔

اب ذرا ہم اپنا جائزہ لیں تو ہسپانیہ کا شروع میں ریاستی مذہب کیتھولک عیسائیت تھا اور کیتھولک کلیسا نے بت پرستی، شرک اور قبر پرستی کو شرعاً جائز قرار دے دیا تھا۔ کلیسا کی اندرونی خرابیوں کی وجہ سے لوگ توہم پرست ہو گئے اور ان میں ہر طرح کی اخلاقی برائیاں پیدا ہو گئیں۔ عوام کو قطعاً مذہبی آزادی حاصل نہیں تھی۔ چنانچہ کوئی شخص بھی کیتھولک عقائد اور روایات اور رسوم کے خلاف کوئی بات نہ کرتا۔ اگر کرتا تو فوراً کلیسا کے ظلم وستم کا نشانہ بنتا تھا۔

یہودی اس ملک میں سب سے زیادہ مظلوم اور مقہور تھے۔ ملک کی تجارت پر چونکہ ان کا قبضہ تھا اس لئے وہ بہت دولت مند تھے اور یہ دولت مندی ہی ان کے لئے مصیبت کا باعث بنی۔ اہلِ کلیسا ان پر بہانے بہانے بھاری جرمانے کرتے، ان کی جائیدادیں بحق کلیسا ضبط کر لیتے۔ علاوہ ازیں مذہب کے نام پر یہودیوں پر اور بھی انسانیت سوز الم توڑے جاتے لیکن جب مسلمان یہاں وارد ہوئے، انہوں نے بت پرستی، شرک اور قبر پرستی کو لات ماری تو یہودیوں نے دیکھا کہ وہ ان کے ہم خیال ہیں، ساتھ ہی یہودیوں نے جب مسلمانوں کے عدل و انصاف کا جائزہ لیا تو وہ ہسپانیہ کے

Marfat.com

رہنے والے ہو کر عیسائیوں کو چھوڑ کر مسلمانوں کا ساتھ دینے لگے۔ اس سے ہسپانیہ کے عیسائیوں کو بڑا نقصان ہوا۔ اس کے علاوہ ہسپانیہ میں کلیسا ملک کی کل زندگی پر حکومت کرتا تھا اور وہ بھی اس عہد کے مطلق العنان بادشاہوں اور جاگیردار امراء کی طرح جابر اور آمر تھا۔ کلیسا کی مذہبی عدالتیں اپنے ظلم و تشدد کی وجہ سے رسوائے زمانہ تھیں۔ کلیسا کے مظالم، ناانصافیوں، غلط رسومات، مشرکانہ عقائد یا اس کی دیگر بدعنوانیوں اور سیاہ کاریوں کے خلاف کچھ کہنا نہایت سنگین جرم تھا جس کی سزا اذیت ناک موت تھی۔ بات بات پر کفر و الحاد کے فتوے لگائے جاتے تھے اور لوگوں کو ظلم و ستم کا تختۂ مشق بنایا جاتا تھا۔ جاگیردار امراء کی طرح کلیسا کی بھی اپنی جاگیریں تھیں جن کی آمدنی سے وہ بہت زیادہ دولت مند ہو گئے تھے۔ اس کے علاوہ اہلِ کلیسا مذہب کے نام پر طرح طرح کے حیلوں بہانوں سے روپیہ بٹورتے تھے اور نذر و نیاز کی آمدنی اس کے علاوہ تھی۔ یہودیوں کی طرح وہ بھی امراء پر بھاری جرمانے کرتے اور ناجائز ذرائع سے دولت جمع کرتے رہتے تھے۔ اس سے کلیسا کی طاقت بہت زیادہ بڑھ گئی تھی، اس کا وجود بادشاہ اور امراء دونوں کے لئے ایک مستقل خطرہ تھا اور وہ اس کی طاقت سے خائف رہتے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ تھا کہ کلیسا کو من مانی کرنے کی آزادی تھی اور وہ کسی طاقت کے سامنے جواب دہ نہ تھا۔

اس کے علاوہ کلیسا تمام مذہبی امور میں مطلقاً آزاد تھا، وہاں مذہبی اور مذہب سے تعلق رکھنے والے تمام امور کا فیصلہ کلیسا کی اپنی عدالت کرتی تھی۔ یہ مذہبی عدالتیں جن کے اختیارات غیر محدود تھے، اپنے ظلم و ستم کے لئے بے حد بدنام تھیں۔ عوام تو عوام، بڑے بڑے امراء، وزراء، جاگیردار بھی مذہبی عدالت کے تصور سے کانپ جاتے تھے۔ ان عدالتوں سے عدل و انصاف کی توقع رکھنا عبث تھا اور ان کے ظلم و تشدد سے وہی لوگ بچ سکتے تھے جو بھاری رشوتیں دے سکتے تھے۔

اس کے مقابلے میں ہم اگر مسلمانوں کا جائزہ لیں تو ان کی حالت مختلف نظر آتی ہے۔ مسلمانوں کے ہاں مذہب کا رنگ تو سب پر چڑھا ہوا تھا لیکن مسلمانوں کے اندر کلیسا جیسی کوئی مذہبی طاقت نہ تھی جو حکومت کو یکسر نظر انداز کر کے لوگوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بناتی۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کے حکمران اور خلیفہ خود مذہبی رسومات اور عقائد پر عمل کرنے کا نمونہ پیش کرتے تھے جس کی بناء پر مسلمان ان سے متاثر ہوتے تھے، ان

Marfat.com

کا کہا ماننے کے لئے لبیک کہہ اٹھتے تھے۔ جبکہ ایسی صورت ہمارے ہاں نہیں رہی۔ شاید آپ لوگ اس بات سے بھی اتفاق کریں گے کہ مسلمان خلفاء اور حکمران ہی نہیں بلکہ عام سپہ سالار بھی جب دوسری اقوام سے جنگ کرتے تھے تو خود لشکر کے آگے رہتے تھے۔ آج بھی ان کے ہاں یہی طریقہ کار کارفرما ہے۔ جبکہ ہمارے ہاں سالار اور حکمران لشکر کے وسطی حصہ میں رہ کر اپنے لشکریوں کو اُبھارتے ہیں۔ مسلمانوں کی یہی فوقیت ہے جس کی بناء پر وہ ہم پر غالب رہتے ہیں۔ پھر میں یہ بھی کہوں کہ مراکش کے حکمران یوسف بن تاشفین نے اپنے اندر ایک اچھے مسلمان حکمران کی ساری صفات جمع کر لی ہیں لہٰذا جب وہ ہمارے سامنے آتا ہے تو اس کے لشکری اس پر جان چھڑکنے کے لئے بے تاب رہتے ہیں اور یہی عمل اس کی فتح مندی اور کامیابی کی علامت بنتا ہے۔ جبکہ اس کے مقابلے میں ہم اس عمل سے بہت پیچھے ہیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد افونش کا بیٹا برگنزا جب خاموش ہوا تب افونش اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"برگنزا! میرے بیٹے! جو کچھ تم نے کہا ہے، میں اسے تسلیم کرتا ہوں۔ یقیناً مراکش کا حکمران یوسف بن تاشفین اپنے قرونِ اولیٰ کے بہترین مسلمان حکمرانوں کی اپنے کردار اور اپنے عمل سے عکاسی کرتا ہے۔ لیکن بیٹے! جو تجویز میری بیٹی مغریتا نے ابھی پیش کی ہے، اس پر عمل کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر اس طرح ہم مسلمانوں کے دو سپہ سالاروں کو موت کے گھاٹ اتارنے میں کامیاب ہوتے ہیں تو یہ مسلمانوں کے لئے ایک ناقابلِ تلافی نقصان ہوگا۔ حصن الملیط کا انتقام مسلمانوں سے ہم نے ہر صورت میں لینا ہے۔ کشتالیہ، جلیقیہ اور نبرہ سے کمک پہنچنے کے بعد ہماری طاقت اور قوت پہلے سے بہتر ہوگئی ہے۔ لہٰذا میں اس یوسف بن تاشفین کے خلاف کامیابی اور فتح مندی حاصل کرنے کے لئے اس کے ساتھ ایک ٹکراؤ ضرور رکھوں گا اور اسی ٹکراؤ کے دوران انفرادی مقابلوں کا اہتمام کیا جائے گا۔

بیٹے! ابھی اور اسی وقت جو لشکری پہلے تھے اور ان میں جو اب آئے ہیں، سب میں منادی کرا دو کہ مسلمانوں کے ساتھ جو ہمارا آئندہ ٹکراؤ ہونے والا ہے، اس میں انفرادی مقابلے کے لئے دو عمدہ اور نایاب قسم کے تیغ زن چاہئیں جن کے ذریعے ہم مسلمانوں کے خلاف انفرادی مقابلے کی ابتداء کریں گے۔ ساتھ ہی یہ بھی اعلان کر دو کہ ان

Marfat.com

انفرادی مقابلوں کے دوران ہمارا جو بھی تیغ زن جیتے گا اسے اتنا بڑا انعام دیا جائے گا کہ آنے والے دور میں وہ اپنی زندگی کی ضروریات سے بالکل مطمئن و بے فکر ہو جائے گا۔"

افونش کی اس تجویز پر جہاں مغریتا اور ملکہ لیستہ کے علاوہ سپہ سالار فانیز اور دیگر سارے سالار خوشی کا اظہار کر رہے تھے، وہاں برگنزا بھی مطمئن تھا۔ چنانچہ سارے سالار اور برگنزا حرکت میں آ ئے، لشکر کے اندر منادی کرانے لگے تھے کہ دو عمدہ قسم کے تیغ زنوں کا انتخاب کیا جائے گا اور اس کے لئے تیغ زنی کے مقابلے کرائے جائیں گے۔ چنانچہ افونش کے لشکر میں تیغ زنی کے مقابلوں کا اہتمام کر کے دو عمدہ قسم کے تیغ زنوں کا انتخاب ہونا شروع ہو گیا تھا۔

افونش کو چونکہ اپنے تین بڑے شہروں سے خاصی تعداد میں کمک مل گئی تھی لہٰذا اس نے ایک بار پھر مسلمانوں کے خلاف قسمت آزمانے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اس نے اپنے جرار لشکر کے ساتھ پھر حصن اللیط کی طرف کوچ کیا تھا۔ امیر یوسف بن تاشفین نے ابھی تک وہیں قیام کیا ہوا تھا۔ چنانچہ اپنے لشکر کو لے کر افونش ایک بار پھر پنجہ آزمائی کرنے کے لئے امیر یوسف بن تاشفین کے سامنے آیا اور پڑاؤ کر لیا۔

اگلے روز جس وقت دونوں لشکر ایک دوسرے سے ٹکرانے کے لئے صف آرائی کر رہے تھے، مسلمانوں کا ایک جاسوس بڑی تیزی سے اس جگہ آیا جہاں امیر یوسف بن تاشفین، اس کا بھتیجا سیر بن ابی بکر، معتمد، زکریا بن ادریس، داؤد بن عائشہ، غیرور بن شبیب، زیدون بن مسلم اور دوسرے سالار کھڑے ہوئے تھے۔ قریب آ کر وہ مخبر رکا اور امیر یوسف بن تاشفین کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"تھوڑی دیر پہلے ہمارے ہاتھ ایک خبر لگی ہے اور جنگ سے پہلے وہ خبر میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ اس سے ہو سکتا ہے ہمیں فائدہ ہو۔"

امیر یوسف بن تاشفین نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا، پھر بڑی نرمی سے کہنے لگا۔

"کہو میرے عزیز! وہ کیا خبر ہے؟"

اس پر وہ مخبر کہنے لگا۔

Marfat.com

"امیر! بات یہ ہے کہ آپ کی آمد سے پہلے یہاں ہمارے دولشکروں کا افونش کے لشکر سے ٹکراؤ ہوا تھا۔ ایک لشکر کی کمانداری زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ نے کی تھی، اس کا مقابلہ افونش کے سپہ سالار فانیز سے ہوا تھا اور فانیز کو ان دونوں نے بدترین شکست دی تھی۔ دوسرے حصہ میں معتمد، غیرر بن شبیب اور زیدون بن مسلم تھے لیکن ہمارے اس حصہ کو پسپائی کا سامنا کرنا پڑا۔ چونکہ زکریا بن ادریس اس سے پہلے کئی مواقع پر افونش کے لشکریوں کو بدترین شکست سے دوچار کرتا رہا ہے اور اب داؤد بن عائشہ بھی اس کے ساتھ مل کر اسی راہ پر چل پڑا ہے، لہٰذا افونش کا بیٹا اور اس کی بیٹی کے علاوہ دوسرے سالار زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کو اپنے لئے سب سے خطرناک مسلمان سالار خیال کرتے ہیں۔ انہوں نے تہیہ کر رکھا ہے کہ ان دونوں سالاروں کا اگر خاتمہ کر دیا جائے تو مسلمانوں کے لشکر میں ضعف آ جائے گا۔ چنانچہ چند روز پہلے انہوں نے اپنے لشکر کے اندر منادی کرائی تھی کہ تیغ زنوں کا مقابلہ کیا جائے گا۔ جو تیغ زن اُوپر آئیں گے ان میں سے دو سب سے اچھے تیغ زنوں کا انتخاب کیا جائے گا اور جنگ سے پہلے ان کے انفرادی مقابلے کا اہتمام کیا جائے گا اور افونش نے یہ بھی اعلان کیا تھا اگر وہ اپنے انفرادی مقابلے میں کامیاب رہے تو پھر انہیں اس قدر نوازا جائے گا کہ وہ زندگی بھر کے لئے اپنی ضروریات سے بالکل بے فکر ہو جائیں گے۔" یہاں تک کہنے کے بعد وہ مخبر رکا، پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتا ہوا وہ کہہ رہا تھا۔

"امیر! افونش اور اس کے سالاروں نے اپنے جن دو بہترین تیغ زنوں کا انتخاب کیا ہے ان کے نام گاتھا اور دادیق ہیں۔ مقابلے کے دوران یہی دونوں سرفہرست آئے تھے۔ سب سے پہلے گاتھا میدان میں اُترے گا، زکریا بن ادریس کا نام لے کر انفرادی مقابلے کے لئے للکارے گا۔ گاتھا کے بعد دادیق اپنے گھوڑے کو ایڑ لگاتا ہوا میدان میں اُترے گا اور انفرادی مقابلہ کے لئے داؤد بن عائشہ کو پکارے گا اس طرح دو انفرادی مقابلوں کے بعد افونش جنگ کی ابتداء کرے گا۔"

جب تک وہ مخبر بولتا رہا، یوسف بن تاشفین ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کبھی زکریا بن ادریس اور کبھی داؤد بن عائشہ کی طرف دیکھتا رہا، پھر بڑی نرمی میں امیر نے مخبر کو جا کر پھر اپنے کام میں لگ جانے کے لئے کہا۔ اس موقع پر زکریا بن ادریس، امیر یوسف بن تاشفین کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

Marfat.com

''امیر! ہمارے لئے یہ بہت بڑی عزت اور سعادت کا مقام ہوگا کہ دشمن کا کوئی تیغ زن انفرادی مقابلے کے لئے مجھے اور داؤد بن عائشہ کو للکارے۔ ہمارا مخبر کہہ چکا ہے کہ انفرادی مقابلے کے لئے پہلے گاتھا اُترے گا اور وہ میرا نام لے کر پکارے گا۔ امیر! میں اس انفرادی مقابلے کے لئے تیار ہوں اور میرے خداوند قدوس نے چاہا تو یہ افونش ایک گاتھا تو کیا، دس گاتھا بھی لے آئے تو میں انہیں اپنے رب کا نام لے کر میدانِ جنگ میں رگید کر رکھ دوں گا۔''

زکریا بن ادریس کے یہ الفاظ سن کر امیر یوسف بن تاشفین مسکرایا، اس کا شانہ تھپتھپایا اور کہنے لگا۔

''ابنِ ادریس! مجھے تم سے ایسے ہی الفاظ کی امید تھی۔ قسم خداوند قدوس کی، تمہاری جو عزت، جو مقام میرے دل میں ہے، اس کا کبھی میں نے کھل کر تم سے اظہار نہیں کیا۔ تمہاری عزت، تمہارا مقام اور تمہاری حیثیت میرے بیٹوں کی سی ہے۔''

یہاں تک کہتے کہتے امیر یوسف بن تاشفین کو رک جانا پڑا اس لئے کہ بڑے بڑے طبل افونش کے لشکر میں بج اٹھے تھے۔ یہ صورتِ حال دیکھتے ہوئے امیر یوسف بن تاشفین نے جو اپنے لشکر کی تقسیم کی تھی، اسے آخری شکل دی اور سارے سالار اپنے اپنے حصہ کے لشکر کے سامنے چلے گئے تھے۔ حسب سابق لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ وسطی حصہ میں خود امیر یوسف بن تاشفین رہا، معتمد کو اپنے ساتھ رکھا، دائیں جانب سیر بن ابی بکر تھا، اس کی نیابت غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم کر رہے تھے۔ جبکہ بائیں جانب کے لشکر کی کمانداری زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ دونوں کے حوالے کی گئی تھی۔

کچھ دیر تک افونش کے لشکر میں خوفناک انداز میں طبل بجتے رہے، دفوں پر چوٹیں لگائی جاتی رہیں جبکہ امیر یوسف بن تاشفین کے لشکر میں اسی انداز میں تکبیریں بلند ہوتی رہیں۔ لوگ بڑے جوش وخروش سے اپنی فتح مندی اور کامیابی کے نعرے لگاتے رہے، یہاں تک کہ افونش کے لشکر سے ایک گھڑ سوار نکلا، اپنے گھوڑے کو ایڑ لگاتا ہوا وہ دونوں لشکروں کے درمیانی حصہ میں آیا، کچھ دیر تک اسلامی لشکر کا جائزہ لیا، ایک جھٹکے کے ساتھ اپنی تلوار بے نیام کی، گھوڑے کی زین سے لٹکتی ہوئی ڈھال سنبھالی، تلوار اور ڈھال ایک ساتھ فضا میں بلند کی، اس کے بعد زکریا بن ادریس کا نام لے کر اس نے

Marfat.com

انفرادی مقابلے کے لئے للکارا تھا۔

زکریا بن ادریس تو پہلے ہی منتظر تھا اور اس انفرادی مقابلے کے لئے ذہنی طور پر بالکل تیار تھا۔ دوسری طرف یوسف بن تاشفین اور معتمد کے علاوہ سارے سالار بھی منتظر تھے کہ الفونش کا جو تیغ زن اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا میدان میں اُترا ہے وہ یقیناً انفرادی مقابلے کے لئے زکریا بن ادریس کا نام ہی پکارے گا۔ اس پکار کے جواب میں زکریا بن ادریس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور میانہ روی سے اسے آگے بڑھایا۔ اس موقع پر اس نے ایک نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی، پھر انتہائی عاجزی میں کہنے لگا۔

''اے اللہ! تُو ہی ہمارا اُجالا، تُو ہی ہمارا حوالہ ہے، حیات کے بازار میں تُو ہی نصیب کو فرحت عطا کرتا ہے۔ میرے مالک! لا سے الٰی تک سفر ہی ہمارا استغراق ہے۔ لبوں کی آنچ میں تیری حمد کی پرچھائیاں ہی ہمارا ہنر ہیں۔ میرے اللہ! تیری حمایت نہ ہو تو پوری دنیا دکھ کا نگر ہے۔ تیری نصرت حاصل نہ ہو تو یہ زندگی زرد پتوں کی کہانیوں سے بھی بدتر ہے۔ میرے مالک! میرے معبود! آسمان پر یہ بادلوں کی اُڑتی کشتیاں، یہ زمین پر خوشیاں بانٹتے بگولے سب تیرے کُن کا کمال ہیں۔ اے میرے معبود! ارض و سماء کے اس طلسم خانے میں دشمن کے مقابلے میں مجھ خام کار کو پختہ کار بنا دے۔ اے اللہ! میں میدان میں اُترتا ہوں، تُو مجھے انفرادی مقابلے کے لئے اُترنے والے کے مقابلہ میں غارِ حرا میں اُترتی وحی کے صدقے آوازِ حق کی حرمت کی تقدیس کے صدقہ میں کامیاب و کامران رکھنا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد زکریا بن ادریس نے اپنے گھوڑے کو انگیخت کرنے والی ایک مہمیز لگائی، اس کے بعد گھوڑا ہنہناتا ہوا بڑی تیزی سے میدان کے اُس وسطی حصہ کی طرف بڑھا تھا جہاں گاتھا انفرادی مقابلہ کی ابتداء کرنے کے لئے منتظر کھڑا تھا۔

زکریا بن ادریس جب اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا گاتھا کے سامنے گیا تب گاتھا کچھ دیر تک طنزیہ سے انداز میں اس کی طرف دیکھتا رہا، پھر کھولتے لہجے میں پوچھا۔

''کیا تُو ہی زکریا بن ادریس ہے؟''

زکریا بن ادریس نے گھورنے کے انداز میں اس کی طرف دیکھا، کہنے لگا۔

Marfat.com

''تُو کیسا جاہل انسان ہے؟ جب تُو نے زکریا بن ادریس کو مقابلہ کے لئے پکارا ہے تو وہی تیرے ساتھ انفرادی مقابلہ کرنے کے لئے اُترے گا۔ سو میں ہی زکریا بن ادریس ہوں۔''

گاتھا نے گھورنے کے انداز میں زکریا بن ادریس کی طرف دیکھا، کہنے لگا۔

''تیرے لشکر میں تیری حیثیت کیا ہے؟''

زکریا بن ادریس نے گردن ہلائی، کہنے لگا۔

''گاتھا! تُو نے مقابلہ لشکر میں میری حیثیت و منصب سے نہیں کرنا، میری ذات سے کرنا ہے۔ سو میں تیرے سامنے موجود ہوں۔''

گاتھا نے لمحہ بھر کے لئے زکریا بن ادریس کو گھورا، پھر کہنے لگا۔

''ہمارے لشکر میں تیرا بہت ذکر ہوتا ہے۔ اس لئے کہ تُو ماضی میں ہمارے کئی سالاروں اور لشکریوں کو نقصان پہنچا چکا ہے۔ پھر آج کا یہ میدان تیری زندگی کا آخری میدان ثابت ہوگا۔ دیکھ ابنِ ادریس! میں جب امر بیل کی طرح پھیلتے ہوئے تیری انا کی دھجیوں کے نقوش کو قضا میں ڈھلتی فنا کی گھاٹیوں میں بکھیروں گا، تجھے کھلی سفاکیوں کی کہانیوں کو نارسائی کی داستانوں کا اسیر کروں گا، تب تُو جانے گا کہ تجھ سے مقابلہ کرنے کے لئے کوئی تیغ زن میدان میں اُترے گا۔ زکریا بن ادریس! میں تجھے تیری برداشت کی آخری حد تک لے کر جاؤں گا اور پھر تیری حالت زخم زخم بدن، بجھی بجھی مشعلوں، سوختہ سوختہ چراغوں، مجروح مجروح حواس، بے خواب راتوں، انتظار کے داغ لئے عندیوں سے بھی ابتر بنا کر رکھوں گا۔ مقابلہ کے دوران ہی تُو اپنی زیست، اپنی ہست کو اپنے لئے باعثِ شرم خیال کرنے لگے گا۔''

گاتھا کی اس توہین آمیز گفتگو سے زکریا بن ادریس بھی تاؤ کھا گیا تھا، کہنے لگا۔

''گاتھا! اس دم بخود ارض و سما میں جھوم کر اُٹھتے بن برسات کے ابر، دشت و کوہ کے محبوس سایوں میں بے موج سمندر، پیاسے صحرا جیسے لاف زن میں نے زندگی میں بہت دیکھ رکھے ہیں۔ گاتھا! تُو نے اپنی زندگی کے زیادہ دن آخری شب کے سناٹوں میں آنچلوں کے لہراتے مدوجزر میں بسر کئے ہوں گے، یہاں تو میں شام و سحر کی ڈستی تنہائیوں میں تجھے تہہ جام کی تلخیوں سے متعارف کرا کر رکھ دوں گا۔

گاتھا! میرے نزدیک آ! مجھ سے ٹکرا۔ پھر دیکھ میں کیسے تجھ پہ یوں وارد ہوتا ہوں

Marfat.com

جیسے بے نور بستیوں کی مسافتوں میں اُجالے تاریکیوں کی مسافتوں کو نگلتے ہیں۔ گاتھا! مجھ سے ٹکرا کر تو دیکھ، دشتِ نا اُمیدی میں بھٹکتے غولِ بیابانی کی طرح جراحتوں سے تیرے دل کا علاج نہ کر دوں تو کہنا، سوچوں کی مٹی پھانکتے طوفانوں میں، میں تجھے یوں نہ کاٹ دوں جیسے کلک کی رگوں کو تیشہ کاٹتا ہے تو کہنا۔

گاتھا! یہ موت کا میدان ہے، تیرے لشکر کی حسیناؤں کا جھرمٹ نہیں ہے۔ یہاں چاروں طرف جدائی کے راستے، فرقت کے موسم، بپھری کھولتی قضا کھڑی منتظر ہے۔ اب وقت ضائع نہ کر۔ آ ٹکرائیں۔ دیکھ! میری تلوار موت کا سرسام بن کر تیری جراُت مندی کو کیسے ابہام میں تبدیل کرتی ہے۔ تیرے ضبط کے سارے بندھنوں کو شکستہ کر کے تیری سانسوں کی اوس کو چاٹتی ہے۔ گاتھا! میں اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر تیرے سامنے کھڑا ہوں۔ آ مقابلہ کی ابتداء کریں۔ پھر دیکھ میں موت کا تلخ سرکہ تیرے حلق سے کیسے نیچے اُتارتا ہوں اور کیسے تیری زیست کی شیریں مہک کو تلخ خواب میں بدل کر رکھ دیتا ہوں۔"

زکریا بن ادریس کی اس گفتگو سے گاتھا غضب ناک ہو گیا تھا۔ اپنے گھوڑے کو اس نے ایڑ لگائی، زکریا بن ادریس کے قریب ہوا، پھر زکریا بن ادریس پر اس نے ایک خوفناک وار کیا۔ زکریا بن ادریس نے بڑی آسانی کے ساتھ اس کے وار کو روکا۔ ساتھ ہی وہ بھی جوابی وار کرنے لگا تھا۔ کچھ دیر تک دونوں اپنے گھوڑوں کو اِدھر اُدھر کرتے ہوئے، مختلف پینترے بدلتے ہوئے اور مختلف رُخ اختیار کرتے ہوئے ایک دوسرے کو زیر کرنے کے لئے حملہ آور ہوتے رہے۔ گاتھا نے جب دیکھا کہ زکریا بن ادریس کسی طرح بھی اُس کے قابو میں نہیں آ رہا تب اس نے پہلے اس کے گھوڑے کو زخمی کر کے مار گرانے کا ارادہ کیا تاکہ زکریا بن ادریس کو زیر کرنے کا ایک راستہ کھل جائے۔ چنانچہ ایک بار اپنی تلوار کو زکریا بن ادریس کی ڈھال سے علیحدہ کرنے کے بعد ایک دم اس نے اپنی تلوار زکریا بن ادریس کے گھوڑے پر برسانا چاہی۔ ایسا کر کے گاتھا اس کے گھوڑے کو بدکا کر اسے نیچے گرانا چاہتا تھا تاکہ اسے زیر کرنے کے لئے اس کے سامنے کوئی راستہ نکل آئے۔ لیکن زکریا بن ادریس شاید اس کے ان ارادوں کو پہلے سے بھانپ چکا تھا۔ جونہی گاتھا نے اپنی تلوار زکریا بن ادریس کے گھوڑے کے منہ پر گرائی، زکریا بن ادریس نے فوراً اپنی ڈھال سامنے کرتے ہوئے اپنے گھوڑے کو محفوظ کیا، ساتھ ہی وہ

Marfat.com

اپنی تلوار بھی فضا میں بلند کر چکا تھا۔ چنانچہ اپنے آپ کو زکریا بن ادریس کی تلوار سے محفوظ کرنے کے لئے گاتھا اپنی ڈھال کو سامنے لایا تھا۔ زکریا بن ادریس نے اپنی تلوار گاتھا کی ڈھال پر نہیں برسائی بلکہ اس نے ایک دم خوب قوت کے ساتھ اپنی تلوار کا دستہ گاتھا کی پسلیوں پر دے مارا تھا۔ یہ دستہ اس قدر زور اور شدت کے ساتھ لگا تھا کہ گاتھا گھوڑے پر اپنا توازن قائم نہ رکھ سکا اور نیچے گر گیا۔ عین اسی لمحہ جست لگا کر زکریا بن ادریس بھی اپنے گھوڑے سے اُتر گیا۔ گاتھا کے گھوڑے کو بدکا کر ایک طرف کر دیا۔ گاتھا کے قریب ہی کھڑا ہو کر مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''اُٹھ! میں گرے ہوئے دشمن پر وار کرنے کا عادی نہیں ہوں۔ تجھے اُٹھنے کا موقع دیتا ہوں تا کہ تیرے لشکری دیکھیں کہ میں نے کس قدر انصاف اور صفائی کے ساتھ تیرے ساتھ مقابلہ کیا ہے۔''

زکریا بن ادریس کی اس گفتگو سے گاتھا کسی قدر بد دل اور شکستہ سا دکھائی دے رہا تھا۔ تاہم جست لگا کر اٹھ کھڑا ہوا، دوبارہ مقابلہ کرنے کے لئے تیار اور مستعد ہو گیا تھا۔ دونوں ایک بار پھر ایک دوسرے پر حملہ آور ہونے لگے تھے۔ زمین پر گرنے سے گاتھا کے ہاتھوں پر چڑھے ہوئے جوشن اور شانوں پر پہنے ہوئے آہنی خول کسی قدر اپنی جگہ سے کھسک گئے تھے۔ وہ بار بار اپنے کندھے اُچکانے لگا تھا۔ اُس کی اس کیفیت کو شاید زکریا بن ادریس نے بھانپ لیا تھا۔ لہٰذا پیچھے ہٹ کر کھڑا ہوا اور گاتھا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''پہلے اپنے ہاتھوں کے جوشن درست کر لو، کندھے پر جو تم نے آہنی خول چڑھا رکھے ہیں، انہیں بھی اپنی جگہ بٹھا لو تا کہ تمہیں میرے ساتھ مقابلہ کرنے میں کوئی دقت اور تکلیف پیش نہ آئے۔''

زکریا بن ادریس کے ان چبھتے ہوئے الفاظ سے گاتھا اور زیادہ پریشانی اور فکرمندی کا شکار ہو گیا تھا۔ اس نے اپنے جوشن اور کندھے پر چڑھے ہوئے آہنی خول درست کئے، دوبارہ وہ زکریا بن ادریس سے ٹکرانے لگا تھا۔ دو چار وار ایک دوسرے پر کرنے کے بعد اچانک زکریا بن ادریس نے ایک جست لگائی، ساتھ ہی اپنی تلوار اس نے اس انداز میں فضا کے اندر بلند کی کہ گاتھا کچھ نہ سمجھ پایا کہ وہ کیا کرنے لگا ہے، پھر زوردار انداز میں اس نے دوبارہ تکبیریں بلند کیں اور ان تکبیروں کے سائے میں سب سے

Marfat.com

پہلے اس نے گاتھا پر اپنی ڈھال برسانا چاہی۔ گاتھا یہ سمجھا کہ شاید وہ اس کے سر پر ڈھال مار کر اس کے سر کا خود اتارنا چاہتا ہے۔ چنانچہ اپنی ڈھال اور اپنی تلوار اس نے اپنے سامنے کر لی تھی تاکہ زکریا بن ادریس کی ڈھال کی ضرب اس کے سر پر نہ پڑے۔ اسی موقع پر فضا میں بلند زکریا بن ادریس کی تلوار گری اور اس کے آہنی خود کو کاٹتی ہوئی نیچے تک اُتر گئی تھی۔ جواب میں گاتھا ایک دو بار لڑکھڑایا، پھر بے سدھ سا ہو کر زمین پر گر گیا تھا۔ زکریا بن ادریس آگے بڑھا اور گاتھا کی اس نے گردن کاٹ کر رکھ دی تھی۔

گاتھا کا خاتمہ کرنے کے بعد زکریا بن ادریس نے گاتھا کے لباس ہی سے اپنی تلوار صاف کی، اپنے گھوڑے پر سوار ہوا، پھر گاتھا ہی کے انداز میں اس نے اپنی تلوار اور ڈھال فضا میں بلند کی اور افونش کے لشکر کی طرف منہ کر کے زور سے پکارتے ہوئے کہنے لگا۔

''ابلیس کے نمائندو! میں نے تمہارے تیغ زن گاتھا کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اب میں گاتھا کے ساتھی اور تمہارے دوسرے تیغ زن دادیق کو انفرادی مقابلے کے لئے پکارتا ہوں۔ اسے میدان میں اُتارو تاکہ وہ میرے ساتھ انفرادی مقابلہ کرے۔''

زکریا بن ادریس کی اس پکار کے جواب میں افونش جو اپنے لشکر کے درمیان اپنے کچھ سالاروں کے ساتھ موجود تھا، ساتھ ہی اس کا بیٹا بھی جنگی لباس میں کھڑا ہوا تھا، پریشان ہو گئے تھے۔ اُس کی بیٹی مغریتا بھی وہاں موجود تھی۔ بڑی فکر مندی میں وہ افونش کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''اے میرے باپ! یہ زکریا بن ادریس کس قسم کا تیغ زن ہے کہ ہمارے لشکر میں کوئی ایسا شمشیر زن نہیں ہے جو انفرادی مقابلے میں اس زکریا بن ادریس کو زیر کر سکے؟ ہم نے تو یہ سوچا تھا کہ گاتھا انفرادی مقابلے میں زکریا بن ادریس کا کام تمام کر دے گا، اس کے بعد ہم دادیق کو میدان میں اتاریں گے اور وہ داؤد بن عائشہ کو انفرادی مقابلے کے لئے للکارے گا اور اس طرح گاتھا اور دادیق مسلمانوں کے دونوں بڑے سالاروں زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کا خاتمہ کر دیں گے اور اس طرح مسلمانوں کے اندر ایک بد دلی اور حوصلہ شکنی کی فضا پھیل جائے گی۔ لیکن میں دیکھتی ہوں کہ اس زکریا بن ادریس نے بڑی آسانی کے ساتھ گاتھا کو اپنے سامنے زیر کر دیا ہے اور اب وہ انفرادی مقابلے کے لئے دادیق کو دعوت دے رہا ہے۔''

Marfat.com

یہاں تک کہتے کہتے مغریتا رُک گئی، اس لئے کہ اسی لمحہ افونش کے لشکریوں کے سپہ سالارِ اعلیٰ فانیز کے کہنے پر دوسرا تیغ زن دادیق انفرادی مقابلہ کے لئے میدان میں اترا تھا۔

جس وقت زکریا بن ادریس نے گاتھا کا خاتمہ کرنے کے بعد دادیق کو انفرادی مقابلے کے لئے للکارا تھا، اس وقت داؤد بن عائشہ اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا یوسف بن تاشفین کے پاس آیا اور شکوؤں بھری آواز میں کہنے لگا۔

''اے امیر! طے یہ پایا تھا کہ گاتھا کا انفرادی مقابلہ زکریا بن ادریس کرے گا اور دادیق کے ساتھ میں انفرادی مقابلہ کروں گا۔ امیر! آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس سلسلے میں زکریا بن ادریس زیادتی کر رہا ہے۔ گاتھا کو اپنے سامنے آسانی کے ساتھ زیر کرنے کے بعد اس کو چاہئے تھا کہ واپس اپنے لشکر میں آتا۔ اس کے بعد میں خود میدان میں اُترتا اور افونش کے تیغ زن دادیق کو انفرادی مقابلہ کے لئے للکارتا لیکن زکریا بن ادریس نے مجھے ایسا کرنے کا موقع نہیں دیا۔''

یوسف بن تاشفین نے ایک گہری نگاہ داؤد بن عائشہ پر ڈالی، پھر رقت آمیز انداز میں داؤد بن عائشہ کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''ابنِ عائشہ! میرے بیٹے! زکریا بن ادریس جیسے نوجوان ہی ہوس کی گہری تاریکیوں میں اپنی ذات کے علاوہ ملت کی تجسیم کی حفاظت کا سامان کرتے ہیں۔ ایسے نوجوان ہی قانونِ فطرت کی روایتوں کے پابند رہ کر لوح تاریخ پر اپنی جرأت مندی کی آیاتِ نو رقم کرتے ہیں، اپنی ملت کے حروفِ تہذیب کے پاسبان، عظمتِ ماضی کے نشانات کے محافظ بن جاتے ہیں۔

ابنِ عائشہ! جس طرح اذان کی آواز سن کر مرغ جاگتے ہیں، پرندے چونکتے ہیں، ایسے ہی زکریا بن ادریس جیسے مجاہد اپنی جرأت مندی کی ضو سے پھیلتے اندھیروں میں اپنی ملت کے لئے روشنی سے روشنی کے سلسلے جوڑتے ہیں، جنگلوں کی کھوئی اُداسیوں میں ایسے مجاہد ہی فاختاؤں کے اُڑتے بسیروں کو آباد کرتے ہیں، نحوست کی بدتر فالوں کو پاش پاش کرتے ہیں، دعا کے لئے اُٹھے بے ثمر ہاتھوں میں امن و آشتی کے حسین الفاظ بھر دیتے ہیں، تعمیر کی لگن میں اپنی تخلیق کی پرکھ کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

ابنِ عائشہ! میرے بیٹے! میں اس زکریا بن ادریس کی چوم لینے کی بے نام

Marfat.com

خواہشوں اور روح پر رقصاں کرنوں جیسی جرأت مندی، نو رس آرزوؤں اور خوشیوں اور سکون کے امتزاج سی شجاعت، سپنوں کی بارش میں خوشیوں کی سرشاری سی دلیری، وقت کی کالی سیاست میں کرنوں کے بے روک سفر سی اس کی جانثاری، سورج کی پھیلتی روشنی میں موسموں کی دستکوں جیسی اس کی عزیمت، مشیت کے قانون سی اٹل اور بے انت و بے کنار استقامت کو سلام پیش کرتا ہوں۔ ایسے نوجوان، ملت کے ایسے فرزند ہی زیست کے امتحان میں لازوال اور بے مثال ثابت ہوتے ہیں۔ ایسے فرزند ہی بارش میں نمک کے گھر تعمیر کرنے والوں کے خلاف چربی تک کو پگھلا دینے والی حدت کی طرح حرکت میں آتے ہیں۔ ایسے ہی بے لوث اور جانثار سالار بے خوفی کے جنگل میں صفحۂ ہستی سے مٹا دینے والی بھوکی جبلتوں کی طرح اپنے کام کی ابتداء کرتے ہیں اور تقویم و ساعتوں کی زنجیریں تک کاٹ کر اپنی ملت، اپنی قوم، اپنے دین کے لئے روشنی کے جزیرے اور قحط کے اُجاڑ پن تک کو آباد کر دیتے ہیں۔

ابنِ عائشہ! میرے بیٹے! زکریا بن ادریس نے تمہاری حق تلفی کی ہے نہ زیادتی کی ہے۔ دیکھ بچے! اگر کوئی اور سالار زکریا بن ادریس جیسا جانثار اور وفادار نہ ہوتا تو وہ گاتھا کا مقابلہ کر کے واپس چلا آتا۔ مزید اپنی جان کو جوکھوں میں نہ ڈالتا، یہ سمجھتا کہ جس کے ساتھ اس نے انفرادی مقابلہ کرنا تھا، وہ کر بیٹھا ہے۔ اب دوسرا دوسرے کا مقابلہ کرے۔ لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ اُس کے اس عمل سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تمہارے لئے انتہا درجہ کا مخلص اور جانثار ہے۔''

یہاں تک کہتے کہتے یوسف بن تاشفین کو رک جانا پڑا اس لئے کہ بڑی ارادت مندی میں داؤد بن عائشہ بول اُٹھا۔

''امیر! اس میں کوئی شک نہیں کہ اس جیسا جانثار بھائی، اس جیسا وفادار ساتھی، اس جیسا جرأت مند اور دلیر سالار نہیں ملے گا۔''

یہاں تک کہتے کہتے داؤد بن عائشہ کو رک جانا پڑا۔ پھر اس نے اپنے گھوڑے کی باگ موڑی اور اپنے حصہ کے لشکر کی طرف جا رہا تھا۔ اس لئے کہ عین اسی لمحہ افونش کے لشکر سے دادیق اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا نکلا۔ اس کے ایک ہاتھ میں لمبا نیزہ اور دوسرے میں ڈھال تھی۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے زکریا بن ادریس نے اپنی تلوار نیام میں کر لی تھی، زین کے ساتھ بندھا ہوا لوہے کا وزنی آہنی نیزہ اس نے

Marfat.com

سنبھال لیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور دادیق کی طرف دوڑ ایا۔ قریب جا کر زکریا بن ادریس نے اس زور سے نیزہ مارا کہ اس کا آہنی نیزہ دادیق کی زرّہ کو پھاڑتا ہوا اُس کے سینہ میں پیوست ہو گیا تھا۔ دادیق، زکریا بن ادریس پر پہلے اپنے نیزے کا وار کرنا چاہتا تھا لیکن ایسا کرنا تو بہت دُور کی بات، وہ زکریا بن ادریس کے آہنی نیزے کے سامنے اپنا دفاع نہ کر سکا۔ زکریا بن ادریس کا نیزہ اس کے سینہ میں پیوست ہو چکا تھا اور تھوڑی دیر کی لڑکھڑاہٹ کے بعد دادیق اپنے گھوڑے سے گر کر دم توڑ گیا تھا۔ اس کے قریب جا کر زکریا بن ادریس نے اپنا نیزہ کھینچا، اسے صاف کر کے گھوڑے کی زین سے باندھا، دوبارہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا، پھر مڑا اور ایڑ لگاتا ہوا اپنے لشکر کی طرف چلا گیا تھا۔

اس موقع پر افونش کے لشکر میں حملہ آور ہونے کے لئے ہلچل شروع ہو گئی تھی۔ لہٰذا زکریا بن ادریس سیدھا امیر یوسف بن تاشفین کی طرف نہیں گیا بلکہ داؤد بن عائشہ کی طرف گیا جہاں اس نے داؤد بن عائشہ کے ساتھ مل کر اپنے لشکر کے حصہ کی کمانداری کرنی تھی۔

جب وہ داؤد بن عائشہ کے قریب گیا تو داؤد بن عائشہ نے مسکراتے ہوئے اس کے گال پر ہلکی سی چپت لگائی، ساتھ ہی اس کا شانہ تھپتھپایا اور کہنے لگا۔

''زکریا بن ادریس! میرے بھائی! تم نے میرے حصے کی زحمت بھی برداشت کر لی۔ کاش! کبھی کوئی ایسا وقت آتا کہ میں تمہاری باری بھی استعمال کرتے ہوئے تمہارے لئے کوئی آسائش وسکون کا سامان فراہم کرتا۔''

زکریا بن ادریس، داؤد بن عائشہ کے اُن الفاظ کا جواب دینا چاہتا تھا پر خاموش ہو گیا اس لئے کہ افونش اور اس کے سالاروں نے حملہ آور ہونے کے لئے اپنے لشکر کو آگے بڑھایا تھا۔ لہٰذا داؤد بن عائشہ کے ساتھ زکریا بن ادریس بھی بالکل مستعد ہو گیا تھا۔

افونش اور اس کے سالاروں نے اپنے لشکر کو بنجر دھرتی پر حیات کے مہروں میں تفکرات کے بھنور، وقت کے صفحات پر برپا ہوتے انقلابِ ازل سے دستِ احوال اور جوان رنگوں سے اُٹھتی اُمنگوں کی طرح آگے بڑھایا، اس کے بعد وہ امیر یوسف بن تاشفین کے لشکر پر بھنور بھنور موجوں میں موت کے مناظر کھڑے کرتے آگ اُگلتے

Marfat.com

طوفانوں، صدیوں کی سلگتی موت کی تمازت پھیلاتی کرب کی آندھیوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

مسلمانوں کی طرف سے سب سے پہلے امیر یوسف بن تاشفین اور معتمد نے اپنے کام کی ابتداء کی، اپنے لشکر کے وسطی حصہ کو وہ حرکت میں لائے اور وہ بھی کوہستانوں سے سرکتے شور کی سرحدوں پر ضرب لگاتے دکھ کے بے روک سیلاب، دھواں دھواں شام کے الاؤ میں شعلوں کے لرزاں رنگوں کی طرح پھیلتے مافوق الفطرت عزائم رکھنے والے عناصر کی طرح حملہ آور ہوئے تھے۔ اس کے بعد دائیں جانب سے سیر بن ابی بکر، غیر در بن شبیب اور زیدون بن مسلم نے اپنے کام کی ابتداء کی اور وہ بھی ہستی کو نیستی اور زندگی کے ہر لمحہ کو مسلسل جبر میں تبدیل کرتے فطرت کے کھولتے عذابوں، سسکیاں بھرتی ہواؤں میں بے پَر اُڑان رکھنے والے کالے اور پیلے موسموں کی طرح افونش کے لشکر پر ٹوٹ پڑے تھے۔

اس کے بعد بائیں جانب سے داؤد بن عائشہ اور زکریا بن ادریس بھی اپنے حصہ کے لشکر کو حرکت میں لائے اور وہ بھی افونش کے لشکر پر مرگ کی اساس بناتے متحیر اور مجبوس کر دینے والے سمندر کے جلال کی ہیبتوں کے نزول اور موسموں کی گرد میں دھان کی بالیوں پر اُترتی پرندوں کی لپکتی ڈاروں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

دونوں لشکروں کے ٹکرانے سے میدانِ جنگ میں لشکری ریت پر لکھے حروف، دُوریوں کے خوابوں میں رنج کے اُٹھتے سایوں، وقت کی بے ثباتی کے قصوں کی طرح ختم ہونے لگے تھے۔ رزم گاہ کی گردشِ مقیاس میں غموں کی آزمائشیں، دکھ کے استعارے، نفرت کی آتش کے شرارے، ذلت کے تند ریلے اور بربادیوں کے کھولتے لمحے ناچ اُٹھے تھے۔

افونش، اس کے سالاروں اور اس کے بیٹے نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح صرف ایک بار مسلمانوں کو پسپا کر دیں، صرف ایک بار مسلمانوں کے مقابلے میں اپنی فتح مندی کو یقینی بنا دیں۔ لیکن شاید ایسا ان کے مقدر میں نہیں لکھا ہوا تھا۔ اس بار بھی امیر یوسف بن تاشفین اور اس کے سالاروں کے ہاتھوں افونش اور اس کے سالاروں کو بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ شکست اٹھا کر افونش اپنے لشکر کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا۔ سیر بن ابی بکر، داؤد بن عائشہ اور زکریا بن ادریس نے امیر

Marfat.com

یوسف بن تاشفین اور معتمد کو اپنے حصہ کے لشکر کے ساتھ وہیں رہنے دیا جہاں دشمن کے ساتھ ٹکراؤ ہوا تھا جبکہ وہ خود اپنے اپنے حصہ کے لشکر کو لے کر افونش کے لشکر کے پیچھے لگ گئے تھے۔

یہ تعاقب کچھ دور تک جاری رہا اور اس تعاقب کے دوران بھی زکریا بن ادریس، داؤد بن عائشہ، سیر بن ابی بکر، غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم نے اپنے لشکریوں کو للکارتے ہوئے دشمن کے بھاگتے ان گنت لشکریوں کو موت کے گھاٹ اتارتے ہوئے افونش کے لشکر کی تعداد مزید کم کی تھی۔ اس کے بعد یہ تعاقب ترک کر دیا گیا اور سارے مسلمان سالار اپنے لشکریوں کو لے کر اس جگہ آئے جہاں افونش کے ساتھ ٹکراؤ ہوا تھا۔ ان کی آمد تک امیر یوسف بن تاشفین اور معتمد نے اپنے چھوٹے سالاروں کے ساتھ مل کر سارے زخمیوں کی دیکھ بھال کی تھی اور ساتھ ہی افونش کے پڑاؤ کی ہر چیز پر قبضہ بھی کر لیا تھا۔

❁

Marfat.com

❁

امیر یوسف بن تاشفین کے ہاتھوں بدترین شکست اٹھانے کے بعد افونش اپنے لشکر کو لے کر لگ بھگ 25 میل دور شمال کی طرف جا کر پڑاؤ کر گیا تھا۔ وہیں جا کر اس نے زخمیوں کی دیکھ بھال کی۔ جو زیادہ زخمی ہوئے تھے، وہ راستے ہی میں دم توڑ گئے تھے۔ جب وہ اور اس کے سالار زخمیوں کی دیکھ بھال سے فارغ ہوئے تب افونش اپنے بیٹے برگنزا کے ساتھ اپنے شاہی خیمے میں داخل ہوا۔ خیمے میں اس وقت اس کی بیوی لیستہ اور بیٹی مغریتا دونوں بیٹھی کسی موضوع پر گفتگو کر رہی تھیں۔ افونش اور برگنزا دونوں باپ بیٹا بھی جا کر ان کے سامنے بیٹھ گئے۔ کچھ دیر تک خیمے میں خاموشی رہی، اس کے بعد حسین و خوبصورت مغریتا اپنے باپ افونش کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

''بابا! یہ ہر بار مسلمان ہی بدن کی تہوں میں اُتر جانے والا بھیانک و خون آشام خوف بن کر ہم پر وارد ہوتے ہیں۔ ہر شے کی خود اعتمادی کو ختم کرتی رات کی گھن گرج کی طرح ہم پر چھا جاتے ہیں۔ ہمارے ساتھ یہ ان کا تیسرا ٹکراؤ ہے اور ہر ٹکراؤ میں، میں نے دیکھا مسلمان روح کی آخری ضو کو بجھاتی نفرت بھری آندھیوں اور زندگیوں کی گردش میں مجروح کر دینے والے خونی گرداب کی طرح ہم پر حاوی اور مسلط رہے، ہر ٹکراؤ میں وہ ہمارے لئے تعبیروں کا کرب، دکھ کا استعارہ، قحط کا عذاب ہی ثابت ہوئے اور ہماری حالت ان کے سامنے رات کی تاریکی میں ٹوٹتے ستاروں اور مسافر پرندوں سے بھی بدتر اور ہولناک رہی۔

یہاں تک کہنے کے بعد مغریتا رکی، پھر پہلے سے بھی زیادہ دکھ بھرے انداز میں وہ افونش کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

''بابا! یہ کیا وجہ ہے کہ ہر بار مسلمان ہماری جدوجہد کی مسافتوں کو بے جہت کرنے

Marfat.com

میں کامیاب ہو جاتے ہیں جبکہ تقدیر ان کے دامن میں ستاروں کی چمک، چاند کی ٹھنڈک سی فوزمندی کا رس ڈال دیتی ہے۔“

یہاں تک کہنے کے بعد مغریتا رکی اور اس بار وہ پہلے کی نسبت زیادہ کرب خیز انداز میں کہہ رہی تھی۔

”کاش اندھیروں کی دیوار کے سرد سینے میں سمندر اور طوفانی ہواؤں کی ستیزہ کاری کا مظاہرہ کرنے والا کوئی جنگجو ہمارے لشکر میں بھی ہوتا۔ بحر کے سینے سے اُٹھ کر دکھ کی پکار دینے والی موجوں کی وحشت سا کوئی تیغ زن ہمارے لشکریوں کی نمائندگی کرتا، ندیوں کو جل تھل کرتی برسات میں جسموں پر کوڑے برساتی ہواؤں جیسا بے روک اور ناقابل تسخیر شمشیر باز ہمارے لشکریوں کا بھی حوصلہ اور ولولہ بلند کرنے والا ہوتا۔

بابا! لگتا ہے ہمارے سالاروں میں سے کوئی بھی یہ کام نہیں کر پائے گا۔ بار بار ذلت و رسوائی کے سکے ہماری ہی تجوری میں آ کر کیوں گرتے ہیں؟ مسلمانوں کی کامیابی کو ناکامی اور اپنی ناکامی کو کامیابی میں تبدیل کرنے کے لئے میرا دل کہتا ہے کہ مجھے ہی کچھ کرنا پڑے گا۔“

یہاں تک کہنے کے بعد مغریتا جب رکی تب اس کی طرف گھورنے کے انداز میں دیکھتے ہوئے اس کا بھائی برگنزا بول اٹھا تھا۔ ”تم ناکامی کو کامیابی اور کامیابی کو ناکامی میں تبدیل کرنے کے لئے کیا کر سکتی ہو؟“

جواب میں حسین و خوبصورت مغریتا کے لبوں پر تبسم نمودار ہوا، کچھ سوچا، پھر کہنے لگی۔ ”عورت اگر جوان ہو، خوب صورت ہو، پُرکشش ہو، اس کے جسمانی زاویوں میں جذب ہو تو وہ عذابوں، سزاؤں کے قصوں کو خوشبوؤں اور پیار میں بدل سکتی ہے۔ سلگتے بے زار لمحوں کو محبت و چاہت بھرے تبسم، ٹوٹتی بکھرتی صداؤں، بے خزاں پھولوں کی وادیوں کو چاہتوں کی سرمئی سی مسافتوں، جذب کی طلب خوش نوائی کا روپ دے سکتی ہے۔ عورت دل کی سُونی راہوں، کرب کی طوفانی موجوں اور یادوں کے بے ثمر ویرانوں کو جسم و جاں کے حوصلے، جذبوں کی لطافت، قربتوں کی دلکشی، خوشیوں اور خوشبو بھری تحریریں، بے اتھاہ چاہتوں کے بحر دے سکتی ہے۔“

یہاں تک کہنے کے بعد مغریتا جب خاموش ہوئی تب چبھتے ہوئے انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس کا بھائی برگنزا بول اٹھا تھا۔

Marfat.com

''تو گویا تم اپنی خوبصورتی، اپنے حُسن، اپنی کشش، اپنی جوانی اور شباب کو مسلمانوں کے خلاف حرکت میں لاؤ گی؟ سن میری بہن! یہ تیری بھول، تیرے اندازوں کا فریب، تیرے خیالوں کا دھوکا ہے۔ یاد رکھنا! مسلمان ان پھندوں، ان جالوں میں آنے والے نہیں ہیں۔ وہ اپنے دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں تو نہ خوبصورتی کی طرف دیکھتے ہیں نہ حُسن کی پرواہ کرتے ہیں۔ جب وہ اپنے مخالفوں پر ضرب لگاتے ہیں تو نہ نغموں، خوشبوؤں اور پیار کے طوفانوں پر نگاہ رکھتے ہیں نہ محبت و چاہت بھرا کوئی تبسم ان پر اثر انداز ہوتا ہے۔''

برگنزا جب خاموش ہوا تب گھورنے کے انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے مغریتا بول اُٹھی۔

''اگر میں مسلمانوں کے کسی سالار کو اپنی طرف مائل کر کے اور اسے گمراہ کر کے، ان کے اندر ایک ہیجان، ایک غلط فہمی، نفرت اور نا اتفاقی کا بیج ڈال دوں تو پھر میرے بھائی! تمہارا کیا خیال ہے؟''

''ایسا تم کس کے ساتھ کر سکتی ہو؟'' غور سے مغریتا کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے بھائی برگنزا نے پوچھ لیا تھا۔

جواب میں مغریتا نے کچھ سوچا، پھر دھیمے لہجے میں کہنے لگی۔

''بھائی! پہلے یہ بتاؤ کہ مسلمانوں کے سالاروں میں اب وہ کون ہے جس نے آج تک ہمارے لشکریوں، ہمارے سالاروں اور ہمارے جنگجوؤں کو زیادہ نقصان پہنچایا؟''

افونش اور اس کی ملکہ لیستہ، اپنی بیٹی مغریتا اور بیٹے برگنزا کی گفتگو کو بڑی خاموشی اور انہماک سے سن رہے تھے۔ جب مغریتا نے سوال کیا تب برگنزا سے پہلے ہی افونش بول اٹھا۔

''بیٹی! اگر تُو یہ پوچھتی ہے تو جہاں تک میں اندازہ لگا سکا ہوں، اس کے مطابق آج تک مسلمانوں کے سالاروں میں سے سب سے زیادہ نقصان ہمیں زکریا بن ادریس نے پہنچایا۔ اس نے نہ صرف انفرادی مقابلوں میں ہمارے کئی بہترین تیغ زنوں اور جنگجوؤں کو اپنے سامنے پچھاڑا، ان کے سر قلم کیے بلکہ کئی مواقع پر وہ مسلمانوں کی کامیابی اور فتح مندی کا باعث بھی بنا۔ اس میں کوئی شک نہیں جب سے افریقہ کا مسلمان حکمران یوسف بن تاشفین ہماری سرزمینوں میں داخل ہوا ہے، مسلمانوں کی

Marfat.com

کامیابی یوسف بن تاشفین ہی کی وجہ سے ہے۔ یوسف بن تاشفین کے ساتھ اب تک ہمارے تین ٹکراؤ ہو چکے ہیں اور ان تینوں ٹکراؤ میں، میں اپنے اندازوں کے مطابق کامیابی اور کامرانی کی وجہ یوسف بن تاشفین ہی کو کہہ سکتا ہوں۔ لیکن اس کے ساتھ کام کرنے والے اس کے سالاروں میں سے سب سے زیادہ کارکردگی میرے خیال میں تین سالاروں کی رہی ہے۔ ایک زکریا بن ادریس، دوسرا داؤد بن عائشہ اور تیسرا یوسف بن تاشفین کا بھتیجا سیر بن ابی بکر۔ ہاں! میں اس بات کو بھی تسلیم کرتا ہوں کہ ان سرزمینوں میں یوسف بن تاشفین کے آنے سے قبل ہمارے لئے سب سے زیادہ نقصان کا باعث زکریا بن ادریس ہی رہا۔ وہ معتمد کے ساتھ کام کرتے ہوئے ہمیشہ ہماری کامیابیوں پر مٹی دھول ہی برساتا رہا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد افونش رکا، پھر اپنی بیٹی مغریتا کی طرف دیکھتے ہوئے ہلکے ہلکے تبسم میں کہنے لگا۔

"بیٹی! جو سوال تم نے اپنے بھائی برگنزا سے کیا تھا، اس کا جواب میں نے تمہیں دے دیا ہے۔ اب میں نہیں جانتا کہ تمہارے اس سوال کا جواب تمہارے بھائی کے ذہن میں کیا ہے؟"

اس موقع پر برگنزا بھی مسکرایا، پھر افونش کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"اے میرے باپ! جو جواب میں دینا چاہتا تھا، وہی آپ نے دے دیا ہے۔ یقیناً ہمارے لئے سب سے زیادہ نقصان کا باعث زکریا بن ادریس ہی رہا ہے۔"

جواب میں مغریتا کے چہرے پر عجیب سا تبسم نمودار ہوا، کہنے لگی۔

"اگر مسلمان سالاروں میں سے سب سے زیادہ یہ زکریا بن ادریس ہی ہمارے لئے نقصان کا باعث رہا ہے تو پھر میں زکریا بن ادریس کو ہی اپنا ہدف بناؤں گی اور پھر دیکھئے گا میں کیسی تبدیلی، کیسا انقلاب برپا کرتی ہوں۔ اے میرے باپ! جو کام ہمارے لشکر کے بڑے بڑے سالار، بڑے بڑے سورما اور جنگجو نہیں کر سکے، میں آپ کو یقین دلاتی ہوں وہ کام میں اپنی خوب صورتی اور اپنے حُسن کو کام میں لاتے ہوئے بڑی آسانی سے کر گزروں گی۔"

افونش اور برگنزا دونوں باپ بیٹے نے مغریتا کے ان الفاظ کا کوئی جواب نہ دیا، خاموشی اختیار کی اور ان کی خاموشی کا مطلب یہ تھا کہ وہ مغریتا کے خیالات اور اس کے

Marfat.com

عزائم اور ارادوں سے متفق اور مطمئن ہیں۔ کچھ دیر تک خاموشی طاری رہی، اس کے بعد افونش باری باری اپنی بیوی، بیٹی اور بیٹے کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''جو کچھ میری بیٹی مغریتا نے کہا ہے اس سے تو میں کم از کم اتفاق کرتا ہوں۔ اس لئے کہ مغریتا عیسائی دنیا کے لئے بہت کچھ کر سکتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی خوبصورتی بڑے سے بڑے اُجڈ، بڑے سے بڑے متقی اور پرہیزگار کو بھی اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر سکتی ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد افونش رکا، اس موقع پر اس کا بیٹا برگنزا کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی افونش پھر بول اٹھا۔

''جو کچھ مغریتا نے کہا ہے اس کے علاوہ بھی ایک ایسا عمل ہے جس کے تحت ہم اُندلس میں نہ صرف مسلمانوں کو کمزور کر سکتے ہیں بلکہ آنے والے دور میں امیر یوسف بن تاشفین اور اس کے سارے سالاروں کو بھی اپنے سامنے جھکنے کے لئے بے بس اور لاچار کر سکتے ہیں۔''

افونش کے ان الفاظ پر اس کی بیٹی مغریتا اور برگنزا کے علاوہ ملکہ لیستہ کی آنکھوں میں بھی چمک پیدا ہوئی تھی۔ پھر افونش کا بیٹا برگنزا اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''بابا! جو کچھ آپ نے کہا ہے میں اس سے متعلق کچھ نہیں سمجھا۔ ذرا تفصیل سے کہیں، دوسرا عمل کون سا ہے جس کے تحت ہم اُندلس میں اپنی کامیابیوں کو یقینی بناتے ہوئے مسلمانوں کی شکست اور بربادی کا سبب بن سکتے ہیں؟''

برگنزا جب خاموش ہوا تب افونش کچھ سوچتے ہوئے کہنے لگا۔

''جو تجویز میں نے سوچی ہے وہ میرے ذہن میں میری بیٹی کی گفتگو کے بعد ہی آئی ہے اور میں اس پر عمل بھی کرنے کا ارادہ کر چکا ہوں۔ اس لئے میں تین چیزوں سے کام لوں گا۔ ایک خوبصورتی، دوسری مال و دولت کی چمک اور تیسری اپنے قاصدوں، اپنے جاسوسوں کے ذریعے لوبھ اور لالچ پھیلانے کی طاقت وقوت۔''

یہاں تک کہنے کے بعد افونش رکا، دوبارہ کچھ سوچا، پھر کہنے لگا۔

''جو کچھ میں کرنا چاہتا ہوں اس کا لب لباب یہ ہے کہ مقامی حکمرانوں کو امیر یوسف بن تاشفین کے خلاف کر دیا جائے۔ غرناطہ کا حکمران عبداللہ مالقہ کے حکمران تمیم کا بھائی ہے۔ ان دونوں کو مٹھی میں لینا کوئی مشکل نہیں ہے۔ المریا کا حکمران معتصم بھی

Marfat.com

بکنے کے لئے تیار ہو جائے گا۔ بطلیوس کا حاکم متوکل ہمارا ساتھ دینے میں زیادہ تاخیر سے کام نہیں لے گا۔ تاہم اشبلیہ کے حاکم معتمد کو اپنا ہمنوا بنانے میں کچھ عرصہ لگے گا۔ اس کے علاوہ مرسیہ کا حاکم ابنِ رشیق پہلے سے ہماری مٹھی میں ہے اور اس کا نہ صرف ہم سے رابطہ و تعلق ہے بلکہ وہ ہماری ہر بات ماننے کے لئے تیار اور آمادہ بھی ہے۔

میں آج ہی کچھ تحائف، انتہائی قیمتی اشیاء اور نقدی کی تھیلیاں اپنے قاصدوں کے ہمراہ اُندلس کے مختلف علاقوں کی طرف روانہ کروں گا۔ جو وفد میں اُندلس کے مقامی چھوٹے چھوٹے حکمرانوں کی طرف بھیجوں گا، ان وفود میں حسین و خوبصورت لڑکیاں بھی شامل ہوں گی۔ جہاں دولت کام کرے گی، جہاں میرے بھیجے ہوئے قاصد مخبری کا کام کرتے ہوئے مسلمانوں کے اندر غلط فہمی اور تضاد پیدا کرنے کی کوشش کریں گے، وہاں حسین و خوبصورت لڑکیاں بھی اُندلس کے مقامی حاکموں اور یوسف بن تاشفین اور اس کے لشکریوں کے خلاف ایک بہت بڑا محاذ کھڑا کرنے کی کوشش کریں گی اور مجھے امید ہے کہ ایسا کر کے یقیناً ہم یوسفِ بن تاشفین کے مقابلہ میں کامیاب رہیں گے اور اسے اندلس سے نکال باہر کریں گے۔ یوسف بن تاشفین نے ابھی تک اسی جگہ قیام کر رکھا ہے جہاں اس کے ساتھ ہمارا ٹکراؤ ہوا تھا اور میں اپنی اس مہم کی ابتداء بھی آج ہی کرنے والا ہوں۔“

یہاں تک کہنے کے بعد افونش جب رکا تب بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے مغریتا بول اُٹھی۔

”بابا! آپ نے میرے دل کی بات کہی ہے۔ میں بھی ایسا ہی چاہتی ہوں۔ میں آپ سے یہ کہتی ہوں کہ جو وفود آپ مختلف شہروں کی طرف روانہ کریں گے اور ان میں خوبصورت لڑکیاں بھی شامل ہوں گی، ان میں ایک اور کا اضافہ کر دیا جائے اور وہ میں خود ہوں گی۔ مجھے بھی کسی وفد کے ساتھ روانہ کیا جائے۔ میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ میں مسلمانوں کے بڑے بڑے سالاروں کو اپنا ہمنوا بنا کر آپ کے حق میں کرنے میں کامیاب رہوں گی۔“

مغریتا کی اس گفتگو کے جواب میں افونش کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا۔ کہنے لگا۔

”بیٹی! اگر تُو ایسا ہی چاہتی ہے تو میں اس کے لئے رضامند ہوں۔ مگر تجھے یہ کام

Marfat.com

خفیہ طور پر کرنا ہوگا۔ جن ساتھیوں کے ساتھ جائے گی، میں انہیں بھی سمجھا دوں گا، تُو خود بھی رازداری برتنا اور کسی پر یہ ظاہر نہ کرنا کہ افونش کی بیٹی ہے۔ یہ سب سے اچھی بات ہے کہ اُندلس کے حکمرانوں اور ان کے سالاروں میں سے کوئی بھی تمہیں تمہارے چہرے سے نہیں پہچانتا۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ تم دوسری لڑکیوں کی نسبت زیادہ بہتر انداز میں کام کر سکتی ہو۔ میں چاہتا ہوں تمہیں اس وفد کے ساتھ بھیجوں جس کو میں غرناطہ کی طرف روانہ کر رہا ہوں۔"

مغریتا نے اس سے اتفاق کیا تھا۔ پھر سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ اسی روز افونش حرکت میں آیا، اپنی سلطنت سے اس نے خوبصورت لڑکیوں کو منگوا بھیجا۔ دولت کے انبار بھی منگوا لئے، مختلف وفود مرتب کئے اور چند دن بعد ان وفود کو مسلمانوں کے مختلف شہروں اور حاکموں کی طرف روانہ کر دیا گیا تھا۔

Marfat.com

❁

امیر یوسف بن تاشفین نے ابھی تک اسی جگہ قیام کر رکھا تھا جہاں افونش کے ساتھ اس کا ٹکراؤ قلعہ حصن اللیط کے پاس ہوا تھا۔ یہاں قیام کے دوران ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آیا۔ بات یہ تھی کہ امیر یوسف بن تاشفین غرناطہ کے قاضی ابو جعفر کی بڑی عزت، ان کا بڑا احترام کرتا تھا اس لئے کہ قاضی ابو جعفر نہ صرف متقی، پرہیز گار اور شرع کے سختی سے پابندی کرنے والے تھے بلکہ اُمتِ مسلمہ کے بڑے ہمدرد اور مسلم قوم کے بڑے خیر خواہ تھے۔ امیر یوسف بن تاشفین وہاں قیام کے دوران اکثر و بیشتر قاضی ابو جعفر کو اپنے خیمے میں بلاتا۔ کبھی ان سے اُندلس کے موجودہ چھوٹے چھوٹے حکمرانوں سے متعلق گفتگو کرتا، اندلس کے مستقبل کے متعلق مشورہ کرتا، کبھی ان سے دین کے موضوع پر باتیں کیا کرتا تھا۔ امیر یوسف بن تاشفین، اس کا بیٹا سیر بن ابی بکر، زکریا بن ادریس، غیر در بن شبیب، داؤد بن عائشہ، زیدون بن مسلم اور کچھ دوسرے لوگ اس گفتگو کے موقع پر امیر یوسف بن تاشفین اور قاضی ابو جعفر کے پاس ہوا کرتے تھے۔

قاضی ابو جعفر غرناطہ کے رہنے والے تھے۔ امیر یوسف بن تاشفین کا یوں دن میں کئی بار اور رات کے کسی لمحے میں قاضی ابو جعفر اور دیگر سالاروں کو اپنے خیمے میں بلانا حاکم غرناطہ امیر عبداللہ کو گراں گزرنے لگا۔ وہاں قیام کے دوران تو وہ قاضی ابو جعفر سے کچھ نہ کہہ سکا۔ اس لیے کہ وہاں اگر وہ قاضی صاحب سے کچھ کہتا تو امیر یوسف بن تاشفین کی ناراضگی مول لیتا اور غرناطہ کا حکمران ایسا کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔

چند روز وہاں قیام کرنے کے بعد مختلف شہروں اور علاقوں کے حکمران امیر یوسف بن تاشفین کے کہنے پر اپنے اپنے علاقوں کی طرف ہو لئے اور انہیں رخصت کرنے سے پہلے امیر یوسف بن تاشفین نے انہیں تاکید کی کہ اپنے علاقوں میں جا کر نہ صرف یہ کہ

Marfat.com

اپنے عوام اور اپنی رعایا کی بہتری اور فلاح کے لئے کام کریں بلکہ اپنے اپنے علاقوں میں نئے لشکری بھرتی کر کے ان کی تربیت کا کام کریں تا کہ آنے والے دور میں یونہی منہ اٹھائے افونش ان پر چڑھ نہ دوڑے بلکہ وہ متحد ہو کر افونش کو اپنے علاقوں سے مار بھگانے میں کامیاب رہیں۔

چنانچہ امیر یوسف بن تاشفین سے یہ نصیحت لے کر جب سب روانہ ہونے لگے تب روانگی سے پہلے جس وقت معتمد کوچ کرنے والا تھا، امیر یوسف بن تاشفین نے زکریا بن ادریس کو بلایا۔ زکریا بن ادریس جب امیر کی خدمت میں حاضر ہوا، تب اس نے بڑی عاجزی اور انکساری میں پوچھا۔

''امیر محترم! جب کبھی بھی مجھے آپ اپنے پاس بلاتے ہیں تو میرے جسم میں خون پہلے کی نسبت زیادہ ہو جاتا ہے اس لئے کہ میں اس بات پر فخر محسوس کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے طلب کیا ہے۔''

جواب میں امیر یوسف بن تاشفین مسکرایا، کہنے لگا۔

''سن عزیز بیٹے! تُو معتمد کے ساتھ ہی اشبیلیہ چلا جا۔ میں یہ بھی جانتا ہوں اشبیلیہ شہر میں تیرا کوئی رشتہ دار نہیں ہے۔ نہ وہاں تیرے عزیز و اقارب ہیں، نہ ہی کوئی ایسا شخص ہے جس سے تیرا خاندانی رشتہ ہو۔ تاہم کچھ ہستیاں وہاں ایسی ہیں جو تمہیں اپنا سمجھتی ہیں۔ بیٹے! میرا اشارہ روانده، اس کے باپ اینتش، اس کی ماں اموسیہ کی طرف ہے۔ بیٹے! تیرے متعلق داؤد بن عائشہ مجھے سب کچھ بتا چکا ہے اور میں جانتا ہوں تُو اپنا کوئی راز داؤد بن عائشہ سے نہیں چھپاتا۔ میں چاہتا ہوں تُو اشبیلیہ واپس چلا جا۔ اس لئے کہ اشبیلیہ شہر سے باہر نکل کر روز وہ تیری راہ دیکھتا ہو گا۔ بچے! وہاں جا۔ اینتش اور روانده کی ماں اموسیہ سے مل۔ لیکن چند روز وہاں رہ کر واپس میرے لشکر میں آ جانا۔ وہاں قیام کے دوران کوشش ہو گی کہ تمہاری اور روانده کی منگنی طے ہو جائے۔ اس طرح تمہارے درمیان ایک رشتہ پکا و پختہ ہو جائے گا اور اسی رشتہ کو سامنے رکھتے ہوئے تم جب اور جس وقت چاہو گے روانده سے مل سکو گے۔ اس لئے کہ جہاں تک مجھے بتایا گیا ہے، روانده تمہیں اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کا عزم کئے ہوئے ہے۔

بچے! جہاں میری نگاہوں میں تمہاری حیثیت ایک بیٹے اور فرزند کی ہے، وہاں روانده کی حیثیت میری بیٹیوں کی سی ہے۔''

Marfat.com

اس کے ساتھ ہی امیر یوسف بن تاشفین نے اپنے بھتیجے سیر بن ابی بکر کی طرف دیکھا۔ شاید کچھ معاملہ پہلے سے طے ہو چکا تھا۔ سیر بن ابی بکر نے نقدی کی ایک تھیلی امیر یوسف بن تاشفین کو تھمائی۔ وہ تھیلی امیر یوسف بن تاشفین نے زکریا بن ادریس کی طرف بڑھائی اور کہنے لگا۔

''نقدی کی یہ تھیلی اپنے پاس رکھو۔ جب تمہاری منگنی روانده کے ساتھ طے ہو تو اس میں سے روانده کو نوازنا اور جو لوگ جمع ہوں ان کی خاطر و مدارات کا سامان کرنا۔ یہ بھی کوشش کرنا کہ اشبیلیہ شہر میں اپنے لئے کوئی حویلی خرید لو جس میں تم اپنی بیوی روانده کے ساتھ آنے والے دور میں باعزت اور خوشگوار زندگی بسر کر سکو۔ اب تم معتمد کے ساتھ اشبیلیہ روانہ ہو جاؤ لیکن جو کچھ میں نے کہا ہے اس کام کی تکمیل کے بعد جلد لوٹ کر میرے پاس آنا۔ اس لئے کہ میں بہت جلد واپس افریقہ جانا چاہتا ہوں اور جانے سے پہلے میں تمہیں، داؤد بن عائشہ اور اپنے بھتیجے سیر بن ابی بکر سے بہت کچھ کہنا چاہتا ہوں۔''

اس کے ساتھ ہی امیر یوسف بن تاشفین زکریا بن ادریس کو گلے لگا کر ملا اور زکریا کے بعد سیر بن ابی بکر اور داؤد بن عائشہ بھی اسی انداز میں زکریا بن ادریس سے ملے، پھر زکریا بن ادریس باہر نکلا اور اسی روز وہ معتمد کے ساتھ اشبیلیہ کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

❁❁❁

قاضی ابوجعفر کا امیر یوسف بن تاشفین سے ملنا جلنا غرناطہ کے حکمران عبداللہ کو ناگوار گزرا تھا۔ چنانچہ جس وقت سب حکمران اپنے اپنے علاقوں کو واپس گئے تو عبداللہ بھی اپنے حصہ کے لشکر کو لے کر غرناطہ چلا گیا۔

غرناطہ پہنچ کر عبداللہ نے ایک نہایت ناپسندیدہ حرکت کی۔ اس نے غرناطہ پہنچتے ہی قاضی ابوجعفر کو اپنے ہاں طلب کیا۔ اپنے سامنے کھڑا رکھ کر ان پر بغاوت کا الزام لگایا اور قاضی ابوجعفر سے یہ کہا کہ وہ امیر یوسف بن تاشفین کے ساتھ زیادہ میل جول رکھ کر غرناطہ ہی نہیں بلکہ اُندلس کے دوسرے مسلمان حکمرانوں کے خلاف سازش کر رہا ہے۔ یہ الزام لگانے کے بعد غیر ذمہ دار امیر عبداللہ نے یہ حکم دیا کہ اس جرم میں قاضی ابوجعفر کو قتل کر دیا جائے۔

Marfat.com

جہاں تک قاضی ابوجعفر کا تعلق تھا تو وہ لوگوں میں بڑے ہر دلعزیز تھے۔ متقی و پرہیزگار ہونے کے علاوہ اپنے دین سے محبت، مذہب سے چاہت رکھنے کی بناء پر لوگوں کو ان سے ایک عقیدت تھی۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ جب حاکم غرناطہ عبداللہ نے قاضی ابوجعفر پر بغاوت کا الزام لگاتے ہوئے ان کے قتل کا حکم دیا تب اس کی ماں آڑے آئی۔ عبداللہ اپنی ماں سے بڑی محبت کرتا تھا اور اس کی بات مانتا تھا اور اس کا بڑا مطیع بھی تھا۔ اس کی ماں نے اسے سمجھایا کہ وہ ایسے نیک بزرگ کا خون بہانے سے باز رہے۔ چنانچہ کافی دیر تک اپنی ماں کے سمجھانے کے بعد حاکم غرناطہ عبداللہ نے قاضی ابوجعفر کو قتل تو نہ کیا بلکہ اپنے قصر کے ایک کمرے میں ایک اسیر کی حیثیت سے قید کر دیا۔

مؤرخین اس حادثہ سے متعلق مزید لکھتے ہیں کہ قاضی ابوجعفر جب قصر میں قید کر دیئے گئے تو ان کا یہ روزمرہ کا معمول تھا کہ صبح سویرے اندھیرے میں اُٹھتے، نماز کی تیاری کرتے، نماز پڑھنے کے بعد قرآنِ مقدس کی تلاوت کرتے۔ وہ بڑے خوش الحان تھے۔ آواز میں درد اور سوز تھا۔ جب حاکم غرناطہ عبداللہ نے انہیں اپنے قصر میں قید کر دیا، تب بھی قاضی ابوجعفر نے اپنے معمولات میں فرق نہ آنے دیا۔ قیدی کی حیثیت سے بھی صبح منہ اندھیرے اٹھ کر نماز کی تیاری کرتے، اس کے بعد بلند آواز میں قرآنِ مقدس کی تلاوت شروع کرتے۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ جب وہ تلاوت کرتے تو حاکم غرناطہ عبداللہ کا پورا قصر گونجنے لگتا تھا۔ ہر شخص ان کی تلاوت کو نہایت ادب سے سنتا۔ کسی کے منہ سے آواز تک نہ نکلتی کہ کہیں کوئی آواز سن کر قاضی صاحب خاموش نہ ہو جائیں۔ اس طرح جہاں غرناطہ کے لوگ قاضی صاحب کے حق میں تھے، وہاں قصر کے اندر جو عبداللہ کے عزیز و اقارب اور خدام وغیرہ کام کرتے تھے وہ بھی قاضی صاحب کے حق میں ہو گئے۔ عبداللہ کے کان تک یہ بات پہنچی کہ خود اس کے اپنے عزیز و اقارب بھی قاضی ابوجعفر کی وجہ سے اس کے خلاف ہوتے جا رہے ہیں تو بڑا پریشان ہوا۔ اس موقع پر کچھ لوگوں نے اسے مشورہ دیا کہ اگر قاضی ابوجعفر کو فوراً رہا نہ کیا گیا تو عنقریب خدا کا غضب غرناطہ پر ٹوٹے گا۔

ان حالات کی خبر جب غرناطہ کے حکمران عبداللہ کی ماں کو ہوئی تو اس نے عبداللہ کو ڈرایا دھمکایا، کبھی عاجزی سے بیٹے کو سمجھایا اور کہا کہ قاضی ابوجعفر جیسے عالم دین کو رہا کر دے اور ان پر سختی نہ کرے ورنہ وہ خدا کے قہر و غضب سے بچ نہ سکے گا۔

Marfat.com

چنانچہ اپنی ماں کے ڈرانے دھمکانے پر عبداللہ نے قاضی ابوجعفر کو رہا کر دیا مگر اپنے کچھ کارندوں کو یہ حکم دیا کہ وہ قاضی ابوجعفر کی کڑی نگرانی کریں، ان کے ہر قدم، ہر فعل پر نگاہ رکھیں۔

انہی دنوں غرناطہ شہر میں مومل نام کا ایک شخص رہتا تھا۔ بڑا دیندار، متقی، پرہیز گار تھا۔ مسلم اُمہ کے لئے درد رکھنے والا تھا۔ اسے بھی خبر ہو چکی تھی کہ حاکم غرناطہ عبداللہ نے قاضی ابوجعفر کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ یہ مومل حاکم غرناطہ عبداللہ کے باپ کے دور میں اس کے لئے ایسی خدمات انجام دے چکا تھا جس کی وجہ سے عبداللہ کا باپ بادیز، مومل کی بڑی عزت اور احترام کرتا تھا۔

چنانچہ مومل کو جب خبر ہوئی کہ عبداللہ نے قاضی ابوجعفر کو رہا تو کر دیا ہے لیکن ان پر پہرہ لگا دیا ہے اور ان کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھنے کے لئے کہا گیا ہے تب اس نے ایک بہت بڑا فیصلہ کیا۔ وہ خود بھی قاضی ابوجعفر کا بڑا عقیدت مند تھا۔ چنانچہ ایک رات اس نے قاضی ابوجعفر کو غرناطہ سے بھاگ جانے میں مدد کی اور اس کی وجہ سے قاضی ابوجعفر غرناطہ سے نکل کر الکلیہ شہر کی طرف چلے گئے۔

وہاں پہنچ کر قاضی ابوجعفر نے سب سے پہلے کام یہ کیا کہ ایک خط امیر یوسف بن تاشفین کے نام لکھا۔ اس خط میں امیر یوسف بن تاشفین کے پاس سے روانہ ہونے کے بعد جو کچھ غرناطہ میں ان پر بیتی، اس کی تفصیل لکھی۔ خاصی عاجزی سے امیر یوسف بن تاشفین سے التجا کی کہ غرناطہ کے غیر ذمہ دار حکمران ہی نہیں، اُندلس کے دوسرے حکمران بھی اپنی چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم کر کے بیٹھ گئے ہیں۔ یہ سب آپس میں اتحاد و اتفاق نہیں رکھتے اور افونش کو جس وقت بھی موقع ملا، یکے بعد دیگرے ان کی نالائقیوں، ان کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ نہ صرف ان علاقوں پر قبضہ کر لے گا بلکہ اُندلس کے مسلمانوں کو غلام بنا کر رکھ دے گا۔

امیر یوسف بن تاشفین کو خط لکھنے کے ساتھ ساتھ قاضی ابوجعفر نے اُندلس کے قاضیوں اور فقیہوں کو بھی خطوط لکھے، جو کچھ ان پر بیتی تھی، اس کی تفصیل کے ساتھ ساتھ ان سے ایک ایسا فتویٰ بھی طلب کیا جس میں ملوک الطوائفی کی نالائقیاں بالخصوص بادیز کے دونوں پوتوں یعنی حاکم غرناطہ عبداللہ اور مالقہ کے حاکم تمیم کی غیر ذمہ داریوں کا ذکر کیا۔ اس لئے کہ تمیم اور عبداللہ دونوں بھائی ہی تھے۔

Marfat.com

چنانچہ قاضی ابوجعفر کے یہ خطوط جب مختلف علاقوں کے قاضیوں اور فقیہوں کے پاس پہنچے اور انہیں یہ خبر ہوئی کہ بادیز کے بڑے پوتے حاکم غرناطہ عبداللہ نے قاضی ابوجعفر کے ساتھ نہایت برا سلوک کیا ہے تو انہوں نے بھی اپنی طرف سے خطوط امیر یوسف بن تاشفین کو لکھے جس میں امیر یوسف بن تاشفین سے استدعا کی گئی تھی کہ امیر یوسف بن تاشفین کا فرض ہے کہ ایسے حکمرانوں کے خلاف حرکت میں آئے جو ہمارے محترم رسول ﷺ کی شرع کے خلاف کام کرتے ہیں۔ ان علاقوں کے مختلف قاضیوں اور فقیہوں نے امیر یوسف بن تاشفین کو لکھے جانے والے خطوط میں یہ بھی تحریر کیا کہ اُندلس کے مختلف حاکموں نے اپنی رعایا پر غیر اسلامی ٹیکس عائد کر رکھے ہیں، انہیں بھی منسوخ کرایا جائے۔

یوں غرناطہ کے قاضی ابوجعفر غرناطہ سے نکل کر شہر میں پُرسکون دن گزارنے لگے تھے۔

Marfat.com

❁

اشبیلیہ شہر میں ایک روز روانده اپنے باپ انیتش اور ماں اموسیہ کے ساتھ دیوان خانہ میں بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔ موضوع یہی تھا کہ افونش کے ساتھ امیر یوسف بن تاشفین کی جنگ ختم ہو چکی ہے اور اب شاید زکریا بن ادریس اشبیلیہ شہر کا رخ کرے۔ ابھی اسی موضوع پر گفتگو ہو رہی تھی کہ باہر دروازے پر دستک ہوئی۔ جواب میں انیتش اپنی جگہ پر اٹھا اور کہنے لگا۔

''میں دیکھتا ہوں کون ہے؟''

روانده فوراً اٹھی، اپنے باپ کا ہاتھ پکڑ کر اُسے دوبارہ نشست پر بٹھا دیا، باپ سے کہنے لگی۔

''بابا! آپ بیٹھیں۔ میں پوچھتی ہوں کہ دستک دینے والا کون ہے۔ میں دروازہ نہیں کھولوں گی، ویسے ہی پوچھوں گی، اگر کوئی اجنبی ہوا تو آپ کو بلا لوں گی۔''

انیتش مطمئن ہو گیا تھا۔ چنانچہ روانده دیوان خانہ سے نکلی، تیز تیز چلتی ہوئی صدر دروازے کے قریب گئی، دروازے کے ساتھ منہ لگا کر دھیمی ہلکی سی آواز میں اس نے پوچھا۔ ''کون ہے؟''

روانده کے اس استفسار کے جواب میں باہر سے مسکراتی ہوئی آواز آئی۔

''دروازہ کھولو تو پھر بتاؤں گا کہ میں کون ہوں؟''

روانده آواز کو پہچان گئی جو زکریا بن ادریس کی تھی۔ چنانچہ اس آواز کو سن کر روانده کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ آنکھوں میں چمک، لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ ایک دم اس نے دروازہ کھول دیا۔ سامنے زکریا بن ادریس اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے کھڑا تھا۔ قبل اس کے کہ روانده اپنے جذبات، اپنے احساسات کا اظہار کرتی، انیتش اور

Marfat.com

اموسیہ بھی دیوان خانہ سے نکل کر برآمدے میں آ گئے تھے۔ روانده نے اپنی بے پناہ خوشی پر قابو پایا، کچھ کہنے ہی لگی تھی کہ مسکراتے ہوئے زکریا بن ادریس بول اٹھا۔

''اب تم دروازے کے بیچ ہی میں کھڑی رہو گی یا مجھے اندر آنے کے لئے بھی کہو گی؟ ایسا لگتا ہے کہ تم مجھے باہر ہی کھڑا کرنا چاہتی ہو۔''

زکریا بن ادریس کے ان الفاظ پر روانده چونک سی پڑی تھی، ایک دم ایک طرف ہو گئی۔ زکریا بن ادریس حویلی میں داخل ہوا۔ اسے دیکھتے ہی اموسیہ اور انیتش بھی اس کی طرف لپکے۔ دونوں نے زکریا بن ادریس کو پیار کیا۔ اس موقع پر انیتش نے اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر اصطبل کی طرف لے جانا چاہا لیکن زکریا بن ادریس نے اسے اپنے گھوڑے کی باگ نہیں دی بلکہ سنجیدگی میں کہنے لگا۔

''کیا آپ ایسا کرتے ہوئے اچھے لگتے ہیں؟ کیا یہ عمل میرے لئے باعثِ شرمندگی نہ ہو گا کہ میں یہاں کھڑا رہوں اور آپ میرے گھوڑے کی باگ پکڑ کر اصطبل کی طرف لے جائیں۔ کم از کم میں آپ کو ایسا نہیں کرنے دوں گا۔''

زکریا بن ادریس کے یہ الفاظ سن کر اموسیہ اور روانده دونوں ماں بیٹی خوشی کا اظہار کر رہی تھیں۔ اس موقع پر روانده آگے بڑھی۔ جب اس نے بھی زکریا بن ادریس سے اس کے گھوڑے کی باگ لینا چاہی تب زکریا بن ادریس نے پہلے نفی میں گردن ہلائی، پھر کہنے لگا۔

''روانده! یہ تمہارا کام بھی نہیں ہے۔ میں اس حویلی کے محل وقوع سے واقف ہوں۔ میں خود گھوڑے کو اصطبل میں باندھتا ہوں۔''

چنانچہ انیتش اور اموسیہ وہیں کھڑے رہے۔ زکریا بن ادریس اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے جب اصطبل کی طرف گیا تو روانده بھی اس کے ساتھ ہو لی تھی۔

جونہی زکریا بن ادریس وہاں گھوڑے کو باندھنے لگا، روانده فوراً جلدی جلدی حرکت میں آئی، نیچے جھک کر اس نے گھوڑے کی زین کا بند کھولا۔ جس وقت وہ زین اتار کر اصطبل میں ایک اونچی جگہ رکھ رہی تھی، زکریا بن ادریس نے تیز نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''کیا تمہارے لئے ایسا کرنا ضروری اور لازم تھا؟''

روانده نے زین وہاں رکھنے کے بعد پلٹ کر زکریا بن ادریس کی طرف دیکھا، پھر

Marfat.com

کہنے لگی۔

''ہاں! میرے لئے ایسا کرنا ضروری اور لازم ہے۔ اس لئے کہ میرا آپ سے ایک تعلق، ایک رشتہ ہے اور اس رشتہ کے تحت آپ کا کام کرنا میرا فرض ہے۔''

زکریا بن ادریس مسکرایا اور کہنے لگا۔

''اچھا یہ بات ہے تو زین کے ساتھ جو میری دو خرجینیں ہیں وہ بھی اتار لو۔'' اتنی دیر تک زکریا بن ادریس گھوڑے کا دہانہ اتارنے لگا تھا۔

روانده فوراً حرکت میں آئی۔ قریب ہی لکڑی کی ایک بڑی ناب میں دانہ ملا بھس بھرا ہوا تھا، اس میں سے چھوٹی سی ایک ٹوکری میں بھس ڈال کر روانده نے وہ ایک طرف رکھی۔ چارے کی بڑی ناب کے قریب ہی لکڑی کا پانی کا ایک حوض تھا جس میں سے کچھ پانی لے کر روانده نے پہلے گھوڑے کو پانی پلایا، پھر جو چارہ اس نے ٹوکری میں ڈالا تھا، وہ چارہ اس نے گھوڑے کو ڈال دیا۔ گھوڑے کا دہانہ اتارنے کے بعد روانده کی یہ ساری کارروائی زکریا بن ادریس بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ جب وہ فارغ ہوئی تب میٹھی آواز میں روانده کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے خیال میں جو کام تم کرنا چاہتی تھیں، وہ تو کر چکیں۔ اب آؤ بابا اور اماں کی طرف چلیں۔''

روانده نے ہاتھ صاف کیے اور چپ چاپ زکریا بن ادریس کے ساتھ ہو لی تھی۔ انیتش اور اموسیہ دونوں میاں بیوی اس وقت تک حویلی کے صحن ہی میں کھڑے تھے۔ جب زکریا بن ادریس اور روانده دونوں ان کے قریب آئے تب چاروں دیوان خانہ کی طرف بڑھے اور وہاں نشستوں پر بیٹھ گئے تھے۔ سب سے پہلے گفتگو کا آغاز روانده نے کیا اور زکریا بن ادریس کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''امیر! یوسف بن تاشفین اور افونش کے درمیان جو لڑائیوں کا سلسلہ شروع ہوا تھا، اس کی اطلاع اشبیلیہ میں پہنچتی رہی ہے۔ میں آنے والوں سے بابا کے ذریعے اکثر آپ کی کارروائیوں سے متعلق بھی سوال کرتی رہتی تھی۔ میں آپ کو ان جنگوں میں بہترین کارگزاری پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ سب سے زیادہ میں اس بات پر خوش ہوں کہ آپ نے انفرادی مقابلہ میں گاتھا اور دادیق جیسے خونخوار تیغ زنوں کو اپنے سامنے زیر کر کے رکھا۔''

Marfat.com

یہاں تک کہنے کے بعد روانده جب خاموش ہوئی تب کچھ دیر کی خاموشی کے بعد کسی قدر سنجیدگی میں روانده کا باپ انیتش، زکریا بن ادریس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''بیٹے! اب تم آئے ہو تو کتنا عرصہ یہاں اشبیلیہ میں قیام کرو گے؟''

جواب میں زکریا بن ادریس مسکرایا اور کہنے لگا۔

''بابا! بات یہ ہے کہ میں چند دن سے زیادہ یہاں قیام نہیں کر پاؤں گا۔ اس لئے کہ ایسا کرنا میرے لئے امیر یوسف بن تاشفین کا حکم ہے۔''

اس کے بعد بڑی احتیاط کے ساتھ زکریا بن ادریس نے امیر یوسف بن تاشفین سے رخصت ہوتے وقت جو گفتگو ہوئی تھی، اس کی تفصیل کہہ دی تھی۔

یہ تفصیل جان کر جہاں روانده کے چہرے پر حیا کی سرخ لہریں رقص کر گئی تھیں وہاں اس کا باپ انیتش اور ماں اموسیہ بھی بے پناہ خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ اس کے بعد انیتش اپنی خوشی پر قابو پاتے ہوئے کہنے لگا۔

''بیٹے! امیر یوسف بن تاشفین نے ہم دونوں میاں بیوی کے دل کی بات کو کہنا آسان کر دیا ہے۔ بیٹے! اس موضوع پر میں اور اموسیہ دونوں خود ہی گفتگو کرنا چاہتے تھے لیکن اچھا ہوا ہم دونوں میاں بیوی کی مشکلات آسان ہو گئیں۔ اس موضوع کی ابتداء خود ہی امیر یوسف بن تاشفین کی طرف سے ہو گئی۔ بیٹے! جو گفتگو تم نے امیر یوسف بن تاشفین کے حوالے سے کی ہے، اس کے مطابق تم صرف چند روز یہاں اشبیلیہ میں قیام کرو گے۔ میں چاہتا ہوں تمہارے اس قیام کے دوران تمہاری اور روانده کی باقاعدہ منگنی کا اہتمام کر دیا جائے۔ میرے بیٹے! اس طرح تمہارے اور روانده کے درمیان ایک رشتہ طے ہو جائے گا۔ آس پاس کے لوگوں کے علاوہ شہر کے لوگوں میں بھی یہ بات عام ہو جائے گی کہ روانده تمہاری منسوبہ ہے۔ اس لئے کہ تم اب اشبیلیہ ہی نہیں، اندلس کے بہترین اور صف اوّل کے سالاروں میں شمار کئے جانے لگے ہو۔ بیٹے! تمہارے ساتھ رشتہ طے ہونا صرف میرے اور میری بیوی اموسیہ ہی کے لئے خوشی کا باعث نہیں بلکہ یہ میری بیٹی روانده کی بھی خوش قسمتی اور خوش بختی ہے۔ بیٹے! روانده کے مزاج سے اب تم بھی آگاہ ہو چکے ہو، اس کے باوجود میں تمہیں یقین دلاتا ہوں یہ تمہیں خوش اور پُرسکون رکھے گی۔''

یہاں تک کہنے کے بعد انیتش جب خاموش ہوا تب زکریا بن ادریس نے اپنی

Marfat.com

خرجین کے اندر ہاتھ ڈال کر نقدی کی ایک تھیلی نکالی اور وہ تھیلی اس نے انیتش کی گود میں رکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''بابا! یہ نقدی کی تھیلی رکھئے۔ یہی وہ تھیلی ہے جس کا میں نے اپنی گفتگو کے دوران ذکر کیا ہے، جو مجھے امیر یوسف بن تاشفین نے دی تھی۔ اپنے قریب اور گرد و نواح میں کسی حویلی پر نظر رکھئے گا۔اور جو بکنے والی ہو، اسے خرید لیجئے گا۔''

جواب میں انیتش غور اور کسی قدر جواب طلب انداز میں زکریا بن ادریس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''بیٹے! نقدی کی تھیلی تم اپنے پاس محفوظ رکھو۔ حویلی خریدنے کی کیا ضرورت ہے بیٹے؟ جس حویلی میں اس وقت ہم بیٹھے ہیں، یہ روانده ہی کے نام ہے۔ بیٹے! اب ہم دونوں میاں بیوی روانده اور تم میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ لہٰذا جو چیز روانده کی ملکیت ہے وہ تمہاری ملکیت بھی ہے۔ اس لئے کہ جب تم دونوں کے درمیان رشتہ طے ہو جائے گا تو روانده بذاتِ خود تمہاری ملکیت ہو جائے گی۔ بیٹے! میں سمجھتا ہوں......''

یہاں تک کہتے کہتے انیتش کو رک جانا پڑا اس لئے کہ بیچ میں زکریا بن ادریس بول پڑا اور کہنے لگا۔

''بابا! یہ جو نقدی اس تھیلی میں ہے اس سے ایک چھوڑ دو حویلیاں خریدی جا سکتی ہیں۔ بابا! حویلی کا خریدنا ضروری ہے اور حویلی اپنے آس پاس ہی خریدیئے گا۔ بابا! میری اور روانده کی جب شادی ہو تو شادی کے بعد روانده اپنی حویلی میں منتقل ہو گی۔ جب میری اور اس کی شادی ہو تو لوگ کم از کم یہ نہ کہیں کہ روانده کی شادی جس شخص سے ہوئی ہے اس کے پاس تو رہنے کے لئے حویلی تو دُور چھپر نہیں ہے۔ بابا! میں ایسا نہیں چاہتا۔ اس لئے کہ اگر ایسا ہو گا تو روانده کسر نفسی کا شکار ہو گی اور میں کم از کم روانده کو کسر نفسی کا شکار نہیں ہونے دوں گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جو آپ کی حویلی ہے، وہ بھی روانده کی ہے لیکن اس کے علاوہ کوئی ایسی بھی حویلی ہونی چاہئے جس سے متعلق روانده کہہ سکے کہ یہ حویلی میرے شوہر کی ہے۔ اس طرح یہاں کے لوگوں ہی نہیں، جاننے والوں کی نگاہوں میں بھی روانده کی عزت اور اس کا احترام بڑھے گا۔''

اس موقع پر روانده بڑے فخریہ اور توصیفی انداز میں زکریا بن ادریس کی طرف دیکھے جا رہی تھی۔ اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے کچھ کہنا چاہتی تھی کہ زکریا بن ادریس

Marfat.com

نے اپنی خرجین میں ہاتھ ڈالا اور ایک تھیلی اس نے اور نکالی۔ اس تھیلی کا منہ کھول کر دیکھا، مسکرایا پھر انیتش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''بابا! اگر آپ اور اماں کی اجازت ہو تو اس موقع پر میں روانده کو کچھ دوں۔ اس لئے کہ ہم دونوں کے درمیان اب آپ اور وقت نے ایک رشتہ طے کر دیا ہے۔''

زکریا بن ادریس کے ان الفاظ پر اموسیہ اور انیتش مسکرا دیئے تھے۔ پھر انیتش کہنے لگا۔ ''بیٹے! روانده تو اب ہمارے پاس تمہاری امانت ہے۔ یہ تمہاری زندگی کی ساتھی ہے۔ اگر تم دونوں آپس میں لین دین کا کوئی معاملہ کرتے ہو تو اس سلسلے میں ہم دونوں میاں بیوی کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔''

انیتش کے ان الفاظ سے زکریا بن ادریس خوش ہو گیا تھا۔ اپنی جگہ سے اٹھا اور جو تھیلی اس کے ہاتھ میں تھی وہ اس نے آگے بڑھ کر روانده کی گود میں رکھ دی تھی۔ روانده کچھ دیر تک مسکراتی رہی، پھر اس تھیلی کو اس نے پکڑا، اس کا منہ کھول کر دیکھا، اندر سنہرے سکوں اور نقدی کے علاوہ کچھ جواہرات بھی تھے۔ اپنی رائے کا اظہار کرنا ہی چاہتی تھی کہ اسے مخاطب کر کے زکریا بن ادریس بول اٹھا۔

''یہ تھیلی جو میں نے روانده کی گود میں رکھی ہے، یہ مالِ غنیمت میں سے میرا حصہ ہے۔ بابا! میرا حصہ روانده ہی کا حصہ ہے۔ اس لئے میں اسی کے حوالے کر رہا ہوں۔''

زکریا بن ادریس جب خاموش ہوا تب روانده اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''آپ زیادہ سے زیادہ کتنے دن اشبیلیہ میں قیام کریں گے؟''

جواب میں زکریا بن ادریس نے کچھ سوچا، پھر کہنے لگا۔

''زیادہ سے زیادہ تین یا چار دن قیام کروں گا، اس سے زائد نہیں۔ اس کے بعد میں اشبیلیہ سے کوچ کر کے واپس امیر یوسف بن تاشفین کے لشکر میں جاؤں گا اور یہ بات امیر یوسف بن [illegible]ین نے معتمد سے بھی کہہ دی ہے کہ زکریا بن ادریس واپس ان کے لشکر میں جا[illegible]نا۔''

زکریا بن ادر[illegible] جب خاموش ہوا تب روانده نے کچھ سوچا، پھر کہنے لگی۔

''جتنے دن [illegible] آپ نے اشبیلیہ میں قیام کرنا ہے، اب آپ سرائے میں اپنا قیام نہیں رکھیں گے۔ آپ کی آمد سے پہلے جنگوں کے علاوہ آپ کی ذات سے متعلق ہی گفتگو ہو رہی تھی۔ چند دن پہلے بھی اس موضوع پر گھر میں گفتگو ہوئی تھی اور اس گفتگو

Marfat.com

کے نتیجہ میں حویلی کے اندر ایک کمرہ آپ کی رہائش کے لئے مختص کر دیا گیا تھا۔ لہٰذا اب سرائے میں نہیں، اس حویلی کے اسی کمرے میں قیام کریں گے جو آپ کے لئے مختص ہے۔"

جواب میں زکریا بن ادریس کہنے لگا۔ "جیسا تم چاہو گی روانده! ویسا ہی ہو گا۔"

زکریا بن ادریس کا جواب سن کر روانده کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ وہ اُٹھی اور کہنے لگی۔

"آپ کو بھوک لگی ہو گی۔ میں کھانا تیار کرتی ہوں۔"

اس پر اموسیہ بھی اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑی ہوئی، کہنے لگی۔

"بیٹی! تم یہیں بیٹھو۔ وہاں پر زکریا کے پاس بیٹھ کر باتیں کرو۔ کھانا میں تیار کر لیتی ہوں۔"

جواب میں روانده نے نفی میں گردن ہلائی، اپنی ماں کا بازو پکڑ کر اس نے دوبارہ نشست پر بٹھایا، پھر کھانا تیار کرنے کے لئے وہ دیوان خانہ سے نکل گئی تھی۔

دوسرے روز شہر کے کچھ معززین اور ہمسائیوں کی موجودگی میں زکریا بن ادریس اور روانده کی باقاعدہ منگنی ہی نہیں بلکہ نکاح کا بھی اہتمام کر دیا گیا تھا۔ فیصلہ یہ کیا گیا تھا کہ زکریا بن ادریس کے لئے نئی حویلی خریدنے کے بعد دونوں کی شادی کر کے نئی حویلی میں منتقل کر دیا جائے گا۔

اس طرح اس منگنی اور نکاح کے تین دن بعد زکریا بن ادریس واپس امیر یوسف بن تاشفین کے لشکر کی طرف چلا گیا تھا۔

Marfat.com

❁

غرناطہ کے محترم قاضی ابوجعفر کی طرف سے خط ملنے کے بعد امیر یوسف بن تاشفین کو غرناطہ کے حاکم عبداللہ کے اس روّیہ پر بڑا دکھ اور افسوس ہوا۔ اُسے اس بات کی بھی تکلیف ہوئی کہ مالقہ کا حکمران تمیم جو غرناطہ کے حکمران عبداللہ کا بھائی تھا، وہ بھی اپنے بھائی عبداللہ کی طرف داری کرتے ہوئے قاضی ابوجعفر کے خلاف ہی روّیہ اختیار کئے ہوئے تھا۔ یہ صورتِ حال یقیناً افونش کے مقابلے میں مسلمانوں کے لئے بڑی تکلیف دہ تھی۔ چنانچہ امیر یوسف بن تاشفین نے اس قضیہ اور فتنہ کو دور کرنے کا ارادہ کرلیا۔ اس مقصد کے لئے اس نے اپنے لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ لے کر وہ خود غرناطہ کی طرف بڑھا اور باقی تین حصوں کو اپنے پیچھے پیچھے آنے کے لئے کہا۔ ایسا امیر یوسف بن تاشفین نے اس لئے کیا تھا کہ کہیں غرناطہ کا حکمران عبداللہ یہ نہ سمجھے کہ امیر یوسف بن تاشفین غرناطہ پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے۔

لیکن حالات کی بدقسمتی کہ غیر ذمہ دار عبداللہ نے نامعقول روّیہ اختیار کرتے ہوئے غرناطہ کی طرف امیر یوسف بن تاشفین کی پیش قدمی کو یہی سمجھا کہ امیر یوسف بن تاشفین غرناطہ پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے۔ حالانکہ حقیقت اس کے خلاف تھی۔ امیر یوسف بن تاشفین نے اگر غرناطہ پر حملہ آور ہونا ہوتا تو وہ اپنے لشکر کو چار حصوں میں تقسیم نہ کرتا۔ پورے لشکر کے ساتھ غرناطہ پر وارد ہوتا اور لمحوں کے اندر فتح کر لیتا۔ عالم اسلام کا وہ سپہ سالار، مسلم قوم کا وہ رجلِ عظیم جس نے افونش کی اتنی بڑی قوت کو پاش پاش کر کے رکھ دیا تھا، غرناطہ کا حکمران اس کے سامنے کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتا تھا۔ اس کے باوجود غرناطہ کے حکمران عبداللہ نے غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی جنگی تیاریوں کو آخری شکل دے دی تھی۔ ساتھ ہی اس نے تیز رفتار قاصد مالقہ میں اپنے

Marfat.com

بھائی تمیم کو بھجوا دیئے تھے کہ اگر یوسف بن تاشفین سے اس کا ٹکراؤ ہو تو وہ امیر کے خلاف اس کی مدد کرے۔

اس کے علاوہ عبداللہ نے اس موقع پر سب سے برا اور جو گھناؤنا فعل کیا، وہ یہ کہ اس نے امیر یوسف بن تاشفین کے خلاف افونش سے مدد بھی طلب کر لی۔ ساتھ ہی اس نے بھاری رقوم خرچ کرتے ہوئے ہر قسم کے اہلِ حرفہ کو جن میں سوداگر، جولاہے اور دوسرے لوگ شامل تھے، اپنے لشکر میں بھرتی کرنا شروع کر دیا تھا۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ امیر یوسف بن تاشفین غرناطہ کے حکمران عبداللہ کے خلاف نہ کوئی پیش قدمی کرنا چاہتا تھا اور نہ ہی اس پر حملہ آور ہونا چاہتا تھا۔ دوسری طرف غرناطہ کا حکمران عبداللہ اب اپنے دادا بادیز سے کسی بات میں بھی نہ ملتا تھا۔ بادیز ایک جاہل مگر نہایت مضبوط دل و دماغ کا آدمی تھا۔ عبداللہ کسی قدر لکھا پڑھا ضرور تھا، عربی خاصی بول لیتا تھا بلکہ عربی میں شعر بھی کہتا تھا، خوش نویس اعلیٰ درجے کا تھا اور اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن مجید ایک عرصہ تک غرناطہ میں محفوظ رہا۔ لیکن حوصلے کا ضعیف، آرام طلب اور کاہل الوجود تھا۔ مرد ایسا تھا جو عورت کے لئے مطلق دلکش نہ ہو۔ تلوار دیکھ کر ڈر جاتا تھا اور تذبذب ہر بات میں اتنا تھا کہ جو پاس آتا، اسی سے صلاح و مشورہ کرنے لگتا تھا۔

چنانچہ جب اسے خبر ہوئی کہ قاضی ابو جعفر نے اس کے خلاف ایک خط امیر یوسف بن تاشفین کو لکھ دیا ہے تب غرناطہ کے حکمران عبداللہ نے اس نازک موقع پر اپنے سارے امراء اور ارکینِ سلطنت کا اجلاس طلب کر لیا۔ جب سب لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے تب سب سے پہلے عبداللہ نے پیرانہ سال مول سے جس نے عبداللہ کے دادا بادیز کی کوئی بڑی خدمت انجام دی تھی، کی صلاح پوچھی۔

مول نے حاکم غرناطہ عبداللہ کو سمجھایا کہ امیر یوسف کوئی ارادہ اس کے خلاف ایسا نہیں رکھتا جس سے دشمنی ثابت ہوتی ہو۔ لہٰذا عبداللہ کو چاہئے کہ امیر المسلمین یوسف بن تاشفین کے استقبال کو جائے تاکہ اسے معلوم ہو جائے کہ عبداللہ اس پر اعتماد رکھتا ہے۔ مول کی یہ صلاح اور اس کا یہ مشورہ عبداللہ کو ناگوار گزرا۔ چنانچہ جب مول کو یہ معلوم ہوا کہ اس کی صلاح عبداللہ کو ناگوار گزری ہے اور حاکم عبداللہ امیر یوسف بن تاشفین سے لڑنے کو تیار ہے تب ایک بار پھر اس نے عبداللہ کو سمجھایا اور اس پر انکشاف

Marfat.com

کیا کہ امیر یوسف بن تاشفین کا مقابلہ ناممکن ہے۔

گو مومل کی یہ نصیحت بالکل درست تھی اور عبداللہ کسی بھی صورت امیر یوسف بن تاشفین کا مقابلہ نہیں کرسکتا تھا۔ اس کے علاوہ اس کی مجلس کے پرانے، تجربہ کار اراکین اور دوسرے امرائے سلطنت نے بھی مومل کی اس صلاح سے اتفاق کیا تھا لیکن عبداللہ کو بوڑھے مومل کی خیرخواہی میں شبہ تھا اور وہ خیال کرتا تھا کہ قاضی ابوجعفر جن کے ساتھ عبداللہ کی دشمنی شروع ہو چکی تھی، وہ مومل سے ملے ہوئے ہیں۔ قاضی ابوجعفر جس وقت غرناطہ سے فرار ہوئے تھے تو یہ سمجھ کر کہ مومل کے اشارے سے ایسا ہوا ہے، عبداللہ اب اس بوڑھے نمک خوار کو بہت برا بھلا کہہ چکا تھا اور اس کی نیت پر شبہ بھی کرنے لگا تھا۔

غرض عبداللہ حاکم غرناطہ نے اپنے اس مخلص بوڑھے مومل کی نصیحت کو ایک دھوکا خیال کیا، چونکہ اسے کچھ لالچی امیروں اور نوجوان جذباتی صلاح کاروں اور مشیروں نے اس غلط فہمی میں ڈال دیا تھا کہ امیر یوسف بن تاشفین غرناطہ کی طرف یونہی نہیں آرہا، وہ غرناطہ پر حملہ آور ہوگا۔ چنانچہ اپنے ان نوجوان صلاح کاروں اور غیر ذمہ دار دوستوں ہی کے ایماء پر عبداللہ نے یہ ارادہ کرلیا کہ تلوار کا جواب تلوار سے دیا جائے گا۔

مومل کے علاوہ بہت سے برگزیدہ مسلمان اُمراء نے عبداللہ کو سمجھایا کہ وہ امیر یوسف بن تاشفین کے خلاف حرکت میں نہ آئے۔ اس طرح اُندلس کے اندر مسلمانوں میں نفاق اور بے چینی پیدا ہوگی۔ لیکن جب عبداللہ نے ان سب کی بری فضیحت کی تو وہ اس کی حرکتوں سے مجبور ہوکر غرناطہ سے نکل گئے۔

چنانچہ مومل اور اس کے ہم خیال رات کے وقت غرناطہ سے نکل کر پہلے لُوشہ شہر کی طرف گئے اور وہاں شہر کے لوگوں کو اپنا ہم خیال بنا کر ایک طرح سے شہر پر انہوں نے قبضہ کر کے وہاں امیر یوسف بن تاشفین کی حکومت کا اعلان کر دیا۔

حاکم غرناطہ عبداللہ نے اس موقع پر ایک اور غلطی کی کہ ان لوگوں کے مقابلے کے لئے ایک خاصا بڑا لشکر بھیجا۔ ان لوگوں نے کوئی جوابی کارروائی نہیں کی بلکہ پُرامن رہے جس کے نتیجہ میں عبداللہ کے لشکریوں نے ان سب کو گرفتار کرلیا۔ چنانچہ لوشہ سے وہ سب غرناطہ لائے گئے۔ غرناطہ کے بازاروں میں ان کی تشہیر اس طرح کی گئی کہ گویا وہ بہت ہی بری قسم کے مجرم ہوں۔ حاکم غرناطہ انہیں بدترین شکست دینا چاہتا تھا کہ عین اسی دوران امیر یوسف بن تاشفین کے کچھ قاصد غرناطہ شہر میں داخل ہوئے اور انہوں

Marfat.com

نے عبداللہ کو امیر یوسف بن تاشفین کا یہ پیغام پہنچایا کہ ان سب لوگوں کو باعزت طور پر بری کر دیا جائے۔

کشمکش کے انہی دنوں میں حاکم غرناطہ عبداللہ ایک روز غرناطہ کے قصر میں بیٹھا تھا کہ اس کا چوبدار سامنے آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''مالک! افونش کی طرف سے ایک پادری اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہے۔''

ان الفاظ پر عبداللہ چونکا تھا اس لئے کہ اس نے اپنے کچھ قاصد افونش کی طرف امیر یوسف بن تاشفین کے خلاف مدد کے لئے بھیجے تھے۔ چنانچہ وہ یہی سمجھا کہ اس کی مدد کرنے کے لئے افونش نے کوئی پیغام بھیجا ہے۔ چنانچہ اپنے چوبدار کو اس نے حکم دیا کہ پادری کو فوراً اس کے سامنے پیش کیا جائے۔

چنانچہ تھوڑی دیر بعد مرکس نام کے ایک پادری کو اس کے ساتھیوں کے ساتھ عبداللہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ عبداللہ نے شاندار انداز میں ان کا استقبال کیا۔ پُرجوش انداز میں ان سے ملا، بڑے طریقے و سلیقے کے ساتھ انہیں نشستوں پر بیٹھنے کے لئے کہا۔ جب وہ بیٹھ گئے تب پادری مرکس کو مخاطب کرتے ہوئے عبداللہ کہنے لگا۔

''کیا آپ مجھے تفصیل بتائیں گے جس کے تحت آپ میری طرف آئے ہیں؟ اس لئے کہ میں نے افونش سے یوسف بن تاشفین کے خلاف مدد طلب کی تھی۔''

پادری مرکس کو سارے حالات کا علم تھا چنانچہ وہ بات بناتے ہوئے کہنے لگا۔

''ان حالات میں افونش آپ کی مدد کرنے کے قابل نہیں ہے۔ آپ جانتے ہیں اسے ایک نہیں، تین بار یوسف بن تاشفین کے ہاتھوں بدترین شکست کا سامنا ہوا ہے جس کی وجہ سے اس کا لشکر ایک طرح سے کچلا اور مسلا گیا ہے اور وہ خود اور اس کے لشکری اس وقت اس حالت میں نہیں کہ آپ کی مدد کرتے ہوئے ایک بار پھر یوسف بن تاشفین سے ٹکرائیں۔ تاہم انہوں نے مجھے اور میرے ان ساتھیوں کو ضرور بھیجا ہے۔ ہمارے ساتھ کچھ لڑکیاں بھی ہیں، انہیں ہم نے ایک محفوظ جگہ رکھا ہے۔ وہ لڑکیاں بہت حسین اور خوبصورت ہیں۔ ہم سب مل کر یوسف بن تاشفین کے لشکر میں اپنے کام کی ابتداء کریں گے۔ اس کے بڑے بڑے سالاروں کو بہکائیں گے، ان میں سے جو بھی ہمارے بہکاوے میں آ گیا اسے قیمتی تحائف پیش کریں گے اور جو نہ آیا، اس کا ہم کام

Marfat.com

بھی تمام کر سکتے ہیں۔ بس آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا مقصد یہ ہے کہ آپ ہمیں غرناطہ میں قیام کرنے کی اجازت دے دیں۔ غرناطہ میں ہمارے کچھ جاننے والے عیسائی گھرانے ہیں، انہوں نے ہماری ان لڑکیوں کے لئے جو ہمارے ساتھ آئی ہیں، ایک حویلی خالی کر دی ہے۔ میں آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ ہمیں غرناطہ شہر میں رہنے اور امیر یوسف بن تاشفین اور اس کے سالاروں اور اس کے مفادات کے خلاف کام کرنے کی اجازت دے دیں۔"

مرکس جب خاموش ہوا تب عبداللہ بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"یہ تو تم میرے ہی مطلب کی بات کر رہے ہو۔ تم لوگ یہاں رہ بھی سکتے ہو۔ اگر تمہارے لئے رہائش کا کوئی عمدہ انتظام نہیں تو اس کا بہترین انتظام بھی کر دیا جائے گا بلکہ میں تو اس سلسلے میں تمہاری مدد بھی کروں گا۔ بہر حال میں چاہوں گا کہ تم لوگ اپنی لائی ہوئی لڑکیوں کے ساتھ غرناطہ میں قیام کرو اور یوسف بن تاشفین کے لشکر کے خلاف حرکت میں آ جاؤ۔"

عبداللہ کا یہ نامعقول جواب سن کر مرکس اور اس کے ساتھی خوش ہو گئے تھے۔ پھر وہ عبداللہ سے اجازت لے کر وہاں سے نکل گئے۔ مرکس اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ جو لڑکیاں آئی تھیں، ان لڑکیوں میں افونش کی حسین و خوب صورت بیٹی مغریتا بھی شامل تھی۔

امیر غرناطہ، امیر یوسف بن تاشفین کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنی عسکری اور جنگی تیاریوں کو اپنے عروج پر لے آیا تھا لیکن اندر ہی اندر وہ امیر یوسف بن تاشفین سے خوف زدہ بھی تھا اور اس خواہش کا بھی اظہار کرتا تھا کہ یہ ٹکراؤ نہ ہی ہو تو اچھا ہے۔ دوسری طرف مؤرخین یہ بھی کہتے ہیں کہ خود غرناطہ کی رعایا، امیر غرناطہ عبداللہ سے دل میں ناراض تھی اور بہت شوق سے غرناطہ کے سب لوگ امیر یوسف بن تاشفین کی آمد کے منتظر تھے۔ مؤرخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ غرناطہ کے ان گنت لوگ ہر روز شہر سے باہر نکل کر امیر یوسف بن تاشفین کا انتظار کرنے لگے تھے۔

آخر 14 رمضان 483 ہجری اتوار کا دن آیا جس روز امیر یوسف بن تاشفین غرناطہ سے صرف آٹھ میل کی مسافت پر رہ گیا۔

یہ صورتِ حال یقیناً حاکم غرناطہ عبداللہ کے لئے بڑی حوصلہ شکن تھی۔ چنانچہ ان

Marfat.com

حالات پر قابو پانے کے لئے عبداللہ نے پھر اپنے اراکینِ مجلس کا اجلاس طلب کیا۔ چنانچہ سب امراء اور اپنے سالاروں سے عبداللہ نے مشورہ کیا تو سب لوگوں نے رائے دی کہ امیر یوسف کا مقابلہ کر کے شہر کو بچانا بے سود ہو گا اور اس بات کا خیال بھی دل میں نہیں لانا چاہئے۔ اور کسی بھی صورت امیر یوسف بن تاشفین سے ٹکراؤ نہیں ہونا چاہئے۔ اس لئے کہ امیر یوسف بن تاشفین افریقہ سے اپنے سارے معاملات کو پس پشت ڈالنے کے بعد اندلس کے مسلمانوں کی مدد کے لئے آیا ہے۔

مؤرخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ عبداللہ نے جب یہ مجلس طلب کی تو اس مجلس میں اس کی ماں بھی موجود تھی۔ چنانچہ جب سب اپنی اپنی رائے کا اظہار کرنے لگے تب عبداللہ کی ماں بھی اپنے بیٹے عبداللہ کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"بیٹا! تیرے لئے سلامتی کی بس یہی صورت ہے کہ امیر یوسف بن تاشفین کے استقبال کو جا۔ وہ تیرا عم زاد ہے۔ یعنی تُو بھی بربر ہے اور امیر یوسف بن تاشفین بھی بربر ہے۔ وہ تجھ سے اچھی طرح ملے گا اور تیری بہت عزت کرے گا۔"

چنانچہ اپنی ماں کا عبداللہ نے کہا مان لیا۔ دوسری طرف عبداللہ نے جو قاضی ابوجعفر کی بے عزتی اور اہانت کی، اس کی وجہ سے امیر یوسف بن تاشفین عبداللہ سے انتہا درجہ کا برہم بھی تھا۔ بہرحال امیرِ غرناطہ عبداللہ اپنی ماں کے ساتھ ایک بڑے جلوس کی صورت میں غرناطہ شہر سے نکلا اور یوسف بن تاشفین کے استقبال کو اس کے پڑاؤ کی طرف بڑھا جو اس نے غرناطہ سے آٹھ میل کے فاصلے پر لگا رکھا تھا۔

اس موقع اور اس صورتِ حال کی منظر کشی کرتے ہوئے مؤرخین لکھتے ہیں:

"عبداللہ جس وقت اپنے سواروں کے ساتھ امیر یوسف بن تاشفین سے ملنے کے لئے گیا تو اس کے چاروں طرف مسلح جوان تھے۔ سب کے سروں پر سفید عمامے تھے، نہایت عمدہ گھوڑوں پر وہ سوار تھے۔ ایسے گھوڑے جن پر زری کا سامان تھا۔"

چنانچہ غرناطہ کا حاکم عبداللہ جب امیر یوسف بن تاشفین کے پڑاؤ میں داخل ہونے کے بعد اس کے سامنے آیا تب عبداللہ گھوڑے سے اُترا اور امیر یوسف بن تاشفین سے کہنے لگا۔

"اگر کسی وجہ سے میں نے امیر المسلمین کو ناخوش کیا ہے تو معافی دی جائے۔"

Marfat.com

اس پر امیر یوسف بن تاشفین نے قاضی ابو جعفر کے سلسلہ میں اس سے سرزنش کی۔ اس موقع پر عبداللہ کی حالت دیکھتے ہوئے امیر یوسف بن تاشفین کو بے حد دکھ اور صدمہ بھی ہوا۔ اس لئے کہ حاکم غرناطہ عبداللہ اپنے ساتھ جن مسلح دستوں کو لے کر آیا تھا ان میں سے اکثریت نصرانیوں کی تھی۔ اس صورتِ حال نے عبداللہ سے متعلق امیر یوسف بن تاشفین کو شبہات میں ڈال دیا تھا۔ چنانچہ قاضی ابو جعفر کے سلسلے میں جب امیر یوسف بن تاشفین نے عبداللہ سے گفتگو کی تو عبداللہ قاضی ابو جعفر سے برا اور ناروا سلوک رکھنے کی کوئی وجہ نہ بتا سکا۔ اس کے علاوہ امیر یوسف بن تاشفین کے پاس یہ بھی خبر پہنچ چکی تھی کہ حاکم غرناطہ عبداللہ نے امیر یوسف بن تاشفین کا مقابلہ کرنے کے لئے تیز رفتار قاصد افونش کی طرف روانہ کئے تھے اور امیر یوسف بن تاشفین کے خلاف اس نے افونش سے مدد طلب کی تھی۔ یہ ایک ایسا فعل تھا جو کسی بھی صورت قابلِ معافی نہیں تھا۔ افونش وہ شخص تھا جو اندلس میں مسلمانوں کی بساط لپیٹ دینے کے درپے تھا اور غرناطہ کا حکمران عبداللہ ایسا نالائق، ایسا غیر ذمہ دار اور باقاعدہ قسم کا بے وفا شخص تھا جس نے امیر کے خلاف اس شخص سے مدد طلب کی جو مسلمانوں کا بدترین دشمن تھا۔ چنانچہ عبداللہ کے انہی گھناؤنے جرائم کو دیکھتے ہوئے امیر یوسف بن تاشفین نے اسے واپس غرناطہ نہیں جانے دیا بلکہ اسے اپنے لشکر کے ایک خیمے میں نظر بند کر دیا تھا۔

اس کے بعد جب غرناطہ کے دیگر اُمراء یوسف بن تاشفین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس سے ملاقات کی تو امیر یوسف بن تاشفین بڑی خوش طبعی سے ان سے ملا اور انہیں یقین دلایا کہ سب کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے گا اور ان پر یہ بھی انکشاف کیا کہ عبداللہ کو اس بناء پر نظر بند کیا گیا ہے کہ وہ مسلمانوں اور عالمِ اسلام کے لئے خطرے کا باعث بن رہا ہے۔ اس نے مسلمانوں کے اندر اتفاق و اتحاد پیدا کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی بلکہ وہ مسلمانوں کے نفاق اور بے اتفاقی ہی کی وجہ بننا چاہتا ہے۔ اس بناء پر اسے نظر بند کر دیا گیا ہے۔

اس موقع پر لوگ جوق در جوق امیر یوسف بن تاشفین کی خدمت میں حاضر ہونے لگے اور اس کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے۔ امیر یوسف بن تاشفین نے جب دیکھا کہ غرناطہ کے لوگ بڑے والہانہ انداز میں اس کا استقبال کر رہے ہیں اور اس کی

Marfat.com

بڑی عزت کرتے ہیں تب اس نے غرناطہ میں حکم بھجوایا کہ غرناطہ کے شہریوں پر جس قدر بھی غیر شرعی ٹیکس اور محصول لگائے گئے ہیں، ان سب کو معاف کیا جاتا ہے۔

چند دن غرناطہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر قیام کرنے کے بعد آخر امیر یوسف بن تاشفین بھی غرناطہ شہر کی طرف بڑھا۔ اتنی دیر تک لشکر کے باقی تین حصے بھی امیر یوسف بن تاشفین سے آن ملے تھے۔ اس طرح پورے لشکر کو لے کر امیر یوسف بن تاشفین غرناطہ پہنچا۔ لوگوں نے شاندار انداز میں استقبال کیا۔ بڑے جوش و خروش سے امیر کی آمد پر لوگوں نے مسلمانوں کے اتحاد اور ان کی خوشحالی کے نعرے لگائے۔ چنانچہ غرناطہ شہر میں داخل ہونے کے بعد یوسف بن تاشفین نے پہلے غرناطہ کے سارے خزانوں کا جائزہ لیا۔ یہ خزانے اور ذخیرے بے شمار اور حیرت انگیز تھے۔ قصر کے کمروں میں دیوار پوش نہایت قیمتی آئینے لگے ہوئے تھے اور نہایت بیش قیمت قالینوں کا فرش تھا۔ ہر جگہ زمرد، فیروزے، لعل، یاقوت، ہیرے، موتی اور بلور کے ظروف، سونے چاندی کے قیمتی سامان کی چمک سے نظر خیرہ ہو جاتی تھی۔ صرف ایک ہار میں چار سو موتی ایسے تھے جن میں سے ہر موتی کی قیمت سو اشرفیاں تھی۔

امیر یوسف بن تاشفین ان سارے خزانوں کو دیکھ کر حیران اور دنگ رہ گیا۔ چنانچہ اس نے ایک بہت بڑا فیصلہ کیا۔ وہ خزانے، وہ جواہرات، وہ دولت کے انبار جو غرناطہ کے حکمرانوں نے اپنے عوام کا پیٹ کاٹتے ہوئے جمع کئے تھے، اپنے ایک ہی حکم سے امیر یوسف بن تاشفین نے اعلان کیا کہ یہ سارے خزانے عوام میں تقسیم کئے جائیں۔ جس وقت امیر یوسف بن تاشفین نے غرناطہ کے سارے خزانے لوگوں میں تقسیم کئے تو اس موقع پر مسلمان مؤرخین تو ایک طرف رہے، غیر مسلم مؤرخین نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ جس وقت امیر جواہرات، خزانے اور دولت کے انبار تقسیم کر رہا تھا، اس نے اپنے لئے کچھ نہ رکھا تھا۔

اُندلس کے دیگر حکمرانوں کو جب خبر ہوئی کہ امیر یوسف بن تاشفین لشکر کے ساتھ غرناطہ پہنچ گیا ہے تو سب غرناطہ میں امیر یوسف بن تاشفین کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ اسے غرناطہ میں داخل ہونے پر مبارک باد دیں۔

اُندلس کے جو حکمران غرناطہ میں امیر یوسف بن تاشفین کی خدمت میں حاضر ہوئے ان میں اشبیلیہ کا حاکم معتمد، بطلیوس کا حاکم متوکل، المریا کے حکمران معتصم نے

Marfat.com

اپنے بیٹے عبداللہ کو مبارک باد دینے کے لئے بھیجا۔

اس موقع پر معتمد نے ایک بہت بڑی غلطی کی۔ جس وقت امیر یوسف بن تاشفین نے مسلمانوں کی مدد کا وعدہ کیا تھا تو اس نے جزیرۃ الخضراء کو اپنے لشکر کا مرکز بنانے کی خواہش کا اظہار کیا تھا۔ چنانچہ جزیرۃ الخضراء کو امیر کے حوالے کر دیا گیا تھا جس میں امیر یوسف بن تاشفین نے اپنے محفوظ دستوں کے علاوہ جنگ کے لئے ضروری سامان رکھا تھا۔ اب جبکہ امیر یوسف بن تاشفین اپنے لشکر کے ساتھ غرناطہ میں داخل ہوا تو معتمد نے یہ ٹھان لی کہ وہ امیر یوسف بن تاشفین سے جزیرۃ الخضراء کے بدلے غرناطہ شہر مانگ لے گا۔ اس طرح معتمد غرناطہ جیسے عظیم اور بڑے شہر کو اپنی عملداری میں شامل کرنا چاہتا تھا۔ وہ یہ بھی چاہتا تھا کہ جس وقت امیر یوسف بن تاشفین اُندلس کی طرف نہیں آیا تھا تو اس کا بیٹا راضی جزیرۃ الخضراء پر حاکم تھا۔ اب جبکہ جزیرۃ الخضراء کو امیر یوسف بن تاشفین نے اپنے لشکر کا مرکز بنا دیا ہے تو غرناطہ اس کے حوالے کر دیا جائے۔ غرناطہ پر اس کے بیٹے راضی کو حاکم مقرر کر دیا جائے۔

اس سلسلے میں مؤرخین لکھتے ہیں کہ معتمد کی یہ بڑی نادانی تھی جو اس کی عقل سے بعید بھی معلوم ہوتی تھی کہ اس حالت میں وہ ایک عجیب اُمید دل میں قائم کر کے خوش ہونے لگا تھا۔ وہ اُمید یہ تھی کہ امیر یوسف بن تاشفین غرناطہ کی ریاست معتمد کے فرزند راضی کو جزیرۃ الخضراء کے عوض دیدے گا۔ جس شخص نے امیر یوسف سے یہ اُمید رکھی کہ وہ ملک کا کوئی حصہ کسی کو دے گا، اسے امیر یوسف کی طبیعت اور مزاج سے قطعی ناواقفیت تھی۔ چونکہ امیر یوسف بن تاشفین اُندلس کے حکمرانوں کی غلطیوں، کوتاہیوں اور اُن کے کارناموں سے سخت نالاں تھا لہٰذا ان میں سے اکثر کے ساتھ امیر یوسف بن تاشفین نے بے رُخی اور سرد مہری کا برتاؤ کیا۔ چنانچہ جس وقت معتمد نے غرناطہ کی نسبت اشارتاً امیر یوسف بن تاشفین سے کچھ کہا تو امیر یوسف بن تاشفین نے اسے ماننے سے انکار کر دیا تھا۔

جب امیر یوسف بن تاشفین کی طرف سے اشبیلیہ کے حکمران معتمد کو غرناطہ شہر نہ ملا تب معتمد دل ہی دل میں امیر یوسف بن تاشفین کو ناپسند کرنے لگا تھا۔ چنانچہ اس کے بعد اشبیلیہ کا حکمران معتمد اور بطلیوس کا حاکم متوکل امیر یوسف بن تاشفین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ بہانہ کیا کہ ان کے علاقوں پر عیسائیوں کی طرف سے

Marfat.com

حملہ ہونے کا خدشہ ہے لہٰذا انہیں واپس جانے کی اجازت دے دی جائے۔ چنانچہ امیر یوسف بن تاشفین نے انہیں واپس اپنے علاقوں کی طرف جانے کی اجازت دے دی تھی۔

اس موقع پر جبکہ اُندلس کے چھوٹے چھوٹے حکمران آپس میں اتحاد و تعاون نہیں کر رہے تھے، اُندلس کے فقہاء اور علماء نے مل کر ایک فیصلہ جاری کیا۔ اس فیصلے میں کہا گیا کہ:

''ملوک الطوائف بڑے بے دین اور فاسق و فاجر ہیں۔ انہوں نے اپنی بری مثال سے رعایا کو خراب اور دین سے اسے مقاطع کر رکھا ہے۔ یہ حکمران نماز کی طرف سے کیسے غافل ہیں اور باوجود یکہ امیر المسلمین کی معاونت کریں، انہوں نے خلافِ شرع محصول اب تک جاری رکھے ہیں۔ ان کی نازیبا حرکتوں میں بدترین کرتوت یہ ہیں کہ کشتالیہ کے عیسائی بادشاہ سے جا ملے ہیں اور یہ کافر بادشاہ وہ ہے جو دینِ حق کا جانی دشمن ہے۔ یہ ملوک الطوائف ہرگز مستحق نہیں رہے کہ وہ مسلمانوں پر حکومت کریں۔ امیر یوسف بن تاشفین نے جس قدر عہد و پیمان ان سے کئے تھے، اب ان کی وعدہ خلافی پر امیر موصوف مطلقاً مجبور نہیں رہے اور یہ ان کا حق ہی نہیں بلکہ فرضِ عین ہے کہ وہ ملوک الطوائف کو بلا تامل ان کی حکومتوں سے معزول کر دیں۔''

ان سارے علماء اور فقہاء نے اپنے اس فیصلے کے آخر میں لکھا:

''ہم نے اپنے فیصلے کی نسبت خدا کے سامنے جواب دینے کی ذمہ داری قبول کی ہے۔ اگر ہم غلطی پر ہیں تو عاقبت میں اس کی پاداش بھگتیں گے اور کہے دیتے ہیں کہ امیر المسلمین امیر یوسف بن تاشفین اب آپ اس امر میں ہر سابقہ عہد و پیما سے آزاد ہیں اور ہم دل سے یقین رکھتے ہیں کہ اگر آپ نے اُندلس کے ان بادشاہوں کو سلامت چھوڑ دیا تو وہ اس ملک کو کفار کے حوالے کر دیں گے اور اس صورت میں آپ کو خدا کے سامنے اس غفلت کا جواب دہ ہونا ہوگا۔''

علماء نے جو فیصلہ کیا تھا، اس میں مختلف حکمرانوں پر ان علماء نے الزام لگائے تھے۔

Marfat.com

ان فیصلوں میں معتمد کی ملکہ رمیکیہ کا بھی ذکر تھا۔ اس پر یہ الزام تھا کہ اس نے اپنے شوہر کو دیدہ دانستہ عیش وعشرت اور شراب خوری میں مبتلا کیا اور پابندیٔ دین کے زوال اور انحطاط کا باعث یہی ہوتا ہے۔

بہرحال امیر یوسف بن تاشفین نے مسلمان علماء کے اس فیصلے کی قدر کی۔ اس کے بعد اس نے لشکر کا ایک حصہ اپنے ساتھ لیا اور وہاں سے افریقہ چلا گیا۔ جبکہ لشکر کے باقی حصوں کے ساتھ وہ اپنے سالاروں کو اُندلس شہر ہی میں چھوڑ گیا تھا تاکہ اُندلس میں قیام کر کے وہ چھوٹے بڑے مسلمان حکمرانوں کو یکجا کرتے ہوئے ان کے اندر اتحاد وتعاون اور یکجہتی پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

Marfat.com

✿

زکریا بن ادریس ایک روز غرناطہ کے بازار میں اپنے اور روانده کے لئے کچھ چیزوں کی خریداری کے لئے نکلا تھا۔ جس وقت وہ شمشیر گروں کی ایک دکان کے سامنے کھڑا تھا تو ایک طرف سے ایک دراز قد لڑکی جس کے جسمانی زاویے نہایت دلکش تھے، جس نے اپنے جسم پر عباء اور چہرے پر نقاب ڈال رکھا تھا، زکریا بن ادریس کے پاس آ کر رکی۔ جب وہ لڑکی اس دکان کے سامنے بالکل زکریا بن ادریس کے قریب آ کر کھڑی ہوئی تب زکریا بن ادریس نے جونہی پیچھے ہٹنا چاہا تب اس لڑکی نے زکریا بن ادریس کو مخاطب کیا۔

”اگر میں غلطی پر نہیں تو آپ زکریا بن ادریس ہیں۔“

اس لڑکی کے ان الفاظ پر زکریا بن ادریس چونکا تھا، اس لڑکی کی طرف دیکھے بغیر کہنے لگا۔

”میں اس شہر میں اجنبی ہوں۔ میرا تو یہاں کوئی جاننے والا بھی نہیں ہے، پھر تم مجھے کیسے جانتی اور پہچانتی ہو جبکہ اس شہر میں، میں نووارد ہونے کے ساتھ ساتھ ناشناسا ہوں۔ میرا یہاں کوئی عزیز و اقارب اور رشتہ دار بھی نہیں ہے۔“

زکریا بن ادریس جب خاموش ہوا تب اس لڑکی نے بڑی اپنائیت اور مٹھاس بھری آواز میں کہا۔

”پورا اندلس ہی آپ کا رشتہ دار ہے۔ یہ ساری سرزمینیں آپ کی احسان مند ہیں بلکہ اندلس کے سارے مسلمان اور وہ نصرانی جو امن پسند ہیں، نہ صرف آپ کے نام سے شناسا ہیں بلکہ آپ کے قدر دان ہونے کے ساتھ ساتھ آپ سے ایک انوکھی عقیدت اور ارادت مندی بھی رکھتے ہیں۔“

Marfat.com

اتنا کہنے کے بعد وہ لڑکی رکی، پھر بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہنے لگی۔

''میں تو آپ کو تلاش کرتی اور ڈھونڈتی ہوئی بڑی مشکل سے یہاں پہنچی ہوں۔ میں گزشتہ دو دنوں سے آپ کا پوچھ رہی تھی۔ شہر سے باہر جو آپ کے لشکر کی خیمہ گاہ ہے، وہاں جانا میں نے مناسب نہ سمجھا۔ بس اس انتظار میں تھی کہ جب کوئی مجھے بتائے کہ زکریا بن ادریس شہر میں داخل ہوئے ہیں، تب میں ان سے ملوں۔ آج مجھے کسی نے بتایا کہ آپ شمشیر گروں کے اس بازار کی طرف آئے ہیں، تب آپ سے ملاقات کے لئے میں بھی ادھر چلی آئی۔ دراصل گزشتہ کئی ماہ سے آپ کی جرأت مندی، آپ کی بہادری، آپ کی جانثاری اور وفاداری کی وجہ سے آپ کا نام اُندلس کی سرزمینوں ہی میں نہیں، ہر شہر، ہر قلعے کے در و دیوار سے ٹکراتا ہوا گونجتا ہے۔ زکریا بن ادریس ایک ایسا نام ہو چکا ہے جسے اندلس کے سب لوگ جانتے ہیں۔ میں بس آپ کو آپ کی اس کارگزاری پر مبارک باد پیش کرنے کے ساتھ ساتھ آپ کی جرأت مندی، جانثاری اور اُندلس سے آپ کی محبت کو سلام پیش کرنا چاہتی تھی۔''

زکریا بن ادریس جب اس دکان سے پیچھے ہٹا تب وہ لڑکی بھی اس کے ساتھ ہو لی۔ تھوڑا سا آگے جا کر اس لڑکی نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹا دیا۔ وہ افونش کی بیٹی مغریتا تھی۔ زکریا بن ادریس نے اس کے چہرے پر ایک نگاہ ڈالی، پھر کہنے لگا۔

''تمہیں مزید مجھ سے کوئی کام ہے؟''

زکریا بن ادریس کے ان الفاظ پر پہلے تو مغریتا کو بڑی مایوسی ہوئی۔ اس نے جس وقت اپنے چہرے سے نقاب ہٹایا تھا تو وہ خیال کر رہی تھی کہ اُس کا حُسن، اُس کی خوب صورتی دیکھ کر زکریا بن ادریس دنگ رہ جائے گا اور اس سے گفتگو کو طول دے گا اور زیادہ سے زیادہ اس کی صحبت کا طلب گار ہو گا۔ لیکن زکریا بن ادریس پر ایسا کوئی اثر نہ ہوا تھا لہٰذا ایک جھرجھری کے ساتھ مغریتا نے اپنے آپ کو سنبھالا، پھر کہنے لگی۔

''میرے گلے میں صلیب لٹک رہی ہے۔ میرے خیال میں مجھے آپ نصرانی سمجھ کر کوئی اہمیت نہیں دے رہے ہیں۔ حالانکہ میں نصرانی ہونے کے ساتھ ساتھ غرناطہ شہر کی رہنے والی ہوں۔ اس بناء پر ہماری ساری ہمدردیاں مسلمانوں کے ساتھ وابستہ ہیں۔''

مغریتا کے ان الفاظ پر زکریا بن ادریس چونکا، کہنے لگا۔

Marfat.com

''خاتون! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اس میں نصرانی اور مسلمان ہونے کا کوئی سوال نہیں ہے۔ جو گفتگو تم نے مجھ سے کی ہے، اس کے لئے میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں نے اس لئے مزید پوچھا کہ شاید تم کہیں جا رہی تھیں، تمہیں کوئی ضروری کام ہو گا۔''

مغریتا مسکرائی اور کہنے لگی۔

''مجھے کوئی ضروری کام نہیں تھا۔ میں تو صرف آج آپ سے ملنے اور آپ کو سلام پیش کرنے کے لئے نکلی تھی۔ اب میں آپ سے ایک اور گزارش کرنا چاہتی ہوں۔''

''وہ کیا؟'' چونکنے کے انداز میں زکریا بن ادریس نے اس کی طرف دیکھا تھا۔

''جیسا کہ آپ جانتے ہیں اور میں بتا بھی چکی ہوں، میں نصرانی ہوں۔ شہر کے شمال مشرق میں جو نصرانیوں کا محلہ ہے اسی میں، میں رہتی ہوں۔ اگر آپ برا نہ مانیں اور کسی روز میں آپ کی دعوت کروں تو آپ برا تو نہیں مانیں گے؟ اور دعوت کے لئے ہمارے ہاں تشریف لائیں گے؟''

یہاں تک کہنے کے بعد مغریتا جب رکی تب زکریا بن ادریس نے ایک غائر نگاہ اس کے چہرے پر ڈالی، پھر کہنے لگا۔

''میں نہیں جانتا تمہارا نام کیا ہے؟''

اس پر زکریا بن ادریس کی بات کاٹتے ہوئے مغریتا جھٹ سے بول اُٹھی۔

''میرا نام مغریتا ہے۔''

زکریا بن ادریس کے لبوں پر تبسم نمودار ہوا، کہنے لگا۔

''سن مغریتا! میں اس سے پہلے تمہیں نہیں جانتا۔ اگر تم نے مجھے اس سے پہلے کہیں دیکھ رکھا ہے تو وہ ایک علیحدہ بات ہے لیکن جہاں میری شناسائی نہیں ہوتی، وہاں میں عموماً آتا جاتا نہیں ہوں۔ ہاں! تمہارے ہاں اگر کوئی مرد ہو، وہ مجھ سے ملاقات کرے اور وضاحت کرے کہ کیوں میری دعوت کی جاتی ہے، پھر اگر وہ مجھے مطمئن کر دے تو میں ضرور آؤں گا۔''

چلتے چلتے ایک جگہ زکریا بن ادریس رُک گیا۔ جس دکان کے سامنے وہ رُکا تھا اس میں زیادہ تر عورتوں کا سامان تھا۔ مغریتا بھی رک گئی تھی۔ زکریا بن ادریس دکان میں داخل ہوا اور مختلف اشیاء دیکھنے لگا۔ اس نے روانده، اس کی ماں اور باپ کے لئے کچھ کپڑے خریدے اور روانده کے لئے زیبائش کا کچھ سامان بھی لیا۔ جب وہ سارا سامان

Marfat.com

لے کر اپنی خرجین میں ڈال کر ادائیگی کر کے پیچھے ہٹا تب مغریتا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

”جو سامان آپ نے خریدا ہے، اس سے بھی میں متاثر ہوئی ہوں۔ آپ کی پسند بہت اچھی ہے۔ کیا میں پوچھ سکتی ہوں کہ یہ سامان آپ نے کس کے لئے خریدا ہے؟“

ہلکا سا تبسم اس موقع پر زکریا بن ادریس کے لبوں پر نمودار ہوا، سرسری سی ایک نگاہ اس نے مغریتا کے سراپا پر ڈالی، پھر کہنے لگا۔

”یہ سامان میں نے ایک لڑکی، اس کی ماں اور اس کے باپ کے لئے خریدا ہے۔“

زکریا بن ادریس کے ان الفاظ پر مغریتا کی جستجو بڑھی، ٹوہ لینے کے انداز میں کہنے لگی۔ ”وہ خوش قسمت اور خوش نصیب لڑکی کون ہے جس کے لئے اور جس کے ماں باپ کے لئے آپ نے اس قدر خریداری کی ہے؟“

خوش کن انداز میں زکریا بن ادریس کہنے لگا۔ ”وہ لڑکی میری ہونے والی بیوی ہے۔ اس کے ساتھ اس کی ماں اور باپ بھی ہیں۔“

زکریا بن ادریس کے ان الفاظ پر مغریتا نے کچھ سوچا، پھر سنجیدگی میں کہنے لگی۔

”اگر آپ برا نہ مانیں تو کیا میں اس لڑکی کا نام جان سکتی ہوں جو آپ کی ہونے والی بیوی ہے؟“

جواب میں زکریا بن ادریس جھٹ سے کہنے لگا۔

”اس لڑکی سے نہ صرف یہ کہ میری منگنی ہو چکی ہے بلکہ ہم دونوں کا نکاح بھی ہو چکا ہے، رخصتی نہیں ہوئی۔ لڑکی کا نام روانده ہے۔“

یہ نام سن کر مغریتا چونک سی پڑی تھی، کچھ سوچا، پھر کہنے لگی۔

”اگر اس لڑکی کا نام روانده ہے جس کے لئے یہ سامان آپ نے خریدا ہے تو اگر میں غلطی پر نہیں تو کیا اس کے باپ کا نام انیتش اور ماں کا نام اموسیہ ہے۔“

مغریتا کے ان الفاظ پر چونکنے کے انداز میں زکریا بن ادریس نے اس کی طرف دیکھا، پھر کہنے لگا۔

”تم روانده اور اس کے ماں باپ کو کیسے جانتی ہو؟“

جواب میں مغریتا کہنے لگی۔

”اس لڑکی کو میں اس لئے جانتی ہوں کہ وہ اُندلس میں سب سے حسین اور

Marfat.com

خوبصورت ہے۔ اس کے علاوہ ماضی میں یہ بات بھی اُٹھی تھی کہ لیون اور کشتالیہ کے حکمران افونش نے اسے اپنے حرم میں داخل کرنا چاہا پر اس لڑکی نے افونش کے حرم میں آنے سے انکار کر دیا اور میرے خیال میں بھاگ کر اشبیلیہ چلی گئی۔ اگر میرا اندازہ غلط نہیں تو اس روانده نام کی لڑکی سے آپ کی اشبیلیہ ہی میں کہیں ملاقات ہوئی ہو گی اور پھر آپ دونوں ایک دوسرے کے نزدیک آ گئے ہوں گے۔''

جواب میں زکریا بن ادریس مسکرایا اور کہنے لگا۔

''ہاں! تمہارا اندازہ درست ہی ہے۔ میری اس کی ملاقات کچھ ایسے ہی ہوئی تھی۔'' پھر ایک جگہ زکریا بن ادریس رک گیا اور مغریتا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''خاتون! اب میں یہاں سے اپنی خیمہ گاہ کی طرف جاؤں گا، جو شہر سے باہر ہے۔ میں تمہارا ممنون اور شکر گزار ہوں کہ تم نے میری کارکردگی کی تعریف کی۔''

زکریا بن ادریس کے ان الفاظ پر مغریتا جھٹ سے بول اُٹھی، کہنے لگی۔ ''اگر آپ برا نہ مانیں تو کیا میں آپ کی خیمہ گاہ میں آ کر کبھی کبھی آپ سے مل سکتی ہوں؟''

جواب میں زکریا بن ادریس کہنے لگا۔

''سنو خاتون! میں اس طرح کسی لڑکی سے ملاقات نہیں کرتا۔ تم نے دکان کے سامنے میرے ساتھ گفتگو کا آغاز کیا، وہ بھی میرے لئے ناپسندیدہ تھا۔ لیکن چونکہ تم گفتگو کا آغاز کر چکی تھیں لہٰذا میں نے تمہاری دل شکنی نہیں کی۔ میں تمہیں اپنی خیمہ گاہ میں ملاقات کرنے کی کیسے اجازت دے سکتا ہوں؟ خاتون! ہمارے ہاں کسی اجنبی لڑکی کا خیمہ گاہ میں آ کر کسی اجنبی مرد سے ملنا بڑا معیوب خیال کیا جاتا ہے۔ ہاں تمہاری کوئی ضرورت ہو تو کہو، میرے بس میں ہوا تو پوری کر دوں گا۔''

جواب میں مغریتا کہنے لگی۔

''میری، آپ کی یہ پہلی ملاقات ہے۔ میری ایک ضرورت ضرور ہے۔ لیکن پہلی ملاقات میں تو میں وہ ضرورت نہیں کہہ سکتی۔ اگر آپ پھر کبھی مجھے ملاقات کا موقع دیں تو میں ضرور وہ بات کہوں گی جو کہنے کے لئے آپ کی طرف آئی ہوں۔''

اس پر زکریا بن ادریس کہنے لگا۔

''اس وقت تو میں جاتا ہوں۔ تم نے اپنا نام مغریتا بتایا ہے۔ کبھی وقت نکال کر میں تمہاری بات سنوں گا۔''

Marfat.com

اس کے ساتھ ہی زکریا بن ادریس جب وہاں سے ہٹنے لگا تو مغریتا نے پھر اسے مخاطب کرنا چاہا لیکن زکریا بن ادریس مڑ چکا تھا۔ پھر تیز تیز چلتا ہوا وہ ایک طرف ہو لیا۔ مغریتا حیران و پریشان وہاں کھڑی رہ گئی۔ لوگوں کی بھیڑ میں جب زکریا بن ادریس اس کی نگاہوں سے اوجھل ہوا تب وہ بھی مڑی اور اپنے چہرے پر نقاب ڈالا اور ایک طرف ہو لی تھی۔

تھوڑی دیر بعد مغریتا ایک حویلی میں داخل ہوئی۔ اُس حویلی میں پہلے سے مرکس، اس کے ساتھی اور کچھ لڑکیاں بیٹھی ہوئی تھیں۔ مغریتا جب ان کے پاس گئی تب سب نے اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کر اسے تعظیم دی۔ مغریتا جب بیٹھی تب سب بھی بیٹھ گئے۔ اس کے بعد پادری مرکس نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے گفتگو کا آغاز کیا۔

''بیٹی! جس کام کے لئے تم گئی تھیں، اس کا کچھ بنا؟''

جواب میں بڑی سنجیدگی سے مغریتا کہنے لگی۔

''میرے خیال میں وہ ایک ایسا نوجوان ہے جس پر حُسن و خوب صورتی اور بدن کی کمانوں اور زاویوں کے جال نہیں پھینکے جا سکتے۔ وہ ان سے متاثر ہونے والا نہیں ہے۔ تاہم میں نے اس سے گفتگو کی ہے، میں اسے اپنی طرف مائل کرنے میں تو بالکل ناکام ہوئی ہوں لیکن میں یہ بھی کہہ سکتی ہوں کہ آنے والے دور میں بھی میں اس پر حاوی ہونے میں کامیاب نہیں ہوں گی۔ تاہم اس کے ساتھ اس ملاقات اور گفتگو کے دوران ایک نیا انکشاف ہوا ہے اور وہ انکشاف روانده سے متعلق ہے۔''

مغریتا کے ان الفاظ پر پادری مرکس چونکا اور کہنے لگا۔ ''وہ روانده جو انتہا درجہ کی خوب صورت تھی اور کبھی ہمارے ہاں سے بھاگ گئی تھی؟''

تلخ مسکراہٹ اس موقع پر مغریتا کے چہرے پر نمودار ہوئی، کہنے لگی۔

''ہاں! آپ کا اندازہ درست ہے۔ وہی روانده جسے میرے باپ نے اپنے حرم میں داخل کرنا چاہا لیکن وہ بھاگ گئی۔ میرے خیال میں وہ بھاگ کر اپنے ماں باپ کے ساتھ اشبیلیہ شہر گئی۔ وہیں کہیں اس کی ملاقات اس زکریا بن ادریس سے ہوئی اور دونوں میں محبت ہو گئی۔ جو انکشاف زکریا بن ادریس نے مجھ سے کیا ہے، اس کے مطابق روانده سے اس کا نکاح ہو چکا ہے۔ ابھی اس کی رخصتی نہیں ہوئی۔ میری اس کی ملاقات بازار میں ہوئی جہاں وہ روانده اور اس کے ماں باپ کے لئے کچھ سامان خرید

Marfat.com

رہا تھا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد مغریتا رکی، پھر اداس اور افسردہ لہجے میں کہنے لگی۔
"لگتا ہے میں جس مقصد کے لئے آئی تھی اس میں کامیاب نہیں ہوسکوں گی۔ میں نے اس کے سامنے اپنے چہرے سے نقاب اٹھایا۔ میں نے جو عباء پہن رکھی تھی، اس کا سامنے والا حصہ بھی میں نے کھول دیا تھا۔ اپنے چہرے کے علاوہ اپنے جسم کے زاویوں کو بھی اس پر نمایاں کیا تھا لیکن اس نے میری طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ توجہ اسے دینی بھی نہیں چاہئے تھی اس لئے کہ جب روانده کے ساتھ اس کا نکاح ہو چکا ہے تو پھر وہ کسی اور لڑکی کی طرف کیوں متوجہ ہوگا۔ اس لئے کہ روانده حُسن کا معیار ہے، خوبصورتی کا ایک معجزہ ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد مغریتا خاموش ہوگئی۔ اس حویلی کے دروازے پر دستک ہوئی۔ جب دروازہ کھولا گیا تو ان کا ایک اور ساتھی آیا تھا۔ چنانچہ وہ بھی ان کے پاس بیٹھ کر اپنی کارکردگی کی داستان ان سے کہنے لگا تھا۔

❁❁❁

اُندلس کے حالات اب دن بہ دن بد سے بدتر ہونا شروع ہو گئے تھے۔ امیر یوسف بن تاشفین نے جب غرناطہ کے حکمران عبداللہ اور مالقہ کے حکمران تمیم دونوں کو ان کی حکمرانی سے معزول کر کے وہاں اپنے حاکم مقرر کر دیئے تب اُندلس کے اندر جو چھوٹی چھوٹی ریاستوں اور علاقوں کے حکمران تھے، وہ سب کے سب امیر یوسف بن تاشفین کے خلاف ہو گئے تھے۔

امیر یوسف بن تاشفین نے غرناطہ کے عبداللہ اور مالقہ کے تمیم کو اس لئے معزول اور برخواست کیا تھا کہ وہ دوسری مسلمان ریاستوں کے خلاف حرکت میں آنے کے لئے اکثر و بیشتر افونش سے مدد طلب کیا کرتے تھے۔ اور پھر ایک موقع پر وہ یوسف بن تاشفین کے خلاف بھی افونش سے مدد کے طالب ہو چکے تھے اور یہ بات امیر یوسف بن تاشفین کے لئے ناقابل برداشت تھی۔ لہٰذا ان دونوں کو ان کی حکمرانی سے معزول کر دیا گیا تھا۔

ان حالات میں المریا، جزیرہ طریف، قرطبہ، بلنسیہ، بطلیوس اور اُندلس کے سارے

Marfat.com

چھوٹے بڑے حکمرانوں کے علاوہ اشبیلیہ کے حکمران معتمد نے بھی ایک طرح سے امیر یوسف بن تاشفین کے خلاف بغاوت اور سرکشی کا اعلان کر دیا تھا۔ گو اس نے یہ اعلان کھل کر نہیں کیا تھا لیکن اندر ہی اندر وہ اپنی جنگی تیاریوں کو عروج پر لا رہا تھا۔ ان دنوں قرطبہ شہر بھی معتمد کے تحت تھا اور وہاں اس کا بیٹا فتح ابن معتمد حاکم تھا اور اس کا لقب المامون تھا۔ اس نے اعلانیہ یوسف بن تاشفین کے خلاف بغاوت کا اظہار کیا تھا۔ اس کے علاوہ معتمد کے دوسرے دو بیٹے راضی اور معتد بھی سرکشی کا اعلان کر چکے تھے۔ راضی رندہ کا حاکم تھا اور معتد مرثلہ کے علاقے پر حاکم مقرر تھا۔ تاہم رشید نام کا معتمد کا بیٹا اشبیلیہ میں اس کے ساتھ تھا اور وہ ایک اعتدال پسند جوان تھا۔

اُندلس میں مسلمان حکمرانوں کی یہ حالت دیکھتے ہوئے سب سے زیادہ خوشی افونش کو ہوئی تھی۔ افونش نے مختلف مسلمان حکمرانوں کی طرف جو اپنے مخبر، اپنے پادری اور حسین و خوب صورت لڑکیاں بھجوائی تھیں، انہوں نے بھی اپنا کام کر دکھایا تھا۔ جس کے نتیجہ میں جگہ جگہ مسلمان حکمرانوں نے امیر یوسف بن تاشفین کے خلاف سرکشی اور بغاوت کے علم کھڑے کر دیئے تھے۔

اشبیلیہ میں معتمد نے اعلانِ بغاوت کا اظہار اس لئے نہیں کیا تھا کہ اس کے تین بڑے سالار زکریا بن ادریس، غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم تینوں ہی غرناطہ میں امیر سیر بن ابی بکر کے لشکر میں شامل تھے اور وہ کسی نہ کسی طرح یہ چاہتا تھا کہ اس کے یہ تینوں سالار اس کے پاس واپس آ جائیں، اس کے بعد وہ اپنی کارروائیوں کی ابتداء کرے۔

افونش ایک روز اپنی ملکہ لیستہ، بیٹے برگنزا اور کچھ دوسرے سالاروں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے وہ سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''جو کام ہم نے اپنے مخبروں، اپنی حسین و خوبصورت لڑکیوں اور اپنے جاسوسوں سے لینا چاہا، وہ قبل از وقت ہی انجام کو پہنچ گیا ہے۔ میرا اندازہ ہے کہ ہم نے جو لڑکیاں اور اپنے جو جاسوس مختلف علاقوں کی طرف روانہ کئے ہیں، وہ مسلمان حکمرانوں کو اصل راہ سے ہٹانے کے لئے کچھ وقت لیں گے لیکن یوسف بن تاشفین نے غرناطہ کے حاکم عبداللہ اور اس کے بھائی مالقہ کے حکمران تمیم کو ان کی حکمرانی سے ہٹا کر ایک طرح سے ہمارے سارے ہی کام آسان کر دیئے ہیں اور اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ

Marfat.com

اُندلس کے اندر جس قدر چھوٹے بڑے مسلمان حکمران ہیں، اس وقت سارے کے سارے یوسف بن تاشفین کے خلاف بغاوت اور سرکشی کا اظہار کر چکے ہیں۔“

یہاں تک کہنے کے بعد افونش کچھ دیر کو رکا، پھر بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

”اس وقت ہمارے لئے سب سے بڑھ کر خوشی کا مقام یہ ہے کہ یوسف بن تاشفین بھی بذاتِ خود اس وقت اُندلس میں نہیں ہے۔ اپنے لشکر کا ایک حصہ لے کر وہ افریقہ جا چکا ہے۔ اس طرح اس کے لشکر میں بھی کمی واقع ہوئی ہے اور اس لشکر سے نمٹنا اب ہمارے لئے اتنا دشوار نہیں رہے گا۔“

یہاں تک کہنے کے بعد افونش جب خاموش ہوا تب اس کا بیٹا برگنزا بول اُٹھا۔

”بابا! بے شک یوسف بن تاشفین اپنے لشکر کا ایک حصہ لے کر واپس جا چکا ہے لیکن اس کے وہ سالار جو اس کے پہلو بہ پہلو ہمارے خلاف جنگ کرتے ہوئے فتح مندی اور کامیابی کا باعث بنتے رہے ہیں، وہ تو ابھی تک یہیں ہیں۔ ان میں زکریا بن ادریس ہے، داؤد بن عائشہ ہے اور خود یوسف بن تاشفین کا بھتیجا سیر بن ابی بکر ہے۔ غیرد بن شبیب اور زیدون بن مسلم ہے۔ اس کے علاوہ بھی ان کے پاس بہت اچھے سالار ہیں اور ہم تک یہ بھی خبریں پہنچ چکی ہیں کہ مسلمانوں کے کچھ علماء بھی حرکت میں آ چکے ہیں جیسا کہ گزشتہ دن ہمارے کچھ مخبروں نے ہمیں بتایا تھا کہ بطلیوس کے قاضی ابو اسحٰق، غرناطہ کے قاضی ابوجعفر، قرطبہ کے قاضی ابنِ ادھم اور اشبیلیہ کے عالمِ دین شیخ احمد بن ابراہیم جگہ جگہ مسلمانوں کے اندر خطبات دے رہے ہیں اور لوگوں کو اُندلس میں بغاوت اور سرکشی کرنے والے مسلمان حکمرانوں کے خلاف امیر یوسف بن تاشفین کے لشکر کا ساتھ دینے کی ترغیب دے رہے ہیں اور ان کی اس ترغیب کے جواب میں یوسف بن تاشفین کے بھتیجے سیر بن ابی بکر کے لشکر میں اضافہ بھی ہو سکتا ہے۔ اس طرح امیر یوسف بن تاشفین لشکر کا جو حصہ لے کر افریقہ گیا ہے، اس کی کمی ان قاضیوں اور علماء کی تقریروں کی وجہ سے بھی پوری ہو سکتی ہے۔“

یہاں تک کہنے کے بعد برگنزا جب خاموش ہوا تب افونش کا سپہ سالارِ اعلیٰ فانیز افونش کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

”اس موقع پر میں بھی کچھ کہنا چاہوں گا۔ میرے خیال میں جو کچھ اس وقت

Marfat.com

میرے ذہن میں ہے اس پر عمل کیا جائے تو یقیناً مسلمانوں کے خلاف ہمیں شاندار اور دور رس کامیابیاں نصیب ہوں گی۔“

فانیز کی اس گفتگو کے جواب میں چونکنے کے انداز میں افونش نے اس کی طرف دیکھا تھا۔ برگنزا اور دوسرے سالار بھی فانیز کی طرف دیکھنے لگے تھے۔ یہاں تک کہ فانیز نے کہنا شروع کیا۔

”یہ بات تو اب عیاں ہو چکی ہے کہ اُندلس کے اندر جس قدر مسلمان حکمران ہیں سب نے یوسف بن تاشفین اور اس کے لشکر کے خلاف بغاوت کر دی ہے اور اب یہ سارے حکمران یوسف بن تاشفین کے بھتیجے سیر بن ابی بکر کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ یہ بھی یاد رکھئے کہ سیر بن ابی بکر بھی چپ نہیں بیٹھے گا۔ جہاں جہاں سے بھی بغاوت کے شعلے اُٹھیں گے، جس جس علاقے کی بھی اسے خبر ملے گی کہ وہاں یوسف بن تاشفین کے خلاف بغاوت کی اطلاع ملی ہے، وہ ان علاقوں کے خلاف ضرور حرکت میں آئے گا۔ اس وقت اس کے پاس لشکر بھی ہے، بہترین سالار بھی ہیں۔ لہٰذا ان حالات میں ہمیں یہ کرنا چاہئے کہ جب ہم دیکھیں کہ کسی جگہ سیر بن ابی بکر بغاوت کرنے والے مسلمان حاکموں کے خلاف حرکت میں آنا چاہتا ہے تو ہم فی الفور ایک ایسا لشکر مقرر کر دیں جو ان علاقوں کے مسلمانوں کی سیر بن ابی بکر کے خلاف مدد کرے۔ اگر ہم جگہ جگہ ایسا کریں گے تو ہم سیر بن ابی بکر کی ناکامی اور اس کی شکست کا باعث بن سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں آنے والا دور اُندلس میں ہمارا ہوگا۔“

یہاں تک کہنے کے بعد فانیز جب خاموش ہوا تب کچھ دیر تک توصیفی انداز میں افونش اس کی طرف دیکھتا رہا، پھر کہنے لگا۔

”فانیز! میرے عزیز! جیسا تُو نے چاہا ہے، ویسا ہی ہوگا۔ جہاں جہاں بھی بغاوت فرو کرنے کے لئے یوسف بن تاشفین کا بھتیجا اور اس کے سالار ٹکرائیں گے، وہاں وہاں ہم ان کے باغی اور سرکشی کرنے والوں کی مدد کریں گے۔ مجھے امید ہے کہ ہمارے ایسا کرنے سے جگہ جگہ سیر بن ابی بکر اور اس کے ساتھی سالاروں کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ اور جب یہی سیر بن ابی بکر لگاتار ناکامیوں کا سامنا کرنے کے بعد اپنے لشکر کو سمیٹ کر واپس افریقہ جائے گا تو اس کی غیر موجودگی میں ہم بڑی تیزی کے ساتھ جست و خیز کرتے ہوئے سارے مسلمانوں پر چڑھ دوڑیں گے اور ہر ایک کو اپنا

Marfat.com

مطیع اور فرمانبردار بنا کر سب کے علاقوں پر قبضہ کر کے یہاں ایک وسیع اور مستحکم سلطنت قائم کریں گے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد افونش خاموش ہو گیا اور اس کے بعد وہ اپنے بیٹے، سپہ سالار فانیز اور دیگر سالاروں کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا اور لشکر گاہ میں وہ اپنے لشکر کے مختلف حصے سالاروں کی کمانداری میں مقرر کرنے لگا۔

Marfat.com

❁

سیر بن ابی بکر اپنے لشکر کے ساتھ ابھی تک غرناطہ ہی میں قیام کیے ہوئے تھا۔ جب مختلف شہروں سے اُندلس کے مختلف حکمرانوں کی طرف سے سرکشی اور بغاوت کی خبریں آنا شروع ہوئیں تب سب سے پہلے سیر بن ابی بکر نے اپنے لشکر میں سے تیز رفتار جاسوس اور قاصد مختلف علاقوں کی خبریں حاصل کرنے کے لئے روانہ کر دیئے۔ اس کے بعد اس نے اپنے سارے سالاروں کا اجلاس طلب کر لیا تھا۔

سارے سالار جب سیر بن ابی بکر کے پاس جمع ہوئے تب سیر بن ابی بکر نے جو صورتِ حال نمودار ہوئی تھی، اس پر روشنی ڈالی۔ اس موقع پر داؤد بن عائشہ سیر بن ابی بکر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اس وقت تین کے علاوہ باقی مسلمان حکمران اندر ہی اندر اپنی عسکری تیاریوں میں لگے ہوئے ہیں اور جنہوں نے علی الاعلان ہمارے خلاف بغاوت کر دی ہے اور ہمارے مفاد کو نقصان پہنچانا شروع کر دیا ہے۔ وہ تین ہیں۔ اوّل المریا کا حاکم، دوئم مرسیہ کا حکمران ابنِ رشیق اور تیسرا جزیرہ طریف کا حکمران۔ میں چاہتا ہوں کہ پہلے ان تینوں جگہوں پر ضرب لگائی جائے۔ اب تک جو خبریں ہمارے مخبر ہمیں دے چکے ہیں ان کے مطابق مرسیہ اور المریا والوں نے آپس میں اتحاد کر لیا ہے اور انہوں نے یہ طے کیا ہے کہ جونہی ہماری طرف سے کوئی لشکر المریا یا مرسیہ پر حملہ آور ہونے کے لئے جائے گا تو دونوں شہروں کی قوتیں مل کر ہمارا مقابلہ کریں گی۔ مرسیہ میں ابنِ رشیق حاکم ہے جبکہ المریا پر بنو سمادہ کی حکمرانی ہے۔ دونوں جگہ کافی بڑے لشکر ہیں۔ میں اپنی طرف سے چاہتا ہوں کہ جزیرہ طریف پر حملہ آور ہونے کے لئے غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم کو ایک لشکر کے ساتھ روانہ کر دیا جائے جبکہ زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ

Marfat.com

دونوں کو مرسیہ اور المریا پر حملہ آور ہونے کے لئے بھیجا جائے۔ پہلے مرحلہ میں جب ہم بڑی سختی سے مرسیہ، المریا اور جزیرہ طریف میں اُٹھنے والی بغاوتوں اور سرکشی کو اپنے سامنے فرو کر دیں گے تو دوسرے دشمنوں کو ایک دم اٹھ کر ہمارے خلاف حرکت میں آنے سے پہلے کچھ سوچنا پڑے گا، وہ ہچکچاہٹ کا شکار ہوں گے۔ میرے عزیز بھائیو! جو کچھ میرے ذہن میں تھا، میں نے تم لوگوں سے کہہ دیا ہے۔ اگر تم اس میں کوئی تبدیلی کرنا چاہو تو بولو۔''

سارے سالاروں نے اس سے اتفاق کیا تھا۔ چنانچہ اسی روز ایک لشکر زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کی سرکردگی میں مرسیہ اور المریا کی طرف روانہ کیا گیا اور دوسرا لشکر غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم کی کمانداری میں جزیرہ طریف کا رخ کر گیا تھا۔

سیر بن ابی بکر کے مخبروں کی اطلاع درست ہوئی۔ اس لئے کہ زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ دونوں ہی جب مرسیہ اور المریا کے درمیانی حصہ میں گئے تو وہاں ان کا استقبال کرنے کے لئے مرسیہ اور المریا کا متحدہ لشکر بالکل تیار اور مستعد تھا اور اس سارے لشکر کی کمانداری باغی اور سرکش ابنِ رشیق کر رہا تھا۔

زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ دونوں کو مخبر پہلے ہی اطلاع دے چکے تھے کہ ابنِ رشیق ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ ان کا سامنا کرے گا۔ چنانچہ راستے ہی میں داؤد بن عائشہ اور زکریا بن ادریس نے اپنے لشکر کو برابر دو حصوں میں تقسیم کر کے آگے بڑھنا شروع کیا تھا اور جب وہ دونوں ابنِ رشیق کے لشکر کے سامنے آئے تو انہوں نے دیکھا کہ ابنِ رشیق ٹکراؤ کی ابتداء کرنے کے لئے اپنے لشکر کی صفیں درست کر چکا تھا۔ دوسری طرف یہ صورتِ حال دیکھتے ہوئے زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ نے بھی اپنے لشکر کی صفیں درست کرنا شروع کر دی تھیں۔ اس کے بعد ابنِ رشیق نے اپنے کام کی ابتداء کی۔ اپنے لشکر کو اس نے آگے بڑھایا، پھر وہ نبض کا سکون، سینے کی آسودگی درہم برہم کرتے آگ اور خون کے سیلاب، آنکھوں کی چمک، ناموں کے جلال و جمال کو ابتر کرتے موت کے در کھولتے طوفانوں اور خوشیوں کی ہیجان کو دار کے طوق و گلو میں اور صلوں کی نوید اور طمانیت کو ابتری کا شکار کرتے قیامت بدوش آندھیوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

Marfat.com

ابنِ رشیق کے اس حملے کے جواب میں زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ دونوں شیشے کی دیواروں کو آہنی چٹانوں میں تبدیل کر دینے والے کیمیا گروں، نحیف و دل گرفتہ کر دینے والے خوف کو راحت و اطمینان بھرے اسرارِ حیات میں بدل دینے والے پارکھوں کی طرح اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آئے۔ اس کے بعد وہ بھی تمناؤں کے کھیتوں میں عذاب بھری کہانیاں بھر دینے والے طوفانوں کی ماورائی کدورتوں، پُرکشش بیداریوں میں سوز و سوزش و اضطراب و انتقام کے صرصر بھر دینے والے موت کے دہکتے بھڑکتے دوزخ اور تاروں کی پُر ہجوم روشنیوں اور چاند کی انوار فشانی کی طرح وارد ہونے والے عبادتوں کے کسی منتہی اور وظیفۂ شب میں خوابوں کی صداقتوں کو عیاں کرتے کسی مُرتاض کی ریاضتوں کی طرح حملہ آور ہوئے تھے۔

المریا اور مرسیہ میں دونوں لشکروں کے ٹکرانے سے چاروں طرف فریبِ ذات کی ویرانیوں میں خوفنا کی کے کردار جاگ اُٹھے تھے۔ شور کرتے اُٹھتے صبح خیز لمحے حال کو داغدار، مستقبل کو زنگ آلود کرنے لگے تھے۔ برق کے برہم تازیانے کروٹیں لیتی زیست میں ایک طرح سے تلخیاں گھولنے والے بحری طوفان کی طرح ضربیں لگانے لگے تھے۔ کچھ دیر تک ہولناک ٹکراؤ ہوتا رہا۔ ابنِ رشیق نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح وہ زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کو پسپا کرنے میں کامیاب ہو جائے لیکن اس کا ہر حربہ بدتر اور ناکام رہا اور پھر آہستہ آہستہ المریا اور مرسیہ کے متحدہ لشکر کی حالت زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کے سامنے بوسیدہ دریچوں میں خود سے گریزاں سایوں، ہوس کے گرداب میں خواب عذاب داستانوں اور غم انگیز سکوت میں خشک پتوں کی حزیں آوازوں سے بھی بدتر ہونا شروع ہو گئی تھی۔

ابنِ رشیق نے جب اندازہ لگایا کہ اب زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کے خلاف اس کی کوئی بات بنتی نہیں ہے تب اس نے اپنی عافیت، اپنی سلامتی اسی میں جانی کہ شکست اٹھا کر بھاگے اور اپنی جان بچائے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ لیکن دوسری طرف داؤد بن عائشہ اور زکریا بن ادریس بھی بڑے محتاط تھے۔ جونہی ابنِ رشیق نے بھاگنے کی کوشش کی، انہوں نے اپنے لشکر کو تین اطراف میں پھیلایا اور ابنِ رشیق کا تعاقب شروع کر دیا۔ کچھ دیر تک تعاقب جاری رہا۔ اس تعاقب کے درمیان المریا اور المرسیہ کی ساری عسکری قوت کا خاتمہ کر دیا گیا اور ابن رشیق کو زندہ گرفتار کر لیا گیا تھا۔

Marfat.com

اپنے زخمیوں کی دیکھ بھال اور مرہم پٹی کے بعد زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ جب فارغ ہوئے تب دونوں کے چھوٹے سالاروں نے ان کے کہنے پر ابنِ رشیق کو ان کے سامنے پیش کیا۔ ابنِ رشیق جب ان دونوں کے سامنے آیا تو اس کی گردن جھکی ہوئی تھی۔ دونوں کے سامنے آکر وہ چپ چاپ کھڑا ہو گیا۔ اس موقع پر داؤد بن عائشہ، زکریا بن ادریس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''ابنِ ادریس! میرے عزیز بھائی! اس ابنِ رشیق سے میں کچھ نہیں کہوں گا۔ اس لئے کہ تم اس کو میری نسبت بہتر جانتے ہو۔ جو بھی تم فیصلہ کرو گے میرے لئے وہی آخری ہو گا۔''

زکریا بن ادریس تھوڑی دیر تک کھا جانے والے انداز میں ابنِ رشیق کی طرف دیکھتا رہا، پھر کہنے لگا۔

''ابنِ رشیق! تُو نے ماضی میں بھی مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچایا۔ جس وقت امیر یوسف بن تاشفین حصن اللیط کے نواح میں افونش سے ٹکرا رہے تھے، اس وقت بھی تُو نے ہمارے خلاف افونش کے ساتھ سانہ باز کی تھی۔ اس کے علاوہ معتمد جو تیرا محسن تھا، اس سے بھی تُو نے غداری کر کے المرسیہ پر قبضہ کر لیا اور اب تُو ہمارے محترم امیر یوسف بن تاشفین کے خلاف بھی اُٹھ کھڑا ہوا۔ کیا ایسا کرتے ہوئے تجھے شرم نہ آئی؟ کیا مسلمانوں کے خلاف اس قدر کارروائیوں اور گھناؤنے جرائم میں حصہ لیتے ہوئے تیرے ضمیر نے تجھے کبھی نہیں جھنجوڑا؟ کیا تُو نے کبھی اپنے آپ کو ملامت بھی نہ کی کہ تُو کیا کر رہا ہے؟ کیا تیرے لاشعور سے شعور کی طرف آتے خیر کے جذبوں نے بھی تیرے ضمیر پر یہ ضرب نہیں لگائی کہ جو کچھ تُو کر رہا ہے اس کے آگے اندھیرے ہی اندھیرے، موت کے سائے ہی سائے ہیں۔ ابنِ رشیق! میں جانتا ہوں کہ تُو کچھ نہیں بولے گا۔ اس لئے کہ تُو ظالم و جابر اور گناہ آلود انسان ہے۔''

اس کے ساتھ ہی اپنی آنکھ سے مخصوص اشارہ زکریا بن ادریس نے اپنے ایک چھوٹے سالار کو کیا جس کے جواب میں ابنِ رشیق کو پیچھے ہٹا دیا گیا اور پھر اس کا خاتمہ کر دیا گیا تھا۔ اس کے بعد داؤد بن عائشہ اور زکریا بن ادریس، المرسیہ اور المریہ دونوں شہروں کا انتظام اپنے ہاتھوں میں لینے میں مصروف ہو گئے تھے۔

دوسری طرف غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم نے اپنے حصہ کے لشکر کے

Marfat.com

ساتھ جزیرہ طریف کا رخ کیا تھا۔ جزیرہ طریف جنوب مغربی اُندلس کے صوبہ قادس کے جنوبی حصہ میں جزیرۃ الخضراء سے 18 میل مغرب میں آبنائے طارق کے کنارے واقع ہے۔ یہ ایک پرانا شہر تھا جس کا نام طریف بن مالک کے نام پر جزیرہ طریف مشہور ہوا۔ طریف بن مالک وہ مجاہد، وہ مسلمان جنگجو اور رجلِ عظیم تھا جس نے اُندلس میں فتوحاتِ عرب کے شروع ہونے سے پہلے رمضان المبارک 91 ہجری بمطابق ستمبر 710 عیسوی میں اُندلس کی سرزمین میں سب سے پہلے قدم رکھا تھا۔

مشہور جغرافیہ دان شریف ادریسی نے جزیرہ طریف کو اقلیم جیرہ کا ایک شہر لکھا ہے جو صوبہ قادس کے بڑے حصہ سے مطابقت رکھتا تھا۔ اس شہر کا حال کچھ مؤرخین اس طرح لکھتے ہیں کہ جزیرہ طریف بحیرہ روم پر زکاہ کے شروع میں واقع ہے۔ اس کا مغربی حصہ بحیرۂ ظلمات سے ملتا ہے۔ یہ ایک پُرکشش شہر ہے۔ اس کے گرد شہر پناہ بھی تھی۔ اس میں ایک چھوٹی سی ندی بھی بہتی تھی جو شہر کے ایک جانب سے دوسری جانب تک چلی گئی تھی۔ بازار، سرائے اور حمام بھی اس کے اندر وافر مقدار میں تھے اور سامنے دو چھوٹے جزیرے بھی تھے جن میں سے ایک کا نام القنطیر تھا۔ یہ دونوں جزیرے خشکی سے قریب تھے۔

غیر در بن شبیب اور زیدون بن مسلم جب اپنے لشکر کے ساتھ جزیرہ طریف کی طرف بڑھے تو یہاں جو باغی تھے، وہ پہلے ہی ان دونوں کی آمد سے خوف زدہ ہو گئے تھے۔ ان دونوں کا وہاں کوئی خاص ٹکراؤ نہ ہوا اور بڑی آسانی سے وہ دونوں جزیرہ طریف پر قابض ہو گئے تھے۔ اس طرح وہ جزیرہ طریف کے نظم و نسق کو درست کرنے میں لگ گئے تھے۔

جزیرہ طریف میں اپنی کارروائیاں مکمل کرنے کے بعد غیر در بن شبیب اور زیدون بن مسلم واپس غرناطہ کی طرف چلے گئے تھے جبکہ دوسری طرف زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ بھی المریا اور المرسیہ کا نظم و نسق درست کر کے، وہاں حاکم مقرر کر کے غرناطہ میں سیر بن ابی بکر کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

❋❋❋

مرسیہ، المریا اور جزیرہ طریف کا نظم و نسق درست کرنے کے بعد اب قرطبہ شہر کی باری آئی۔ قرطبہ مرکزی حیثیت رکھتا تھا اور اس شہر کی بڑی اہمیت تھی۔ چونکہ جگہ جگہ

Marfat.com

بغاوتیں اُٹھ کھڑی ہوئی تھیں لہٰذا قرطبہ پر قبضہ کرنا بڑا ضروری ہو گیا تھا۔ المرسیہ اور المریا اور جزیرہ طریف کے بعد دو جگہوں پر بڑی خوفناک بغاوت اُٹھی۔ ایک قرطبہ اور دوسرا کرمونا۔ قرطبہ ان دنوں معتمد کے قبضہ میں تھا اور وہاں معتمد کا بیٹا فتح بن معتمد حکمران تھا جو المامون کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ قرطبہ کے لوگوں کو جب پتہ چلا کہ اُندلس میں مسلمانوں کی مختلف ریاستوں نے امیر یوسف بن تاشفین کے لشکر کے خلاف جگہ جگہ بغاوتیں کھڑی کر دی ہیں، تب قرطبہ کے لوگ اپنے حکمران المامون کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے اعلانیہ اس بات کا اظہار کرنا شروع کر دیا کہ وہ امیر یوسف بن تاشفین کے مطیع اور فرمانبردار ہیں اور اُندلس میں ان کی حکومت چاہتے ہیں۔ ان حالات نے قرطبہ کے اندر مامون کے لئے حالات بدتر کر دیئے۔ اس نے بھاگنا چاہا۔ اتنی دیر تک سیر بن ابی بکر بھی اپنا لشکر لے کر وہاں پہنچ گیا تھا۔ امیر یوسف بن تاشفین کے حامیوں نے بھاگنے والے المامون کو پکڑا اور اس کا سر قلم کر دیا۔

اس طرح سیر بن ابی بکر اپنے پورے لشکر کے ساتھ قرطبہ شہر میں داخل ہوا۔ قرطبہ پر قبضہ سے جہاں سیر بن ابی بکر کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی، وہاں زکریا بن ادریس، داؤد بن عائشہ، غیردر بن شبیب، زیدون بن مسلم اور دیگر سارے سرداروں نے قرطبہ پر امیر یوسف بن تاشفین کے لشکر کا قبضہ ہونے پر بے پناہ خوشی کا اظہار کیا تھا۔

قرطبہ اُندلس کا مرکزی ہی نہیں بلکہ ایک غیر معمولی شہر تھا۔ کہتے ہیں اسے قدیم عربوں نے جنہیں تاریخ کے اوراق میں کنعانی، فونیقی یا عمالقہ بھی کہا جاتا ہے، آباد کیا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسلام سے قبل دوسری صدی قبل مسیح میں جس وقت کنعانی عرب اور اہلِ روما میں جنگ ہوئی تو ہسپانیہ میں شہر قرطبہ بڑا مشہور تھا اور اس کی تجارت عمدہ حالت میں تھی۔ 52 ق م میں روما کے سپہ سالار مارکی لوس نے اس شہر پر قبضہ کر لیا اور روما کے رہنے والوں کو وہاں لا کر بسایا جس کے نتیجہ میں یہ شہر مقبوضاتِ ہسپانیہ کے جنوبی علاقوں کا مرکزی شہر بن گیا۔

جس وقت رومن جرنیل سیزر اور پومپی میں لڑائیاں ہوئیں تو اہلِ قرطبہ نے پومپی کی طرف داری کی۔ اس لئے جب 49 ق م میں جنگ سندہ پیش آئی تو سیزر نے قرطبہ کے رہنے والوں کو نہایت سخت سزائیں دیں۔ رومن شہنشاہی کے زمانہ میں کبھی قورطوبہ اس شہر کو پکارا گیا کبھی ہسپالس کا نام اسے دیا گیا۔

Marfat.com

اسلام سے قبل وحشی قوطی قوم آ کر یہاں آباد ہو گئی اور انہوں نے رومنوں پر غلبہ پا لیا۔ آخر مسلمانوں نے قومِ قوط پر قبضہ پایا اور اندلس میں مسلمانوں کی حکومت قائم ہوئی۔ 92 ہجری میں اسلامی سالارِ لشکر طارق بن زیاد کے حکم سے مغیث رومی نے قرطبہ کے شہر کو فتح کیا۔ اہل شہر کے ساتھ عربی لشکر نہایت رعایت سے پیش آیا۔ شروع زمانۂ حکومت میں مسلمانوں نے اشبیلیہ کو اپنا دارالحکومت قرار دیا تھا۔ لیکن جب خلیفہ دمشق سلیمان عبدالملک بن مروان کے زمانے میں یعنی 100 ہجری میں اُندلس کی امارت پر سابن مالک خولانی حاکم مقرر ہو کر آئے تو انہوں نے اشبیلیہ کی بجائے اسی شہر قرطبہ کو اپنا دارالحکومت قرار دیا۔ اس وقت سے لے کر مروانی سلاطین میں خلفائے اُندلس کے دور میں یہ شہر نہ صرف صوبہ قرطبہ کا بلکہ تمام اُندلس کا دارالحکومت قائم رہا۔

اس شہر کی اصلی ترقی کا زمانہ اس وقت شروع ہوا جب 138 ہجری میں دمشق کے خلفائے بنو اُمیہ میں سے ساتویں خلیفہ ہشام اوّل کے پوتے عبدالرحمٰن بن معاویہ اُندلس میں اپنے آبائی سلطنت کے دعویٰ دار ہو کر داخل ہوئے اور یوسف بن عبدالرحمٰن فہری جو درحقیقت خلفائے دمشق کے خدام میں سے تھے، اس وقت اُندلس میں امارت کر رہے تھے، ان سے اُندلس کی حکومت واپس لے لی اور اپنے خاندان میں دولت بنو اُمیہ کی اُندلس میں بنیاد ڈالی۔

یوسف بن عبدالرحمٰن کے بعد عبدالرحمٰن الداخل کی حکومت اُندلس میں ہو گئی۔ اس کے خاندان کے سولہ بادشاہوں نے اُندلس میں حکومت کی۔ ان میں سے تین بادشاہ ایسے گزرے ہیں جو دو دو مرتبہ تخت پر بیٹھے۔ کہا جاتا ہے کہ اس شہر کے 21 محلے تھے۔ ہر محلّہ میں مسجدیں، بازار تھے۔ وہاں کے رہنے والوں کی ضروریات کے لئے ہر چیز موجود تھی۔ کسی ضرورت کے لئے ایک محلے والا، دوسرے محلے کا محتاج نہ تھا۔

مؤرخین اس شہر کی تفصیل لکھتے ہوئے مزید لکھتے ہیں کہ قرطبہ شہر کے جنوبی سمت میں دریائے کبیر کے پاس دو محلے تھے۔ ایک کا نام ربز شکندہ تھا اور دوسرے کا نام ربز منیتا تھا۔

قرطبہ شہر کے مغربی سمت میں نو محلے تھے اور اس محلے میں مٹھائیاں اور نان بنانے والے بڑے ماہر آباد تھے۔ قرطبہ شہر کی شمالی سمت میں تین محلے تھے جبکہ مشرقی سمت میں سات اہم محلے موجود تھے۔

Marfat.com

مؤرخین مزید لکھتے ہیں کہ ان 21 محلوں کے بیچ میں قرطبہ کا خاص شہر تھا۔ شہر کی فصیل علیحدہ تھی۔ پہلے کسی محلے کے گرد کوئی چاردیواری نہ تھی لیکن جب خانہ جنگیاں شروع ہو گئیں تو ہر محلہ کے گرد خندقیں کھود کر مضبوط اور اونچی دیواریں کھینچ دی گئی تھیں۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ اس دور میں قرطبہ شہر کے سات دروازے تھے۔ پہلے دروازے کا نام باب القنطرہ یعنی پُل والا دروازہ تھا۔ اس کو باب الوادی یعنی دریا والا دروازہ کہتے تھے۔ جنوبی محلہ میں جو شہر آباد تھے ان کو پہلے دریائے کبیر کا پُل اُترنا پڑتا تھا۔ پُل کے اسی سرے پر قلعہ کا برج واقع تھا۔ یہ چھوٹا سا قلعہ جس کے وسط سے گزر کر پل پر پہنچتے تھے، رومنوں کے زمانے سے اب تک موجود ہے۔ اس کا رومن نام کالی گورس تھا جس کو عربوں نے کلہرہ کر دیا۔ دریائے کبیر کا یہ پُل اُترتے ہی قرطبہ شہر کا پہلا محلّہ باب القنطرہ تھا جس کے ذریعہ شہر میں داخل ہوا جا سکتا تھا۔

دوسرے دروازے کا نام باب جزیرۃ الخضراء تھا۔ شہر کا یہ دروازہ بھی جنوب کی طرف تھا۔ اس سے دریائے کبیر کی طرف راستہ نکلتا تھا۔ تیسرا باب الجدید تھا۔ اس کو باب سرقسطہ، باب ابنّ الجبار، باب طلیطلہ اور باب رومیہ بھی کہتے تھے۔ اس دروازے کے سامنے شہر سے باہر رومنوں کے زمانے کی تین شاہراہیں مختلف جگہوں کا چکر لگاتی ہوئی یہاں آ کر ملتی تھیں۔ ایک شاہراہ اُندلس کے شہر قادس سے، دوسری کرمونا شہر کی طرف سے آتی تھی، تیسری شاہراہ ایک اور سمت سے قرطبہ کی طرف آتی تھی۔

چوتھے دروازے کا نام باب الطلبیرہ تھا۔ اسے باب البون بھی کہتے تھے۔ یہ غالباً شمال میں واقع تھا۔ پانچویں دروازے کا نام باب عامر القرشی تھا۔ اس دروازے کے سامنے عامر القصوی کا مقبرہ تھا۔ چھٹے دروازے کا نام باب الجوز تھا۔ اس کو باب بطلیوس بھی کہتے تھے۔ یہ عام طور پر بابِ اشبیلیہ بھی کہلاتا تھا۔ ان سات دروازوں کے ساتھ ایک اور دروازہ تھا جس کو باب الیہود کہتے تھے مگر اس نام کو مسلمان پسند نہ کرتے تھے اس لئے نام بدل کر المقران رکھ دیا گیا تھا۔

اسلامی عہد کے یہ دروازے اب باقی نہیں ہیں۔ صرف ایک دروازہ البتہ ایسا موجود ہے جس کی تعمیر مسلمانوں کے زمانے کی معلوم ہوتی ہے، جو آج کل باب المدوّر کے نام سے مشہور ہے۔

اوپر جو دروازے بیان کئے گئے ہیں ان میں کوئی دروازہ باب المدوّر نام کا نہیں

Marfat.com

ہے۔ ایک قلعہ عربوں کے وقت کا یعنی حصن المدوّر چونکہ قرطبہ کے مغرب میں چند میل کے فاصلہ پر تھا، اس لئے ممکن ہے شہر کے مغربی دروازوں میں سے کسی دروازے کا نام باب المدوّر رکھ دیا گیا ہو۔

شہر میں داخل ہونے کے بعد امیر سیر بن ابی بکر کا لشکر قرطبہ کے شاہی محل کی طرف گیا۔ یہ محل اپنے دور کا ایک عجوبہ کہلاتا تھا۔ اس سے متعلق مؤرخین لکھتے ہیں کہ قرطبہ کا شاہی محل اپنی ابتدائی شکل میں وہی تھا جس کو شروع زمانے کے مؤرخوں نے بلادِ رزریک لکھا ہے۔ یہ نام اس وجہ سے نہ تھا کہ قوطی بادشاہ رزریک جس سے مسلمانوں نے اُندلس فتح کیا تھا، اس کا بانی تھا بلکہ اس نام کی وجہ یہ تھی کہ رزریک جب اپنے دارالحکومت طلیطلہ یا کسی اور مقام سے قرطبہ میں آتا تھا تو اسی محل میں مقیم ہوا کرتا تھا۔

چھٹی صدی کا ایک مؤرخ لکھتا ہے کہ اس محل کو ایک قدیم عمارت بیان کیا جاتا ہے۔ وہ یہ بھی لکھتا ہے کہ یہاں زمانۂ سلف کے وہ بادشاہ جن کی اس ملک پر حکومت تھی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے سے سکونت رکھتے تھے۔ قصر کے اندر اور باہر پرانے وقتوں کی تمام چیزیں نظر آتی تھیں اور ایرانیوں، رومانیوں، قوطیوں اور ان قوموں کے جو اب موجود نہیں ہیں، یہاں عجیب وغریب آثار تھے۔

ان قدیم بادشاہوں کے بعد جب خلفائے بنو اُمیہ کا دور دورہ ہوا تو انہوں نے اس قدیم قصر یعنی بلادِ رزریک کو اپنی سکونت کے لئے پسند کیا اور انہوں نے اس میں طرح طرح کی صناعی، بدائع اور عجیب ہی آثار چھوڑے۔

مسلمانوں نے قرطبہ شہر میں بے نظیر باغ لگوائے۔ ہر طرح کا سامانِ عیش و آرام مہیا کیا۔ دور کے پہاڑوں سے جن کو جبالِ قرطبہ کہتے تھے، آبِ شیریں کی نہریں کاٹ کر محل میں لائی گئیں۔ پھر یہاں سے نہروں کا پانی جست کے نلوں میں جاری کر کے شہر کے چپہ چپہ کو شادابی اور طراوت دی گئی۔ انہی نلوں سے یہ پانی ایک حوض سے دوسرے حوض میں جو مختلف وضع کے، کہیں خالص سونے اور کہیں سچی چاندی کے اور کہیں پیتل کے چمکتے ہوئے پتروں سے بہتا ہوا بڑی پُر فضا جھیل اور خوشنما تالابوں میں جمع ہو جاتا تھا اور جا بجا یونان کے نہایت صاف و پاکیزہ سنگ مرمر کے بنے ہوئے خوب صورت فواروں میں اپنے چھوٹنے کی بہار دکھاتا تھا۔

یہاں ایک فوارہ صناعوں نے ایسا تیار کر رکھا تھا جس میں جب پانی کی دھاریں

Marfat.com

بہت اُونچی اُٹھتی تھیں، یہ فوارہ ایسا عجیب تھا کہ اس کی مثل مشرق و مغرب میں کہیں نہ تھی۔ سب سے زیادہ رونق اس قصر کو جسے اسپین کے لوگ اب القادر کہتے ہیں اور شہر کے مغرب میں واقع ہے، خلیفہ عبدالرحمٰن الناصر نے بخشی تھی اور اس کے چاروں طرف خوبصورت باغ لگوائے تھے۔ مسلمانوں کے وقت میں قصر میں بڑے بڑے عالشان کمرے اور جا بجا پُرتکلف ہال تھے۔ قصرِ رزریک کی نسبت ایک عیسائی مؤرخ بیان کرتا ہے کہ اس کا زمانہ وہ ہے جبکہ قرطبہ میں مسلمانوں کی حکومت باقی نہ تھی۔ یہ مؤرخ لکھتا ہے کہ:

> ''یہ محل قوطی بادشاہ رزریک کے باپ تھیوڈو فریڈ نے بنوایا تھا جب وہ قرطبہ کا حاکم تھا اور جس کا زمانہ پہلی صدی ہجری کی ابتداء سمجھنا چاہیے۔ یہ محل شہر سے دو میل کے فاصلے پر اس مقام پر تھا جس کو عیسائی مؤرخ کاسا بلانکا اور اہلِ عرب اپنے زمانے میں یا قدائع ابوعبیدہ یا قصرِ ابیض کہتے تھے۔''

اس سے ظاہر ہے کہ اس قصر کے بوسیدہ آثار باقی تھے لیکن آثار کی شکل اس کے زمانہ میں وہ نہ ہوگی جو اصلی بلادِ رزویک کی تھی۔ اُس نے اس عالیشان قصر کے بوسیدہ آثار دیکھے ہوں گے جن کو مسلمان قصرِ رزریک میں تبدیل کر کے یا ازسرِ نو بنا کر چھوڑ گئے ہوں گے۔

کچھ مؤرخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ اس قصر میں مسلمانوں کے وقت کے جو آثار ہیں، وہ برائے نام ہیں۔ خلیفہ عبدالرحمٰن الناصر کا بنایا ہوا باغ اب بھی اس شکل میں موجود ہے کہ دیکھ کر مسلمانوں کی تعمیر معلوم ہوتا ہے۔ شہر کے باہر دریائے کبیر کے کنارے جو درختوں کے جھنڈ ہیں، ان سے بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ شہر کبھی واقعی عربوں کا مرکز رہا تھا۔ چند برج اور ایک حمام بھی ابھی تک باقی ہیں۔

قرطبہ سے اسلامی حکومت اٹھ جانے کے تقریباً 150 برس بعد جبکہ مسیح بادشاہ فرڈیننڈ اور اس کی ملکہ ازابیلا کا زمانہ آیا تو مسلمانوں کے بنائے ہوئے اکثر حمام مسمار کر دیئے گئے۔ قصر میں جو عالیشان کمرے اور اوطاق تھے، ان کے نشانات بھی کہیں کہیں بہت بوسیدہ حالت میں سیاحوں کو نظر آتے ہیں۔ لیکن یہ بوسیدگی مسلمانوں ہی کے بنائے ہوئے قصر پر منحصر نہیں ہے بلکہ قرطبہ پر عیسائیوں کی حکومت ہونے کے تقریباً سو

Marfat.com

برس بعد جب اس قصر کی جگہ جو مسلمان چھوڑ گئے تھے، بادشاہ کشتالیہ نے نیا قصر بنایا جس میں بعد میں ایک مدت تک اس کے اندر پادریوں نے ہزارہا یہودیوں اور مسلمانوں کو طرح طرح کی اذیتیں دے کر ہلاک کیا تو یہ نیا قصر بھی زمانہ کے ہاتھوں نہ بچ سکا۔ اب اس کا صرف ایک حصہ باقی ہے اور اس میں آج کل شہر کا جیل خانہ ہے۔

قصر کے علاوہ شہر کے اندر اور باہر بہت سے عالیشان محل، مکانات اور باغات تھے جو سلاطینِ بنو اُمیہ نے اپنی سکونت یا تفریح کے لئے بنوائے تھے۔ وہ بھی بڑے خوبصورت اور دیکھنے میں ایک عجوبہ لگتے تھے۔

قرطبہ شہر کی خوبصورتی میں اضافہ کرنے والی یہاں کی جامع مسجد بھی تھی۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ پرانے اور قدیم زمانے میں جبکہ ہسپانیہ میں رومنوں کا تسلط تھا اور رومن بت پرست تھے، قرطبہ کے شہر میں ان کا ایک بڑا معبد یا بت خانہ تھا۔ جب اسپین میں عیسائیت مذہب پھیلا تو اس معبد کی جگہ ایک بڑا کلیسا تعمیر کیا گیا جو کلیسائے شنتِ بجند کے نام سے مشہور ہوا۔ قوطی قوم کے بادشاہوں نے اس عمارت میں تکلفات پیدا کئے۔ مدت تک یہ گرجا اسی طرح رہا۔ جب اسلامی دور آیا اور مسلمانوں نے اُندلس پر لشکر کشی کی تو قرطبہ کے شہر پر بشرائط صلح قبضہ کیا اور جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے دمشق پر قبضہ کرنے کے بعد وہاں کے گرجا کو عیسائیوں اور مسلمانوں میں نصف نصف تقسیم کر دیا تھا، یہی امر اب شنتِ بجند کے گرجا کے متعلق قرطبہ میں ہوا۔ یعنی گرجا کا نصف حصہ مسلمانوں نے اپنی مسجد کے لئے مخصوص کر لیا اور نصف حصہ میں عیسائیوں کو ان کے عقیدے کے مطابق عبادت کرنے کی اجازت دے دی۔

لیکن السمع مالک بن خوانی والئ اُندلس کے زمانے میں امارت میں قرطبہ مسلمانوں کا دارالحکومت ہو گیا تو وہاں مسلمانوں کی آبادی بڑھی۔ بہت سے اُمرائے عرب نے وہاں سکونت اختیار کر لی۔ اب مسجد میں نمازیوں کے لئے جگہ میں تنگی ہونے لگی۔ گنجائش نکالنے کے لئے بہت سی ترکیبیں کی گئیں مگر وہ سب ایسی تھیں جس سے نمازیوں کو مسجد میں داخل ہونے میں بڑی مشقت اور دُشواری ہوتی تھی۔ ایک مدت تک یہی حالت رہی حتیٰ کہ امیر عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام اُندلس میں بادشاہ ہوئے اور انہوں نے قرطبہ ہی کو اپنا پایۂ تخت قرار دیا۔ جب اُن کی حکومت کو استحکام ہو گیا تو شہر کی

Marfat.com

ضروریات اور آرائش کی طرف توجہ کی۔ پہاڑیوں سے نہریں کاٹ کر لائے۔ بازار، حمام اور سرائے بنوائیں، پُرتکلف باغات اور عمارات کی بنیاد ڈالی۔ جامع مسجد کی توسیع کرنے کا بھی خیال گزرا مگر شرائطِ صلح کے مطابق جو حصہ گرجا کا عیسائیوں کو مل چکا تھا اس کو کیونکر حاصل کر کے مسجد کو وسیع کر سکتے تھے۔

بہرکیف کوشش کی۔ عیسائیوں کے بڑے بڑے رئیسوں کو بلایا۔ ان سے کہا گیا کہ گرجا کا جو حصہ تمہارے پاس ہے، اسے مسلمانوں کے ہاتھ فروخت کر دو۔ ہم نہایت گراں قیامت دینے کو تیار ہیں۔ عیسائیوں کو صلح کی شرائط معلوم ہی تھیں۔ انہوں نے پہلے تو بیچنے سے قطعی انکار کر دیا لیکن پھر کچھ سوچ سمجھ کر اس شرط پر اپنا حصہ فروخت کرنے پر راضی ہو گئے کہ شہر کے باہر جو گرجا گرائے گئے تھے ان کو از سرِ نو بنانے کی اجازت دی جائے۔

امیر عبدالرحمٰن نے عیسائیوں کا یہ فیصلہ سن کر جو بھاری قیمت ان کو دینے کو کہی تھی، وہ ادا کر دی اور گرے ہوئے گرجوں کو بنانے کی اجازت بھی ان کو دے دی تھی۔ اس کے بعد شدتِ بجند کے پورے گرجا پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔

قبضہ پانے کے بعد امیر عبدالرحمٰن نے گرجا کو گرا کر اس کی جگہ ایک عالیشان مسجد بنا ڈالی۔ مگر یہ زمانہ ان کی حکومت کا آخری زمانہ تھا۔ یعنی ان کی وفات 132ھ سے صرف دو برس پہلے یہ مسجد شروع کی گئی تھی۔ دمشق کے ایک بڑے ماہرفن نے مسجد کا نقشہ تیار کیا تھا۔ چونکہ مسجد کو ایک بڑے پیمانے پر بنانے کا قصد تھا اس لئے امیر کی زندگی میں تعمیر مکمل نہ ہو سکی۔ ان کے بعد ان کے فرزند امیر ہشام بادشاہ ہوئے تو انہوں نے بڑے شوق سے مسجد کی تعمیر جاری رکھی اور اپنی تخت نشینی کے چھٹے سال اس کو مکمل کیا۔ جس شکل و صورت میں امیر ہشام کے زمانے میں یہ مسجد تعمیر ہوئی تھی، اس کی کیفیت یہ تھی کہ مسجد کے گرد ایک چاردیواری تھی۔ اس چار دیواری میں دیواروں کی مضبوطی کے لئے باہر کے رخ تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر پشت بان بنے ہوئے تھے جن پر کنگرے بنے ہوئے تھے۔ اس چاردیواری اور اس کے کنگرے در و دیوار اور پشت بان کو دیکھ کر یوں معلوم ہوتا تھا کہ مسجد میں کوئی قلعہ ہے۔ چاروں سمتوں کی شمالی دیوار میں مسجد کا دروازہ تھا۔ جس سے مسجد میں داخل ہوا جاتا تھا۔ یہاں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اُندلس میں قبلہ جنوب مائل بہ مشرق ہے۔ اس دروازے سے ملا ہوا مغرب کی سمت میں

Marfat.com

مسجد کا مینار تھا جس پر مؤذن اذان کہتا تھا۔ یہ مینار چوپہل تھا۔ اس کے اوپر ایک ہی زینہ تھا اور اس کی بلندی عمارت کے لحاظ سے موزوں تھی۔ صحن کے گرد شمال مشرق اور مغرب کی جانب اکہرے دالان خوب صورت محرابوں کے تھے۔ بیچ میں وضو کے لئے ایک حوض یا سقابہ تھا جس میں مسجد سے باہر کنوئیں سے پانی بھرا جاتا تھا۔

مسجد کی عجیب وغریب عمارت کچھ اس طرح تھی کہ اگر صحن مسجد سے قبلہ رُو یعنی جنوب کی طرف کھڑے ہو کر دیکھیں تو دس دس ستونوں کی صفیوں یا گیارہ گیارہ پہلوؤں والے دالان در دالان آٹھ نظر آتے تھے۔ سب سے آخری دالان یعنی قبلہ کی دیوار سے ملے ہوئے دالان کے وسط میں دیوار سے کچھ اندر کو بڑھا ہوا ایک خوشنما گنبد کے نیچے مسجد کا وہ حصہ تھا جس کو اصطلاح میں محراب کہتے ہیں۔ یہاں امام کے کھڑے ہونے کی جگہ تھی اور ایک طرف منبر رکھا ہوا تھا۔ دالانوں کے ستونوں کے ہر صف پر ایک وضع تھی۔ محرابوں کی ایک صف تھی۔ ستونوں کی بلندی تقریباً بارہ فٹ تھی۔ ہر ستون پر ایک اور ستون تھا جس سے ایک دوسری صف ستون کی پہلی ستونوں کی صف پر قائم ہوتی تھی۔ اس مسجد سے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مسجد کے صدر حصہ میں بڑے بڑے ستونوں کی تعداد لگ بھگ ایک ہزار تھی۔

کہا جاتا ہے کہ معتمد کے باپ المنصور کے زمانے سے پہلے مسجد کے نو دروازے تھے۔ ان میں سے تین یعنی ایک مشرق کی طرف، دوسرا مغرب اور تیسرا شمالی دیوار میں تھا، باقی چھ دروازے مسجد کے مسقّف صحن صدر میں تین مشرق کی سمت میں اور تین مغرب کی سمت میں تھے۔ ان میں سے ہر دو جانب ایک ایک دروازہ عورتوں کے لئے مخصوص تھا، باقی مردوں کے لئے تھے۔ ان دروازوں پر چمکتے ہوئے پیتل کی چادریں لگی تھیں اور ایک دروازے میں ایک بہت خوب صورت کڑا نہایت عمدہ صنعت کا پڑا تھا۔

کہا جاتا ہے کہ قرطبہ کی جامع مسجد میں روشنی کا بھی بہترین انتظام تھا۔ پیتل کے جھاڑ جو مسجد میں روشن کئے جاتے تھے، ان کی تعداد کسی نے 280 اور کسی نے 224 لکھی ہے۔ ان میں وہ جھاڑ شامل نہیں ہیں جو دروازوں پر روشن کئے جاتے تھے۔ ان کی تعداد کسی نے 7425 اور کسی نے 10805 لکھی ہے۔ ان میں جو تیل خرچ ہوتا تھا وہ لگ بھگ 314 من کے قریب ہوتا تھا اس میں نصف سے کچھ کم صرف ماہِ رمضان میں صرف ہو جاتا تھا۔

Marfat.com

بہر حال سیر بن ابی بکر اپنے پورے لشکر کے ساتھ قرطبہ شہر میں داخل ہوا۔ یہاں چند دن قیام کیا گیا۔ اس کے بعد امیر سیر بن ابی بکر نے لشکر کے ایک حصہ کے ساتھ قرطبہ شہر ہی میں قیام کئے رکھا جبکہ ایک لشکر دے کر مونا میں اُٹھنے والی بغاوت اور سرکشی کو فرو کرنے کے لئے زکریا بن ادریس، داؤد بن عائشہ، غیرد ربن شبیب اور زیدون بن مسلم کو روانہ کیا تھا۔

Marfat.com

❁

افونش ایک روز اپنے شامیانہ نما خیمے میں اپنی بیوی لیستہ، اپنے بیٹے برگنزا کے ساتھ کچھ چپ اور خاموش بیٹھا ہوا تھا، جیسے اسے کسی کا بڑی بے چینی سے انتظار ہو۔ پھر تھوڑی دیر بعد سب سے پہلے اس خیمے میں اس کا سپہ سالارِ اعلیٰ فانیز داخل ہوا۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے اس کے لشکر کے سارے چھوٹے بڑے سالار وہاں جمع ہونا شروع ہو گئے تھے۔

جب سب لوگ وہاں آ گئے تب ایک غائر نگاہ سب پر ڈالتے ہوئے افونش نے ان کا جائزہ لیا، پھر انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''میرے عزیز ساتھیو! قدرت ہمیں مسلمانوں سے انتقام لینے کے لئے ایک بہترین موقع فراہم کر رہی ہے۔ یہ بات آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ یوسف بن تاشفین یہاں سے جا چکا ہے، اس کی غیر موجودگی میں مسلمانوں کے سالاروں اور لشکریوں میں وہ دم خم نہیں رہے گا جو یوسف بن تاشفین کی موجودگی میں ہوا کرتا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمانوں نے اپنے پہلے مرحلہ میں مرسیہ، المریا اور جزیرہ طریف میں یلغار کرتے ہوئے وہاں کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ لیکن ان کی ایک کامیابی پھر ناکامی میں بدل گئی ہے اور وہ یہ کہ مرسیہ پر پھر باغیوں کا قبضہ ہو گیا ہے اور باغی مرسیہ شہر میں اب اپنی طاقت وقوت کو بڑی تیزی سے بڑھا رہے ہیں۔ ہم نے بھی ان سے رابطہ قائم کیا اور ان سے کہا ہے کہ پہلے جب مسلمان سالار ان شہروں پر حملہ آور ہوئے تھے تو ہمیں اس کی خبر نہیں ہوئی تھی اس لئے کہ ہم دور تھے۔ اب ہم ان سے اپنے مخبروں کے ذریعے پورا رابطہ رکھیں گے اور اب اگر یوسف بن تاشفین کے کسی لشکر نے مرسیہ پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو ہم پوری طرح مرسیہ کے باغیوں کی مدد کریں

Marfat.com

گے۔ ہمارا یہ پیغام ملنے کے بعد مرسیہ پر قبضہ کرنے والے باغیوں نے زور وشور سے اپنی عسکری تیاریوں کو عروج پر پہنچا دیا ہے۔

یہ تو ایک معاملہ ہے۔ دوسرا معاملہ کچھ اس طرح ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں، مسلمانوں کا لشکر قرطبہ پر قابض ہو چکا ہے اور قرطبہ کا حاکم فتح بن معتمد موت کے گھاٹ اُتارا جا چکا ہے۔ یہ مسلمانوں کے لشکر کی کوئی بڑی کامیابی نہیں ہے۔ اس لئے کہ فتح بن معتمد کے پاس قرطبہ میں کوئی بڑا لشکر نہیں تھا جو حملہ آوروں کا مقابلہ کرتا۔ اس کے علاوہ قرطبہ کے سب لوگوں نے فتح بن معتمد کی بجائے یوسف بن تاشفین کے لشکریوں کا ساتھ دیا تھا۔

میرے عزیز ساتھیو! جہاں ہم نے مرسیہ والوں کو حوصلہ دلایا، ہر صورت میں ان کا ساتھ دینے کا وعدہ کیا ہے، وہاں میں نے ایک بہت بڑا معرکہ مسلمانوں کے خلاف سر کرنے کا عزم کیا ہے۔

قرطبہ پر قبضہ کرنے کے بعد اب مسلمانوں کا ایک لشکر کرمونا کا رخ کئے ہوئے ہے۔ کرمونا میں وہاں کے باغیوں کی ایک خاصی بڑی تعداد ہے بلکہ وہاں ایک ایسا لشکر ہے جو حملہ آوروں کے خلاف خوب مزاحمت کر سکتا ہے۔ اب میں یہ چاہتا ہوں کہ ایک لشکر کرمونا کی طرف روانہ کیا جائے اور جب یوسف بن تاشفین کا لشکر کرمونا پر حملہ آور ہو تو کرمونا ان کے لئے وبالِ جان بن جائے۔ ایک طرف سے کرمونا کا لشکر ان پر حملہ آور ہو اور دوسری طرف سے ہمارا لشکر ان پر ضرب لگائے۔ اس طرح دوطرفہ ضرب سے ان کے لشکر کا یا تو خاتمہ کر دیا جائے یا ان کی تعداد کچھ ایسی کم کر دی جائے کہ آنے والے دور میں وہ کسی کے خلاف بھی کوئی بڑی کارروائی کرنے کے قابل نہ رہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد افونش رکا، اس کے بعد دوبارہ وہ اپنے سالاروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''میں ایک تیسرے معاملہ پر بھی گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ پر پہلے کرمونا کا معاملہ طے کر لینا چاہئے۔ آپس میں مشورہ کرو کہ کیا کرمونا والوں کی مدد کے لئے ہمیں لشکر بھیجنا چاہئے اور اس کے لئے کوئی لشکر تیار کیا جائے تو اس کی کمانداری کسے سونپی جائے؟''

افونش کے ان الفاظ پر اس کے سارے سالار آپس میں مشورہ کرنے لگے تھے۔

پھر اس کا سپہ سالار اعلیٰ فانیز اپنے چھوٹے بڑے سب سالاروں کی نمائندگی کرتے

Marfat.com

ہوئے کہہ رہا تھا۔

''سب آپ کی اس تجویز سے اتفاق کرتے ہیں۔ ساتھ ہی ہم نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ ایک خاصا بڑا لشکر کرمونا کی طرف روانہ کیا جائے جو یوسف بن تاشفین کے لشکر کو کرمونا شہر کے نزدیک نہ آنے دے۔ ہم نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ پہلے یہ دیکھا جائے کہ یوسف بن تاشفین کا جو لشکر کرمونا کے باغیوں کے خلاف حرکت میں آرہا ہے اس کی کمانداری کون کر رہا ہے؟ اس میں دیگر سالار کون سے ہیں؟ اسی کے مطابق ہمیں بھی اپنے سالاروں کا انتخاب کرنا ہوگا۔''

افونش کا سپہ سالار فانیز جب خاموش ہوا تب مسکراتے ہوئے افونش بول اٹھا۔

''جو خبریں اب تک ہمارے مخبروں نے پہنچائی ہیں، ان کے مطابق یوسف بن تاشفین تو خود واپس افریقہ جا چکا ہے اور اپنے ساتھ لشکر کا ایک حصہ بھی لیتا گیا ہے۔ اُندلس میں اب سارے لشکروں کا کماندارِ اعلیٰ اس کا بھتیجا سیر بن ابی بکر ہے۔ سارے سالار اُسی کے تحت کام کر رہے ہیں۔ سیر بن ابی بکر ان دونوں لشکروں کے ایک حصہ کے ساتھ قرطبہ میں قیام کیے ہوئے ہے جبکہ اس نے جو لشکر کرمونا پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کیا ہے اس میں داؤد بن عائشہ، زکریا بن ادریس، غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم بڑے سالار ہیں اور انہی کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمیں بھی اپنے سالاروں کا انتخاب کرنا ہوگا۔''

افونش کے ان الفاظ پر فانیز مسکرایا، پھر کہنے لگا۔

''اگر کرمونا کا رخ کرنے والے مسلمانوں کے لشکر کی کمانداری زکریا بن ادریس، داؤد بن عائشہ، غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم کر رہے ہیں تو پھر ان کا مقابلہ کرنے کے لئے ہم جو لشکر روانہ کریں اس میں لوکاس، ہسپانہ، بلایوس کے علاوہ لیوٹس کو رکھیں۔ لیوٹس گو نیا آنے والا سالار ہے لیکن بلا کا عمدہ قسم کا تیغ زن ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین سالار بھی ہے اور حرب وضرب کے سارے ہی فنون میں ماہر ہے۔''

فانیز جب خاموش ہوا تب خوشی کا اظہار کرتے ہوئے افونش کہنے لگا۔

''فانیز! یہ کام میں تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ آج آنے والی رات کو ایک لشکر ہمارے انہی چاروں سالاروں کی کمانداری میں کرمونا کی طرف روانہ ہو جانا چاہئے۔ اس لشکر کا سالارِ اعلیٰ لوکاس ہوگا۔ ہسپانہ، بلایوس اور لیوٹس اس کے تحت کام کریں

Marfat.com

گے۔ میں ان سارے سالاروں کی اطلاع کے لئے یہ بھی بتا دوں کہ ہمارے کچھ مخبر تھوڑی دیر پہلے کرمونا کی طرف روانہ ہو چکے ہیں۔ انہیں میں نے سب معاملات تفصیل کے ساتھ سمجھا دیئے ہیں۔ سب سے پہلے وہ کرمونا کے باغیوں اور ان کے سالاروں سے رابطہ قائم کریں گے اور پھر مسلمانوں کے لشکر کی نقل و حرکت اور ان کے محل وقوع سے بھی لوکاس کو آگاہ کرتے رہیں گے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد افونش جب خاموش ہوا تب برگنزا کہنے لگا۔

''آپ ایک اور معاملے پر بھی گفتگو کرنا چاہتے تھے۔ آپ نے کہا تھا کہ پہلے سالاروں کا معاملہ طے ہو جائے تو پھر آپ تیسرے معاملے پر گفتگو کریں گے۔ اب کہیں وہ معاملہ کیا ہے؟''

جواب میں بڑا خوشگوار تبسم افونش کے چہرے پر نمودار ہوا، کہنے لگا۔

''ہم نے مسلمانوں کے مختلف شہروں کی طرف جو اپنے پادری، ان کے ہمنوا، خوب صورت لڑکیاں روانہ کی تھیں، مخبروں کے ذریعہ ہمیں یہ اطلاع مل گئی ہے کہ ان کی کارروائیاں بہترین رہی ہیں اور وہ مسلمانوں کے اندر غلط فہمیاں، بغاوت اور سرکشی کے آثار پیدا کرنے میں کامیاب رہے ہیں۔ یہ بھی اطلاع آ گئی ہے کہ میری بیٹی اور اس کے ساتھ کچھ لڑکیوں نے پادری مرکس کے ساتھ پہلے غرناطہ میں قیام کیا ہوا تھا اور چونکہ غرناطہ میں اب کوئی بڑی کارروائی کرنے کا موقع نہیں رہ گیا ہے اس لئے کہ غرناطہ زیر ہو چکا ہے اور وہاں کے حکمران عبداللہ اور اس کے بھائی تمیم کو جو مالقہ کا حکمران ہوا کرتا تھا، یوسف بن تاشفین اپنے ساتھ افریقہ لے جا چکا ہے۔ اب وہاں کوئی بڑی کارروائی کرنے کا موقع نہیں ہے۔ اس لئے پادری مرکس اپنی بیٹی اور دوسری لڑکیوں کے علاوہ اپنے دیگر ساتھیوں کو لے کر اب غرناطہ سے قرطبہ شہر میں ایک کلیسا کے اندر منتقل ہو چکا ہے۔ اب یہ سب مل کر اپنی کارروائیاں قرطبہ میں کریں گے۔ یہ بھی اطلاع آئی ہے کہ میری بیٹی نے زکریا بن ادریس سے ملاقات کی، اس کے سامنے اپنے چہرے سے نقاب ہٹایا اور بدن کے زاویے بھی نمایاں کئے لیکن جو پیغام میری بیٹی کی طرف سے مخبروں کے ذریعے آیا ہے، اس کے مطابق وہ اپنی خوب صورتی اور اپنی اداؤں کے ہر حربہ سے زکریا بن ادریس کو متاثر کرنے یا اپنی طرف مائل کرنے میں قطعی کامیاب نہیں ہوئی۔ اب میرے خیال میں میری بیٹی اور پادری مرکس قرطبہ شہر میں نہ صرف یہ

Marfat.com

کہ بغاوت کھڑی کرنے کی کوشش کریں گے بلکہ میری بیٹی مغریتا، زکریا بن ادریس کے پیچھے پڑے گی۔ یا تو اسے اپنے دام فریب میں پھانس کر رہے گی۔ اگر وہ ایسا نہ کر سکی تو جو پیغام آیا ہے اس کے مطابق وہ زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کے علاوہ کچھ دیگر نمایاں مسلمان سالاروں کو کسی نہ کسی طرح خواہ فریب و دھوکا سے یا زہر خورانی سے ان کا خاتمہ کرنے کی کوشش کرے گی۔"

اتنا کہنے کے بعد افونش خاموش ہوا، کچھ سوچا اور اس بار وہ بڑے غور سے اپنے سپہ سالارِ اعلیٰ فانیز کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ "فانیز! اب اُٹھو۔ جس لشکر کو تم لوکاس، ہسپانہ، پلاویس اور لیوٹس کے ساتھ بھیجنا چاہتے ہو، اس کی تیاری کرو۔ آج رات کے پہلے حصہ میں ایک لشکر کرمونا شہر کی طرف روانہ ہو جانا چاہئے۔"

افونش کا یہ حکم سن کر سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ سارے سالاروں نے لشکر گاہ کا رخ کیا۔ ایک خاصا بڑا لشکر علیحدہ کیا گیا، اسے مستعد رہنے کا حکم دیا گیا اور آنے والی شب کو وہی لشکر اپنے چار بڑے سالاروں کی کمانداری میں کرمونا شہر کی طرف کوچ کر گیا تھا۔ جہاں تک کرمونا شہر کا تعلق تھا تو یہ جنوبی اُندلس کا ایک مشہور و معروف شہر تھا جو اشبیلیہ سے لگ بھگ 25 میل مشرق میں واقع تھا۔ اس شہر کو رومنوں ہی نے آباد کیا تھا اور رومنوں کے دور میں اس کا نام کارمو تھا۔

کہتے ہیں یہ شہر ایک بلند مقام پر اس طرح واقع تھا کہ اہلِ شہر کو دشمن کے حملوں کا ہر دم خوف رہتا تھا۔ اس لئے کہ بلندی پر ہونے کی وجہ سے اس شہر میں جو لشکر تھا، اسے دفاعی آسانیاں رہتی تھیں اور حملہ آوروں کو چونکہ چڑھائی پر چڑھنا پڑتا تھا لہٰذا ان کے لئے دشواریاں کھڑی ہوتی تھیں اور عموماً یہ شہر فتح نہیں ہوتا تھا۔

پہلی صدی قبل مسیح میں جس وقت رومن سپہ سالار سیزر اور پومپی میں لڑائیاں شروع ہوئیں، اس شہر کے لوگوں نے سیزر کا ساتھ دیا اور ایک خودسر حکومت قائم کر کے اپنا سکہ بھی چلایا۔

رومنوں کے بعد قوطیوں کی یہاں حکومت قائم ہوئی۔ یہاں تک کہ 93 ہجری بمطابق 712 عیسوی میں عالم اسلام کے بہترین سالار موسیٰ بن نصیر نے اس شہر کو فتح کیا اور اس وقت سے یہ مسلمانوں کے قبضہ میں تھا۔ اور جس وقت موسیٰ بن نصیر اس شہر کو فتح کر کے اس پر قابض ہوا تو یہ شہر کارمو سے کرمونا ہو گیا اور مسلمان اسے کارمو کی

Marfat.com

بجائے کرمونا ہی پکارنے لگے۔

اس شہر سے متعلق کچھ اہم تاریخی واقعات بھی وابستہ ہیں۔ امیر عبدالرحمٰن الداخل جس کو اُندلس کی حکومت 138ھ میں ملی تھی، اس شہر میں محصور ہونے پر مجبور ہوا تھا۔ واقعہ یہ تھا کہ جس وقت اُندلس کی سلطنت پر وہ قابض ہوئے تو مخالفوں نے جابجا بغاوتیں شروع کر دیں۔ اُدھر عباسی خلیفہ سفاح نے ان کی سلطنت کو اُندلس سے مٹانا چاہا اور افریقہ کے ایک سالار مغیث کو اُندلس کا والی اپنی طرف سے مقرر کر کے افریقہ سے اُندلس روانہ کیا۔

مغیث اُندلس میں کرمونا سے مغرب میں باجہ شہر کے قریب آیا اور شہر پر اس نے قبضہ کر لیا۔ عبدالرحمٰن الداخل مقابلہ کے لئے قرطبہ سے اشبیلیہ کی طرف گیا لیکن ابھی اشبیلیہ تک پہنچنے بھی نہ پایا تھا کہ کرمونا کے شہر میں افریقہ سے آنے والے سالار مغیث کے طرف داروں نے اس کو محصور کر دیا۔ کچھ دنوں اسی حالت میں رہنے کے بعد آخر عبدالرحمٰن ایک دن اپنے جانبازوں کو لے کر نکلا، کرمونا کے ایک دروازے سے جس کو بابِ اشبیلیہ کہتے تھے، نکل کر مخالفوں پر ایسا زوردار حملہ کیا کہ چاروں طرف ہلاکت خیزیاں کھڑی کر کے رکھ دیں اور افریقہ سے جو سالار عباسیوں کے خلیفہ سفاح نے اُندلس پر قبضہ کرنے کے لئے بھجوایا تھا، اسے بھی موت کے گھاٹ اتار دیا۔

اسی شہر میں ایک اور اہم واقعہ بھی پیش آیا۔ وہ یہ کہ 230ھ میں جب امیر عبدالرحمٰن ثانی اُندلس کا بادشاہ ہوا تو شمال کے وحشی اور بدتہذیب نارمنوں نے اُندلس پر حملہ کر دیا اور لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ وہ اشبیلیہ تک آ پہنچے تو اس موقع پر کرمونا کے شہر والوں نے اہلِ اشبیلیہ کو ان وحشیوں سے پناہ دی تھی۔

تیسری صدی ہجری میں جس وقت اُندلس کے لوگ نومسلم اور ان کی اولاد نے سلاطین قرطبہ سے بغاوتیں کرنا شروع کیں تو کرمونا ہی ان باغیوں کی سازشوں کا مرکز بن گیا۔ پانچویں صدی ہجری کے شروع میں جس وقت دولت بنو اُمیہ کو اُندلس میں زوال ہوا اور طوائف الملوکی شروع ہوئی تو کرمونا ایک بربری خاندان بنی برزال کے تحت آ گیا تھا۔ بنی برزال کا علاقہ بہت مختصر تھا جس کے اندر صرف دو بڑے شہر تھے۔ ایک کرمونا اور دوسرا استجا جو کرمونا سے مشرق میں دریائے شنیل کے کنارے واقع تھا۔ بنی برزال کے شمالی علاقہ کی زمین وادی الکبیر کے کنارے تک پھیلی ہوئی تھی۔ اس

Marfat.com

خاندان کے بادشاہوں میں سے محمد بن عبداللہ برزالی نے 420 ھ سے 441 ھ تک حکومت کی۔ اس کے بعد اس کے بیٹے اسحاق نے 441ھ سے 446ھ تک حکومت کی۔ اس کے بعد العزیز نے 447 ھ سے 460 ھ تک کرمونا پر خودمختارانہ حکومت کی۔ اس کے بعد یہ شہر بنو عباد کے قبضہ میں چلا گیا اور بنو عباد ہی نے کرمونا شہر میں امیر یوسف بن تاشفین کے خلاف بغاوت کھڑی کی تھی اور اسی بغاوت کو فرو کرنے کے لئے زکریا بن ادریس، داؤد بن عائشہ، غیرد بن شبیب اور زیدون بن مسلم لشکر لے کر بڑی برق رفتاری سے کرمونا کی طرف بڑھے تھے۔

زکریا بن ادریس، داؤد بن عائشہ اور ان کے ساتھی سالاروں نے اپنے لشکر کے ساتھ کرمونا شہر سے لگ بھگ دو میل کے فاصلہ پر اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لیا تھا۔ دوسری طرف افونش کا لشکر بھی کرمونا کے شمال میں تقریباً چار میل کے فاصلہ پر اپنا پڑاؤ قائم کر چکا تھا جبکہ کرمونا شہر کے اندر بنی عباد کا لشکر بھی بالکل تیار اور مستعد تھا۔

تعداد کے لحاظ سے بھی افونش کا لشکر زیادہ تھا۔ جس وقت زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ نے اپنے لشکر کے ساتھ کرمونا شہر سے دو میل کے فاصلہ پر جا کر پڑاؤ کیا تب افونش کے لشکر کے سالار لوکاس نے اپنے سارے سالاروں کو اپنے خیمے میں جمع کر لیا تھا۔ جب سب اس کے پاس اکٹھے ہو گئے تب لوکاس انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"تھوڑی دیر پہلے اپنے کچھ مخبر آئے ہیں اور مسلمانوں کے لشکر کے محل وقوع اور ان کی تعداد کے علاوہ ان کے انتظامات سے بھی آگاہ کیا ہے۔ مسلمانوں کا لشکر اس وقت کرمونا شہر سے دو میل کے فاصلے پر جنوب مشرق کے رخ پر پڑاؤ کئے ہوئے ہے۔ میرے خیال میں چند روز وہاں قیام کر کے وہ حالات کا جائزہ لینے کی کوشش کریں گے۔ یقیناً انہیں ہماری یہاں موجودگی کا علم ہو چکا ہوگا اور وہ یہ بھی سوچ چکے ہوں گے کہ اگر وہ کرمونا کے نزدیک جاتے ہیں تو پھر دو طرح کے لشکر دو مختلف سمتوں سے ان پر حملہ آور ہوں گے۔ ایک ہمارا لشکر دوسرا کرمونا سے بنو عباد کا لشکر نکلے گا اور ان کی ہیئت بگاڑ کر رکھ دے گا۔

میرے بھائیو! جب تک مسلمانوں کا لشکر سوچ و بچار میں رہتا ہے، میں چاہتا ہوں ان پر ایک شب خون مار کر ان کی طاقت وقوت کو پاش پاش کیا جائے اور وہ کرمونا پر حملہ آور ہوئے بغیر واپس جانے پر مجبور ہو جائیں۔

Marfat.com

ہمارا پڑاؤ جہاں ہے، وہیں رہے گا۔ چھوٹا سا ایک لشکر پڑاؤ کی حفاظت پر مقرر کیا جائے گا اور اس لشکر کی کمانداری ہمارا بھائی ہسپانہ کرے گا۔ جبکہ میں، پلایوس اور لیوٹس باقی لشکر کو لے کر مسلمانوں پر شب خون مارنے کے لئے نکلیں گے۔ یہ ایک طرح کا دوہرا شب خون ہوگا۔ ابھی تھوڑی دیر بعد میں بنو عباس کے لشکر کے کماندار کی طرف پیغام بھجواؤں گا کہ آنے والی شب جب آسمان کے وسط میں سفر کرنے والے تینوں ستارے جو متوازی رہتے ہوئے سفر کرتے ہیں، بالکل سر کے اوپر آ جائیں تب وہ شہر سے نکلیں۔ اس لئے کہ وہ ستارے آدھی رات کے قریب بالکل سر کے اوپر آتے ہیں۔ کرمونا والوں کے ساتھ یہ منصوبہ بندی کی جائے گی کہ ہم یہاں سے روانہ ہوں گے اور مسلمانوں کے پڑاؤ کے ایک پہلو پر شب خون ماریں گے جبکہ اسی وقت بنو عباد کا لشکر بھی شہر سے نکلے گا اور مسلمانوں پر دوسری سمت سے حملہ آور ہوگا۔

ہمارے اور بنو عباد کے لشکر کے درمیان رابطہ کچھ اس طرح ہوگا کہ مسلمانوں کے لشکر سے دو میل دور جانے کے بعد کرمونا شہر کی طرف جلتے ہوئے پروں کا ایک تیر داغا جائے گا۔ یہ تیر کرمونا کے بنو عباد کے لشکریوں کے سالار کے لئے یہ اشارہ ہوگا کہ ہم مسلمانوں کے لشکر سے دو میل کے فاصلہ پر رہ گئے ہیں۔ چونکہ مسلمانوں نے بھی کرمونا شہر سے دو میل کے فاصلہ پر قیام کیا ہوا ہے لہٰذا ہمارے جلتے ہوئے پروں والے تیر کا اشارہ پا کر کرمونا کا کماندار اپنے لشکریوں کو لے کر نکلے گا، ادھر سے ہم بھی روانہ ہوں گے۔ چنانچہ ایک ساتھ دونوں لشکر دو مختلف سمتوں سے مسلمانوں پر شب خون ماریں گے اور مجھے امید ہے کہ ہم اگر اس طرح شب خون مارنے میں کامیاب ہو گئے تو پھر مسلمانوں کے سارے لشکری ہی نہیں، ان کے سارے سالاروں کو بھی موت کے گھاٹ اتارنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔"

لوکاس کے سارے سالاروں نے اس سے اتفاق کیا تھا۔ چنانچہ اسی وقت کچھ مخبر کرمونا شہر میں بنو عباد کے لشکر کے سالار کی طرف روانہ کئے گئے تھے اور اسے مسلمانوں پر شب خون مارنے کی منصوبہ بندی سے آگاہ کر دیا گیا تھا۔

Marfat.com

❁

جہاں افونش کے مخبر اور جاسوس بڑی تیزی سے کام کرتے ہوئے مسلمانوں کے لشکر اور ان کی نقل و حرکت اور پڑاؤ سے متعلق لوکاس کو اطلاعات فراہم کر رہے تھے وہاں مسلمان طلایہ گر بھی بڑی سرگرمی سے اپنے کام میں مصروف تھے۔ چنانچہ جس روز لوکاس نے اپنے سالاروں کے ساتھ مل کر زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کے لشکر پر دوطرفہ شب خون مارنے کی منصوبہ بندی کی تھی، اسی روز مغرب کی نماز کے بعد زکریا بن ادریس، داؤد بن عائشہ، غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم جب نماز سے فارغ ہو کر اکٹھے ایک طرف ہٹے تب ان کے دو مخبر بڑی تیزی سے ان کے قریب آئے انہیں دیکھتے ہوئے چاروں ایک جگہ رک گئے تھے۔ دونوں مخبر قریب آئے۔ اس کے بعد لوکاس نے جو اپنے سالاروں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے لشکر پر شب خون مارنے کی منصوبہ بندی کی تھی، اس کی تفصیل ان دونوں میں سے ایک نے چاروں سے کہہ دی تھی۔

ساری تفصیل جاننے کے بعد دونوں مخبروں کو تو پھر اپنے کام میں لگ جانے کے لئے کہا گیا۔ یہاں تک کہ چاروں گہری سوچوں میں ڈوب گئے۔ پھر داؤد بن عائشہ نے زکریا بن ادریس کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

''میرے عزیز بھائی! اس کا مطلب ہے آنے والی شب کو ہمیں دشمن کے دوطرفہ شب خون کا سامنا کرنا ہوگا۔''

داؤد بن عائشہ کے ان الفاظ کے جواب میں زکریا بن ادریس کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا، کہنے لگا۔

''ابنِ عائشہ! میرے بھائی! ہمیں کیا ضرورت ہے کہ دشمن کے دوطرفہ شب خون

Marfat.com

کے بوجھ برداشت کر کے اپنی توانائیوں کو خواہ مخواہ ضائع کریں۔ اسے یہ شب خون مارنے دیں۔ جب ہم اپنی جوابی کارروائی کریں گے تو کرمونا کے سالاروں ہی نہیں، افونش کے سالاروں کے پاؤں تلے سے بھی زمین سرکنا شروع ہو جائے گی۔“

یہاں تک کہنے کے بعد زکریا بن ادریس جب خاموش ہوا تب اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے داؤد بن عائشہ کہنے لگا۔

”میرے بھائی! جو کچھ کہنا چاہتے ہو کھل کر اور ذرا صاف صاف کہو۔“

جواب میں زکریا بن ادریس مسکراتا رہا، پھر چاروں ایک دوسرے کے نزدیک ہو گئے اور بڑی رازداری میں زکریا بن ادریس اپنے تینوں بڑے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

”میرے عزیز ساتھیو! آج عشاء کی نماز کے بعد ہم اپنے کام کی ابتداء کریں گے۔ غیردر بن شبیب کے ذمہ میں یہ کام لگاتا ہوں کہ اپنے کچھ مسلح دستوں کو اپنے پڑاؤ کے اطراف میں دور دور تک مقرر کرے اور جو بھی مشکوک آدمی انہیں دکھائی دے اس کا خاتمہ کرتے چلے جائیں تاکہ ہماری نقل و حرکت اور کارروائیوں کی اطلاع نہ افونش کے سالار لوکاس اور نہ ہی کرمونہ شہر میں بنو عباد کے لشکریوں کے سالار اعلیٰ تک پہنچے۔ اب ہم نے کیا کرنا ہے اس کی تفصیل میں آپ تینوں سے کہتا ہوں اور اگر وہ تفصیل آپ تینوں کی مرضی کے مطابق ہو اور آپ لوگ یہ سوچیں کہ اس پر عمل کرنا ہمارے لئے سودمند ہے تو پھر اس پر عمل کرنے کے لئے ہم فوراً حرکت میں آ جائیں گے۔ پہلے میں تفصیل کہتا ہوں، غور سے سنو۔ ساری تفصیل جاننے کے بعد پھر اپنی اپنی رائے کا اظہار کرنا۔

جیسا کہ میں پہلے عرض کر رہا تھا کہ عشاء کی نماز کے بعد ہم حرکت میں آئیں گے۔ سب سے پہلے غیردر بن شبیب اپنی کارروائی کی ابتداء کرے گا اور پڑاؤ کے اطراف میں مشتبہ لوگوں کا خاتمہ کرنے کے لئے اپنے کچھ دستے پھیلا دے گا۔ اس کے بعد پڑاؤ اُٹھا لیا جائے گا۔ پڑاؤ کے اندر روشنی ویسے کی ویسی ہی رہے گی جیسے گزشتہ شب ہم نے کی تھی۔ پڑاؤ کے اندر جگہ جگہ لکڑیاں نصب کر کے ان کے ساتھ مشعلیں باندھ کر روشن کر دی جائیں گی جو اس بات کی نشان دہی کریں گی کہ ہمارا پڑاؤ یہی ہے۔ جبکہ پڑاؤ کی ہر چیز کو سمیٹ کر ہم کرمونا شہر کے جنوب کی طرف چلے جائیں گے۔ سارا سامان

Marfat.com

ہمارے ساتھ ہو گا۔ وہاں جا کر ہم نے کیا کرنا ہے، غور سے سننا۔

لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ ایک حصہ میرے پاس، دوسرا داؤد بن عائشہ، تیسرا غیردر بن شبیب، چوتھا زیدون بن مسلم کی کمانداری میں ہو گا۔ باقی چھوٹے سالار چار حصوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ جو تفصیل ہمارے طلایہ گروں نے بتائی ہے اس کے مطابق افونش کا سالار لوکاس اپنے تین ساتھیوں کے ساتھ ہمارے پڑاؤ کی طرف بڑھے گا۔ ان تین میں سے ایک خود لوکاس، دوسرا پلایوس اور تیسرا لیوٹس ہوں گے جبکہ وہ اپنے چوتھے سالار ہسپانہ کو اپنے پڑاؤ کی حفاظت پر چھوڑیں گے۔

دوسرا پہلو شب خون کا یہ ہے کہ کرمونا میں بنو عباد کا لشکر کرمونا شہر کی فصیل کے شرقی دروازے سے نکل کر ہم پر شب خون مارنے کے لئے آئے گا اور افونش اور کرمونا کے لشکریوں کے درمیان جلتے پروں کا تیر رابطہ کے طور پر استعمال ہو گا اور ہم نے جلتے پروں والے اسی تیر پر نگاہ رکھنی ہے۔

میرے عزیز ساتھیو! جو چار حصے ہم اپنے لشکر کے کریں گے اس میں سے جو حصہ غیردر بن شبیب کی کمانداری میں ہو گا، وہ اس وقت حرکت میں آئے گا جب فضا کے اندر جلتے پروں والا تیر دکھائی دے گا اور تیر کے فضا میں بلند ہوتے ہی غیردر بن شبیب اپنے حصہ کے لشکر کے ساتھ کرمونا شہر کے مغرب میں ذرا فاصلہ رکھتے ہوئے بڑی تیزی اور برق رفتاری کے ساتھ شمال میں افونش کے لشکر کے پڑاؤ کی طرف جائے گا۔ پڑاؤ میں اس وقت افونش کا سالار ہسپانہ چند دستوں کے ساتھ پڑاؤ کی حفاظت پر مقرر ہو گا۔ غیردر بن شبیب ہسپانہ پر حملہ آور ہو گا، پڑاؤ کی حفاظت پر افونش کا جس قدر لشکر ہو گا اسے موت کے گھاٹ اتارنے کے بعد پڑاؤ کی ہر کارآمد چیز کو سمیٹ کر غیردر بن شبیب پھر مشرق کی طرف سے ہوتا ہوا کرمونا شہر کے جنوب کی طرف آ جائے گا۔

یہ ہماری پہلی کارروائی ہو گی۔ دوسری کارروائی ہمارا بھائی زیدون بن مسلم کرے گا۔ جس وقت تیر بلند ہو گا، زیدون بن مسلم تیار اور مستعد رہے گا اور جب جلتے پروں کے تیر کے بلند ہونے کے بعد کرمونا شہر سے بنو عباد کا لشکر نکلے گا تو زیدون بن مسلم اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس موقع پر نگاہ رکھے گا اور جونہی بنو عباد کا لشکر شہر سے نکل کر ہمارے اس پڑاؤ کی طرف آئے، زیدون بن مسلم فوراً حرکت میں آئے گا اور جس دروازے سے کرمونا والوں کا لشکر نکلے گا، اسی دروازے سے زیدون بن مسلم شہر میں

Marfat.com

داخل ہو جائے۔ شہر کی فصیل کے محافظ اگر مزاحمت کریں تو ان کا خاتمہ کر دیا جائے۔ شہر کے اندر جو بھی مسلح ہو کر سامنے آئے، اسے موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ اس طرح رات کی تاریکی میں جب تک غیردر بن شبیب، افونش کے پڑاؤ کی ہر چیز سمیٹ کر جنوب کی طرف آئے گا اس وقت تک زیدون بن مسلم شہر کے اندر داخل ہو چکا ہو گا۔ چنانچہ غیردر بن شبیب بھی اس کے پیچھے پیچھے دشمن کے پڑاؤ کی ہر چیز کو لئے شہر میں داخل ہو جائے گا۔ اس طرح گویا شہر کے اندر ہمارا آدھا لشکر داخل ہو کر شہر کو اپنی گرفت میں لے لے گا۔

اب میرے اور داؤد بن عائشہ کے کام کی ابتداء ہو گی۔ جس وقت جلتے پروں والا تیر فضا میں بلند ہو گا میں اور داؤد بن عائشہ دونوں اپنے اپنے حصہ کے لشکر کو لے کر کرمونا شہر سے دور رہتے ہوئے مزید مشرق کی طرف جائیں گے۔ ہم اپنے موجودہ پڑاؤ سے بھی کافی مشرق میں رہیں گے اور جب دائیں جانب سے لوکاس، پلائیاں اور لیوئس شب خون مارنے کے لئے ہمارے پڑاؤ کے قریب آئیں گے تو میں فوراً حرکت میں آؤں گا اور مشرق میں پھیلے اندھیروں سے نمودار ہو کر افونش کے لشکر پر حملہ آور ہو جاؤں گا۔

اسی وقت میرا بھائی داؤد بن عائشہ بھی اپنے کام کی ابتداء کرے گا۔ بنو عباد کا لشکر جب کرمونا شہر سے نکل کر ہمارے اس پڑاؤ کی طرف بڑھے گا اور نزدیک آئے گا تب میری طرح داؤد بن عائشہ بھی شرقی اندھیروں سے نمودار ہو کر کرمونا کے لشکر پر حملہ آور ہو جائے گا۔

اب صورتِ حال یہ سامنے آئے گی کہ ہم شہر سے باہر دشمن سے ٹکرائیں گے۔ مجھے امید ہے کہ میں اور داؤد بن عائشہ افونش اور کرمونا دونوں کے لشکروں کو اپنے سامنے مار بھگائیں گے اور جب وہ ہم سے شکست اٹھا کر بھاگیں گے تو پھر انہیں مزید تکلیف دہ حالات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ افونش کا سپہ سالار لوکاس اپنے ساتھیوں اور لشکریوں کے ساتھ جب اپنے پڑاؤ کی طرف جائے گا تو پڑاؤ میں سب سے پہلے تو ہسپانہ اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں ان کا استقبال کریں گی۔ اس کے بعد وہ دیکھیں گے کہ ان کے پڑاؤ کے اندر کوئی بھی ان کے کام کی چیز نہیں ہے۔ صرف خیمے ہی انہیں نظر آئیں گے۔ ان کے پڑاؤ کی ہر چیز اس وقت تک غیردر بن شبیب سمیٹ کر شہر میں داخل ہو چکا ہو گا۔

Marfat.com

اب جو بنو عباد کے لشکر پر بیتے گی، اس کی بھی سنو۔ میرے اور داؤد بن عائشہ کے ہاتھوں شکست اٹھانے کے بعد ظاہر ہے وہ شہر میں داخل ہونے کے لئے شہر پناہ کے شرقی دروازے کا رخ کریں گے۔ اس وقت تک چونکہ ابن مسلم اور ابن شبیب شہر میں داخل ہو کر شہر پر گرفت کر چکے ہوں گے۔ چنانچہ اپنے کچھ آدمی یہ شہر پناہ پر مقرر کر دیں گے اور جس وقت کرمونا کا شکست خوردہ لشکر شہر کی طرف جائے گا تو ابن شبیب اور زیدون بن مسلم اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان پر ایسی تیر اندازی کریں گے کہ ان کے اندر موت کا کرب پھیلا دیں گے۔ ساتھ ہی شہر کی فصیل کے اوپر سے بلند آوازوں میں انہیں مخاطب کرتے ہوئے ان پر انکشاف کریں گے کہ شہر پر ہمارا قبضہ ہو چکا ہے۔

اس انکشاف پر بنو عباد کے اس لشکر کے پاؤں تلے سے بھی زمین سرک جائے گی لہٰذا مجبوراً وہ کرمونا شہر کے شمال میں افونش کے پڑاؤ کا رخ کریں گے۔ اب صبح تک دونوں لشکر یعنی افونش اور بنو عباد کا لشکر اکٹھے ہو جائیں گے اور جب سورج طلوع ہو رہا ہو گا اور وہ اس جستجو میں ہوں گے کہ اپنے لشکریوں کے کھانے پینے کا انتظام کیسے اور کہاں سے کریں، اس وقت اپنے حصہ کے لشکر کے ساتھ میں ان کے مشرق سے جبکہ داؤد بن عائشہ ان کے مغرب کی طرف سے نمودار ہوں گے اور پھر دونوں ایک ساتھ تکبیریں بلند کرتے ہوئے ان پر حملہ آور ہو جائیں گے۔ ایسی صورت میں مجھے امید ہے کہ افونش کے بہت کم لشکریوں کو اپنی جانیں بچا کر بھاگنا نصیب ہو گا۔ کرمونا شہر کی طرف وہ نہیں آئیں گے اس لئے کہ انہیں خبر ہو چکی ہو گی کہ کرمونا پر ہمارا قبضہ ہو چکا ہے۔ چنانچہ افونش کا شکست خوردہ لشکر یقیناً بھاگ کر اس سمت جائے گا جہاں ان دنوں افونش نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا ہے۔"

اتنا کہنے کے بعد دم لینے کے لئے زکریا بن ادریس رکا، پھر اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"میرے عزیز بھائیو! میں نے جو کچھ کہنا تھا، کہہ چکا۔ اب تم اپنے تاثرات کا اظہار کرو۔"

جواب میں داؤد بن عائشہ نے پہلے ابنِ شبیب، پھر زیدون بن مسلم، اس کے بعد باقی سالاروں کی طرف دیکھا۔ ان کا جائزہ لینے کے بعد وہ زکریا بن ادریس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

Marfat.com

"اس معاملہ میں ہم سب کے نہ کوئی تاثرات ہیں اور نہ ہم کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ میرے عزیز بھائی! جو کچھ تم نے کہا ہے یوں جانو یہی حرفِ آخر ہے اور اسی پر عمل کیا جائے گا اور مجھے امید ہے کہ ایسا کر کے ہم افونش کے لشکر کو وہ سبق سکھائیں گے جو ان کے لئے مدتوں یادگار رہے گا۔"

چنانچہ اس فیصلے کے بعد اپنی تیاریوں کو آخری شکل دی گئی۔ جہاں پڑاؤ قائم تھا، وہاں جگہ جگہ بانس اور دوسری لکڑیاں زمین میں گاڑ کر ان کے ساتھ مشعلیں باندھ دی گئی تھیں اور سورج غروب ہونے کے ساتھ ہی مشعلیں روشن کر دی گئی تھیں۔ اس کے بعد غیرور بن شبیب نے کچھ دستے پڑاؤ کے اطراف میں لگا دیئے تھے اور ان دستوں نے یہ کارروائی کی کہ اطراف میں جس قدر افونش کے لشکر کے مخبر اور طلایہ گر پھیلے ہوئے تھے، ان کا کام تمام کر کے رکھ دیا۔ یوں عشاء کے بعد پڑاؤ کو بالکل خالی کر دیا گیا تھا۔ پورے لشکر کو لے کر زکریا بن ادریس، داؤد بن عائشہ اور ان کے ساتھی کرمونا شہر سے ذرا فاصلہ پر جنوب کی سمت چلے گئے تھے۔

❁❁❁

وقت طویل رات کے گھنے اندھیروں میں خواہشوں کو تہہ و بالا کرتا بھاگتا چلا جا رہا تھا۔ وقت کے بے رحم سناٹے ویران شاہراہوں پر ناچ اٹھے تھے۔ تھکی تھکی آوازوں سے آتے جاتے لمحے اپنے پھیلے دامن کو سمیٹتے چلے جا رہے تھے۔ لگتا تھا چاروں سمت زمانے کی وحشتیں پھیل گئی ہوں۔

رات آدھی سے زیادہ بیت چکی تھی۔ ایسے میں افونش کے سالار لوکاس، پلایوس اور لیوٹس ناچتے موت کے ہیولوں، تعبیروں کے دکھ کھڑے کرتے سینوں میں اُلجھتے کھولتے لمحوں کے نشتروں، فنا کی تختیاں لکھتے پُر آشوب اندھیاؤ اور خودسر ستم پرور عناصر کی طرح اپنے لشکر کو حرکت میں لائے اور بڑی رازداری کے ساتھ اس سمت انہوں نے پیش قدمی شروع کی تھی جہاں زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا تھا۔

زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کے لشکر کے لگ بھگ دو میل دور رہنے کے بعد لوکاس کے حکم پر خوابیدہ تیرگی اور روشنی کے دروازوں پر دستک دیتے اندھیروں میں جلتے پروں کا ایک تیر بلند کیا گیا اور یہ تیر کرمونا شہر کے اندر جو بنو عباد کا لشکر تھا اس کے

Marfat.com

سالار کو اشارہ تھا کہ اب وہ شہر سے باہر نکل کر زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ پر شب خون مارنے کے لئے تیار ہو جائے۔

چنانچہ فضاؤں میں اُڑتے جلتے پروں کے اس تیر کو دیکھ کر بنو عباد کا لشکر اپنے سالار کی کمانداری میں شہر سے نکلا، عذابِ مسلسل کی طرح بیدار ہوتے بدی کے ہولناک عناصر، سیلِ وقت کے مقیاس میں تند بلا کے جھکڑوں، خیالوں کے گلابوں کو وہموں کے عذابوں میں تبدیل کرتے دکھ کے اُڑتے غولں کی طرح زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کی طرف بڑھا تھا۔ اب صورتِ حال یہ تھی کہ ایک طرف سے لوکاس اور اس کے ساتھی سالار، دوسری سمت سے کرمونا کا سپہ سالارِ اعلیٰ بنو عباد کے لشکر کو لے کر زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کے لشکر پر شب خون مارنے کے لئے بڑی تیزی سے بڑھا تھا۔

ایک طرف سے لوکاس، پلایوس اور لیوٹس دندناتے ہوئے آئے تھے، دوسری طرف سے بنو عباد کا لشکر کرمونا شہر سے جھکڑوں کی طرح نکلا تھا۔ جب وہ زکریا بن ادریس کے پڑاؤ کے قریب آئے اور پڑاؤ کے اندر انہوں نے کوئی آواز نہ سنی تب انہوں نے بڑی خوشی کا اظہار کیا۔ وہ یہی سمجھے کہ زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کا لشکر گہری نیند سویا ہوا ہے۔ لٰہذا نیند کی حالت میں جب وہ ان پر شب خون ماریں گے تو ان کے لشکر کی اکثریت کو موت کے گھاٹ اتار دیں گے۔

چنانچہ دونوں لشکر ایک ساتھ شب خون مارنے کے لئے پڑاؤ میں داخل ہوئے تو دنگ رہ گئے۔ اس لئے کہ پڑاؤ تو خالی پڑا تھا۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر سب کی ہوائیاں اُڑنے لگی تھیں۔ لوکاس، پلایوس، لیوٹس اور بنو عباد کا سپہ سالار ایک جگہ جمع ہوئے، پھر بنو عباد کا سپہ سالار لیوٹس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''یہ کیا معاملہ ہے؟ یہاں تو کوئی ہے ہی نہیں۔ خیموں کے اندر سامان بھی نہیں اور خیمے بھی پورے نہیں ہیں۔''

بنو عباد کے اس سالار کے جواب میں لوکاس دکھ بھری آواز میں کہنے لگا۔

''لگتا ہے یہ زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ بڑے چالاک سالار ہیں۔ ان کا اپنے لشکر سمیت اپنے پڑاؤ سے غائب ہو جانا دو باتوں کی نشاندہی کرتا ہے۔ اوّل یہ کہ انہیں ہمارے شب خون مارنے کی دیر سے اطلاع ملی اور وہ خیمہ گاہ یہیں چھوڑ کر اپنی

Marfat.com

ضروریات کا سامان سمیٹ کر بھاگ گئے ہیں۔ دوئم یہ کہ وہ کسی مناسب جگہ چلے گئے ہیں تا کہ ہم اگر ادھر کا رخ کریں تو وہ اچانک ہم پر حملہ آور ہو کر اپنی کامیابی کو یقینی بنائیں۔'' یہاں تک کہنے کے بعد لوکاس جب خاموش ہوا تب بنو عباد کا سالار بول اٹھا اور کہنے لگا۔

''لوکاس! میں تمہاری ان دونوں تجویزوں سے اتفاق نہیں کرتا۔ اگر زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کو خبر ہو گئی تھی کہ ہم ان پر شب خون مارنے والے ہیں اور وہ اپنا پڑاؤ اٹھا کر یہاں سے بھاگ گئے تو تم لوگوں نے جو اپنے مخبر اور جاسوس مقرر کر رکھے تھے انہوں نے اس واقعہ کی تم لوگوں کو بروقت اطلاع کیوں نہ کی؟ دوسری بات یہ کہ اگر یہاں سے اٹھ کر وہ کہیں گھات میں چلے گئے ہوتے تب بھی تمہارے طلایہ گر اس کی خبر تمہیں کرتے۔ چونکہ ایسا نہیں ہے لہٰذا معاملہ کچھ اور ہی لگتا ہے۔ کہیں وہ ہمارے لئے تباہی کا کوئی ایسا گھاٹ تو نہیں تعمیر کرنا چاہتے جس سے ہمارا نکلنا ہی مشکل اور محال ہو جائے؟''

یہاں تک کہنے کے بعد بنو عباد کا سالار جب رکا تب لوکاس کہنے لگا۔

''اب تمہارے خیال میں ہمیں کیا کارروائی کرنی چاہئے؟ کیا ہمیں زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کے ان خیموں پر قبضہ کر کے، خیموں کو اکھاڑ کر انہیں اپنی ملکیت بنا لینا چاہئے؟''

جواب میں بنو عباد کا سالار طنزیہ انداز میں کہنے لگا۔

''اگر ہم ایسا کریں گے تو پھر ہماری طرف سے یہ بہت بڑی حماقت ہو گی۔ اگر تو وہ کہیں نزدیک ہی اپنے لشکر کے ساتھ گھات لگائے بیٹھے ہیں تو پھر یاد رکھنا یہ خیمے انہوں نے جان بوجھ کر یہاں نصب رہنے دیئے ہیں تا کہ وہ ان سے فائدہ اٹھائیں۔''

''کیسا فائدہ؟'' تیز نگاہوں سے لوکاس نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

جواب میں بنو عباد کا وہ سالار دوبارہ بول اٹھا۔

''میرے عزیز! وہ اس طرح کہ انہوں نے خیمے یہیں نصب رہنے دیئے ہوں گے اور یہ سوچتے ہوں گے کہ جب ہم اپنے شب خون کو ناکام ہوتا دیکھیں گے تو غصہ میں آ کر خیمے اکھاڑنا شروع کر دیں گے جس سے فائدہ اٹھا کر وہ ہم پر ضرب لگائیں گے۔ لوکاس! یاد رکھنا، اگر ہم نے ان خیموں کو اکھاڑنا شروع کیا اور خیموں کو اکھاڑنے میں

Marfat.com

معروف ہو گئے تو زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ اچانک ہم پر حملہ آور ہو کر ہم سے اکثر کو لاشوں میں تبدیل کر دیں گے اور ہم میں سے کسی کو بھی خیمے اکھاڑنا نصیب نہیں ہو گا۔ لوکاس! تم شاید زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کو نہیں جانتے۔ میں ان دونوں سالاروں اور ان کی کارروائیوں اور ان کی ہنر مندی کو خوب جانتا ہوں۔ انہوں نے یہ خیمے یونہی خالی نہیں چھوڑے، ان کے پیچھے یا اس کے پس منظر میں یاد رکھنا کہیں نہ کہیں چھپی بیٹھی تباہی ہماری منتظر ہے۔"

جس وقت لوکاس اور بنو عباد کا سالار زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کے پڑاؤ میں یہ ساری گفتگو کر رہے تھے، اسی وقت زیدون بن مسلم اپنے حصہ کے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا، شہر کے شرقی دروازے سے شہر میں داخل ہوا، شہر پناہ کے اس دروازے کے محافظوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا، اس کے بعد شہر کے اندر جن چھوٹے چھوٹے گروہوں نے مزاحمت کرنے کی کوشش کی، ان کا بھی خاتمہ کرنے کے بعد شہر پناہ کے اس دروازے پر اپنے محافظ مقرر کر دیئے۔ اس کے بعد اپنے لشکریوں کو شہر کے دوسرے دروازوں کی طرف روانہ کیا۔ وہاں بھی شہر پناہ کے محافظوں کا خاتمہ کر دیا گیا اور زیدون بن مسلم نے اپنے محافظ وہاں مقرر کر دیئے۔ اس کے بعد زیدون بن مسلم نے فصیل کے اوپر بھی برجوں کے اندر اپنے محافظ مقرر کر دیئے تھے۔

یہ کارروائی اتنی خاموشی اور اتنی رازداری سے ہوئی تھی کہ لوکاس اور بنو عباد کے سالار کو خبر تک نہ ہونے پائی۔ دوسری طرف ابن شبیب اپنے حصہ کے لشکر کو لے کر بڑی تیزی اور برق رفتاری کے ساتھ لوکاس کے پڑاؤ کی طرف بڑھ رہا تھا۔

شہر پر اپنی گرفت مکمل کرنے کے بعد زیدون بن مسلم کے حکم پر اس کے لشکری برجوں کے اندر کھڑے ہو کر زور زور سے شہر پر اپنا قبضہ ہونے کا اعلان کرنے لگے تھے۔ یہ آوازیں جب لوکاس، اس کے ساتھیوں اور بنو عباد کے سالار نے سنیں تب ان کے کان کھڑے ہو گئے۔

س موقع پر بنو عباد کا سالار لوکاس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"لوکاس! ان آوازوں کو سنتے ہو؟ یہ آوازیں کہہ رہی ہیں کہ کرمونا شہر پر زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کا قبضہ ہو گیا ہے۔ ان دونوں نے ہمیں عجیب وغریب چکمہ دیا ہے۔ میں یہی سمجھ رہا تھا کہ وہ اس لئے خیمے خالی کر کے چلے گئے ہیں کہ جب ہم خیموں

Marfat.com

پر قبضہ کرنے میں مصروف ہوں گے تو وہ اچانک ہم پر حملہ آور ہو کر ہمارا قتل عام شروع کر دیں گے۔ لیکن انہوں نے ہمارے لئے ایک نیا ہی مسئلہ کھڑا کر دیا ہے۔ میرے خیال میں شہر پناہ کے مشرقی دروازے سے جب میں نکلا ہوں تو زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ اپنے لشکر کے ساتھ کہیں قریب ہی گھات میں بیٹھے ہوئے تھے۔ چنانچہ جب میں ان کے پڑاؤ کی طرف آیا تو وہ اسی وقت دروازے سے شہر میں داخل ہو گئے جس سے میں نکلا ہوں۔ اور اب انہوں نے شہر پناہ کے محافظوں کو قتل کر کے اپنے محافظ مقرر کر دیئے ہیں اس لئے کہ شہر کے اوپر سے جو لگاتار آوازیں آ رہی ہیں وہ یہی بتاتی ہیں کہ شہر پر نہ صرف زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کا قبضہ ہو گیا ہے بلکہ انہوں نے فصیل کے اوپر بھی برجوں کے اندر اپنے لشکری بٹھا دیئے ہیں اور شہر پناہ کے سارے دروازوں پر اپنے محافظ مقرر کئے ہیں اور پہلے سے ہمارے مقرر کردہ محافظوں کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد بنو عباد کا سالار رکا، پھر پہلے کی نسبت زیادہ دکھ بھرے انداز میں کہہ رہا تھا۔

"اب میرے لئے تو مسائل اٹھ کھڑے ہوں گے۔ زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ یقینی بات ہے کہ وہ شہر میں داخل ہو چکے ہیں اور شہر پر انہوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ میرے خیال میں گھات انہوں نے اسی مقصد کے لئے لگائی تھی کہ جونہی میں کرمونا کے شہر کے جس دروازے سے نکلوں اسی دروازے سے وہ شہر میں داخل ہو کر شہر پر اپنی گرفت کر لیں اور وہ ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اب میں اپنے لشکر کے ساتھ شہر میں واپس تو نہیں جا سکتا۔ میرے لئے تو بڑے مسائل اٹھ کھڑے ہوں گے۔"

اس پر چھاتی تانتے ہوئے لوکاس کہنے لگا۔

"یہ زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ نے حماقت کی ہے بلکہ یہ ان کا غیر ذمہ دارانہ اقدام ہے۔ ٹھیک ہے میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ وہ شہر میں اپنے لشکر کے ساتھ داخل ہو چکے ہیں اور شہر پر انہوں نے قبضہ کر لیا ہے لیکن صبح کا سورج نمودار ہونے کے ساتھ ہی جب ہم کرمونا شہر کا محاصرہ کر لیں گے۔ شہر سے نہ کوئی چیز باہر نکلنے دیں گے نہ ہی کوئی چیز شہر میں داخل ہونے دیں گے۔ تو پھر دیکھنا ان کا کیا حشر ہوتا ہے۔ اس لئے کہ باہر سے ہم ان پر تابڑ توڑ حملے کریں گے اور اندر سے کرمونا شہر کے

Marfat.com

لوگ ان کے ساتھ تعاون نہیں کریں گے، ان کے خلاف بلوے کھڑے ہوں گے۔ ایسی صورت میں زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ اپنے لشکر کے ساتھ زیادہ دن نہ ہمارا مقابلہ کر سکیں گے نہ کرمونا شہر میں قیام کر سکیں گے۔ اور اگر کرمونا شہر کے لوگوں نے ان سے تعاون نہ کرتے ہوئے موقع ملتے ہی ان کے لشکریوں پر حملہ آور ہو کر ان کا خاتمہ کرنا شروع کر دیا تو پھر شہر پر قبضہ زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کو بڑا مہنگا پڑے گا۔ میرے خیال میں ایسی صورت میں وہ محصور ہو جائیں گے اور اپنی جانوں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔''

لوکاس یہیں تک کہنے پایا تھا کہ اچانک ایک طرف سے رزم گاہوں کے مقتل میں پختہ کاری کو خام کاری، خیابانوں کے نگر کو بنجر پن میں تبدیل کرتے درد بھرے سایوں، دل و جان کی راحت کو وقت کی بے ثباتی کے قصوں کو سکون لمحوں کے سکوت کو غموں کے اندھے نزول، نگاہوں کی تسکین کو زرد حزیمتوں میں تبدیل کرتے سرابوں، عذابوں کی نارسائی کی طرح زکریا بن ادریس نمودار ہوا تھا اس کے بعد وہ لوکاس کے لشکر پر وحشتوں کے ان گنت باب کھولتے، بل کھاتی مرگ کی دستکوں، خونی حسد کے نگار خانے میں زندگی کو تلخ کرتی قضا کی کھلی اعلانیہ دعوت، جسموں کی رگوں میں موت کا زہر بن کر اُتر جانے والی کراہتی بنجر پیاس اور غموں کی طغانیوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

زکریا بن ادریس کی طرف سے یہ حملہ بڑا شدید اور ہلا دینے والا تھا۔ چنانچہ لوکاس کے لشکری اس کا مقابلہ کرنے لگے تھے۔ اس سلسلے میں کرمونا کے بنو عباد کا سالار اپنے لشکر کے ساتھ زکریا بن ادریس کے خلاف حرکت میں آنا ہی چاہتا تھا کہ ایک اور انقلاب اٹھ کھڑا ہوا۔ داؤد بن عائشہ ایک طرف سے کڑکتی برق گرجتے بادل کی طرح تکبیریں بلند کرتے برقی تب و تاب اور خوفناک حرارت کے رقص کی طرح موت کا پیغام دیتا ہوا نمودار ہوا۔ اس کے بعد وہ کرمونا کے بنو عباد کے لشکر پر موت کے پانیوں سے اُبھرتی پیاس، بدعنوانیوں کے ہجوم پر نزول کرتی سلگتی قیامت، آگ اور تیزاب کی بارش کرتے جلتے کھولتے عذاب اور جستجو کو ویران، جدوجہد کو مضطرب کرتی قضا کی ہولناک تمازت کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

یوں کرمونا شہر کے نواح پر لوکاس کے شہر پر زکریا بن ادریس اور کرمونا کے بنو عباد کے لشکر پر داؤد بن عائشہ دونوں عذاب اور قیامت بن کر نزول کرنے لگے تھے۔

Marfat.com

کچھ دیر تک کرمونا کے نواح میں گھمسان کا رن پڑا۔ آخر اس کے نتیجہ میں لوکاس اور بنو عباد کے سالار کو بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔

چونکہ دونوں کو خبر ہو چکی تھی کہ کرمونا شہر پر زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کے لشکر کے ایک حصہ کا قبضہ ہو چکا ہے۔ لہٰذا لوکاس نے بڑی تیزی سے اپنے پڑاؤ کا رخ کیا تھا جبکہ کرمونہ کا سپہ سالارِ اعلیٰ بھی اپنے بچے کھچے لشکریوں کے ساتھ ہولیا تھا۔

لوکاس کے اپنے اتحادی لشکر کے ساتھ بھاگ جانے کے بعد زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ اپنے سالاروں کے ساتھ ایک جگہ جمع ہوئے۔ دونوں گھوڑوں سے اُتر کر پہلے ایک دوسرے سے بغل گیر ہوئے اور اس شاندار فتح پر ایک دوسرے کو مبارک باد پیش کی۔ پھر دونوں گفتگو کا آغاز کرنے ہی لگے تھے کہ ایک گھڑ سوار کرمونا شہر کی طرف سے رات کی تاریکی میں اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا آیا، جہاں زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کھڑے ہوئے تھے، وہاں آ کر رکا، اپنے گھوڑے سے اُترا، پھر زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"مجھے آپ کی طرف غیردر بن شمیب اور زیدون بن مسلم دونوں نے بھیجا ہے۔ زیدون بن مسلم تو پہلے ہی شہر کے مشرقی دروازے سے شہر میں داخل ہو چکا تھا اور شہر پر ایک طرح سے اس نے اپنی گرفت کر لی تھی۔ جو خبر آپ تک پہنچانے کے لئے مجھے بھیجا گیا ہے وہ یہ کہ آپ کی منصوبہ بندی کے تحت ابنِ شبیب بھی حرکت میں آئے۔ رات کی تاریکی میں وہ لوکاس کے لشکر کی طرف گئے۔ لشکر کی ہر چیز کو سمیٹ کر وہ بھی بحفاظت اپنے شہر مین داخل ہو چکے ہیں۔ اب لوکاس کے شہر میں صرف خیمے ہیں۔ ان کے اندر کوئی سامان نہیں ہے۔ آپ کو شاید یہ خبر سن کر بھی خوشی ہو گی کہ لوکاس نے اپنے پڑاؤ کی حفاظت پر ایک لشکر چھوڑا تھا اور اس لشکر کا سالار ہسپانہ تھا۔ اس لشکر کی اکثریت کو تو ابنِ شبیب نے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے تاہم ہسپانہ اپنے کچھ ساتھیوں کو لے کر بھاگنے اور اپنی جان بچانے میں کامیاب ہوا تھا۔ اس وقت شہر پر ہمارا قبضہ ہے اور لوکاس کے پڑاؤ میں صرف خیمے ہیں، سامان کوئی نہیں۔ بس میں یہی آپ دونوں سے کہنے کے لئے آیا تھا۔"

جواب میں زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ دونوں نے پہلے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر داؤد بن عائشہ اس آنے والے سوار کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

Marfat.com

"میرے عزیز! اب تُو واپس جا۔ زید بن شبیب اور زیدون بن مسلم سے کہنا کہ ہم سب ان دونوں کی کارروائی سے بالکل خوش اور مطمئن ہیں۔ ہم ابھی شہر میں داخل نہیں ہوں گے، لوکاس کے پڑاؤ کا رخ کریں گے۔ لوکاس اب ہم سے ٹکرانے کے لئے تو نہیں آئے گا لیکن ہم خود اس کا رخ کریں گے۔ اس کے پڑاؤ میں جو خیمے ہیں وہ بھی ہم اسے واپس نہیں لے جانے دیں گے۔ میرے عزیز! اب تُو واپس جا اور ہمارا پیغام ابنِ شبیب اور زیدون بن مسلم سے کہہ دے۔"

اس کے ساتھ ہی وہ آنے والا سوار اپنے گھوڑے پر سوار ہوا تھا اور رات کی تاریکی ہی میں اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا واپس کرمونا شہر کی طرف چلا گیا تھا۔

اس کے جانے کے بعد کچھ دیر خاموشی رہی، پھر زکریا بن ادریس داؤد بن عائشہ اور وہاں کھڑے دیگر سالاروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میرے عزیز ساتھیو! لوکاس اور کرمونا کا سپہ سالار جب اپنے بچے کھچے لشکر کو لے کر کرمونا شہر کے شمال میں لوکاس کے پڑاؤ میں داخل ہوں گے تو ان کے تعجب، فکر مندی اور حیرت کی کوئی انتہا نہ رہے گی۔ اس لئے کہ وہاں صرف خیمے ہوں گے یا اِدھر اُدھر بکھری لاشیں ہوں گی۔ خیموں کے اندر کوئی سامان نہیں ہوگا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد زکریا بن ادریس رُکا، پھر کہنے لگا۔

"داؤد بن عائشہ میرے بھائی! میرے خیال میں ہمیں وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ جہاں تک میرا اندازہ ہے، لوکاس اور اس کے لشکری اب تک اپنے پڑاؤ کا جائزہ لے چکے ہوں گے۔ جائزہ لینے کے بعد وہ دو طرح کے ردِ عمل کا اظہار کر سکتے ہیں۔ اوّل یہ کہ وہ اپنے بچے کھچے لشکر کو لے کر وقت ضائع کئے بغیر الفونش کی طرف بھاگ جائیں گے۔ دوئم یہ کہ وہ اپنے نصب شدہ خیموں کو اُکھاڑیں گے اور خیمے اپنے ساتھ لے جانے کی کوشش کریں گے۔

میرے عزیز بھائی! میرے خیال میں ہمیں اب وقت ضائع کئے بغیر پھر حرکت میں آنا چاہئے۔ لوکاس کے بچے کھچے لشکر پر ضرب لگانی چاہئے۔ اس کے پڑاؤ میں جو خیمے ہیں، اب تو ہم انہیں وہ خیمے بھی واپس نہیں لے جانے دیں گے۔ میرے بھائی! بولو اب تمہارا کیا خیال ہے؟"

جواب میں داؤد بن عائشہ مسکرایا، کہنے لگا۔

Marfat.com

''میرا وہی خیال ہے جو خیال میرے بھائی کا ہے۔ اب چلو حرکت میں آتے ہیں۔ لوکاس پر ضرب لگاتے ہیں۔ پھر دیکھتے ہیں وہ کیسے خیمے اُکھیڑ کر جانے کی کوشش کرتا ہے؟''

زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کے فیصلے سے باقی سارے سالاروں نے بھی اتفاق کیا تھا، اس کے بعد دونوں اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ حرکت میں آئے اور اس سمت بڑھے جہاں لوکاس کے لشکر کا پڑاؤ تھا۔ بچے کھچے لشکر کو لے کر لوکاس اور کرمونا کا سالار جب پڑاؤ میں پہنچے تو سب دنگ رہ گئے۔ اس لئے کہ پڑاؤ کے اندر جگہ جگہ لاشیں بکھری پڑی تھیں۔ پڑاؤ خالی تھا، صرف خیمے نصب تھے۔

لوکاس اور کرمونا کا سالار کچھ دیر تک خیمہ گاہ کا جائزہ لیتے رہے۔ پھر اپنے چھوٹے سالاروں کے ساتھ ایک جگہ رک گئے۔ یہاں تک کہ لوکاس بے پناہ کرب کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''اس کا مطلب ہے ہم پر ایک ساتھ کئی لشکر حملہ آور ہوئے، ہمارے پڑاؤ پر بھی حملہ کیا گیا۔ پڑاؤ کی ہر چیز سمیٹ کر وہ لے گئے ہیں۔ صرف خیمے رہ گئے ہیں۔''

یہاں تک کہتے کہتے لوکاس کو رک جانا پڑا اس لئے کہ اس کا ساتھی سالار لیوٹس بول اٹھا تھا، کہنے لگا۔

''محترم لوکاس! میں سمجھتا ہوں بہ یک وقت چار لشکر حرکت میں آئے۔ دو لشکر ہم پر اس وقت حملہ آور ہوئے جب ہم ان کے پڑاؤ پر شب خون مارنے کے لئے گئے تھے۔ ایک لشکر رات کی تاریکی میں شہر پناہ کے جس دروازے سے کرمونا کا سالار نکلا تھا، اسی دروازے سے شہر میں داخل ہو کر شہر پر قابض ہو گیا تھا۔ چوتھا لشکر میرے خیال میں ہمارے اس پڑاؤ کی طرف آیا۔ پڑاؤ کے ہمارے محافظوں کا خاتمہ کرنے کے بعد ہر چیز کو سمیٹ کر وہ لے گئے۔ میں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مشعلوں کی روشنی میں بہت سے مرنے والوں کا جائزہ لیا ہے۔ ان میں مجھے کہیں اپنے سالار ہسپانہ کی لاش نظر نہیں آئی جس سے میں یہ امید لگائے بیٹھا ہوں کہ ہسپانہ زندہ ہے۔ میرے خیال میں جب اس نے دیکھا ہو گا کہ اب وہ حملہ آوروں کا مقابلہ نہیں کر سکتا ہے تو بچے کھچے لشکر کو لے کر بھاگ گیا ہو گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد لیوٹس جب خاموش ہوا تب بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے

Marfat.com

لوکاس کہنے لگا۔

''اب ہمیں کیا کرنا چاہئے؟''

جواب میں لیوٹس بڑی تیزی سے کہنے لگا۔ ''میرے خیال میں ہمیں اب وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ فوراً اپنے خیمے اکھاڑ کر اور انہیں اپنے ساتھ لے کر واپس ہو لینا چاہئے۔ اسی میں ہماری خیریت و عافیت ہے۔''

لوکاس نے اس تجویز سے اتفاق کیا تھا۔ چنانچہ لشکریوں کو حکم دیا کہ وہ خیمے اُکھاڑنا شروع کر دیں تا کہ واپسی کا سفر شروع کیا جا سکے۔

لوکاس اور اس کے لشکری ابھی خیموں کو اُکھاڑ ہی رہے تھے کہ لوکاس کے کچھ لشکری زور زور سے شور کرنے لگے اور اپنے ساتھیوں کو حملہ آوروں کی آمد سے مطلع کرنے لگے۔ اس لئے کہ فضاؤں میں ابھی تاریکی ہی تھی اور تاریکی میں گھوڑوں کی ٹاپیں زمین کے سینہ کو دہلا رہی تھیں۔

یہ صورتِ حال دیکھتے ہوئے لوکاس اور اس کے ساتھی سالاروں نے اپنے لشکر کو سنبھالا دیا۔ اتنی دیر تک اندھیرے کی چادر کو پھاڑتا ہوا زکریا بن ادریس اپنے لشکر کے ساتھ نمودار ہوا پھر وہ لوکاس کے پڑاؤ کی ایک سمت سے طوفانوں کے کسمساتے سمندر میں لاوارثی کے کرب ناک درد، راحتوں کی چھاؤں پر نزول کرتی موت کی تمازت، حوصلوں کے شباب کو ناتمام خواہشوں اور کچی مٹی کے ٹیلوں کو بے شمار غبار میں بدلنے والی عدم کا راستہ دکھاتی قضا کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔

لوکاس اور اس کے لشکری زکریا بن ادریس کے اس حملے سے ابھی سنبھلے بھی نہ تھے کہ دوسری طرف سے داؤد بن عائشہ بھی اپنے لشکر کے ساتھ آگ اُگلتی راہیں استوار کرتے بے چہرگی کے ہیولوں، اپنی ذات سے خائف کر دینے والی کرب برساتی تیزابی آتش اپنے ہونے کے غم میں مبتلا کرتی بپھرتی کڑکتی گرتی برق کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

لمحہ بہ لمحہ کم ہوتے اندھیرے میں ایک بار پھر لوکاس کے ساتھ زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کا گھمسان کا رن پڑ گیا تھا۔ خیموں کے بیچ میں لڑی جانے والی اس جنگ کے دوران لوکاس کے سالاروں ہی نہیں، اس کے لشکریوں کی حالت بھی بڑی تیزی سے برکتوں سے محروم بستیوں، رحمتوں سے عاری مسکنوں، چاہتوں سے خالی گھواروں، امن و آشتی، روشنی سے دور زندانوں، منزل کی تلاش سے بے بہرہ عسکریوں، مقامِ آدم سے

Marfat.com

گرے ہوئے لشکر، شفق سے محروم کہکشاں، شب کے اُداس آنگنوں میں زرد پتوں کی کہانیوں اور ہست و بود سے محروم زیست سے بھی زیادہ بری ہونا شروع ہوگئی تھی۔ پھر لحہ بہ لحہ ختم ہوتی تاریکی سے لوکاس اور اس کے لشکریوں نے فائدہ اٹھایا اور شکست اٹھا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ جبکہ کرمونا شہر کے جن لشکریوں نے ان سے تعاون کیا تھا انہوں نے امان طلب کرتے ہوئے معافی مانگی اور آئندہ کسی دشمن قوت کا ساتھ نہ دینے کا عہد کیا جس پر انہیں معاف کر دیا گیا۔ اس طرح افونش کا لشکر ناکام اور نامراد واپس افونش کی طرف بھاگ گیا تھا جبکہ کرمونا شہر کا نظم و نسق درست کرنے کے بعد زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ اپنے لشکر کو لے کر قرطبہ شہر کی طرف روانہ ہوگئے تھے۔

❁❁❁

زکریا بن ادریس ایک روز قرطبہ شہر کے بازار سے مستقر کی طرف جا رہا تھا کہ ایک دم اس نے اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچ کر اسے روک لیا۔ اس لئے کہ ایک طرف سے اچانک افونش کی بیٹی مغریتا اس کے سامنے آ گئی تھی۔ مغریتا نے جب گھوڑے کو روکا تب زکریا بن ادریس اپنے گھوڑے سے اتر گیا اور مغریتا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''خاتون! اس سے پہلے میں نے تمہیں کہیں دیکھ رکھا ہے۔''

جواب میں مغریتا نے پہلے اپنے چہرے پر دلفریب تبسم بکھیرا، زکریا بن ادریس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں، پھر زکریا بن ادریس کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''میں تو یہ خیال کر رہی تھی کہ آپ مجھے بھولے نہیں ہوں گے۔ اس سے پہلے میری اور آپ کی ملاقات غرناطہ کے بازار میں ہو چکی ہے......''

مغریتا یہیں تک کہنے پائی تھی کہ اسے رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے زکریا بن ادریس بول اٹھا۔

''اگر میری اور تمہاری ملاقات غرناطہ کے بازار میں ہوئی تھی، جسے میں تسلیم کرتا ہوں۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں تم قرطبہ شہر میں کیسے پہنچ گئیں؟''

اس پر مغریتا نے پھر اپنے چہرے پر زہد شکن مسکراہٹ بکھیری، کہنے لگی۔

''آپ جانتے ہیں ہم کلیسا کے لوگ ہیں۔ ہماری راہنمائی مرکس نام کا ایک پادری کر رہا ہے۔ ہماری زندگی کا مقصد مسلمانوں اور نصرانیوں کے درمیان تعلقات کو بہتر بنانا اور آپس میں اتفاق و یکجہتی کو بڑھانا ہے۔ اس مقصد کے لئے ہمارا گروہ ایک شہر

Marfat.com

سے دوسرے شہر کی طرف اکثر و بیشتر سفر کرتا رہتا ہے۔ چنانچہ ہمارے گروہ کا غرناطہ سے قرطبہ آنا بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ ہم نے قرطبہ کے ایک کلیسا میں قیام کیا ہوا ہے۔ میرے خیال میں آپ کے کرمونا سے قرطبہ میں داخل ہونے سے دو دن پہلے ہمارا گروہ قرطبہ شہر میں داخل ہوا ہے۔ یقیناً آپ کے دل میں یہ ہیولے اُٹھتے ہوں گے کہ آخر میں یوں آپ کے سامنے کیوں آتی ہوں۔ غرناطہ میں آپ سے کیوں ملاقات کی اور یہاں بھی میں آپ کی کیوں راہ روک کھڑی ہوئی۔ دیکھئے میں جھوٹ نہیں بولوں گی اور نہ ہی جھوٹ بولنے کی عادی ہوں۔ یہ تو میں بتا چکی ہوں کہ ہم ایک گروہ کی صورت میں مسلمانوں اور نصرانیوں کے درمیان تعلقات بہتر بنانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں لیکن میں ایک ذاتی معاملہ آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتی ہوں۔"

"کیسا معاملہ؟" زکریا بن ادریس نے بڑے غور سے مغریتا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"امیر زکریا بن ادریس! میں چاہتی ہوں آپ مجھ سے شادی کر لیں۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو میں اسلام قبول کر لوں گی اور میرا جو گروہ اس وقت میرے ساتھ کام کر رہا ہے، میں اسے بھی متاثر کر کے دائرۂ اسلام میں داخل کرنے کی کوشش کروں گی۔ امیر! شادی تو آپ نے کہیں نہ کہیں کرنی ہے۔ اب آپ یہ بھی سوچیں گے کہ آخر میں خود کو آپ کے ساتھ شادی کرنے کے لئے کیوں پیش کر رہی ہوں جبکہ کسی لڑکی کو ایسا نہیں کرنا چاہئے اور یہ عمل معیوب بھی ہے۔ لیکن میں جیسا کہ پہلے بتا چکی ہوں، جھوٹ کہنے کی عادی نہیں، سچ کہوں گی۔ میں ایک عرصہ ہوا آپ کو پسند کرنے کی ابتداء کر چکی تھی۔ غرناطہ میں آپ سے ملاقات سے پہلے میں نے آپ کو دیکھا نہیں تھا لیکن آپ کی کارروائیاں، آپ کے کارنامے جب لوگوں کی زبان سے سنتی تھی تو میرا دل از خود آپ کی طرف مائل ہو جاتا تھا۔ یہ سلسلہ کچھ عرصہ تک جاری رہا اور جب میرے جذبات کا یہ سفر اپنے عروج پر پہنچ گیا تو میری خوش قسمتی کہ انہی دنوں ہمارے گروہ نے غرناطہ میں قیام کیا ہوا تھا اور آپ بھی امیر سیر بن ابی بکر کے ساتھ غرناطہ میں داخل ہوئے۔ چنانچہ میں نے اسے غنیمت جانا اور اس تاک میں رہی کہ کہیں آپ ملیں اور آپ سے ملاقات کروں۔ میں چاہتی تو اس وقت بھی اپنی محبت کا اظہار آپ سے کر سکتی تھی لیکن میں نے پہلی ملاقات میں ایسا کرنا اچھا خیال نہ کیا۔

Marfat.com

دراصل میں آپ کی شخصیت کا جائزہ لینا چاہتی تھی۔ سو آپ کی شخصیت کو پرکھنے کے بعد ہی میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اگر آپ مجھے زندگی کا ساتھی بنانا قبول کریں تو میں آپ کی ایسی خدمت کروں گی کہ لوگ میرے ایک مثالی بیوی ہونے کو بطور نمونہ پیش کرتے رہیں گے۔“

یہاں تک کہنے کے بعد مغریتا جب خاموش ہوئی تب زکریا بن ادریس غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

”دیکھ خاتون! جو پیش کش تُو نے کی ہے، اسے میں اچھا نہیں سمجھتا، معیوب خیال کرتا ہوں۔ ظاہر ہے تم تنہا نہیں ہو، تمہارا کوئی نہ کوئی والی وارث، کوئی نہ کوئی نگہبان یا رشتہ دار ہو گا۔ اگر کوئی ایسا معاملہ ہے تو پھر تمہیں یہ معاملہ اپنے کسی بڑے، اپنے کسی عزیز و اقارب، رشتہ دار کے ذریعے کرنا چاہئے تھا۔ بہرحال یہ معاملہ اگر تم نے خود شروع کر ہی دیا ہے تو میں تم سے کہوں کہ تمہیں اگر یہ بتایا گیا ہے کہ میں غیر شادی شدہ ہوں تو تمہیں کسی نے غلط اطلاع دی ہے۔ میرا نکاح ہو چکا ہے۔ میری بیوی ہے لیکن یہ علیحدہ بات ہے کہ ابھی تک اس کی رخصتی نہیں ہوئی لیکن بہرحال وہ ایک ایسی لڑکی ہے جو مجھے پسند کرتی ہے اور میں اُسے چاہتا ہوں اور اس کی موجودگی میں، میں کسی لڑکی کی طرف دیکھنا پسند نہیں کروں گا۔ اور تم جانتی ہو، وہ روانده ہے۔“

اس موقع پر مغریتا نے ایک مصنوعی لمبا سانس لیا، پھر کہنے لگی۔

”ہاں۔ وہ لڑکی اتنی ہی خوب صورت ہے کہ اس کی موجودگی میں آپ کسی دوسری لڑکی سے شادی کرنا تو ایک طرف، اسے دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے۔“

”ہاں! کچھ ایسا ہی معاملہ ہے۔“ مسکراتے ہوئے زکریا بن ادریس نے کہا تھا۔

”کیا روانده مجھ سے بھی زیادہ خوب صورت ہے؟“ اس بار مغریتا نے جستجو بھرے انداز میں پوچھ لیا تھا۔

”ہاں۔ وہ تم سے بھی کہیں زیادہ خوب صورت ہے اور میرے خیال میں اندلس میں کوئی لڑکی خوبصورتی اور حُسن مین اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔“

زکریا بن ادریس کے یہ الفاظ سن کر مغریتا بظاہر تو مطمئن رہی لیکن باطنی طور پر وہ اپنے حُسن، اپنی خوبصورتی کی توہین کئے جانے پر بڑا کرب محسوس کر رہی تھی۔ تاہم اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور دوبارہ گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے زکریا بن ادریس کو

Marfat.com

مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''یقیناً ایسا ہی ہے۔ اسے ہسپانیہ کے تقریباً سب ہی لوگ جانتے ہیں۔ اس لئے کہ اس کی خوبصورتی سے متاثر ہو کر ہی کشتالیہ کے حکمران افونش نے اسے اپنے حرم میں داخل کرنا چاہا جس کی بناء پر وہ لڑکی افونش کے حرم کو نظر انداز کرتے ہوئے بھاگ گئی اور شاید بھاگ کر......''

مغریتا یہیں تک کہنے پائی تھی کہ زکریا بن ادریس بول اٹھا۔

''تمہارا اندازہ درست ہے۔ یہ وہی روانده ہے جو انتہا درجہ کی خوبصورت ہے۔ خاتون! اگر وہ خوب صورت نہ بھی ہوتی اور میرا نکاح اس سے ہو چکا ہوتا تو اس کی موجودگی میں دوسری شادی کے لئے میں کسی اور لڑکی کی طرف نہ دیکھتا۔ میں بنیادی طور پر معاشرے کے ایک تیسرے درجے کا آدمی ہوں اور صرف ایک بیوی کے ساتھ نباہ کر سکتا ہوں۔ خاتون! میں نہ کسی حکمران کا بیٹا ہوں نہ کسی صاحبِ ثروت اور امیر ترین شخص کا فرزند ہوں۔ میں ایک غریب انسان ہوں، اپنی محنت شاقہ اور اپنے خداوند قدوس کے کرم کے باعث اس مقام تک پہنچا ہوں اور اس مقام تک پہنچنے کے بعد میں صرف اپنی بیوی روانده کو اپنی زندگی کا سنگ میل اور ہدف بنا چکا ہوں۔ اس کے علاوہ میں کسی اور لڑکی سے شادی کرنا پسند نہیں کروں گا۔ اگر اس سلسلے میں تمہاری دل شکنی ہوئی ہو تو اس کے لئے میں معذرت خواہ ہوں۔ دیکھو خاتون! قرطبہ کے علاوہ کئی دیگر شہروں میں شادی کے لئے تمہیں امیر و کبیر اشخاص مل سکتے ہیں جو تمہاری خوبصورتی سے بھی متاثر ہوں گے اور تم سے شادی کرنا اپنے لئے فخر سمجھیں گے، بی بی! میں نے تمہیں کافی وقت دے دیا۔ اب تم اپنے کلیسا کی طرف جاؤ۔ اس لئے کہ مجھے مستقر کی طرف جانا ہے۔''

اس کے ساتھ ہی زکریا بن ادریس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور آگے بڑھ گیا تھا۔ اس کی اس گفتگو نے مغریتا کو پریشان کر کے رکھ دیا تھا۔ وہاں کھڑی ہو کر اس وقت تک اسے دیکھتی رہی جب تک وہ ایک شاہراہ کا موڑ کاٹتے ہوئے اس کی نظر سے اوجھل نہ ہو گیا۔ اس کے بعد وہ قرطبہ کے کلیسا کی طرف جا رہی تھی۔

زکریا بن ادریس جونہی مستقر میں داخل ہوا، ایک چھوٹا سالار تقریباً بھاگتا ہوا اس کی طرف آیا، پھر اسے مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

Marfat.com

"آپ اپنے گھوڑے کی باگ مجھے دے دیں اور سیر بن ابی بکر کی طرف جائیں۔ انہوں نے آپ کو بلایا ہے۔ میرے خیال میں انہیں کوئی انتہائی اہم کام ہے۔"

زکریا بن ادریس اپنے گھوڑے سے اُتر گیا۔ گھوڑے کی باگ اسے تھما دی، پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ایک طرف ہولیا۔ جب وہ مستقر کی عمارت کے ایک کمرے میں داخل ہوا تو اس کمرے میں سیر بن ابی بکر، داؤد بن عائشہ، غیردر بن شبیب، زیدون بن مسلم اور کچھ دیگر سالار بیٹھے ہوئے تھے۔ جب وہ اس کمرے کے دروازے پر نمودار ہوا تب سیر بن ابی بکر نے اپنے پہلو میں ہاتھ مارتے ہوئے زکریا بن ادریس کو وہاں بیٹھنے کے لئے کہا۔ زکریا بن ادریس آگے بڑھا، سیر بن ابی بکر کے پہلو میں جا کر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد گفتگو کا سلسلہ سیر بن ابی بکر نے شروع کیا اور کہنے لگا۔

"میرے عزیز ساتھیو! تھوڑی دیر پہلے ہمارے کچھ مخبروں نے اطلاع دی ہے کہ اشبیلیہ کے حکمران معتمد نے اپنے قاصد ہمارے خلاف مدد حاصل کرنے کے لئے افونش کی طرف روانہ کئے ہیں۔ یہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ اُندلس کے حکمران افونش کے خلاف اتفاق و یکجہتی اور تعاون کا اظہار نہیں کر رہے۔ کم از کم معتمد سے مجھے اس رویے کی امید نہیں تھی۔ یہ ہسپانیہ کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں کے مسلمان حکمران ایسے غیر ذمہ دار ہیں کہ ہم سے تعاون کرنے کی بجائے ہمارے ہی خلاف افونش سے مدد مانگ رہے ہیں حالانکہ ہم نے ان لوگوں کو اس سے پہلے افونش کی تباہی و بربادی اور اس کے ظلم و ستم سے نجات دی۔ یہ اپنی موجودہ حالت کا جائزہ بھی نہیں لیتے۔ ان کی غیر ذمہ داریوں اور دین سے ان کی دُوری نے انہیں تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے۔ اس کے باوجود یہ سنبھلنے کا نام نہیں لیتے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد سیر بن ابی بکر جب خاموش ہوا تب بے حد دکھ اور الم کا اظہار کرتے ہوئے زکریا بن ادریس کہنے لگا۔

"ابن ابی بکر! میرے بھائی! اشبیلیہ کے حکمران معتمد نے اگر اپنے نمائندے اور قاصد ہمارے خلاف مدد کے لئے افونش کی طرف روانہ کئے ہیں تو یہ معتمد کی بدقسمتی نہیں بلکہ یہاں کے مسلمانوں کی بھی بدقسمتی ہے۔ یہ وہی معتمد ہے جو اس سے پہلے دو بار مراکش میں امیر یوسف بن تاشفین کی خدمت میں حاضر ہو کر افونش کے خلاف مدد کی استدعا کر چکا ہے اور اسی کی استدعا پر امیر اپنا لشکر لے کر ہسپانیہ میں داخل ہوئے

Marfat.com

اور تین بار افونش کو ذلت آمیز شکست سے دوچار کیا۔ اب شاید معتمد یہ سمجھنے لگا ہے کہ ہسپانیہ میں اس کی نسبت امیر یوسف بن تاشفین اور اس کے نمائندوں کی عزت اور ان کا احترام زیادہ ہو گیا ہے۔ اگر ایسا ہوا ہے تو یہ حالات کا تقاضا ہے۔ اس لئے کہ ہسپانیہ کے چھوٹے چھوٹے حکمران اپنی غیر ذمہ داریوں، اپنی نازیبا حرکات، دن رات عیش و عشرت اور شباب و شراب میں مصروف رہنے کی بناء پر حکمرانی کے سارے ہی خواص کھو چکے ہیں۔ لہٰذا ان کا ہسپانیہ میں چھوٹی چھوٹی ریاستوں کا حکمران رہنا نہ صرف ہسپانیہ بلکہ دوسرے مسلمانوں کے لئے بھی موجب شرمندگی اور اندیشوں کا باعث ہے۔ چنانچہ ان کا ختم کیا جانا ہی بہتری کا باعث بنے گا۔"

اتنا کہنے کے بعد زکریا بن ادریس رکا، کچھ سوچا، دوبارہ وہ سیر بن ابی بکر اور اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"پہلے اس بات کا جائزہ لیا جائے کہ کیا معتمد کے قاصد واقعی افونش سے مدد لینے کے لئے روانہ ہوئے ہیں؟ اور پھر ہم یہ بھی دیکھیں گے کہ اس سلسلے میں افونش کا کیا ردِعمل ہے۔ اس کے بعد ہم اپنے کام کی ابتداء کریں گے۔ میرے خیال میں اگر یہ خبر سچ ثابت ہو تو پھر اشبیلیہ کا محاصرہ کر لینا چاہئے اور ہر صورت میں بلکہ میں کہوں گا کہ وقت ضائع کئے بغیر معتمد کو اشبیلیہ کی حکمرانی سے محروم کر کے ہسپانیہ کے اندر مسلمانوں کی ایک مضبوط اور مربوط حکومت قائم کرنے کی کوشش کی جائے۔"

زکریا بن ادریس یہیں تک کہنے پایا تھا کہ ایک دم خاموش ہو گیا اور سب اس کمرے کے دروازے کی طرف دیکھنے لگے تھے اس لئے کہ دروازے پر سیر بن ابی بکر کا ایک قابلِ ذکر اور قابلِ لحاظ طلایہ گر اور جاسوس نمودار ہوا تھا۔ جب وہ دروازے پر آ کر رکا تب ہاتھ کے اشارے سے سیر بن ابی بکر نے اسے اندر آنے کے لئے کہا۔ چنانچہ سیر بن ابی بکر کے کہنے پر ہی وہ طلایہ گر زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کے قریب بیٹھ گیا۔ پھر سیر بن ابی بکر نے اسے مخاطب کیا۔

"میرے عزیز! کیا تو کوئی اچھی خبر لے کر آیا ہے؟"

جواب میں اس شخص نے ایک غائر نگاہ سیر بن ابی بکر پر ڈالی، پھر کہنے لگا۔

"امیر! میں یہ تو نہیں جانتا کہ وہ خبر اچھی ہے یا بری لیکن میں یہ ضرور کہہ سکتا ہوں کہ وہ خبر ہے بڑی اہم۔"

Marfat.com

"کیسی خبر؟" غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سیر بن ابی بکر نے پوچھ لیا تھا۔
جواب میں اس آنے والے طلایہ گر نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری، پھر کہنے لگا۔ "خبر یہ ہے کہ افونش نے اپنے بہت سے گروہ ترتیب دیئے ہیں اور ان گروہوں کو مسلمانوں کے مختلف شہروں کی طرف روانہ کیا ہے۔ ان گروہوں میں حسین وخوبصورت نصرانی لڑکیاں بھی ہیں اور ان کا مقصد یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے مسلمان حکمرانوں کو افونش کی طرف مائل کیا جائے اور امیر یوسف بن تاشفین کے خلاف کیا جائے۔ اس کے علاوہ ایک خاص گروہ ایسا بھی ترتیب دیا گیا ہے جس کے ذمہ یہ کام لگایا گیا ہے کہ وہ ہمارے سالاروں میں سے زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کا خاتمہ کرے۔ اس لئے کہ ہسپانیہ میں ہمارے ان ہی دو سالاروں کے ہاتھوں نصرانیوں کو کافی نقصان اٹھانا پڑا ہے۔"
یہاں تک کہنے کے بعد وہ طلایہ گر رکا، پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتا ہوا وہ کہہ رہا تھا۔ "حیرت اور تعجب کی بات یہ ہے کہ ایسے گروہ جو افونش نے ترتیب دیئے ہیں اور ان گروہوں میں جو حسین ترین لڑکیاں شامل کی گئی ہیں، ان لڑکیوں میں سے ایک لڑکی افونش کی بیٹی بھی شامل ہے۔ پہلے افونش کی بیٹی کا یہ گروہ غرناطہ میں داخل ہوا تھا۔ اس گروہ کا ہدف امیر زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ تھے۔ اب چونکہ یہ دونوں حضرات غرناطہ سے قرطبہ آ گئے ہیں، لہٰذا افونش کا وہ گروہ بھی غرناطہ سے قرطبہ منتقل ہو چکا ہے اور انہوں نے قرطبہ کے کلیسا میں قیام کر رکھا ہے۔ گزشتہ کئی دن سے میں اور میرے ساتھی ان پر نگاہ رکھے ہوئے تھے۔"
اس طلایہ گر کے اس انکشاف پر سیر بن ابی بکر ہی نہیں، سب سالار بھی چونکے تھے۔ یہاں تک کہ اس طلایہ گر نے اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے پھر کہنا شروع کیا۔
"امیر زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ! سب سے زیادہ خطرہ آپ دونوں کو ہے اور میں آپ سے متعلق یہ بھی کہوں کہ جس لڑکی کا میں نے ذکر کیا ہے، وہ خود افونش کی بیٹی ہے۔ وہ آپ سے دو بار ملاقات بھی کر چکی ہے۔ ہم نے ان پر گہری نگاہ رکھی ہوئی ہے لیکن آپ لوگوں کے فیصلے سے پہلے ہم ان لوگوں کے خلاف حرکت میں نہیں آنا چاہتے تھے۔ میں یہاں یہ بھی کہتا چلوں کہ ہمارے کچھ مخبروں نے زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کی حفاظت کا سامان بھی کر لیا ہے اور ان گروہوں میں سے اگر کوئی گروہ

Marfat.com

امیر زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کو اپنا ہدف بنانے کی کوشش کرتا تو یقیناً ہم انہیں ایسا نہ کرنے دیتے۔ آج بھی جب وہ لڑکی قرطبہ کے بازار میں امیر زکریا بن ادریس سے ملی تو میں اور میرے کچھ ساتھی بھی اطراف میں کھڑے تھے صرف اس احتیاط کے ساتھ کہ وہ لڑکی یا اس کے کچھ ساتھی کسی کو نقصان نہ پہنچائیں۔ اس لڑکی کے سارے ساتھیوں پر ہی ہماری نگاہ ہے اور وہ ہم سے بچ کر بھاگ بھی نہیں سکتے۔“

یہاں تک کہنے کے بعد وہ طلایہ گر جب رکا تب حیرت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے زکریا بن ادریس کہنے لگا۔

”تمہارا مطلب ہے آج تھوڑی دیر پہلے جس لڑکی نے قرطبہ کے بازار میں میرے گھوڑے کے سامنے آ کر میری راہ روکی، وہ افونش کی بیٹی مغریتا ہے؟“

طلایہ گر مسکرایا اور کہنے لگا۔ ”امیر! واقعہ کچھ ایسا ہی ہے۔ وہ لڑکی افونش کی بیٹی مغریتا ہے۔ پر آپ جانتے ہیں اس سے پہلے وہ ایک بار غرناطہ کے بازار میں بھی آپ سے ملاقات کر چکی ہے۔ میرے خیال میں وہ آپ ہی کو اپنا ہدف بنانے کے لئے غرناطہ سے قرطبہ میں منتقل ہوئی ہے۔ اس پر اور اس کے ساتھیوں پر اور ان کے سربراہ پادری مرکس پر بھی ہماری گہری نگاہ ہے۔“

وہ طلایہ گر یہیں تک کہنے پایا تھا کہ غصہ اور غضبناکی میں زکریا بن ادریس اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور امیر سیر بن ابی بکر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

”امیر! ابھی اور اسی وقت ایسے گروہ سے متعلق حرکت میں آنا چاہئے اور ان سے دوسرے گروہوں سے متعلق بھی معلومات حاصل کرنی چاہئیں اور تیز رفتار قاصدوں کے ذریعے جہاں جہاں ہمارے لشکر اور سالار ہیں ان کے لئے یہ پیغام بھیجا جانا چاہئے کہ ایسے سارے گروہوں کا خاتمہ کرتے چلے جائیں۔“

زکریا بن ادریس کے ان الفاظ پر سیر بن ابی بکر کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا، کہنے لگا۔

”ابن ادریس! میرے عزیز بھائی! میں تمہاری اس تجویز سے مکمل اتفاق کرتا ہوں۔ میں یہ معاملہ تم پر اور داؤد بن عائشہ پر چھوڑتا ہوں۔ دونوں اپنے کچھ مسلح ساتھی لے کر جاؤ اور اس گروہ کو اپنی گرفت میں کرو۔ جو سزا تم انہیں دو گے، میری طرف سے وہ آخری ہو گی۔ ساتھ ہی تم دونوں ان سے پوچھ گچھ کرنے کے بعد دوسرے شہروں کی

Marfat.com

طرف بھی قاصد بھجواؤ تا کہ افونش کے جو گروہ دوسرے شہروں میں ہمارے خلاف کام کر رہے ہیں ان کا بھی قلع قمع کیا جا سکے۔"

اس پر زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ دونوں اس کمرے سے نکل گئے تھے۔ چند دستے انہوں نے اپنے ساتھ لئے، اس کے بعد وہ بڑی تیزی سے قرطبہ کے کلیساء کا رخ کر رہے تھے۔ وہ طلایہ گر جو یہ خبر لے کر آیا تھا وہ بھی ان کے ساتھ ان کی راہ نمائی کر رہا تھا۔"

Marfat.com

❁

زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ دونوں قرطبہ کے اس کلیسا کے پاس پہنچے۔ سب سے پہلے انہوں نے کلیسا کے اطراف میں اپنے مسلح جوان مقرر کر دیئے تھے، ایک طرح سے کلیسا کا محاصرہ کر لیا تھا۔ پھر چند مسلح جوانوں کے ساتھ داؤد بن عائشہ اور زکریا بن ادریس کلیسا میں داخل ہوئے اور تھوڑا سا ہی آگے گئے ہوں گے کہ کلیسا کا بڑا پادری باہر نکلا اور ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میں نے اس سے پہلے آپ دونوں کو اور آپ کے پیچھے آنے والے جوانوں کو قرطبہ شہر میں نہیں دیکھا۔ اس لئے کہ آپ دونوں میرے لئے نا آشنا ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ کس غرض کے تحت کلیسا میں داخل ہوئے ہیں۔ کیا میں آپ لوگوں کے نام اور آنے کی وجہ پوچھ سکتا ہوں؟''

جواب میں بڑی شائستگی، بڑی نرمی میں زکریا بن ادریس کلیسا کے پادری کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرا نام زکریا بن ادریس ہے۔ میں امیر یوسف بن تاشفین کے لشکر کا ایک سالار ہوں۔ آپ کے کلیسا میں ایک لڑکی رہتی ہے بس میں اس سے ملنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ اس سے پہلے میری اس سے دو ملاقاتیں ہو چکی ہیں۔ ایک غرناطہ میں اور ایک آج ہی قرطبہ شہر ہے۔''

زکریا بن ادریس یہیں تک کہنے پایا تھا کہ کلیسا کے اندرونی حصہ سے مغریتا اور اس کا ساتھی پادری مرکس، کچھ لڑکیاں اور ان کے ساتھ کچھ مرد بھی باہر نکل آئے تھے۔ زکریا بن ادریس کو کلیسا کے پادری کے ساتھ محو گفتگو دیکھتے ہی مغریتا کے چہرے پر تبسم نمودار ہوا تھا۔ بڑی رازداری سے اس نے اپنے پہلو میں کھڑے پادری مرکس سے کچھ کہا، پھر

Marfat.com

دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے آگے بڑھے۔ دوسری لڑکیاں اور مرد بھی ان کے پیچھے پیچھے جا رہے تھے۔

مقامی کلیسا کے پادری کے پاس جا کر مغریتا اور پادری مرکس دونوں رکے، پھر اپنے چہرے پر گہری مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے مغریتا، زکریا بن ادریس کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''میں آپ کو اس کلیسا میں خوش آمدید کہتی ہوں۔''

داؤد بن عائشہ یہ سارا معاملہ بڑے غور، بڑے انہماک اور جستجو بھرے انداز میں دیکھ رہا تھا۔ جس وقت زکریا بن ادریس کو مغریتا نے خوش آمدید کہا تھا تو جواب میں زکریا بن ادریس بھی بڑی ملائمت اور مسکراہٹ میں مغریتا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''خاتون! تم نے میرے ساتھ دھوکا کیا۔ تمہارے اس فعل پر مجھے بے حد دکھ اور صدمہ ہوا۔ کم از کم تمہیں تو ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔''

زکریا بن ادریس کے ان الفاظ پر مغریتا چونکی تھی، دھیمے سے لہجے میں کہنے لگی۔

''کیسا دھوکا؟........ کیسا فریب؟''

زکریا بن ادریس نے پھر پہلے جیسے لہجے میں مغریتا کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

''خاتون! تیری میری ملاقات پہلے غرناطہ شہر میں ہوئی، اس وقت بھی تُو نے مجھ سے اپنا مکمل تعارف نہ کرایا۔ بس تم نے مجھے ایک جھلک سی دکھائی اور معاملہ ختم ہو گیا۔ اب آج پھر میری تمہاری ملاقات قرطبہ شہر میں ہوئی۔ بقول تمہارے تم میری منتظر تھیں اور اس تلاش میں تھیں کہ میں اکیلا ملوں اور تم مجھ سے گفتگو کرو۔ اس وقت میں تمہیں اکیلا ملا لیکن اس دوسری ملاقات میں بھی تم نے صحیح طرح سے اپنا تعارف نہیں کرایا۔ بس اسی کا مجھے دکھ اور صدمہ ہے۔ مجھے امید ہے کہ جو کچھ میں نے کہا ہے اس کا مطلب اور مقصد تم سمجھ گئی ہو گی۔''

جواب میں مغریتا بڑے مطمئن انداز میں کہنے لگی۔

''امیر زکریا بن ادریس! جو کچھ آپ نے کہا ہے، میں اس کا مقصد اور مطلب بالکل نہیں سمجھی۔ کھل کر کہو۔''

زکریا بن ادریس اچانک سنجیدہ ہو گیا تھا اور چہرے پر سختی پھیل گئی تھی۔ اس کے چہرے کی یہ تبدیلی دیکھتے ہوئے خود مغریتا ہی نہیں، مرکس بھی پریشانی کا اظہار کر رہا

Marfat.com

تھا۔ پھر کسی قدر سخت لہجے میں مغریتا کو مخاطب کرتے ہوئے زکریا بن ادریس کہنے لگا۔

''سن مغریتا! افونش کی بیٹی ہو کر تم نے اپنا تعارف مکمل طور پر نہیں کرایا، نہ ہی تم نے اپنا صحیح نام بتایا۔ اپنے آپ کو تم تبلیغی جماعت کا ایک رُکن ثابت کرتی رہی ہو اور تم نے مجھے یہ بھی کہا کہ پادری مرکس کی رہنمائی میں تمہارا ایک گروہ ہے جو شہر شہر گھوم کر مسلمانوں اور نصرانیوں کے درمیان غلط فہمیاں دور کر کے یکجہتی اور امن کے لئے کام کر رہا ہے۔ کیا یہی وہ یکجہتی ہے؟ کیا یہی امن کا وہ پیغام ہے جو تم، تمہاری ساتھی لڑکیاں اور پادری مرکس کر رہے ہو؟

سنو مغریتا! مجھ سے ملاقات کرنے کے لئے تمہارے پاس دو مقاصد تھے۔ پہلا یہ کہ تم مجھے اپنی طرف مائل کر سکو، مجھے اپنی محبت میں مبتلا کر کے مجھے اپنے پیچھے پیچھے آنے پر مجبور کرو تاکہ تم مجھے اپنی اصل راہ سے ہٹا سکو۔ ان علاقوں کی طرف آنے کا تمہارا دوسرا قصد یہ تھا کہ اگر تم مجھے اپنی محبت میں مبتلا نہ کر سکو تو پھر پہلے میرا کام تمام کیا جائے، اس کے بعد داؤد بن عائشہ کو اس کی زندگی اور زیست سے محروم کر دیا جائے۔

سنو مغریتا! تم افونش کی بیٹی ہو اور افونش نے اپنے خاص آدمیوں کے مختلف گروہ مقرر کئے تھے۔ ان گروہوں میں لڑکیاں بھی شامل تھیں اور ان گروہوں کو اس نے مسلمانوں کے مختلف شہروں کی طرف روانہ کیا تاکہ مسلمان حکمرانوں میں رہ کر وہ امیر یوسف بن تاشفین کے خلاف غلط تاثر اور غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اسی بناء پر تمہارا گروہ پہلے غرناطہ گیا۔ غرناطہ سے تم لوگوں نے قرطبہ کا رخ کیا۔ میں جانتا ہوں، تمہارے پاس صفائی میں کہنے کے لئے کچھ نہیں ہے۔ اگر میں نے جو کچھ کہا ہے، یہ جھوٹ ہے تو پھر اس جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کی کوشش کرو۔''

زکریا بن ادریس کے اس انکشاف پر مغریتا کا رنگ پیلا ہو گیا تھا۔ مرکس بھی پیلا ہو گیا تھا، کپکپا رہا تھا۔ زکریا بن ادریس پھر بولا۔

''سن افونش کی بیٹی! تیرے چہرے کا رنگ بتاتا ہے کہ جو کچھ میں نے کہا ہے، درست وہی ہے۔''

اس کے بعد مغریتا کو نظر انداز کرتے ہوئے زکریا بن ادریس نے مرکس کو مخاطب کیا۔ ''پادری مرکس! یہ تمہارے گروہ کے وہ افراد جو تمہارے پیچھے کھڑے ہیں یہ سب جاسوسی کی غرض سے ہمارے علاقوں میں داخل ہوئے۔ تم جاسوسوں کے اس گروہ کے

Marfat.com

راہنما ہو۔ قبل اس کے کہ میں تمہارے خلاف کوئی غلط فیصلہ کروں اور تم میری طرف سے وہ غلط فیصلہ سن کر کپکپانے لگو اور تم پر موت کی غشی طاری ہونے لگے، پہلے یہ بتاؤ کہ تم جیسے مزید گروہ کہاں کہاں اور کس کس شہر میں ہیں؟''

زکریا بن ادریس کی یہ دھمکی کارگر ثابت ہوئی۔ وہ سدھائے ہوئے طوطے کی طرح فی الفور بولنے لگا اور جس جس شہر میں وہ گروہ گئے تھے ان گروہوں کا تذکرہ کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے محل وقوع سے بھی آگاہ کرتا چلا گیا تھا۔

مرکس جب ساری تفصیل کہہ چکا تب زکریا بن ادریس نے داؤد بن عائشہ کی طرف دیکھا، پھر کہنے لگا۔

''میرے عزیز بھائی! امیر سیر بن ابی بکر نے ہم دونوں کو ان سب کا معاملہ طے کرنے کے لئے مقرر کیا تھا۔ اب تک میں ہی ان سے گفتگو کرتا رہا ہوں۔ میں نے ان کا جرم اُگلوا دیا ہے۔ میری اور ان کے درمیان ہونے والی گفتگو میرے بھائی! تم سن چکے ہو۔ لہٰذا ان سے متعلق فیصلہ کرنے کے لئے میں تمہارے حق میں دست بردار ہوتا ہوں اور تم سے استدعا کرتا ہوں کہ اب تم ہی ان کا فیصلہ کرو۔''

داؤد بن عائشہ مسکرایا، اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری، کچھ سوچا، اس کے بعد زکریا بن ادریس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے عزیز بھائی! میں تمہارا شکر گزار ہوں کہ تم نے مجھے اہمیت دی۔ چاہئے تو یہ تھا کہ ان سے تحقیق کرنے کے بعد تم خود ہی ان کا فیصلہ بھی کرتے لیکن چونکہ تم معاملہ مجھ پر پھینک رہے ہو اس لئے میں ان کا فیصلہ کرتا ہوں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد داؤد بن عائشہ رکا، پھر اس نے مغریتا کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

''افونش کی بیٹی! میں اور زکریا بن ادریس کچھ اتنے سستے بھی نہ تھے کہ تُو ہم دونوں کی جانوں کے درپے ہو گئی۔ زکریا بن ادریس اتنا ہلکا بھی نہیں تھا کہ تم دو بار اسے جھلک دکھاتیں اور وہ تمہاری محبت میں مبتلا ہو جاتا۔

سنو! جس لڑکی کے ساتھ زکریا کا نکاح ہو چکا ہے، جو اب اس کی بیوی ہے، تمہارا حُسن، تمہاری خوب صورتی، تمہاری جسمانی کشش اس کے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر ہے۔ سن افونش کی بیٹی! ہم مسلمان، عورتوں پر ہاتھ نہیں اٹھاتے لیکن وہ عورتیں جو

Marfat.com

تمہاری طرح عالم اسلام کے خلاف کارروائیاں کرتی ہیں، انہیں عبرت ناک سزا بھی دی جاسکتی ہے۔ لیکن میں تمہیں اور تمہاری ساتھی لڑکیوں کو معاف کرتا ہوں۔ تمہاری سزا یہ ہے کہ آج شام تک یہاں سے نکل جاؤ۔ کل تم میں سے اگر کوئی لڑکی یہاں اسلامی حدود میں دکھائی دی تو قتل کر دی جائے گی۔''

داؤد بن عائشہ کا یہ فیصلہ سن کر مغریتا اور دوسری لڑکیاں لرز کانپ گئی تھیں۔ اس کے بعد داؤد بن عائشہ نے پادری مرکس کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

''پادری مرکس! تم جانتے ہو ماضی میں اس افونش نے ہمارے کئی آدمیوں کو پکڑ کر ان پر جاسوسی کا الزام لگایا اور انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا۔ سو ہم افونش کی رسم کی ہی ادائیگی کرتے ہوئے تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے ساتھ وہی سلوک کرتے ہیں جو افونش ہمارے ساتھیوں کے ساتھ کرتا رہا ہے۔ میں تمہیں اور تمہارے ساتھ بدی کا کام کرنے والے سارے ساتھیوں کے قتل کا حکم دیتا ہوں۔''

اپنے متعلق یہ فیصلہ سن کر مرکس کا چہرہ پیلا ہو گیا تھا۔ جسم پر رعشہ طاری ہو گیا تھا اور اس کے پیچھے جو اس کے ساتھی مرد کھڑے ہوئے تھے ان کی حالت بھی قابل رحم اور قابل دید تھی۔ سب پھٹی پھٹی نگاہوں سے کچھ اس انداز میں مغریتا کی طرف دیکھ رہے تھے جیسے وہ اپنے بادشاہ افونش کی بیٹی سے رحم کی بھیک مانگ رہے ہوں یا یہ کہ اس سے یہ کہہ رہے ہوں کہ جس طرح تیری جان بچ گئی ہے ہماری جان بھی بچانے کی کوشش کر۔

مغریتا کسی ردعمل کا اظہار کرنا ہی چاہتی تھی کہ مرکس کے پیچھے کھڑی لڑکیوں میں سے جو ایک کچھ زیادہ ہی نڈر اور گستاخ لگتی تھی، داؤد بن حائشہ کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''اگر ہم تمہارا فیصلہ ماننے سے انکار کر دیں تب؟''

داؤد بن حائشہ نے گھورنے کے انداز میں اس لڑکی کی طرف دیکھا، پھر کہنے لگا۔

''ذرا انکار کر کے دیکھو۔ دوسرے لمحے مرکس اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ تمہاری گردن بھی کاٹ دی جائے گی۔''

وہ لڑکی عجیب سی کیفیت میں مبتلا ہو گئی تھی یہاں تک کہ داؤد بن حائشہ نے پھر اسے مخاطب کیا۔

''میں نہیں جانتا کہ تیرا کیا نام ہے؟ میں پھر تم سے پوچھتا ہوں کہ جو فیصلہ میں نے

Marfat.com

دیا ہے تجھے قابل قبول ہے کہ نہیں۔ اگر نہیں تو پھر سب سے پہلے تیری ہی گردن کاٹی جائے گی۔"

وہ لڑکی کپکپاتے ہوئے جھٹ سے بول پڑی۔

"نہیں مجھے آپ کا فیصلہ قبول اور منظور ہے۔"

اس موقع پر طنزیہ سی مسکراہٹ داؤد بن حائشہ کے چہرے پر نمودار ہوئی پھر اس کا اور زکریہ بن ادریس کا اشارہ پا کر مرکس اور اس کے ساتھیوں کو مسلح جوان ایک طرف لے گئے اور ان کا کام تمام کر دیا۔ اس کارروائی کی تکمیل کے بعد زکریہ بن ادریس پھر مقامی کلیساء کے پادری کے پاس آیا اور اسے کہنے لگا۔

"اگر مرکس کے ساتھیوں میں سے کوئی اور بھی آپ کے ہاں جاسوسی کی غرض سے قیام کیے ہوئے ہے تو ابھی بتا دو بعد میں اگر ہمیں پتہ چلا کہ آپ نے کچھ لوگوں کو ہم سے بچانے کے لیے کلیساء میں چھپا دیا تھا تو جس طرح آج ان لوگوں کا خاتمہ کیا گیا ہے بالکل ویسے ہی تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو بھی موت کی گہری نیند سلا دیا جائے گا۔"

پادری جواب میں کپکپاتی آواز میں کہنے لگا۔

"اس وقت میں نے کلیساء میں کسی کو نہیں چھپا رکھا۔ یہ جو لوگ ہیں میں ان کی اصلیت سے بھی واقف اور آگاہ نہیں تھا۔ یہ ایک تبلیغی جماعت کی صورت میں کلیساء میں داخل ہوئے اور میں نے انہیں کلیساء میں ٹھہرنے کی اجازت دے دی۔ میں نہیں جانتا تھا کہ یہ افونش کے جاسوس ہیں۔ آپ نے جوان سے متعلق حکم نامہ جاری کیا ہے، وہ عین میری مرضی اور خواہش کے مطابق ہے۔ آنے والے دور میں اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ میرے کلیساء میں ان کے علاوہ بھی کوئی ایسا شخص ہے جو مسلمانوں کے خلاف جاسوسی کرتا ہے تو آپ اس کے ساتھ ساتھ میری گردن بھی کاٹ سکتے ہیں۔"

کلیساء کے پادری کا جواب سن کر زکریہ بن ادریس اور داؤد بن حائشہ دونوں مطمئن تھے۔ اس کے بعد زکریہ بن ادریس نے افونش کی بیٹی مغریتا کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

"افونش کی بیٹی! مجھے بے حد افسوس اور دکھ ہے کہ تم اپنے دونوں مقاصد میں ناکام ہو کر واپس جا رہی ہو۔ نہ مجھے اپنی محبت اور چاہت میں مبتلا کر سکی اور نہ ہی مجھے اور

Marfat.com

داؤد بن حائشہ کو موت کے گھاٹ اتار سکی ہو۔ اب تو اپنی ان ساتھی لڑکیوں کے ساتھ یہاں سے کوچ کر جا۔ اس لئے کہ کل کا دن تم سب کے لئے موت کا دن ثابت ہوگا۔ لہٰذا تم میں سے کسی کو بھی کل تک یہاں نہیں رہنا چاہئے۔ ایک بات اور یاد رکھنا اس کلیساء سے نکل کر پھر تم میں سے کسی نے مسلمانوں کی حدود میں کسی اور سمت جانا چاہا تو راستے میں ہی قتل کر دیا جائے گا۔ اس لئے کہ جب تم یہاں سے روانہ ہوگی تو تمہارے تعاقب میں تمہارے دائیں بائیں اور تمہارے پیچھے ہمارے مسلح جوان ہوں گے۔ اگر تم نے پھر کہیں رک کر مسلمانوں کے خلاف کام کرنے کی کوشش کی تو وہ مسلح جوان ہی تم لوگوں کا قتل عام کر دیں گے۔ اس وقت بھی دیکھو تمہارے کلیساء کے اردگرد میرے مسلح جوان کھڑے ہیں۔ اگر تم میں سے اس گفتگو کے دوران کوئی باغی پن کا اظہار کرتا ہے تو ختم کر دیا جائے گا۔ اب میں اور داؤد بن حائشہ جاتے ہیں۔ تم سب لڑکیاں تیاری کرو اور یہاں سے بھاگنے والی بات کرو۔“

اس کے ساتھ ہی داؤد بن حائشہ اور زکریا بن ادریس اپنے مسلح جوانوں کے ساتھ واپس مستقر کی طرف جا رہے تھے۔

❁❁❁

قرطبہ شہر کے مستقر میں زکریہ بن ادریس و داؤد بن عائشہ، غیرد ربن شبیب، زیدون بن مسلم اور کچھ دوسرے بڑے سالار بیٹھے کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک طرف سے سیر بن ابی بکر آتا ہوا دکھائی دیا۔ اسے دیکھتے ہی سب اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے تھے۔ ان کی اس حرکت پر سیر بن ابی بکر مسکراتا ہوا ان کے قریب آیا اور پھر بڑی اپنائیت میں ان سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”میرے عزیز بھائیو! میں پہلے بھی دو ایک بار تم لوگوں سے کہہ چکا ہوں کہ جب تم لوگ بیٹھے کسی موضوع پر گفتگو کر رہے ہو اور میں آؤں تو کھڑے نہ ہوا کرو۔“

اس پر زکریہ بن ادریس کہنے لگا۔

”سیر بن ابی بکر ہمارے محترم بھائی! ایسا ہم آپ کی عزت افزائی اور تحریم اور تکریم کے لئے کرتے ہیں......“

زکریہ بن ادریس یہیں تک کہنے پایا تھا کہ سیر بن ابی بکر نے آگے بڑھ کر اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے بٹھایا۔ خود بھی وہاں بیٹھ گیا تھا۔ باقی سب بھی اپنی

Marfat.com

نشستوں پر ہو بیٹھے تھے۔ پھر سیر بن ابی بکر سنجیدہ ہوگیا اور سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
''میں تمہارے لئے ایک انتہائی اہم خبر لے کر آیا ہوں اور میرے خیال میں مسلمانوں کے لئے یہ ایک انتہائی بری خبر اور ناشائستہ حرکت ہے۔''
سیر بن ابی بکر کے ان الفاظ پر وہاں بیٹھے سارے سالار ایک ساتھ فکرمند اور پریشان سے ہوگئے تھے۔ یہاں تک کہ سیر بن ابی بکر نے اپنی گفتگو کا سلسلہ آگے بڑھاتے ہوئے پھر کہنا شروع کیا۔
''ابھی تھوڑی دیر پہلے میرے کچھ مخبر آئے تھے۔ انہوں نے اشبیلیہ کے حاکم معتمد سے متعلق انتہائی ناپسندیدہ خبریں دی ہیں۔''
سیر بن ابی بکر کے یہاں تک کہنے کے بعد زکریہ بن ادریس بڑی فکرمندی میں بول اٹھا۔ ''کیا اشبیلیہ کا معتمد ہمارے خلاف کوئی محاذ تو نہیں کھول رہا؟''
سیر بن ابی بکر نے مسکرا کر زکریہ بن ادریس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔
''ابن ادریس میرے عزیز بھائی! تمہارا اندازہ تمہارا کہنا درست ہے۔ غرناطہ اور اس کے بعد قرطبہ پر ہماری گرفت اور ہمارے قبضہ کے بعد اس معتمد نے غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس نے اپنے تیز رفتار قاصد شمال کے نصرانی حکمران افونش کی طرف بھجوائے تھے اور افونش سے اس نے ہمارے خلاف مدد طلب کی ہے۔ افونش اس پر رضامند بھی ہوگیا ہے اور اس نے اپنا بہت بڑا اور ایک جرار لشکر اپنے سپہ سالارِ اعلیٰ فانیز کی سرکردگی میں معتمد کی مدد کے لئے روانہ کر دیا ہے۔
میرے عزیز بھائیو! اسی موضوع پر گفتگو کرنے کے لئے میں تمہارے پاس آیا ہوں۔ اب بولو کیا کرنا ہے؟''
سیر بن ابی بکر جب خاموش ہوا تب کچھ دیر سب گہری سوچوں میں ڈوبے رہے۔ پھر زکریہ بن ادریس کہنے لگا۔
''میرے محترم! یہ اشبیلیہ کے حکمران معتمد کی طرف سے ایک نہایت گھناؤنا فعل اور انتہا درجہ کی بری حرکت ہے۔ اس موقع پر میں یہ بھی کہوں گا کہ معتمد نے یہ طے کیا ہوگا کہ افونش جب اس کی مدد کے لئے تیار ہو جائے گا تو وہ افونش کے لشکر کے ساتھ اپنا لشکر ملا کر قرطبہ کی طرف پیش قدمی کرے گا اور ہم سے ٹکرانے کی کوشش کرے گا۔ اب ہماری کوشش یہ ہونی چاہئے کہ افونش کے سپہ سالارِ اعلیٰ فانیز اور معتمد کی قوت کو یکجا نہ

Marfat.com

ہونے دیں۔ فانیز کو ہم اشبیلیہ سے دور ہی نمٹ کر مار بھگانے میں اگر کامیاب ہوجائیں تو پھر معتمد کو اپنے سامنے زیر کرنا ہمارے لئے چنداں مشکل نہیں رہے گا۔“

یہاں تک کہنے کے بعد زکریہ بن ادریس جب رکا تب سیر بن ابی بکر اُسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”ابنِ ادریس! جو کچھ تم نے کہا ہے میں اس سے مکمل طور پر اتفاق کرتا ہوں۔ اب ہم کو بھی اپنی عسکری طاقت کو دو حصوں میں تقسیم کرنا ہوگا۔ ایک حصہ یہیں کہیں آس پاس ہی رہے گا تا کہ اگر معتمد اپنے لشکر کے ساتھ اشبیلیہ شہر سے نکل کر شمال کا یا قرطبہ کا رُخ کرے تو لشکر کا جو حصہ یہاں مقیم ہو اس سے نمٹ سکے جبکہ لشکر کے دوسرے حصہ کو مانیز کی پیش قدمی کو روکنا ہوگا۔“

یہاں تک کہنے کے بعد سیر بن ابی بکر جب رُکا تب اس بار داؤد بن عائشہ سیر بن ابی بکر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”ابنِ ابی بکر! لشکر کے دو حصے کر دیئے جائیں ایک حصہ میرے اور میرے عزیز بھائی زکریہ بن ادریس کو دے دیا جائے ہم دونوں کو لشکر کے اس حصہ کے ساتھ افونش کے سپہ سالارِ اعلیٰ فانیز کی راہ روکنے کے لئے روانہ کر دیں۔ خداوندِ قدوس نے چاہا تو میں اور میرا بھائی زکریہ بن ادریس دشمن کی قوت کی راہ روک کر اور اسے شکست کی ذِلّت پسپائی کی رسوائی سے دو چار کر کے واپس بھاگ جانے پر مجبور کر دیں گے۔

اتنی دیر تک اگر اشبیلیہ کا حکمران معتمد کوئی کارروائی کرتا ہے تو آپ بڑی آسانی سے اس کے ساتھ نمٹ سکتے ہیں۔ آپ کے پاس غیر در بن شبیب ہے۔

زیدون بن مسلم ہے اس کے علاوہ دیگر چھوٹے سالار بھی ہیں اور یہ بڑی آسانی کے ساتھ معتمد کی طاقت اور قوت سے نمٹ سکتے ہیں۔

معتمد کو جب خبر ہوگی کہ افونش نے اس کی مدد کے لئے اپنے سپہ سالارِ اعلیٰ فانیز کو ایک بہت بڑا لشکر دے کر روانہ کیا ہے تو معتمد کی طرف سے دو طرح کے ردِّعمل کا اظہار ہو سکتا ہے۔

اوّل یہ کہ معتمد اپنے لشکر کے ساتھ اشبیلیہ سے نکل کر شمال کا رُخ کرے تا کہ فانیز کے لشکر سے جا ملے۔ دوسرا قدم وہ یہ اٹھا سکتا ہے کہ اشبیلیہ سے نکل کر وہ قرطبہ کا رُخ کرے۔ ایسا وہ اس لئے سمجھ کر کر سکتا ہے کہ ہمارا لشکر اگر سارے کا سارا فانیز کی راہ

Marfat.com

روکنے کے لئے جائے تب معتمد اچانک قرطبہ پر حملہ آور ہو کر دوبارہ قرطبہ پر گرفت کر سکتا ہے لیکن اگر ہمارے لشکر کا حصہ قرطبہ میں مقیم رہے اور آس پاس کے علاقوں پر بھی نگاہ رکھے تو مجھے امید ہے کہ معتمد اپنے لشکر کے ساتھ اشبیلیہ سے نہیں نکلے گا نہ وہ شمال کا رخ کرے گا۔ وہ قرطبہ کی طرف آئے گا بلکہ اپنے آپ کو وہ اشبیلیہ شہر کے اندر محصور رکھ کر ہی اپنی حفاظت اور اپنے تحفظ کا سامان کرے گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد داؤد بن عائشہ جب خاموش ہوا تب کچھ دیر تک سیر بن ابی بکر بڑے غور اور انہماک سے زکریہ بن ادریس کی طرف دیکھتا رہا شاید اس کے چہرے کے تاثرات کا اندازہ لگا رہا تھا اور اس کے اس انداز کو زکریہ بن ادریس نے بھی بھانپ لیا تھا۔ لہٰذا زکریہ بن ادریس مسکرا دیا کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اس سے پہلے سیر بن ابی بکر بول اٹھا اور زکریہ بن ادریس کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔

"زکریہ بن ادریس میرے بھائی! جو کچھ داؤد بن عائشہ نے کہا ہے اُس سے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟"

زکریہ بن ادریس مسکرایا اور کہنے لگا۔

"ابنِ ابی بکر میرے بھائی! داؤد بن عائشہ سے متعلق جو خیال آپ کا ہے وہی میرا ہے۔"

سیر بن ابی بکر مسکرا دیا کہنے لگا۔

"میرا تو یہ خیال ہے کہ داؤد بن عائشہ درست کہتا ہے اور اگر تم دونوں لشکر کا ایک حصہ لے کر شمال کا رُخ کرو تو تم دونوں بڑی آسانی سے فانیز کی راہ روک سکتے ہو۔"

سیر بن ابی بکر ابھی مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ بیچ میں زکریہ بن ادریس بول اٹھا کہنے لگا۔

"آپ درست کہتے ہیں جو کچھ میرے بھائی داؤد بن عائشہ نے کہا ہے میں اس سے حرف بحرف اتفاق کرتا ہوں۔ میں اپنی طرف سے اور اپنے بھائی داؤد بن عائشہ کی طرف سے بھی آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم فانیز کو جہاں ہمارا اس سے ٹکراؤ ہو گا وہیں سے اسے مار بھگائیں گے۔ فانیز کے ساتھ اس سے پہلے میرے کئی ٹکراؤ ہو چکے ہیں وہ میرے کام کو جانتا ہے اور میں اس کی کارگزاری سے خاصا مانوس ہوں اور مجھے امید ہے کہ جب ہم اس پر شدید اور کاری ضرب لگائیں گے تو فانیز کے پاس سوائے اپنے لشکر

Marfat.com

کو لے کر واپس افونش کی طرف جانے کے کوئی دوسرا راستہ نہیں رہے گا۔''

زکریہ بن ادریس کے ان الفاظ سے جہاں داؤد بن عائشہ مسکرا رہا تھا سیر بن ابی بکر بھی اپنے اطمینان اور خوشی کا اظہار کر رہا تھا۔ اس کے بعد سیر بن ابی بکر نے اپنا رُخ موڑا۔ ایک گہری نگاہ اپنے سامنے بیٹھے غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم پر ڈالی پھر دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے عزیز بھائیو! اب میں تم دونوں اور تمہارے ساتھ بیٹھے دوسرے سالاروں سے پوچھتا ہوں کہ جو گفتگو اب تک میرے، زکریا بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کے درمیان ہوئی ہے کیا تم سب اس سے اتفاق کرتے ہو؟''

اس موقع پر زید بن شبیب نے زیدون بن مسلم اور وہاں بیٹھے دیگر سالاروں کی طرف دیکھا اور جب سب نے اپنی نگاہوں کے اشارے سے غیردر بن شبیب کو اثبات کا اشارہ دے دیا تھا تو غیر در بن شبیب مسکرا دیا اور سیر بن ابی بکر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''محترم ابنِ ابی بکر! ہم اس گفتگو سے پوری طرح متفق ہیں اور ہم یہ امید بھی رکھتے ہیں کہ زکریہ بن ادریس داؤد بن عائشہ یقیناً فانیز اور اس کے جرار لشکر کو مار بھگانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اس دوران اگر اشبیلیہ کے حکمران معتمد نے کوئی حرکت ہماری مرضی اور ہمارے مفاد کے خلاف کی تو ہم اس سے خوب نمٹیں گے۔''

سیر بن ابی بکر اس ساری گفتگو سے خوش ہو گیا تھا پھر اس کے کہنے پر سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ مُستقر کے اندرونی حصوں کی طرف گئے اور لشکر کی تقسیم کا کام سرانجام دینے لگے تھے۔ اسی رات زکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ ایک لشکر لے کر شمال کی طرف چلے گئے تھے جبکہ سیر بن ابی بکر دو بڑے سالاروں غیردر بن شبیب اور زیدون بن مُسلم کے علاوہ دوسرے سالاروں کے ساتھ قرطبہ شہر میں مستعد ہو گیا تھا تاکہ اگر اس دوران معتمد کوئی غلط قدم اٹھائے تو اس سے نمٹا جا سکے۔

✿✿✿

حسین اور خوبصورت رواندہ کا باپ انیتش ایک روز شام کے قریب دوکان بند کر کے گھر آیا اس وقت رواندہ تو مطبخ میں کھانا تیار کرنے میں مصروف تھی جبکہ انیتش کی بیوی اور رواندہ کی ماں اموسیہ دیوان خانہ میں بیٹھی ہوئی تھی لہٰذا انیتش بھی سیدھا دیوان

Marfat.com

خانہ میں گیا اور اُموسیہ کے سامنے جا کر بیٹھ گیا۔
اِس موقع پر اُموسیہ کچھ دیر تک بڑے غور سے انیتش کی طرف دیکھتی رہی پھر مخاطب ہوئی۔
''لگتا ہے کوئی خاص معاملہ ہوا ہے۔ آج چہرہ آپ کا اُترا ہوا ہے۔''
انیتش نے اس موقع پر لمبا سانس لیا کہنے لگا۔
''چہرہ تو نہیں اُترا ہوا بس ایک پریشانی سی لاحق ہو گئی ہے''
''کیسی پریشانی؟'' فکر مندی سے انیتش کی طرف دیکھتے ہوئے اُموسیہ نے پوچھ لیا تھا۔
''اُموسیہ دیکھ! اشبیلیہ کے حالات دن بدن خراب ہوتے جا رہے ہیں۔ یوسف بن تاشفین کے لشکر نے غرناطہ اور قرطبہ شہروں کو تو اپنی گرفت میں لے لیا ہے۔ ہمارے حالات اس وقت ٹھیک ہوں گے جب وہ اشبیلیہ کو بھی اپنے قبضہ میں لے لیں گے اس دوران معتمد نے ایک بہت بڑی غلطی کی ہے۔ اس نے سیر بن ابی بکر اور اس کے لشکریوں کے خلاف نصرانی حکمران افونش سے مدد طلب کی ہے۔ یہ ایک ایسا جرم ہے جو ایک طرح سے نا قابلِ معافی ہے اب سُنا یہ ہے کہ افونش سپہ سالارِ اعلیٰ فانیز ایک بہت بڑا لشکر لے کر معتمد کی مدد کے لئے روانہ ہوا ہے اور یہ بھی خبریں آئی ہیں کہ زکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ دونوں ایک لشکر لے کر فانیز کا مقابلہ کرنے کے لئے روانہ ہو گئے ہیں جب کہ سیر بن ابی بکر، غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم نے دوسرے سالاروں کے ساتھ مل کر قرطبہ ہی میں قیام کر رکھا ہے تا کہ معتمد اگر اس دوران کوئی کارروائی کرنے کی کوشش کرے تو اُس سے نمٹا جا سکے۔
اُموسیہ! اِن حالات نے مجھے پریشان اور فکر مند کر دیا ہے اور اب میں نے یہ ٹھان لی ہے کہ اس بار جب بھی زکریہ بن ادریس اشبیلیہ میں آیا میں روانده کو اس کے ساتھ رخصت کر دوں گا۔ امانت اُس کے پاس ہی محفوظ رہتی ہے جس کی ہو۔ روانده اب زکریہ بن ادریس کی بیوی ہے اس لئے کہ دونوں کا نکاح ہو چکا ہے۔ لہٰذا میں چاہوں گا کہ روانده ہمارے پاس سے رخصت ہو کر زکریہ بن ادریس کے ساتھ رہے۔ اسی میں اس کی حفاظت اور اس کا تحفظ ہے۔ اس کے علاوہ اگر یہاں کے حالات خراب بھی ہوں اور جب روانده یہاں سے نکل کر زکریہ بن ادریس کے پاس چلی جائے گی تو ہم

Marfat.com

دونوں میاں بیوی بھی آسودہ اور مطمئن ہو جائیں گے کیونکہ ......"

یہاں تک کہتے کہتے اینتش رُک گیا اِس لئے کہ دروازے پر روانده نمودار ہوئی تھی۔ روانده نے جب دیکھا کہ اس کا باپ گفتگو کرتے کرتے خاموش ہو گیا ہے۔ تب وہ آگے بڑھی اور اپنے باپ اینتش کے پاس بیٹھ گئی۔ اپنا ہاتھ بڑے پیارے انداز میں اس کے شانے پر رکھا پھر پوچھا۔

"بابا! میں دروازے پر جب نمودار ہوئی تو آپ نے جو گفتگو کا سلسلہ شروع کیا ہوا تھا اسے آپ نے روک دیا۔ کیا آپ اماں کے ساتھ کوئی ایسی گفتگو کر رہے تھے جس میں آپ مجھے شریک نہیں کرنا چاہتے تھے یا اس بات کو مجھ سے مخفی رکھنا چاہتے تھے؟"

جواب میں اینتش نے مسکراتے ہوئے ہلکی سی ایک چپت اس کے سرخ گال پر لگائی پھر کہنے لگا۔"

"تُو میری بیٹی ہی نہیں بیٹا بھی ہے۔ بچی میں اور تمہاری ماں تم سے کیا چیز چھپا سکتے ہیں۔ دراصل میں اور تمہاری ماں تمہارے ہی متعلق گفتگو کر رہے تھے لہٰذا جب تم دروازے پر نمودار ہوئیں تو میں خاموش ہو گیا۔"

"کیسی گفتگو؟" دلچسپی لیتے ہوئے روانده نے پوچھ لیا تھا۔ اینتش مسکرایا اور کہنے لگا۔

"بیٹے! میں تیری ماں کے ساتھ تمہارے متعلق یہ گفتگو کر رہا تھا کہ اس بار جب زکریہ بن ادریس اشبیلیہ آیا تو میں تمہیں اس کے ساتھ رُخصت کر دوں گا۔ میرے بیٹے! تم اپنے شوہر کے ساتھ ہی رہتی اچھی لگتی ہو۔ اور پھر تم دونوں کا نکاح ہو چکا ہے۔ تم دونوں اب ایک دوسرے کی زندگی کے ساتھی ہو۔"

اس کے بعد اینتش نے گفتگو کا رُخ موڑا اور روانده کی آمد سے پہلے جو گفتگو اس نے اُموسیہ سے کی تھی وہ اُس نے روانده سے بھی کہہ دی تھی۔

روانده کچھ دیر خاموش رہ کر سوچتی رہی پھر کہنے لگی۔

"بابا! لگتا ہے حالات مزید خراب ہو رہے ہیں معتمد نے اگر اپنی مدد کے لئے افونش سے مدد طلب کی ہے تو یہ معتمد کی بہت بڑی حماقت اور غلطی ہے۔ بابا! مجھے اُمید ہے کہ میرے شوہر زکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ دونوں خداوندِ قدوس نے چاہا تو افونش کے سپہ سالار فانیز کو بدترین شکست دے کر مار بھگائیں گے۔ اِس دوران اگر معتمد نے کوئی اور غلط قدم اٹھایا تو سیر بن ابی بکر اپنے ساتھی سالاروں کے ساتھ اُسے وہ سبق

Marfat.com

سکھائے گا کہ معتمد اُسے زندگی بھر یاد رکھے گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد روانده رُکی کچھ سوچا پھر پہلے کی نسبت زیادہ تفکرات بھرے انداز میں وہ اپنے باپ انیتش کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"اِس موقع پر بابا میرے ذہن میں کچھ وسوسات بھی اُٹھتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں امیر یوسف بن تاشفین اور اُن بھتیجے سیر بن ابی بکر میرے شوہر زکریہ بن ادریس کو کس قدر چاہتے ہیں اور آپ کو یہ بھی یاد ہوگا کہ امیر یوسف بن تاشفین نے ایک موقع پر اُنہیں اپنا بیٹا اور فرزند بھی کہا تھا اس کے علاوہ امیر یوسف بن تاشفین کے سالار داؤد بن عائشہ اُنہیں اپنا بھائی خیال کرتے ہیں اب جبکہ سیر بن ابی بکر کے خلاف یہ معتمد افونش سے امداد کا طالب ہے اور افونش نے اسے اچھا اور غنیمت موقع جان کر اپنے سپہ سالار کو ایک بہت بڑا لشکر دے کر معتمد کی مدد کے لئے بھیجا ہے اور اُس کا مقابلہ کرنے کے لیے زکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ دونوں ایک لشکر لے کر گئے ہیں۔ بابا! یہ تو مجھے اُمید ہے کہ میرے شوہر اور داؤد بن عائشہ افونش کے سالار فانیز کو مار بھگانے میں کامیاب ہو جائیں گے پر اِس موقع پر جو خدشات میرے ذہن میں اُٹھتے ہیں وہ یہ ہیں کہ اِس کے بعد کیا معتمد ہمارا اور میرے شوہر کا بدترین دشمن نہیں ہو جائے گا اور کیا ہمارے خلاف کوئی تادیبی کارروائی نہیں کرے گا۔"

اِس موقع پر انیتش نے گھورنے کے انداز میں روانده کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"بیٹی! کیا تُو یہی کہنا چاہتی ہے کہ اِن حالات میں معتمد کے مقابلے میں زکریہ بن ادریس کو سیر بن ابی بکر کا ساتھ نہیں دینا چاہیے"

جواب میں روانده نے فوراً اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے کان پکڑ لیے پھر سنجیدہ لہجے میں کہنے لگی۔

"بابا! میری توبہ میں تو ایسا سوچ بھی نہیں سکتی۔ بابا! جو راستہ میرے شوہر نے اپنایا ہے یوں جانیں اس میں میری مکمل طور پر رضا مندی اور خوشی شامل ہے۔ بابا! اِس کے باوجود میں ڈرتی ہوں کہ ان حالات کے بعد جب میرے شوہر مجھ سے ملنے یا مجھے لینے کے لیے آئیں گے تو یہ معتمد کہیں اُن کے خلاف کوئی کارروائی نہ کر بیٹھے۔ بابا! اگر ایسا ہوا تو پھر ہم تو جیتے جی ہی جاتے رہیں گے۔"

روانده جب خاموش ہوئی تب انیتش بھی بڑی سنجیدگی مین کہنے لگا۔

Marfat.com

''میری بچی! تیرے اندازے دُرست ہیں لیکن معتمد کا کوئی فیصلہ حرفِ آخر تو نہیں ہے اور پھر یہ طاقت اور قوت کا سرچشمہ بھی نہیں ہے۔ اگر یہ کسی موقع پر زکریہ بن ادریس کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کی کوشش کرے گا تو ایسی کارروائی کرتے ہوئے بھی یہ بات اُس کے ذہن میں رہے گی کہ زکریہ بن ادریس اکیلا نہیں اوّل تو اشبیلیہ کے دوسرے دونوں بڑے سالار غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم بھی زکریہ بن ادریس کے حمائتی ہیں۔

اِس کے علاوہ زکریہ بن ادریس کے خلاف کوئی کارروائی کرنے سے پہلے معتمد کئی بار یہ بھی سوچے گا کہ زکریہ بن ادریس کی پُشت پر سیر بن ابی بکر اور داوٗد بن عائشہ بھی ہیں اور اُس نے اگر کسی موقع پر زکریہ بن ادریس کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو سیر بن ابی بکر داوٗد بن عائشہ جوالا مُکھی کی طرح معتمد کے خلاف پھٹ پڑیں گے اور جب ایسا ہو گا تو میں تمہیں یقین دلاتا ہُوں نہ معتمد رہے گا اور معتمد کی یہ سلطنت اور نہ ہی اِس کی یہ حکومت۔''

یہاں تک کہنے کے بعد انیتش رُکا پھر روانده کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''روانده میری بیٹی میں سمجھتا ہُوں یہ معتمد اب شیطانی کھیل کھیلنے لگ گیا ہے اور میرا دل کہتا ہے کہ عنقریب اِسے اِس کے اعمال کی سزا ضرور مل کر رہے گی۔ میری بیٹی! بھُوک لگی ہے پہلے کھانا لاوٗ۔ میرا دل کہتا ہے کہ حالات معتمد کے خلاف ہی جائیں گے۔''

اِس پر روانده مسکراتے ہوئے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اُس کی طرف دیکھتے ہوئے اُس کی ماں اُموسیہ بھی اُٹھی دونوں ماں بیٹی نے مل کر دیوان خانہ میں کھانا لگایا اور اس کے بعد تینوں بیٹھ کر پُرسکون ماحول میں کھانا کھا رہے تھے۔

Marfat.com

❁

مخبروں نے جو اطلاع سیر بن ابی بکر کو دی تھی اُس کے مطابق افونش کے لشکریوں کا سپہ سالارِ اعلیٰ فانیز ایک بہت بڑا لشکر لے کر شمال سے جنوب کی طرف پیش قدمی کر رہا تھا اور وہ اس شاہراہ پر سفر کر رہا تھا جو شاہراہ مجریتا کے کوہستانی سلسلوں سے نکل کر دریائے تاجہ کو عبور کر کے تلبیرہ اور وہاں دریائے آنہ پر جو کشتیوں کا پُل تھا اس کے اوپر سے گزر کر جبلِ مورینہ میں سے گزرتی ہوئی وادیٔ الکبیر اور اشبیلیہ شہر کی طرف جاتی تھی اور وہاں سے دریائے کبیر کو پار کرتی ہوئی رندہ اور پھر آگے اس کی ایک شاخ قادس اور دوسری جبلِ الطارق کی طرف نکل گئی تھی۔

زکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ چونکہ بڑی تیزی اور برق رفتاری کے ساتھ شمال کی طرف بڑھ رہے تھے لہٰذا انہوں نے جبلِ مورینہ اور دریائے آنہ کے درمیان جو کھلے میدان تھے وہاں اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لیا تھا اس لئے کہ جو مخبر دشمن پر نگاہ رکھنے کے لئے ان دونوں نے مقرر کیے تھے ان مخبروں نے زکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کو بتا دیا تھا کہ افونش کا سپہ سالار اعلیٰ اپنے جرار لشکر کے ساتھ دریائے آنہ کو عبور کرنے کے بعد جبلِ مورینہ کا رخ کر رہا ہے اس بناء پر دریائے آنہ اور جبلِ مورینہ کے درمیان ایک مناسب جگہ زکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ نے صلاح و مشورہ کرنے کے بعد اپنا پڑاؤ کر لیا تھا۔

جس وقت پڑاؤ قائم ہو رہا تھا زکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ ایک جگہ کھڑے ہوئے اس موقع پر زکریہ بن ادریس داؤد بن عائشہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''ابنِ عائشہ میرے بھائی! جو کچھ ہمارے مخبروں نے بتایا ہے اس کے مطابق شاید آج دن کے کسی حصہ میں افونش کا سپہ سالار فانیز اپنے لشکر کو لے کر ہمارے سامنے ان

Marfat.com

میدانوں میں نمودار ہو گا۔ میرے بھائی میں چاہتا ہوں اس کی آمد سے پہلے پہلے ہم اپنے لشکر کی تشکیل اور اس کے ساتھ مقابلہ کرنے کی اپنی منصوبہ بندی کو آخری شکل دے لیں۔ اس موقع پر کچھ تجاویز میرے بھائی! تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں اگر تم تبدیلی کے لئے کہو گے تو تبدیلی کر دی جائے گی۔"

اس موقع پر داؤد بن عائشہ نے مسکراتے ہوئے زکریہ بن ادریس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"میرے عزیز بھائی! میں جانتا ہوں جو کچھ تم کہو گے اسی میں ہماری بہتری اور بھلائی ہو گی۔ بہر حال کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو؟ اس لئے کہ جو تجویز تم نے سوچ رکھی ہے اسے سننے کے لئے اب میرا دل بے چین اور بے تاب ہو گیا ہے۔"

داؤد بن عائشہ جب خاموش ہوا تب زکریہ بن ادریس نے اپنی گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے پھر کہنا شروع کیا۔

"بھائی! میں چاہتا ہوں پہلے لشکر کو دو برابر حصوں میں تقسیم کیا جائے۔ ایک حصہ میری کمانداری میں اور دوسرا حصہ تمہارے ماتحت کام کرے گا جیسا کہ ماضی میں ہم کرتے رہے ہیں۔ اس کے بعد ان دونوں حصوں کو دو مزید حصوں میں تقسیم کر دیا جائے گا اور وہ حصے اپنے دوسرے سالاروں کی کمانداری میں دے دیئے جائیں گے۔ اب جو کچھ میں کرنا چاہتا ہوں یا کہنا چاہتا ہوں غور سے سننا۔

ہم اپنے لشکر کو دشمن کے سامنے پھیلا کر نہیں رکھیں گے بلکہ اپنے لشکر کا پھیلاؤ اپنی پشت کی جانب رکھیں گے۔ لشکر کے جو مزید دو حصے کئے جائیں گے ایک حصہ میری پشت پر دوسرا تمہاری پشت پر رہے گا۔ جب دشمن ہم سے ٹکرائے گا تو سب سے پہلے دشمن پر ہمارا یہ تاثر پڑے گا کہ ہم ان کے مقابلے میں چھوٹا سا لشکر لے کر آئے ہیں جسے وہ لمحوں کے اندر پسپا کر کے رکھ دیں گے۔ جب جنگ کی ابتدا ہو گی تو پہلے میں اور تم اپنے حصے کے ساتھ دشمن سے ٹکرائیں گے اور ان کو روکنے کی کوشش کریں گے جارحیت اختیار نہیں کریں گے۔

جنگ کے شروع ہونے کے بعد لشکر کے دو وہ حصے جن میں سے ایک حصہ تمہاری پشت پر دوسرا میرے پیچھے کام کر رہا ہو گا وہ اپنے اپنے سالاروں کے ساتھ حرکت میں آئے گا۔ میں چونکہ دائیں جانب ہوں گا لہٰذا جو حصہ میری پشت پر ہو گا وہ مزید پیچھے

Marfat.com

سے نکل کر دائیں جانب ہو گا اور دائیں جانب سے نکل کر فانیز کے لشکر کے پہلو کو اپنا ہدف بنائے گا۔ اسی طرح لشکر کا وہ حصہ جو تمہاری پشت پر کام کر رہا ہو گا وہ بائیں جانب ہو گا اس لئے کہ تم میرے بائیں جانب کام کر رہے ہو گے۔ وہ مزید بائیں جانب ہونے کے بعد تھوڑا سا آگے بڑھے گا اور دشمن کے لشکر کے بائیں پہلو پر ضرب لگائے گا۔

داؤد بن عائشہ میرے بھائی! اس طرح جنگ کی ابتدا کے وقت دشمن کے سامنے ہماری طرف سے دو ہی محاذ ہونگے ایک میری صورت میں اور دوسرا تمہاری طرف سے اب جب ہمارے لشکر کے دوسرے دو حصے بھی پشت سے ہٹ کر سامنے آئیں گے اور دشمن کے پہلو کو اپنا ہدف بنانے کی کوشش کریں گے تب چار محاذ کھل جائیں گے۔ داؤد بن عائشہ میرے عزیز بھائی! جس کام کی ہم ابتداء کریں گے اس کے لئے ہم تو خود ہی تیار ہوں گے اس لئے کہ ہمیں پتہ ہو گا کہ دو کی بجائے چار محاذوں کی جنگ شروع کی جانی ہے اور ہمارے لشکری بھی بالکل تیار ہو جائیں گے چونکہ ہم پہلے سے انہیں اس مقصد کے لئے تیار کر دینگے۔

رہی بات دشمن کی تو میرے بھائی جیسا کہ میں پہلے ہی بتا چکا ہوں افونش کا سپہ سالار فانیز اپنے لشکر کو چاہے کتنے ہی حصوں میں تقسیم کر لے لیکن ہم نے اپنی منصوبہ بندی کے تحت کام کرنا ہے۔ شروع میں جب وہ ہمارے خلاف اپنے حملوں کی ابتداء کرے گا تو میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ میرے بھائی میں اور تم اپنے آپ کو دفاع تک محدود رکھیں گے اور جب ہمارے دو حصے پشت کی جانب سے دائیں بائیں سرکتے ہوئے فانیز کے لشکر کے پہلو پر ضرب لگائیں گے تب فانیز کے لشکر میں ایک انقلاب اور تبدیلی رونما ہو گی اس لئے کہ فانیز، اس کے سالار، اس کے لشکری اپنی پوری توجہ اپنے سامنے دے رہے ہوں گے کسی اور سمت کسی اور جہت سے انہیں کسی کے حملہ آور ہونے کا کوئی خطرہ نہیں ہو گا۔ چنانچہ جب ہمارے دو لشکر ان کے پہلو پر ضرب لگانا شروع کریں گے تو ظاہر ہے فانیز کو فی الفور اپنے لشکر کی نہ صرف ترتیب بدلنا ہو گی بلکہ لشکر کے ایک خاصے بڑے حصہ کا دو مقامات پر رخ بھی تبدیل کرنا ہو گا اور اس رخ کے لئے اسے خاص طور پر سالار بھی مقرر کرنا ہوں گے جو اس رخ سے ہمارے دو لشکروں کے حملوں کو روک سکیں۔

Marfat.com

جب ہمارے دونوں لشکر فانیز کے لشکر کے پہلو پر ضرب لگا دیں گے اور فانیز اور اس کے سالار اپنی ترتیب درست کر رہے ہوں گے کہ پہلو سے نمٹنے کے لئے یعنی دونئی مہموں پر پورا اترنے کے لئے جس وقت وہ سالار اور ان کے نائب مقرر کر رہے ہوں گے اس وقت یقیناً ان کے لشکر کے اندر ایک ابتری اور افراتفری کا عالم ہو گا۔

''داؤد بن عائشہ میرے بھائی! اس موقع پر میں اور تم پوری طاقت وقوت و پوری شدت سے حملہ آور ہوں گے۔ دفاع پر کمر توڑ دیں گے اور پوری غضبنا کی کے ساتھ جارحیت پر اتریں گے۔ میرے بھائی! اگر ہم ایسا کریں تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں اپنے پہلے ہی حملے میں ہم دونوں بھائی فانیز کے لشکر کی اگلی صفوں کا صفایا کر سکتے ہیں اور جب ہم ایسا کر چکے تو یاد رکھنا پہلوؤں کی طرف پہلے ہی افراتفری ہو گی۔ لہٰذا ہم فانیز کے لشکر کے اندرونی اور وسطی حصہ میں موت کا کھیل شروع کر دیں گے۔ اتنی دیر تک پہلوؤں سے حملہ آور ہونے والے ہمارے سالار بھی اپنا دباؤ بڑھاتے ہوئے وسطی حصہ کا رخ کر رہے ہوں گے۔ ایسی صورت میں فانیز کے سامنے صرف ایک ہی راستہ ہو گا اور وہ یہ کہ شکست قبول کر کے واپس بھاگنے پر مجبور ہو جائے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد زکریہ بن ادریس جب خاموش ہوا تب تیز نگاہوں اور انتہائی غائر انداز میں داؤد بن عائشہ زکریہ بن ادریس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ زکریہ بن ادریس مسکرایا اور کہنے لگا۔

''میرے عزیز بھائی! اس طرح مجھے گھورو نہیں اپنی زبان سے کچھ کہو۔''

''زبان سے کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں ہے میرے بھائی! جو کچھ تم نے طے کیا ہے وہ مجھ داؤد بن عائشہ کے لئے بالکل آخری ہے۔

میرے بھائی! اب آؤ اسی منصوبہ بندی پر عمل کرنے کے لئے اپنے اپنے لشکر کی ترتیب کو آخری شکل دیتے ہیں ساتھ ہی سارے معاملے کی تفصیل اپنے سالاروں اور لشکریوں کو بھی سمجھا دیتے ہیں۔'' چنانچہ زکریہ بن ادریس نے اس سے اتفاق کیا تھا۔ اس کے بعد وہ اپنے سالاروں اور لشکریوں کو سارا معاملہ سمجھانے لگے تھے۔

دوسرے روز شام سے کچھ پہلے فانیز اپنے لشکر کے ساتھ دریائے آنہ اور جبلِ مورینا کے درمیان کھلے میدانوں میں بالکل زکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کے لشکر کے سامنے پڑاؤ کر گیا۔ شاید اس نے ان میدانوں کی طرف آگے بڑھتے ہوئے اپنی رفتار

Marfat.com

سست کر دی تھی ہو سکتا ہے وہ جنگ کی ابتداء ہی نہ کرنا چاہتا ہو یا وہ اس جنگ کو ٹالنے کا ارادہ رکھتا ہو لیکن جب اس کے مخبروں نے یہ خبر دی کہ دشمن کا ایک لشکر تو جبلِ مورینا کے سامنے اس کا منتظر ہے تب اسے مجبوراً ان میدانوں کا رخ کرنا پڑا ہو گا۔ بہر حال فانیز اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ زکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کے سامنے آ کر پڑاؤ کر گیا۔

دونوں لشکروں کے درمیان، رات بھر خاموشی طاری رہی تاہم دونوں جانب کچھ لشکری رات کو چاق و چوبند رہے تاکہ کسی پر کوئی شب خون نہ مار سکے۔ اگلے روز جس وقت سورج طلوع ہوا زکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ نے اپنے لشکر کی ترتیب درست کرتے ہوئے صف بندی شروع کر دی تھی۔ یہ صورتِ حال دیکھتے ہوئے فانیز بھی اپنے لشکر کی صفیں درست کرنے لگا تھا۔ اور ساتھ ہی اس کے لشکر میں بڑی بڑی دفیں بڑے بڑے طبل بج اٹھے تھے۔

کچھ دیر تک ایسا ہی سماں رہا دراصل داؤد بن عائشہ اور زکریہ بن ادریس دونوں ہی یہی چاہتے تھے کہ جنگ کی ابتداء فانیز کی طرف سے ہو۔ اس بناء پر جب تک طبل بجتے رہے وہ اپنے لشکر کے سامنے بالکل خاموش رہے۔ چنانچہ اس وقفہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے فانیز نے جنگ کی ابتداء کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنے لشکر کو طبقہ داری کی نفرت رکھتے بستیوں میں قضاء کا زہر گھولتے ستم درازی کرنے والوں اور ایمان کے سوداگروں کی طرح اپنے لشکر کو آگے بڑھایا اس کے بعد وہ وحدانیت پر بُت پرستی کا غلاف چڑھانے والوں، خیر میں خباثتوں کی گہرائیاں، نیکی میں گناہوں کی تمازت بھرنے والوں کی طرح زکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کے لشکر پر حملہ آور ہوا تھا۔

فانیز کا یہ حملہ بڑا شدید تھا وہ، اس کے سالار اور لشکری خون کے شعلے بھڑکاتے عذابوں، کاسۂ تقدیر میں محرومیوں کی آتش، بدبختیوں کے قصے، تاریک شب کی خونی داستانیں بھرتے بنجر پن اور بدبختیوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

داؤد بن عائشہ اور زکریہ بن ادریس نے صرف فانیز کے حملوں کو روکنے پر اکتفاء کیا تھا۔ فانز کے حملہ آور ہونے سے شادمانی کی ساعتیں غموں کی اندھی یلغار میں تبدیل ہونا شروع ہو گئیں تھیں۔ سوچوں کے آنگن میں خون آلود کرتے بگولے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

Marfat.com

کچھ دیر تک ایسا ہی سماں رہا اس کے بعد ایک تبدیلی اور ایک انقلاب رونما ہونا شروع ہوا۔

داؤد بن عائشہ اور زکریہ بن ادریس کے پشتی حصے میں لشکر کے جو حصے تھے انہوں نے اپنے کام کی ابتداء کی۔ انہوں نے آہستہ آہستہ دائیں بائیں سرکنا شروع کیا۔ سب سے پہلے وہ لشکر حرکت میں آیا جو زکریہ بن ادریس کے پشتی حصہ میں تھا وہ ایک دم دائیں جانب کو ہٹا پھر آگے بڑھا اور فانیز کے لشکر کے ایک پہلو پر وہ وقت کی سلگتی صداؤں میں اپنی شمشیر کی نوک سے قہر برساتی داستانیں رقم کرتے عذابوں ہر شے کی سانسوں کو زہر آلود کر دینے والے شکست و ریخت کے قاصدوں اور زندگی کی آوازوں تک کو ناتمام کرتے تباہی کے طلاطم کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔

دائیں طرف کے اس لشکر کے تھوڑی ہی دیر بعد بائیں جانب بھی انقلاب رونما ہوا اور بائیں جانب کا حصہ بھی کھسک کر سامنے آ گیا اور وہ فانیز کے لشکر کے دوسرے پہلو پر ایک دم زرد صحرا کی کوکھ میں خونی کہانیوں کو جنم دیتے سیاہ گھٹاؤ نے عزائم وقت کی اڑتی گرد میں تلخ حقیقتوں کے گہرے زخم دیتی اذیتوں اور ذہن تک کی شیرازہ بندی بکھیر دینے والے موت و قضاء کے جھکڑوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

یہ صورتِ حال فانیز کے لیے یقیناً پریشانی کا باعث تھی سامنے کی طرف سے زکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ برابر اپنے آپ کو دفاع تک محدود رکھے ہوئے تھے جبکہ اس وقت فانیز نے اپنی پوری طاقت و قوت کو داؤد بن عائشہ اور زکریہ بن ادریس پر مرکوز کر رکھا تھا۔ اب جبکہ مسلمانوں کے لشکر کے دو حصے اس کے دائیں بائیں کے پہلوؤں پر حملہ آور ہوئے تب فانیز کو بڑی تیزی سے اپنی ترتیب کو تبدیل کرنا پڑا لشکر کے کچھ حصے علیحدہ کرنے پڑے ان پر سالار مقرر کرنے پڑے۔ اس نئی ترتیب میں لشکر کے اندر جہاں بے ترتیبی اور بدنظمی پھیلی وہاں تھوڑی سی افراتفری کا سماں بھی برپا ہوا تھا اور اسی سے زکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ نے فائدہ اٹھانے کا تہیہ کر لیا تھا۔

چنانچہ یہ فائدہ اٹھانے کے لیے پہلے ابتداء زکریہ بن ادریس نے کی۔ زکریہ بن ادریس نے بڑے زوردار انداز میں تکبیریں بلند کیں شاید یہ اس کا اشارہ تھا کہ وہ اپنے کام کی ابتداء کرنے لگا ہے۔ اس کے بعد وہ رات کے بجھتے الاؤ میں سلگتی بربادیوں کی طرح ہر شے کو ویران کر دینے والے آتش کے جوار بھاٹے صحرا کے قرطاس پر پھیلی

Marfat.com

وحشت بھری تنہائیوں میں نمودار ہو کر ہر شے کی سلوٹیں نکالتی آندھیوں اور جسم کے ہر ریشۂ و مُو کی کانٹ چھانٹ کی ابتداء کرتی چبھتی برفیلی ہواؤں موسموں کے شدائد اور سوچ و گمان کو خون آلود کرتی فناء کی قہر مانیت کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔

زکریہ بن ادریس کے ساتھ ہی ساتھ داؤد بن عائشہ نے بھی اپنے کام کی ابتداء کی اور وہ بھی وقت کے بیابانوں میں ریا کاری کی بستیاں برباد کرتی احساس کی بھڑکتی آتش، دلوں میں کرب، ذہنوں میں آگ بھڑکا کر اسیری کی نفرت کا شکار کرتی بےانت کڑوی داستانوں اور لفظوں میں حدت، تن من میں زہر بھر دینے والے خون آلود خیالات کے اندیشوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

لڑائی اب اپنے زوروں پر آ گئی تھی قضاء چاروں طرف رقص کرتے ہوئے جذبات میں تھکاوٹ و احساسات میں بیزاری و ولولوں میں اکتاہٹ و عزائم میں زوال [illegible]ری بھرنے لگی تھی۔ انا پرستی کے نقوش مدھم پڑنے لگے تھے زمستانی ہواؤں کی طرح سراسیما کر دینے والی اذیتیں موت کی شدت کو اپنے کاندھوں پر لادے چار سُو ناچ اٹھی تھیں۔ ہر گھمنڈ ہر بے نیازی کی رِدا پھاڑتے جبر و جور کے لمحات زیست پر گھٹن اور اعضاء شکنی طاری کرنے لگے تھے۔ فانیز اور اس کے لشکری شروع میں بڑے خوش اور مطمئن تھے۔ اس لئے کہ زکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ نے اپنے آپ کو دفاع تک محدود رکھا تھا لہٰذا وہ یہ امید لگائے بیٹھے تھے کہ ان کے دشمن جارحیت پر نہیں اتریں گے اور عنقریب کامیابی ان کے قدم چومے گی۔

لیکن اب جو تبدیلی آئی تھی اس تبدیلی کی وجہ سے حالت یکسر تبدیل ہونا شروع ہو گئی تھی۔ فانیز اور اس کے لشکریوں کے سامنے اب گہرے اندھیروں کی بکھری پنہائیوں میں گردش کرتے آتش فشانی لاوے دکھائی دینے لگے تھے انہوں نے دیکھا کہ وہ مسلمان لشکری جو اس سے پہلے ان کے سامنے اپنے آپ کو بالکل دفاع تک محدود رکھے ہوئے تھے وہ اب تاریکیوں کو ریزہ ریزہ کرتے کھولتے آتش فشانی دھاروں کی طرح ان پر ضربیں لگانے لگے تھے۔ پہلے وہ صرف سامنے کی طرف متوجہ تھے۔ اب ان کے دائیں بائیں سے بھی وقت کے پاؤں شَل کرتے درد کے طوفان اٹھے تھے اور سامنے جو پہلے صرف دفاع ہی دفاع تھا وہاں اب زیست کے بادلوں پر المناک عذابوں کو طاری کرتی شوریدگی سی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

Marfat.com

فانیز کے لشکر کی حالت اب آہستہ آہستہ گناہوں کے دلدل میں ڈوبتے مجرموں، ذات کی الجھنوں کا شکار ہوتے گنہگاروں و ندامت کی بلندیوں میں کھو جانے والے بُرے مقاصد رکھنے والے بھیڑیوں اور بھاگتے زمانے کی دہلیز پر درد و فرقت کے بگولوں سے بھی زیادہ ابتر ہونا شروع ہو گئی تھی۔

کچھ دیر تک جب مزید جنگ جاری رہی تب فانیز اور اس کے تحت کام کرنے والے سالاروں نے اندازہ لگا لیا کہ اب تھوڑی دیر تک بدترین شکست ان کا مقدر بننے والی ہے اور اگر انہوں نے پسپائی اختیار نہ کی تو مسلمان سالار اور لشکری چاروں طرف سے ان کا قتل عام شروع کر دیں گے۔ لہٰذا فانیز نے اس موقع پر اپنے لشکر کے اندر پسپائی کے سنکھ پھونکوا دیئے تھے۔ سنکھ کی آواز بلند ہونا تھی کہ فانیز اور اس کے لشکری بھاگ کھڑے ہوئے۔ داؤد بن عائشہ اور زکریہ بن ادریس نے اپنے لشکر کے ایک حصہ کو پیچھے اپنے پڑاؤ کی حفاظت کے علاوہ دشمن کے پڑاؤ کی ہر چیز پر قبضہ کرنے کے لیے چھوڑا خود وہ فانیز کے بھاگتے لشکر کے تعاقب میں لگ گئے تھے۔

یہ تعاقب لگ بھگ دریائے آنہ تک رہا اور وہاں تک جاتے جاتے داؤد بن عائشہ اور زکریہ بن ادریس نے فانیز کے لشکر کی تعداد کافی حد تک کم کر دی تھی جب فانیز بچے کھچے لشکر کو لے کر دریائے آنہ کے کشتیوں کے پُل کو پار کر کے تلبیرہ کی طرف چلا گیا تب زکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ نے تعاقب ترک کرتے ہوئے اپنے لشکر کو روک دیا۔

اس موقع پر دونوں اپنے گھوڑوں سے اترے ایک دوسرے کی طرف بھاگے گلے ملے پھر دونوں ایک دوسرے کو اس شاندار فتح پر مبارک باد دے رہے تھے اتنی دیر تک چھوٹے سالار بھی وہاں آ گئے وہ بھی گلے ملنے لگے تھے پھر سارے لشکریوں کے اندر گھوم پھر کر زکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ انہیں اس فتح مندی پر مبارک باد اور شاباش اور تحسین دے رہے تھے پھر ایک جگہ سب کھڑے ہوئے اور داؤد بن عائشہ، زکریہ بن ادریس اور باقی سالاروں کو مخاطب کرتے ہوئے بے پناہ خوشی کے اظہار میں کہہ رہا تھا۔

''آج افونش کے سالارِ اعلیٰ فانیز کو شکست دینے کا لطف آ گیا۔ زکریہ بن ادریس میرے بھائی! میں دل سے تسلیم کرتا ہوں کہ اس فتح مندی کا سہرہ تمہارے سر جاتا ہے

Marfat.com

اس لئے کہ جس تجویز اور جس منصوبہ بندی کے تحت ہم نے دشمن کے حملوں کو پہلے روکا پھر جوابی اور جارحیت کی کارروائی کی یہ ساری تمہاری تدبیر اور منصوبہ بندی تھی۔ میں تمہیں سلام پیش کرتا ہوں۔"

اس موقع پر داؤد بن عائشہ نے جب اپنا ہاتھ اپنی پیشانی کی طرف سلام کرنے کے لئے لے جانا چاہا تب آگے بڑھ کر ایک دم زکریہ بن ادریس نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگا۔

"جس طریقے سے ہم نے دشمن کو شکست دی ہے میرے بھائی! اس منصوبہ بندی میں ہم دونوں برابر کے شامل ہیں۔ اس لئے جہاں تم میری تدبیر کو سلام پیش کرتے ہو وہاں میں تمہاری جرأت مندی و دلیری، تمہاری جانثاری اور ساتھ دینے کو بھی سلام پیش کرتا ہوں۔"

اس کے بعد لشکر نے وہاں سے سیدھا سفر شروع کیا اس جگہ آیا جہاں افونش کے سپہ سالار فانیز کے ساتھ ٹکراؤ ہوا تھا۔ لشکر کا جو حصہ وہاں متعین کیا تھا اس نے اپنے پڑاؤ کی حفاظت کے ساتھ ساتھ فانیز کے پڑاؤ کی ہر چیز پر قبضہ کر لیا تھا۔ فانیز کے پڑاؤ سے ملنے والی اشیاء میں سے اکثریت لشکریوں میں تقسیم کر دی گئی تھی۔ دو دن لشکریوں کو وہاں ستانے کا موقع فراہم کیا گیا اس کے بعد لشکر وہاں سے قرطبہ کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

اشبیلیہ شہر کے قصر میں ایک روز معتمد ایک کمرے میں سر جھکائے خاموش و اداس اور افسردہ بیٹھا ہوا تھا کہ اسی لمحہ قصر کے اس کمرے میں اس کی ہر دلعزیز بیوی رمیکیا داخل ہوئی۔ اس کی آمد پر معتمد چونکا تھا رمیکیا کچھ دیر تک بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتی رہی پھر اس کے قریب ہی بیٹھ گئی اس کے بعد قدرے دھیمے لہجے اور مدھم آواز میں وہ معتمد کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"میں نے سنا ہے کوئی بُری اور ناپسندیدہ خبر آئی ہے؟"

جواب میں معتمد نے ایک لمبا سانس لیا پھر اپنی بیوی رمیکیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"تمہارا اندازہ درست ہے میں نے سوچ رکھا تھا کہ میں نے یوسف بن تاشفین کے لشکر کے خلاف افونش سے مدد طلب کی ہے تو اس کے خاطر خواہ نتائج نکلیں گے۔

Marfat.com

اس وقت میری خوشی کی کوئی انتہاء نہ تھی جب میری عرضداشت کو قبول کرتے ہوئے افونش نے ایک جرار لشکر اپنے سپہ سالار فانیز کی سرکردگی میں میری مدد کے لئے روانہ کیا تھا اور میں نے یہ طے کر لیا تھا کہ جب فانیز یہاں اشبیلیہ کی حدود میں پہنچے گا تو میں شہر سے نکل کر شاندار انداز میں اس کا استقبال کروں گا اور پھر فانیز کو اپنے ساتھ لے کر میں پہلے قرطبہ کا رخ کروں گا جہاں یوسف بن تاشفین کے بھتیجے سیر بن ابی بکر نے قیام کر رکھا ہے اور وہاں اس سے نمٹنے کے بعد غرناطہ اور پھر دوسرے علاقوں کا رخ کروں گا۔ جہاں جہاں بھی یوسف بن تاشفین کے لشکریوں نے اپنی گرفت مضبوط اور مستحکم کی ہے۔

لیکن اب جو خبر آئی ہے اس کے مطابق افونش کا سپہ سالار جب دریائے آنہ کو عبور کرنے کے بعد جبلِ مورینہ کی طرف آیا تو وہاں ہمارے سالار زکریہ بن ادریس اور یوسف بن تاشفین کے سالار داؤد بن عائشہ نے اس کی راہ روکی دونوں لشکروں میں گھمسان کا رَن پڑا جس کے جواب میں زکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ نے افونش کے سپہ سالارِ اعلیٰ فانیز کو بدترین شکست دی ہے اور اب جو میرے مخبر خبریں لے کر آئے ہیں ان کے مطابق فانیز شکست اٹھا کر واپس افونش کی طرف بھاگ گیا ہے جب کہ اس کے پڑاؤ کی ہر چیز پر قبضہ کرنے کے بعد زکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ قرطبہ شہر کی طرف چلے گئے ہیں۔

اب کسی بھی سمت سے کسی مدد کی کوئی امید نہیں ہے۔ اب مجھے ان تفکرات نے گھیر رکھا ہے کہ یوسف بن تاشفین کے بھتیجے سیر بن ابی بکر تک یہ خبر ضرور پہنچ گئی ہو گی کہ میں نے اپنے قاصد بھیج کر افونش سے اس کے خلاف مدد طلب کی تھی۔ اب ان اندیشوں نے مجھے گھیر رکھا ہے کہ افونش کا لشکر شکست اٹھا کر بھاگ گیا ہے لہٰذا میرا دل کہتا ہے کہ اب سیر بن ابی بکر قرطبہ سے نکل کر اشبیلیہ کا رخ کرے گا اور جس طرح انہوں نے غرناطہ اور اس کے بعد قرطبہ پر قبضہ کیا ہے اس طرح وہ اشبیلیہ پر بھی حملہ آور ہو کر مجھے اور میرے لواحقین کو قید کریں گے اور اشبیلیہ شہر پر قبضہ کر لیں گے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد معتمد خاموش ہوا اس کی اداسی اور فکرمندی میں مزید اضافہ ہو گیا تھا یہاں تک کہ رمیکیا نے کچھ سوچا پھر کھنکتی ہوئی آواز میں وہ معتمد کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

Marfat.com

''یہ کوئی بڑا معاملہ اور فکر مندی کی بات نہیں اور اسے رفع بھی کیا جا سکتا ہے۔''
رمیکیا کے ان الفاظ پر معتمد چونکا غائر نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔
''یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟ یہ بڑا اہم معاملہ ہے اور اسی معاملہ نے مجھے تفکرات میں ڈال رکھا ہے۔''
''آپ کے یہ تفکرات لمحوں کے اندر ختم ہو سکتے ہیں'' رمیکیا نے بھی بڑے غور سے معتمد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔
معتمد پھر چونکا۔ حیرت زدہ سے لہجے میں رمیکیا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
''جانتی ہو تم کیا کہہ رہی ہو؟''
''ہاں! میں جانتی ہوں میں کیا کہہ رہی ہوں۔ پھر کہتی ہوں کہ یہ معاملہ بہت جلد ختم ہو سکتا ہے اور آپ کے تفکرات اور پریشانیاں بھی جاتی رہیں گی۔''
''وہ کیسے؟'' رمیکیا کی باتوں میں دلچسپی لیتے ہوئے معتمد نے پوچھ لیا تھا۔
رمیکیا نے کچھ سوچا پھر معتمد کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔
''ابھی آپ کھل کر اور فانیز کا ساتھ دے کر سیر بن ابی بکر کے خلاف حرکت میں نہیں آئے۔ اب آپ اپنے چند اُمراء کے ساتھ اشبیلیہ سے نکلیں قرطبہ کا رخ کریں وہاں سیر بن ابی بکر کی خدمت میں حاضر ہوں اور اس سے کہیں کہ میں نے نہ کوئی قاصد افونش کی طرف بھیجا کہ وہ آپ کے خلاف میری مدد کرے نہ ہی میں نے کسی بھی موقع پر اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ آپ کے خلاف میں کسی دوسری قوت کا استعمال کروں نہ آپ لوگوں نے ابھی میرے معاملات میں دخل اندازی کی ہے اس لئے میں آپ کے خلاف کیوں بولوں گا۔''
اس پر معتمد کہنے لگا۔
''دخل اندازی تو کی ہے اس لئے کہ قرطبہ پر ہمارا تسلط تھا اب وہ قرطبہ ان کے پاس ہے۔''
رمیکیا پھر بولی اور کہنے لگی۔
''جو میں کہتی ہوں وہ کریں۔ اگر آپ اپنے کچھ سرکردہ اُمراء کے ساتھ اشبیلیہ سے نکل کر قرطبہ کا رخ کرتے ہیں اور وہاں سیر بن ابی بکر کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ کہتے ہیں کہ آپ ان کے مخلص اور وفادار ہیں اور افونش سے آپ کا کوئی تعلق نہیں تو میں آپ

Marfat.com

کو یقین دلاتی ہوں کہ سیر بن ابی بکر آپ کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی نہیں کرے گا اور اشبیلیہ پر آپ کی حکومت کو برقرار رہنے دے گا۔

"جب ایسا ہو جائے گا تو پھر آپ ایک قدم اٹھا سکتے ہیں"

"وہ کونسا؟" مزید دلچسپی لیتے ہوئے معتمد نے پوچھ لیا تھا۔

"وہ قدم انتہائی اہم ہو گا جب سیر بن ابی بکر آپ کو معاف کر دے تو آپ جانتے ہیں کہ حالات کسی قدر درست ہو جائیں گے۔ اشبیلیہ کے تین بڑے سالار ہیں زکریہ بن ادریس، غیردر بن شبیب اور زیدون بن مُسلم۔ گزشتہ کئی ماہ سے افونش سے سیر بن ابی بکر کے خلاف مدد طلب کی ہے۔ اب آپ نے اس بات کو افواہ ہی ثابت کرنا ہے اور اس بات پر زور دینا ہے کہ آپ نے افونش سے کوئی مدد طلب نہیں کی۔ جب آپ کا معاملہ سیر بن ابی بکر کے ساتھ صاف ہو جائے تو یاد رکھنا زکریہ بن ادریس، زید بن شبیب اور زیدون بن مسلم اپنے لواحقین اپنے رشتہ داروں سے ملنے اشبیلیہ شہر میں آئیں گے۔ چنانچہ جب وہ ایسا کریں تو آپ ان سے ملیں پہلے ان پر یہ زور ڈالیں کہ وہ آپ کے لشکر کا ایک حصہ ہیں لہٰذا اشبیلیہ کے لشکر میں شامل ہوں اور انہیں یہ بھی ترغیب دیں کہ اگر وہ سیر بن ابی بکر کے لشکر سے نکل کر آپ کے لشکر میں شامل ہوتے ہیں تو انہیں کئی گنا زیادہ فوائد مہیا کئے جائیں گے اگر وہ تینوں مان جائیں تو یوں سمجھئے گا آپ کا کام بن جائے گا۔ اس لئے کہ وہ تینوں مل کر آپ اس لشکر کی طاقت اور قوت میں بڑا اضافہ کر سکتے ہیں اور اس اضافے کو دیکھتے ہوئے میرے خیال میں آنے والے دور میں سیر بن ابی بکر یا اس کے دوسرے سالار کبھی اور کسی بھی وقت اشبیلیہ پر اپنی گرفت کرنے سے متعلق نہیں سوچیں گے۔

اور اگر وہ تینوں آپ کے لشکر میں شامل نہیں ہوتے انکار کرتے ہیں تب بھی آپ فی الفور ان کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی نہیں کرنا حیلے و بہانوں سے مختلف حجتوں سے انہیں اشبیلیہ میں روکے رکھیں۔ اگر وہ واپس سیر بن ابی بکر کی طرف جانا چاہیں تو نہ جانے دیں۔ کسی نہ کسی بہانے انہیں یہاں روکے رکھیں۔ پھر بھی نہ مانیں تو پھر جارحانہ روّیہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔ اور جب ان کے خلاف جارحانہ روّیہ اختیار ہو گا تو آپ سے آپ مانیں گے۔ انہیں پتہ ہو گا کہ اگر وہ نہیں مانیں گے تو اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ لہٰذا ہر صورت میں وہ آپ کا ساتھ دینے پر آمادہ ہو جائیں گے اور جب

Marfat.com

ایسا ہو گا تو اشبیلیہ کی عسکری طاقت اور قوت موجودہ طاقت سے مختلف ہو کر رہ جائے گی۔"

رمیکیا جب خاموش ہوئی تب ہلکا سا تبسم اس موقع پر معتمد کے چہرے پر نمودار ہوا تھا کچھ دیر تک یہی کیفیت رہی اس کے بعد اس کی آنکھوں میں چمک پیدا ہوئی ساتھ ہی اس نے رمیکیا کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

"رمیکیا! تم اکثر مواقع پر میرے کام آئی ہو اور اس موقع پر بھی جو تدبیر تم نے بتائی ہے میرے خیال مین اگر اس پر عمل کروں تو میرے لئے بھلائیاں ہی بھلائیاں اٹھ کھڑی ہوں گی۔ اس وقت اس سے بہتر کوئی اس مسئلہ کا حل نہیں ہے سو میں وقت ضائع نہیں کروں گا۔ کل ہی اپنے کچھ عمائدین کے ساتھ یہاں سے نکلوں گا قرطبہ کا رخ کروں گا اور سیر بن ابی بکر سے اس سارے معاملے کو صاف کر کے پھر واپس اشبیلیہ آؤں گا۔ میرے خیال میں جب یہ معاملہ صاف ہو جائے گا تو یقیناً زکریہ بن ادریس، غیر در بن شبیب اور زیدون بن مسلم اشبیلیہ آئیں گے۔ اس کے بعد میں ان کے خلاف اپنے کام کی ابتداء کروں گا۔ بالکل وہی طریقہ اپناؤں گا جس کی تفصیل تم نے مجھ سے کہی ہے۔"

معتمد کا جواب پا کر رمیکیا بھی خوش ہو گئی تھی اور اگلے روز معتمد اپنے کچھ اُمراء کے ساتھ اشبیلیہ سے نکل کر قرطبہ شہر کا رخ کر گیا تھا۔

❁❁❁

ایک روز خوبصورت روانده کا باپ انیتش سہ پہر کے وقت بڑی تیزی سے حویلی میں داخل ہوا اس وقت روانده اور اس کی ماں اُموسیہ دونوں ماں بیٹی دیوان خانہ میں بیٹھی ہوئی کسی موضوع پر گفتگو کر رہی تھیں۔ بڑی تیزی سے مسکراتے ہوئے انیتش صحن سے دیوان خانہ میں داخل ہوا تھا اسے اس حالت میں دیکھتے ہوئے اُموسیہ اور روانده دونوں ماں بیٹی اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔

بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے ہاتھ کے اشارے سے انیتش نے اموسیہ اور روانده دونوں کو بیٹھنے کے لئے کہا تھا۔ یہ اشارہ پا کر دونوں ماں بیٹی پھر اس جگہ بیٹھ گئیں تھیں جہاں سے وہ اٹھی تھیں۔ انیتش ان کے سامنے ہو بیٹھا پھر قبل اس کے اُموسیہ یا روانده میں سے کوئی اس سے پوچھتا انیتش خود ہی بول اٹھا کہنے لگا۔

Marfat.com

''آج میں بے حد خوش ہوں''

اپنے باپ کے ان الفاظ پر روانده بھی مسکرائی کہنے لگی۔

''بابا! کیا آپ کو کوئی بڑا خزانہ مل گیا ہے جو آج آپ خود ہی خوشی کا اظہار کر رہے ہیں یا یہ کہ آپ کا کاروبار غیر معمولی طور پر کہیں چل نکلا ہے۔''

اینتش مسکرایا اور کہنے لگا۔

''میری بیٹی! نہ مجھے کہیں سے خزانہ ملا ہے اور نہ میرا کاروبار اچانک کہیں چل نکلا ہے۔ میری یہ خوشی میری بیٹی! تیری ذات کی وجہ سے ہے۔''

''بیٹی! یہ ساری خوشیاں تیری وجہ سے ہیں۔ میں اس وقت بڑا فکر مند تھا جس وقت میں نے یہ سنا تھا کہ افونش کا سپہ سالار فانیز ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ اشبیلیہ کا رخ کر رہا ہے۔ اس وقت میرے تفکرات اور فکر مندی میں مزید اضافہ ہو گیا جب میں نے یہ خبریں سنیں کہ اس کا مقابلہ کرنے کے لئے زکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ چلے گئے ہیں میری فکر مندی کی وجہ یہ تھی کہ زکریہ بن ادریس جب داؤد بن عائشہ کے ساتھ مل کر فانیز کو شکست دے گا تو معتمد زکریہ بن ادریس کو اپنا بدترین دشمن خیال کرنے لگے گا۔ زکریہ بن ادریس کے ساتھ اب ہمارا ایک رشتہ ہے۔ تُو اب اس کے نکاح میں ہے اور اس کی بیوی ہے۔ بے شک رخصتی نہیں ہوئی بہر حال وہ تیری زندگی کا ساتھی ہے اور اس کی خبر سب کو ہے۔ مجھے اندیشہ تھا کہ زکریہ بن ادریس سے نفرت کی بناء پر معتمد ہمارے خلاف بھی حرکت میں آ سکتا ہے لیکن اب ایسا نہیں ہو گا۔''

''اب ایسا کیوں نہیں ہو گا؟'' روانده نے جستجو بھرے انداز میں پوچھ لیا تھا۔

جواب میں اینتش کے چہرے پر مسکراہٹ میں اضافہ ہو گیا کہنے لگا۔

''اب یقیناً ایسا نہیں ہو گا اور اس وجہ سے مجھے دو خوشیاں میسر آ رہی ہیں۔ بیٹی! پہلی خوشی تو یہ ہے کہ زکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ دونوں نے مل کر افونش کے سپہ سالار فانیز کو بدترین شکست دی ہے اور وہ ذلت آمیز شکست اٹھا کر افونش کی طرف بھاگ گیا ہے۔ یہ میرے لئے پہلی شاندار اور ایک بہت بڑی خوشخبری ہے۔

میری بیٹی! دوسری اچھی خبر بھی اس سے کم اہمیت کی حامل نہیں ہے اس لئے کہ آج معتمد اپنے چند سرکردہ اُمراء کے ساتھ اشبیلیہ سے قرطبہ کی طرف روانہ ہو گیا ہے جہاں وہ یوسف بن تاشفین کے بھتیجے سیر بن ابی بکر کی خدمت میں حاضر ہو گا اور اس پر یہ

Marfat.com

ثابت کرنے کی کوشش کرے گا کہ افونش سے سیر بن ابی بکر کے خلاف اس نے کوئی مدد طلب نہیں کی۔ یہ ساری افواہیں ہیں وہ سیر بن ابی بکر کا وفادار اور مخلص ہے اور یہ کہ افونش نے اپنی طرف سے یہ افواہیں اُڑائی ہوں گی کہ میں نے اس سے مدد طلب کی ہے اور اپنے طور پر ہی اس نے اپنے سپہ سالار کو ایک جرار لشکر دے کر اشبیلیہ کی طرف روانہ کر دیا تھا۔

اس طرح معتمد سیر بن ابی بکر کے ساتھ اپنے تعلقات کو بہتر بنانا چاہتا ہے اور جب ایسا ہو گا تو میری بچی! اس سے ہماری بھی بہتری ہو گی۔ اس کے ہمیں دو بڑے فائدے ہوں گے۔

پہلا یہ کہ اس طرح معتمد زکریہ بن ادریس کی وجہ سے ہمارے خلاف کوئی تادیبی کارروائی نہیں کرے گا اور دوسرا بڑا فائدہ یہ ہو گا کہ زکریہ بن ادریس اب اشبیلیہ آنا شروع ہو جائے گا اور جب بھی جس وقت بھی وہ آیا میری بیٹی! میں تجھے اس کے ساتھ وداع کر دوں گا۔ اس لئے کہ اب تو اس کے ساتھ ہی رہتی اچھی لگتی ہے۔ اس لئے کہ تم دونوں ایک دوسرے کی زندگی کے ساتھی ہو۔"

یہاں تک کہنے کے بعد انیتش جب خاموش ہوا تب مسکراتے ہوئے اُموسیہ کہنے لگی۔

"کیا آپ دوکان بند کر کے آ رہے ہیں؟"

اس پر انیتش اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑا ہوا کہنے لگا۔

"کہاں بند کر کے آیا ہوں بس جس وقت آج میں نے یہ خبریں سنیں میرا دل مچل گیا۔ دوکان پر بیٹھنے کو دل نہیں کر رہا تھا یہی جی چاہتا تھا کہ فوراً گھر پہنچوں اور تم دونوں ماں بیٹی کو یہ خبریں پہنچاؤں۔ اب چونکہ میں تفصیل کے ساتھ تمہیں بتا چکا ہوں لہٰذا اب میرا دل اور ذہن دونوں ہلکے ہو گئے ہیں میں واپس دوکان کی طرف جاتا ہوں۔" اس کے ساتھ ہی اموسیہ اور روانده کے جواب کا انتظار کئے بغیر انیتش حویلی سے نکل گیا تھا۔

Marfat.com

❁

افونش ایک روز اپنی ملکہ لیسۃ و بیٹی مغریتا اور بیٹے برگنزا کے ساتھ بیٹھا مسلمانوں کو کسی نہ کسی طرح شکست دینے اور نیچا دکھانے کے متعلق گفتگو کر رہا تھا کہ اس کا ایک مخبر نمودار ہوا۔ افونش نے اسے ہاتھ کے اشارے سے اپنے پاس بلالیا۔ وہ مخبر آگے بڑھا افونش کو اس نے تعظیم دی پھر افونش نے اسے مخاطب کیا۔

''کیا کوئی اہم خبر لے کر آئے ہو؟''

اس مخبر نے پہلے اثبات میں سر ہلایا پھر کہنے لگا۔

''میں ایک انتہائی اہم خبر لے کر آیا ہوں اور یہ خبر ہمارے لئے یقیناً اچھی نہیں ہے۔''

''کیا یہ خبر میرے سالارِ اعلیٰ فانیز سے متعلق ہے؟''

قاصد پھر بھاری سی آواز میں بول اٹھا۔

''مالک آپ کا اندازہ درست ہے۔ میں فانیز سے متعلق ہی خبر لے کر آیا ہوں اور خبر یہ ہے کہ فانیز کو بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے اور وہ اپنے بچے کھچے لشکر کو لے کر اب یہاں سے قریب ہی ہے۔''

یہ خبر سن کر افونش ہی نہیں اس کی بیٹی اور بیٹا بھی اداس اور افسردہ ہو گئے تھے یہاں تک کہ افونش نے پھر خبر لانے والے کو مخاطب کر کے پوچھا۔

''یہ ٹکراؤ کہاں ہوا؟''

''دریائے آنہ اور جبلِ مورینہ کے درمیان جو کھلے میدان ہیں وہاں مسلمانوں کے ساتھ فانیز کے لشکر کا ٹکراؤ ہوا اور اس ٹکراؤ میں فانیز شکست اٹھا گیا۔''

''ٹکراؤ کس سے ہوا؟'' افونش نے پھر لمبا سانس لیتے ہوئے دکھ بھری آواز میں

Marfat.com

پوچھا تھا۔

''فانیز کا ٹکراؤ زکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ سے ہوا اور ان دونوں نے فانیز کو شکست دی۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وہ مخبر جب خاموش ہوا تب ہاتھ کے اشارے سے افونش نے اسے جانے کے لئے کہا۔ اس خبر پر افونش اس کی ملکہ، بیٹی، بیٹا سارے پریشان اور فکر مند ہو گئے تھے۔ کچھ دیر تک خاموشی طاری رہی پھر اس افسردہ خاموشی اور سکوت کو افونش کی خوبصورت بیٹی مغریتا نے توڑا تھا۔ وہ افونش کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''کیا یہ ہماری بدقسمتی نہیں ہے کہ ہمیں بار بار مسلمانوں کے ہاتھوں شکست اور زِک اٹھانا پڑ رہی ہے۔ میں تو اب ایک عرصہ سے اس بات کے لئے بھی ترس گئی ہوں کہ کسی موقع کسی مقام کسی ٹکراؤ کسی رَن میں ہمارے لشکریوں کو بھی مسلمانوں کے خلاف کامیابی اور کامرانی نصیب ہو گی اور پھر میں نے تو یہ بھی اندازہ لگا لیا ہے کہ مسلمانوں کے لشکر کے سالار جہاں زکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ ہوتے ہیں وہاں کامیابی اور فتح مندی مسلمانوں کی، ناکامی و رسوائی اور ذلت آمیز شکست ہمارا ہی مقدر بنتی ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد مغریتا جب خاموش ہوئی تب دکھ بھرے انداز میں افونش کہنے لگا۔

''بیٹی! تیرا کہنا درست ہے اس لئے کہ آج تک مسلمانوں کے مقابلے میں ہمیں اَن گنت شکستوں اور ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن ان ناکامیوں اور شکستوں کو دیکھتے ہوئے اگر ہم جی چھوڑ بیٹھیں تو پھر بیٹی بات بنتی نہیں ہے۔ ہم اپنے کام میں لگے رہیں گے۔ اور ایک نہ ایک روز ہمیں مسلمانوں کے خلاف کامیابی ضرور ہو گی اور جس روز ایسا ہوا میں سمجھوں گا ہماری فتح مندی ہماری کامیابیوں کے در کھل گئے ہیں اور اس روز سے ہم ان سرزمینوں میں مسلمانوں کا رہنا تنگ کر دیں گے اور ان کا بوریا بستر سمیٹ کر رکھ دیں گے۔''

افونش جب خاموش ہوا تب دکھ بھرے انداز میں مغریتا کہنے لگی۔

''جس رفتار سے جس انداز سے اور جس منصوبہ بندی سے ہم مسلمانوں کے خلاف کام کر رہے ہیں یا ان کے خلاف حرکت میں آئے ہیں ان منصوبہ بندیوں سے تو ہمیں

Marfat.com

کہیں بھی مسلمانوں کے خلاف کامیابی ہوتی دکھائی نہیں دیتی۔ بابا! اس سے پہلے ہم نے اپنے مختلف گروہ مسلمانوں کے مختلف شہروں کی طرف روانہ کئے ان میں خوبصورت لڑکیاں بھی شامل کیں لیکن ہماری وہ منصوبہ بندی بھی ناکام رہی۔ میں خود بھی ناکام رہی۔ اس لئے کہ میں نہ زکریہ بن ادریس کو اپنی طرف مائل کر سکی اور نہ ہی زکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کو کسی طرح موت کے گھاٹ اتار سکی تاہم اب میرے ذہن میں ایک ترکیب ایسی ہے جس پر عمل کر کے ہم اپنی کامیابی اور فتح مندی کا در کھول سکتے ہیں اور ایک بار فتح اور فوز مندی نے ہمارے قدم چومے تو پھر آنے والے دور میں فتح مندی کا پرندہ ہماری طرف ہی رہے گا اور ناکامی و بربادی اور تباہی کے طیور مسلمانوں کی طرف پرواز کرتے رہیں گے۔"

مغریتا جب رکی تب بڑے شوق سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے افونش نے پوچھ لیا۔

"بیٹی! تیرے پاس وہ کون سی تدبیر ہے جس پر عمل کرتے ہوئے ہم اپنی کامیابی اور اپنی کامرانی اور فتح کو یقینی بنا سکتے ہیں؟"

جواب میں مغریتا نے کچھ سوچا کہنے لگی۔

"بابا! آئندہ جہاں کہیں بھی ضرورت پڑے یا ہسپانیہ کی کسی مسلمان ریاست کے حاکم کو ہماری ضرورت پڑے تو ہم اس کی مدد کے لئے جائیں تو اس موقع پر مسلمانوں کے خلاف جنگ کی ابتداء کرنے سے پہلے اب آپ اپنے علاقوں میں یہ اعلان کر دیں کہ ہمیں کچھ نایاب اور عمدہ تیغ زنوں کی ضرورت ہے اور مسلمانوں کے ساتھ ٹکراؤ اور جنگ کے دوران ان سورماؤں اور ان تیغ زنوں میں سے جو بھی زکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ سے انفرادی مقابلہ کرے گا اور ان دونوں کو موت کے گھاٹ اتارے گا اس شخص سے افونش کی بیٹی مغریتا کو بیاہ دیا جائے گا۔

بابا! جب آپ یہ اعلان کریں گے تو دیکھئے گا اس کے دو فائدے ہوں گے۔

پہلا یہ کہ جنگجو جوق در جوق آپ کے لشکر میں شامل ہونا شروع ہو جائیں گے اس طرح آپ کے لشکر میں اضافہ ہوگا۔ دوسرا یہ کہ کئی نایاب تیغ زن اس پیش کش کو قبول کریں گے اور زکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کے ساتھ انفرادی مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ بابا! شادی تو میری کہیں نہ کہیں ہونی ہے اور اگر ہمارا کوئی

Marfat.com

سورما تیغ زنی میں زکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کو مات کر دیتا ہے تو پھر اس شخص سے اگر میری شادی کر دی جائے تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہو گی۔“

مغریتا کے ان الفاظ کا جواب افونش دینے ہی والا تھا کہ اس سے پہلے افونش کی بیوی یوستہ بول اٹھی۔

”مغریتا ٹھیک کہتی ہے۔ اس کی شادی ہم نے کہیں نہ کہیں تو کرنی ہے۔ اگر کوئی ایسا سورما سامنے آتا ہے جو انفرادی مقابلے میں زکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کو زیر کر سکتا ہے اور انہیں موت کے گھاٹ اتار سکتا ہے تو مغریتا کی شادی اس کے ساتھ کرنے میں ہم فخر محسوس کریں گے۔“

اپنی بیوی یوستہ کے یہ خیال جان کر افونش نے خوشی اور طمانیت کا اظہار کیا تھا پھر کہنے لگا۔

”آئندہ جو بھی مسلمانوں کے ساتھ ٹکراؤ ہوا اس میں ایسا ہی کیا جائے گا اور مجھے امید ہے کہ میری بیٹی کی یہ تجویز کامیاب بھی ہو گی اور اس طرح ہم مسلمانوں کے خلاف اپنی کامیابی کا در کھولنے میں کامران اور کامیاب رہیں گے۔“

یہاں تک کہنے کے بعد افونش جب خاموش ہوا تب کسی قدر طمانیت اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے مغریتا بول اٹھی۔

”بابا! اس کے لئے ابھی سے ہمیں کام شروع کر دینا چاہئے۔ اپنے سارے صوبوں اور شہروں میں اس بات کا اعلان کر دینا چاہئے تاکہ سارے شہروں اور صوبوں میں اس سلسلے میں تیغ زنی کے مقابلے کرائے جائیں اور جو چیدہ چیدہ تیغ زن سرِ فہرست ہیں ان کا پھر آپس میں مقابلہ کرایا جائے اور ان میں سے صرف دو کا انتخاب کیا جائے ان دو میں سے ایک کو پہلے زکریہ بن ادریس کے خلاف آزمایا جائے گا وہ کامیاب رہے تو میرے باپ! ہمارے لشکریوں کے حوصلے بلند ہو جائیں گے اس کے بعد دوسرے کو داؤد بن عائشہ کے ساتھ ٹکرا دیا جائے۔ اگر ہمارے ایک تیغ زن نے زکریا بن ادریس کو نیچا دکھا دیا تو مجھے قوی امید ہے کہ ہمارا دوسرا تیغ زن داؤد بن عائشہ کو بھی زیر کر لے گا۔ اس طرح ہمارے دو تیغ زن فاتح کی حیثیت سے سامنے آئیں گے اور ان کی وجہ سے مسلمانوں کے لشکر کے اندر بد دلی پھیل جائے گی یہی بد دلی آنے والے دور میں ہماری کامیابیوں کے در کھولتی چلی جائے گی۔ چنانچہ جن دو تیغ زنوں کی وجہ سے زکریہ بن

Marfat.com

ادریس اور داؤد بن عائشہ کا خاتمہ ہو گا اور ان کی وجہ سے ہمیں کامیابی کا درجہ ملے گا ان دو میں سے پھر میں انتخاب کروں گی کہ مجھے کس کو اپنی زندگی کا ساتھی بنانا ہے۔“

مغریتا کی اس تجویز کو افونش، اس کے بیٹے اور بیوی تینوں نے پسند کیا تھا۔ لہٰذا اسی روز اس سلسلے میں افونش نے احکامات جاری کرنا شروع کر دیئے تھے۔

قرطبہ شہر کے مستقر میں ایک روز سیر بن ابی بکر، زکریہ بن ادریس، داؤد بن عائشہ، زید بن شبیب، زیدون بن مُسلم اور کچھ دیگر سالار بیٹھے کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے کہ ایک چھوٹا سا سالار دروازے پر نمودار ہوا اور سیر بن ابی بکر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”امیر! اشبیلیہ کا حاکم معتمد کسی اہم کام کے سلسلے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہے۔ وہ ابھی ابھی یہاں داخل ہوا ہے اور ابھی آپ سے ملاقات کا خواہاں ہے۔“

اس موقع پر سوالیہ سے انداز میں سیر بن ابی بکر نے وہاں بیٹھے اپنے سارے ساتھیوں کی طرف دیکھا اس کے بعد دروازے پر کھڑے ہونے والے چھوٹے سالار کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”وہ اکیلا ہے یا اس کے ساتھ اور لوگ بھی ہیں؟“

جواب میں وہ سالار کہنے لگا۔

”امیر! اس کے ساتھ اشبیلیہ کے شہر کے کچھ زعما بھی ہیں۔“

سیر بن ابی بکر نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

”اچھا! انہیں اندر بھیجو۔“

وہ چھوٹا سالار وہاں سے ہٹ گیا تھا تھوڑی دیر بعد اس کمرے میں معتمد اور اس کے زعما داخل ہوئے۔ سیر بن ابی بکر اور اس کے سارے ساتھیوں نے اپنی جگہ سے اٹھ کر معتمد کا استقبال کیا۔ معتمد آگے بڑھا سب سے پُرجوش انداز میں اس نے مصافحہ کیا۔ سیر بن ابی بکر نے اپنے قریب ہی اسے ایک نشست پر اپنے قریب بیٹھنے کے لئے کہا۔ اس کے بعد اس کے ساتھی بھی خالی نشستوں پر ہو بیٹھے تھے۔ سیر بن ابی بکر اسے مخاطب کر کے گفتگو کا آغاز کرنا ہی چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی معتمد بول اٹھا اور کہنے لگا۔

”یہ میری خوش قسمتی ہے کہ اس وقت آپ سب لوگ اکٹھے بیٹھے ہیں دراصل میں ایک غلط فہمی دور کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ گزشتہ دنوں میں یہ افواہ اُڑ گئی تھی کہ میں نے افونش کی طرف قاصد بھجوائے ہیں اور آپ کے خلاف اس سے مدد طلب کی

Marfat.com

ہے۔ میں سمجھتا ہوں میں نے ایسا کوئی قدم نہ اٹھایا ہے اور یہ افواہ میرے دشمنوں نے آپ کی نگاہوں میں مجھے حقیر اور ذلیل کرنے کے لئے چاروں طرف پھیلائی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ کارروائی افونش کی ہو اور اس کے مخبروں نے یہ اطلاع پھیلا دی ہو کہ میرے قاصد افونش کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ لوگوں کے خلاف میں نے مدد چاہی۔ میں ایسا ہرگز نہ کر سکتا ہوں نہ کروں گا۔

سیر بن ابی بکر! اس وقت جو اندلس کے حالات ہیں وہ اس بات کے متقاضی ہیں کہ اندلس کے اندر مسلمانوں کا اتحاد و یکجہتی رہنی چاہئے جب تک میں زندہ ہوں میں اس یکجہتی کی بہتری کے لئے کام کرتا رہوں گا۔ کبھی میں مسلم اُمہ کے اتفاق اور اتحاد کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کروں گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد معتمد رُکا کچھ سوچا ہونٹوں پر زبان پھیری دوبارہ وہ سیر بن ابی بکر کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"اپنے ان ساتھیوں کے ساتھ اشبیلیہ سے نکل کر آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا مقصد صرف یہ ہے کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس غلط فہمی کو دور کروں کہ میں نے افونش سے کوئی اتحاد کیا ہے۔ ان افواہوں میں نہ کوئی حقیقت ہے اور نہ کوئی سچائی اگر میں نے ایسا کرنا ہی ہوتا تو مجھے تو اس واقعہ کی اطلاع ہی اس وقت ملی جب اشبیلیہ شہر کے اندر خوشیاں منائی گئیں اور اس بات کا کھلے عام اظہار کیا گیا کہ اندلس کے دو بہترین سالاروں زکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ نے دریائے آنہ اور جبلِ مورینہ کے درمیان پڑنے والے میدانوں کے اندر بدترین شکست دی ہے۔ اس فتح کی خبر سن کر اشبیلیہ کے لوگوں کی خوشی کی کوئی انتہاء نہ تھی۔ ساتھ ہی یہ بھی خبریں پھیل چکی تھیں کہ افونش نے اپنے سپہ سالارِ اعلیٰ فانیز کو میرے کہنے پر ایک لشکر دے کر جنوب کی طرف بھیجا ہے تا کہ میں اس کے ساتھ مل کر آپ لوگوں کے خلاف کارروائی کروں۔ ان ساری باتوں میں سچائی نہیں ہے اگر میں نے ایسا کرنا ہی ہوتا تو جس وقت افونش کا سپہ سالار فانیز اپنے لشکر کے ساتھ نکلا تھا میں اس سے کوئی رابطہ قائم کرتا اور جب اس نے دریائے آنہ کو پار کر کے جبلِ مورینہ کا رخ کیا تھا تب میں بھی اشبیلیہ سے نکل کر کم از کم آگے بڑھ کر اس کا استقبال کرتا اور اس کے ساتھ مل کر جس کے خلاف کارروائی کرنی تھی اس کے خلاف کارروائی کی ابتداء کرتا لیکن آپ نے دیکھا ہو گا کہ اس سلسلے میں

Marfat.com

اشبیلیہ کی طرف سے کسی لشکر کے حرکت میں آنے یا ایسی کوئی ہلچل برپا ہونے کی اطلاع نہیں ہے۔“

یہاں تک کہنے کے بعد معتمد جب خاموش ہوا تب اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے سیر بن ابی بکر کہنے لگا۔

”معتمد! اگر یہ سب کچھ سچ اور درست ہے جو آپ کہہ رہے ہیں اور آپ عالمِ اسلام کی یکجہتی اور اتفاق قائم رکھنے کے خواہاں ہیں اور چاہتے ہیں کہ اندلس کے اندر ہم یکجان ہو کر اپنے دشمنوں کا مقابلہ کریں تو پھر آپ دیکھیں گے کہ ہم آپ کے پہلو بہ پہلو اپنے دشمنوں کے خلاف کام کریں گے۔ آپ کی طرف سے ہم اب مطمئن ہیں اور آنے والے دور میں بھی ہم آپ کی بہتری اور بھلائی کے لئے کام کریں گے۔ اس موقع پر میں آپ کا اور آپ کے ان سارے زعماء کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ لوگوں نے ایک خاص مقصد کے تحت اشبیلیہ سے یہاں میرے پاس آنے کی زحمت اٹھائی۔ اس کے لئے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ چند روز میرے ہاں معزز مہمان کی حیثیت سے رہیں۔ ہمیں خدمت کا موقع دیں تاکہ......“

جواب میں معتمد مسکرایا اور کہنے لگا۔

”اس کے لئے میں آپ کا ممنون اور شکرگزار ہوں پر میں یہاں قیام نہیں کروں گا۔ آپ جانتے ہیں قرطبہ پر پہلے میرے بیٹے کی حکومت تھی۔ قرطبہ میرے زیرِ نگین علاقوں میں شامل تھا اب اگر میں یہاں قیام کرتا ہوں تو میرے قیام کے دوران یا میرے یہاں سے جانے کے بعد کوئی ناخوشگوار واقعہ نمودار ہوتا ہے تو اس کی ذمہ داری مجھ پر ڈالی جائے گی۔ اس طرح ہمارے درمیان ایک نااتفاقی اور نفاق پیدا ہوگا اور میں ایسا نہیں چاہتا۔ میں پیچھے ایک منزل پر اپنے ساتھیوں کے ساتھ آرام کر چکا ہوں۔ اب میں آپ سب لوگوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے یہاں سے اشبیلیہ کے لئے کوچ کرنا چاہوں گا۔“

اس کے ساتھ ہی معتمد اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے ساتھی اور سیر بن ابی بکر اور اس کے سارے سالار بھی اٹھ کھڑے ہو گئے تھے۔ معتمد پھر سب سے باری باری گلے ملا جب وہ زکریہ بن ادریس سے گلے ملا تب اس کی پیشانی چومی۔ اس کا گال تھپتھپایا اور کہنے لگا۔

”زکریہ بن ادریس! تمہاری بہترین کارروائیاں، تمہاری شجاعت و جرأت مندی کی

Marfat.com

داستانیں میرے پاس پہنچتی رہتی ہیں اور میں تمہاری ذات پر فخر محسوس کرتا ہوں۔ میری دلی دعا ہے کہ خداوندِ قدوس آنے والے دور میں تمہیں اس سے بھی زیادہ کامیابیاں عطا کرے۔''

زکریہ بن ادریس سے ملنے کے بعد اسی انداز میں معتمد، غیرور بن شبیب اور زیدون بن مسلم سے ملا تھا اس کے بعد وہ باقی سالاروں سے بھی گلے ملا پھر وہ اپنے ساتھیوں اور زعما کے ساتھ اس کمرے سے نکل گیا تھا۔

اس کے جانے کے تھوڑی دیر بعد تک خاموشی رہی یہاں تک کہ بڑے رازدارانہ انداز میں سیر بن ابی بکر زکریہ بن ادریس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''ابنِ ادریس! یہاں تمہاری موجودگی میں جو کچھ معتمد نے کہا ہے اس سے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟''

زکریہ بن ادریس مسکرایا اور کہنے لگا۔

''سیر بن ابی بکر میرے بھائی! معتمد نا قابلِ اعتبار شخص ہے اس کی کسی بھی بات پر اعتماد اور اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ میرے خیال میں اس نے جب دیکھا ہے کہ افونش کے سپہ سالار فانیز کو بدترین شکست ہوئی ہے اور اب افونش کی طرف سے کوئی اس کی مدد کے لئے نہیں آئے گا تو یہ یہاں چلا آیا ہے تاکہ اپنی صفائی پیش کرے اور معاملے کو اپنے حق میں کرنے کی کوشش کرے۔ معتمد اس سانپ کی مانند ہے جو کسی بھی موقع پر مناسب وقت دیکھ کر ڈس سکتا ہے۔ یہاں بیٹھ کر یہ صاف انکار کر گیا ہے کہ اس نے اپنا کوئی قاصد مدد کے لئے افونش کی طرف نہیں بھیجا ہے۔ جھوٹ بولتا ہے۔ آپ بھی جانتے ہیں کہ ہمارے مخبر جو خبریں لے کر آئے تھے وہ بڑے قابلِ اعتبار ہیں اور انہوں نے بڑے وثوق کے ساتھ یہ خبر دی تھی اور پھر اس معتمد کا ماضی بھی کوئی اچھا نہیں ہے۔ یہ مسلمانوں میں اتفاق و یکجہتی کی باتیں کرتا ہے لیکن ایسی کوئی صفت اس میں ہے نہیں۔''

زکریہ بن ادریس جب خاموش ہوا تب باری باری زید بن شبیب اور زیدون بن مسلم کی طرف دیکھتے ہوئے سیر بن ابی بکر نے پوچھ لیا۔

''تم دونوں بھائیوں کا معتمد کے متعلق کیا خیال ہے؟''

اس بار غیرور بن شبیب اور زیدون بن مسلم نے آپس میں مشورہ کیا اور اس کے بعد زیدون بن مسلم سیر بن ابی بکر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

Marfat.com

''جو کچھ ہمارے بھائی زکریہ بن ادریس نے معتمد سے متعلق کہا ہے اس سے ہم سو فیصد متفق ہیں۔ معتمد یقیناً ایسا ہی ہے اور پھر کسی بھی حالت میں اس پر اعتماد اور بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔''

زیدون بن مسلم جب خاموش ہوا تب کچھ دیر خاموشی رہی سیر بن ابی بکر سوچتا رہا پھر زکریہ بن ادریس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''ابنِ ادریس میرے بھائی! تم غیردر اور زیدون تینوں کل اشبلیہ چلے جاؤ وہاں سے اپنے اہلِ خانہ کو نکال کر قرطبہ لانے کی کوشش کرو۔ ابنِ ادریس میرے بھائی! روانده سے تمہارا نکاح ہو چکا ہے وہ اب تمہاری بیوی ہے اور اس کے ماں باپ ایک طرح سے تمہارے اہلِ خانہ ہیں۔ تم غیردر اور زیدون سب اپنے اپنے لواحقین کو جا کر قرطبہ لے آؤ اور اگر معتمد نا قابلِ اعتماد ہے تو پھر یاد رکھنا آنے والے دور میں یہ پھر کوئی ایسی حرکت کرنے کی کوشش کرے گا اگر سانپ ہے تو ڈسے گا ضرور اسی لئے میں چاہتا ہوں کہ قبل اس کے کہ یہ کوئی ایسی اوچھی حرکت کرتا ہے آپ لوگ اپنے لواحقین کو وہاں سے نکال لیں اس لئے کہ کسی دوسری حرکت کے موقع پر وہ آپ کے لواحقین کو نقصان بھی پہنچا سکتا ہے۔ اس نے اپنے ذہن میں یہ بھی بات بٹھا رکھی ہو گی کہ وہ افونش سے مدد طلب کر رہا ہے جب کہ اس کے اپنے اشبلیہ کے تین سالار افونش کے خلاف ضربیں لگا کر اس کے لشکر کو شکست سے دو چار کر رہے ہیں۔ لہٰذا میں چاہوں گا کہ تم کل معتمد کے پیچھے پیچھے اشبلیہ چلے جاؤ دو چار روز وہاں قیام کرو اور پھر اپنے لواحقین کو وہاں سے نکال کر قرطبہ لے آؤ۔ ابھی بات نئی نئی ہے معتمد اپنی صفائی پیش کر کے گیا ہے۔ اس لئے یہ تم تینوں کے لئے سنہری موقع ہے بعد میں ایسا کوئی اور حادثہ پیش آ گیا تو معتمد تم تینوں کو ہمارا ساتھ دینے کی وجہ سے تمہارے لواحقین کو نقصان بھی پہنچا سکتا ہے۔''

زکریہ بن ادریس، غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم نے سیر بن ابی بکر سے اتفاق کیا تھا۔ لہٰذا اگلے روز وہ قرطبہ سے اشبلیہ کی طرف روانہ ہوئے تھے۔

❁

Marfat.com

✿

روانده اور اس کی ماں دونوں مطبخ میں کھانا تیار کر کے فارغ ہوئی ہی تھیں کہ دروازے پر دستک ہوئی تھی۔ اس پر روانده فوراً دروازے کی طرف لپکی اور اپنی ماں کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''اماں! بابا آ گئے ہیں اچھا ہوا وقت پر ہم نے کھانا تیار کر لیا ہے۔''

روانده نے جب آگے بڑھ کر دروازہ کھولا، تب اس کی خوشی کی کوئی انتہاء نہ تھی اس لئے کہ دروازے کے سامنے اس کا باپ ایتش کھڑا تھا اور ایتش کے ساتھ زکریہ بن ادریس بھی اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے مسکراتے ہوئے روانده کی طرف دیکھ رہا تھا۔

روانده نے پورا دروازہ کھول دیا اندر داخل ہوتے ہوئے زکریہ بن ادریس نے جب سلام کہا تب اس وقت تک اُموسیہ بھی وہاں پہنچ گئی تھی دونوں ماں بیٹی نے خوشی میں ڈوبی ہوئی آوازوں میں سلام کا جواب دیا۔ زکریہ بن ادریس جب اندر داخل ہوا تب روانده نے ہاتھ آگے بڑھا کر اس کے گھوڑے کی باگ جب اس سے لینا چاہی تو زکریہ بن ادریس نے گھوڑے کی باگ نہیں چھوڑی کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی روانده اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''اس سے پہلے جب آپ مجھے گھوڑے کی باگ نہیں دیا کرتے تھے تو میں خاموش ہو جاتی تھی اس لئے کہ اس وقت آپ کا اور میرا وہ رشتہ نہ تھا جو اب ہے۔ اب میرا آپ سے نکاح ہو چکا ہے میں آپ کی بیوی ہوں لہٰذا آپ کے گھوڑے کو پکڑ کر اصطبل میں باندھنا اب میرے فرائض میں شامل ہے۔''

روانده کے ان الفاظ پر اس کا باپ ایتش اور ماں اُموسیہ دونوں مسکرا رہے تھے۔ اس موقع پر زکریہ بن ادریس بھی مسکراتی ہوئی آواز میں کہنے لگا۔

Marfat.com

"روانده! جو کچھ تم نے کہا ہے وہ درست ہے پر یوں جانو تم نے اپنا فرض پورا کر دیا۔ میں گھوڑے کو اصطبل میں باندھتا ہوں پھر دیوان خانہ میں بیٹھتا ہوں۔"

روانده نے نفی میں گردن ہلائی کہنے لگی۔

"اس بار میں ماننے کی نہیں۔ گھوڑے کو اصطبل میں میں ہی باندھوں گی۔"

زکریہ بن ادریس پھر جواب میں کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اُموسیہ بڑی شفقت میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"بیٹے! تم گھوڑے کی باگ چھوڑ دو۔ اسے گھوڑے کو اصطبل کی طرف لے جانے دو۔"

اُموسیہ کے کہنے پر زکریہ بن ادریس نے گھوڑے کی باگ چھوڑ دی اور مسکراتے ہوئے روانده گھوڑے کو اصطبل کی طرف لے گئی۔ اینٹش اور اُموسیہ دونوں زکریہ بن ادریس کو لے کر دیوان خانہ کی طرف گئے اور نشستوں پر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر تک روانده بھی دیوان خانہ میں داخل ہوئی اور زکریہ بن ادریس کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"گھوڑے کا دہانہ اور زین میں نے اتار دی ہے۔ اس کے دانے و چارے کا بھی اہتمام کر دیا ہے۔" ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی دو چرمی خرجینیں آگے بڑھ کر زکریہ بن ادریس کے پاس رکھیں اور کہنے لگی۔

"یہ خرجینیں ہیں جو گھوڑے کی زین کے ساتھ بندھی ہوئی تھیں"

زکریہ بن ادریس مسکرایا اور کہنے لگا۔

"روانده! ان دونوں خرجینوں کو اپنے پاس رکھو ایک میں میرے کپڑے ہیں دوسرے میں نقدی اور دوسرا سامان ہے جو مجھے مالِ غنیمت میں حصہ کے طور پر ملتا رہا ہے۔"

زکریہ بن ادریس کے کہنے پر روانده نے دونوں خرجینیں سنبھال لی تھیں اور اس کے پہلو میں جو خالی نشست تھی وہاں ہو بیٹھی تھی۔

گفتگو کا آغاز زکریہ بن ادریس نے کیا اور تینوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میں غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم آج ہی اشبیلیہ میں داخل ہوئے ہیں۔ میں آپ تینوں کو لینے آیا ہوں۔ ہم اب یہاں نہیں قرطبہ میں جا کر رہیں گے۔ اسی طرح غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم بھی اپنے اپنے اہل خانہ کو لے کر اشبیلیہ سے نکلیں گے اور قرطبہ کا رخ کریں گے۔

Marfat.com

میں زیادہ سے زیادہ ایک یا دو دن یہاں آپ کے پاس قیام کروں گا اس کے بعد ہم چاروں یہاں سے کوچ کر جائیں گے۔ بابا! جہاں تک آپ کی دوکان کا تعلق ہے تو کل اس کی نگرانی کسی کے حوالے کر دیجئے گا جو آپ کی دوکان میں کام کرتے ہیں اسے سامان گنوا کر اس کے حوالے کیجئے گا اسے کہہ دیجئے گا کہ آپ کچھ دنوں کے لئے یہاں سے قرطبہ جا رہے ہیں واپس آ کر اس سے حساب کر لیں گے۔"

اس موقع پر روانده اور اُموسیہ دونوں فکر مند ہو گئیں تھیں دوسری طرف اینتش نے بھی فکر گیر آواز میں پوچھ لیا۔

"بیٹے! پہلے یہ افواہیں اُڑی تھیں کہ معتمد نے اپنے قاصد افونش کی طرف بھجوائے ہیں اور آپ لوگوں کے خلاف اس نے افونش سے مدد طلب کی ہے پھر یہ افواہیں آئیں کہ معتمد کے کہنے پر افونش نے ایک لشکر بھیجا ہے جسے بیٹے تم نے اور داؤد بن عائشہ نے شکست دے دی ہے۔ اس کے بعد یہ عجیب و غریب خبر اشبیلیہ میں پھیلی کہ معتمد کسی اہم مسئلہ پر گفتگو کرنے کے لئے قرطبہ سیر بن ابی بکر کی طرف جا چکا ہے۔ وہاں کیا گفتگو ہوئی اس کا تو مجھے علم نہیں پر بیٹے......"

اس موقع پر بیچ میں ذکریہ بن ادریس بول اٹھا اور کہنے لگا۔

"معتمد اپنے کچھ اُمراء کے ساتھ سیر بن ابی بکر کی خدمت میں قرطبہ میں حاضر ہوا تھا۔ وہاں جا کر اس نے اپنی حالت کو واضح کرنے کی کوشش کی اس نے کہا کہ اس نے کوئی قاصد مدد کے لئے افونش کی طرف نہیں بھجوایا۔ سیر بن ابی بکر کو اپنی باتوں میں اس نے یقین دلایا کہ یہ مسلمانوں میں اتفاق اور یکجہتی چاہتا ہے اور آنے والے دور میں سیر بن ابی بکر کے ساتھ مل کر مسلمانوں کی بہتری اور بھلائی کے لئے یہ کام کرتا رہے گا۔ پر بابا! آپ جانتے ہیں معتمد قابلِ اعتماد اور قابل بھروسہ نہیں ہے۔

جس وقت یہ خبر پھیلی تھی کہ اس نے افونش سے مدد طلب کی ہے اور جب میں اور داؤد بن عائشہ افونش کے سپہ سالار فانیز کے لشکر کا مقابلہ کرنے کے لئے نکلے تھے تو میں بڑا فکر مند تھا۔ مجھے آپ تینوں سے متعلق خدشات لاحق ہو گئے تھے کہ کہیں میرے اس عمل سے معتمد آپ تینوں کے خلاف حرکت میں نہ آ جائے۔ میرے خیال میں فانیز کی شکست کے باعث یہ معتمد کسی کے خلاف انتقامی کارروائی نہیں کر سکا لیکن چونکہ یہ ناقابلِ اعتبار شخص ہے لہٰذا آنے والے دور میں یہ سیر بن ابی بکر سے کسی نہ کسی موقع پر

Marfat.com

ٹکرائے گا لہٰذا آپ لوگوں کا یہاں رہنا مناسب نہیں اسی بناء پر میں چاہتا ہوں آپ تینوں میرے ساتھ جائیں گے اور عارضی طور پر ہم قرطبہ میں رہیں گے میرا دل کہتا ہے کہ وہ وقت دور نہیں جب بہت جلد اشبیلیہ پر بھی سیر بن ابی بکر کی حکومت قائم ہو جائے گی۔"

یہاں تک کہنے کے بعد زکریہ بن ادریس جب خاموش ہوا تب روانده اپنی جگہ سے اٹھی اور کہنے لگی۔

"پہلے آپ اٹھیں ہاتھ منہ دھوئیں لباس تبدیل کریں گھر میں آپ کے لئے نئے لباس کافی بنا کر رکھے ہوئے ہیں۔ اتنی دیر تک میں مزید کھانا تیار کرتی ہوں اس کے بعد سب بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں باقی باتیں کھانے کے بعد ہوں گی۔"

روانده کے کہنے پر زکریہ بن ادریس اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا روانده نے پہلے اسے نیا لباس نکال کر دیا اور وہ طہارت خانہ کی طرف چلا گیا تھا۔ روانده مطبخ میں داخل ہوئی۔ زکریہ بن ادریس کے لئے بھی اس نے کھانا تیار کر لیا اتنی دیر تک زکریہ بن ادریس بھی طہارت خانہ سے نکل کر دیوان خانہ میں آ گیا تب وہ سب خاموشی سے دیوان خانہ میں بیٹھ کر کھانا کھانے لگے تھے۔

کھانا کھانے کے بعد روانده نے اپنے باپ اور زکریہ بن ادریس کے ہاتھ دھلوائے پھر اس نے زکریہ کو ہاتھ پونچھنے کے لئے انگوچھا دیا۔ زکریہ ابھی ہاتھ صاف ہی کر رہا تھا کہ حویلی کے بیرونی دروازے پر دستک ہوئی تھی۔

دستک کی آواز سن کر روانده چونکی کہنے لگی۔

"اس وقت دستک کون دے سکتا ہے میں دیکھتی ہوں"

زکریہ نے ہاتھ بڑھا کر روانده کا بازو پکڑ لیا اور کہنے لگا۔

"تم بیٹھو میں دیکھتا ہوں کون ہے؟"

اس کے ساتھ ہی زکریہ بن ادریس دیوان خانہ سے نکل کر بیرونی دروازے کی طرف گیا۔ دروازہ جب اس نے کھولا تو دروازے پر ایک مسلح جوان کھڑا تھا اسے دیکھتے ہی زکریہ بن ادریس مسکرایا دونوں ایک دوسرے سے گلے ملے۔ آنے والا کبھی کسی دور میں معتمد کے لشکر میں زکریہ بن ادریس کے تحت چھوٹے سالار کی حیثیت سے کام کرتا رہا تھا۔ حویلی کے صحن میں جلتی ہوئی مشعل کی روشنی میں آنے والے اس چھوٹے سالار کا

Marfat.com

چہرہ دیکھتے ہوئے زکریہ بن ادریس کہنے لگا۔

''تمہارے چہرے کا اندازہ لگاتے ہوئے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ تم کسی عِلّت کی وجہ کے بغیر نہیں آئے؟''

آنے والے اس جوان نے انتہائی دھیمے لہجے اور رازداری میں کہنا شروع کیا۔

''آپ کا کہنا درست ہے جو گفتگو میں کرنا چاہتا ہوں اس کے لئے دروازے پر کھڑے ہو کر بات کرنا اچھا نہیں ہے۔''

زکریہ بن ادریس اس کی بات کا جواب دینا ہی چاہتا تھا کہ دیوان خانہ سے باہر برآمدے سے روانده کی آواز سنائی دی تھی۔

''آپ باہر دروازے پر کھڑے ہو کر کس سے گفتگو کرنے لگے ہیں؟''

اس پر زکریہ بن ادریس نے اس کا بازو پکڑ کر اندر کھینچا پھر دروازہ اس نے بند کر لیا۔ اسے لے کر دیوان خانہ میں داخل ہوا روانده، انیتش اور اُموسیہ بھی نشستوں پر بیٹھ گئیں تھیں پھر بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے زکریہ بن ادریس کہنے لگا۔

''اب کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو؟''

وہ چھوٹا سالار دکھ بھرے انداز میں کہنے لگا۔

''تھوڑی دیر تک معتمد آپ کو بلائے گا۔ پہلے اس نے اپنا ایک قاصد غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم کی طرف بھجوایا تھا اور انہیں اپنے پاس بلایا تھا۔ ان دونوں نے یہ جواب دیا ہے کہ تم جاؤ ہم زکریہ بن ادریس کو اپنے ساتھ لے کر آتے ہیں۔

چونکہ معتمد نے آپ کو بھی بلایا ہے اگر معتمد کا آدمی آپ کو بلانے کے لئے نہ آیا تب غیردر بن شبیب اور زیدون مسلم تھوڑی دیر تک یہاں آئیں گے میں ان سے بھی مل کر آ رہا ہوں اور جو گفتگو میں آپ سے کرنے لگا ہوں وہی میں ان سے بھی کر کے آیا ہوں۔

معتمد آپ کو اس لئے بلائے گا تاکہ آپ تینوں سے یہ عہد لے کہ آئندہ یعنی آنے والے دور میں آپ سیر بن ابی بکر کے لشکر میں نہ شامل ہوں گے نہ اس کے حق میں کسی کارروائی کی ابتداء کریں گے اور نہ ہی اس کی خاطر اس کے کسی دشمن سے جنگ کریں گے۔''

اس سالار کے ان الفاظ پر روانده، انیتش اور اُموسیہ تینوں اداس اور افسردہ ہو گئے تھے یہاں تک کہ زکریہ بن ادریس نے اسے مخاطب کیا۔

Marfat.com

''یہ کیا بات ہوئی؟''

وہ سالار سنبھلا اور کہنے لگا۔

''ابنِ ادریس! حالات بڑے خراب ہو جائیں گے ابھی تھوڑی دیر تک معتمد آپ تینوں کو بلائے گا اور آپ تینوں کو اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کرے گا کہ آئندہ آپ صرف معتمد کے لشکر میں رہتے ہوئے کام کریں گے۔ اور سیر بن ابی بکر کی طرف نہیں جائیں گے۔ اگر تو آپ نے معتمد کی اس بات کو قبول کر لیا تو پھر معتمد آپ کے خلاف حرکت میں نہیں آئے گا۔ آپ کو حویلی میں واپس آنے کی اجازت دے دے گا۔ تاہم اپنے آدمیوں کے ذریعہ آپ تینوں پر نگاہ ضرور رکھے گا تاکہ کہیں چوری چھپے آپ یہاں سے نکل کر سیر بن ابی بکر کی طرف جانے کی کوشش نہ کریں۔

اور اگر آپ اور آپ کے دونوں ساتھی غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم نے اس کا کہا نہ مانا تو میں ابھی سے آپ کو بتائے دیتا ہوں کہ وہ آپ کو زندان میں ڈال دے گا۔ جو گفتگو میں نے معتمد اور اس کے لواحقین اور اس کے جانثاروں کی سنی ہے اس مقصد کے تحت وہ آپ کو زندان میں ڈالے گا اور زندان میں بھی صرف تین دن کی مہلت دے گا اور تین دن کے بعد وہ آپ تینوں کے خلاف کوئی خطرناک کارروائی بھی کر سکتا ہے۔

ابنِ ادریس! ہم ایک عرصہ تک آپ کے تحت کام کرتے رہے ہیں اور آپ کے لئے ہم اپنی جان بھی قربان کر سکتے ہیں۔ اب میں اکیلا نہیں میرے ساتھ اور بھی سالار اور لشکری ہیں جو آپ کی حفاظت کے لئے سرگرم ہیں۔ اب جو چیز رونما ہوگی اس کی میں پہلے سے آپ کو اطلاع کر دیتا ہوں۔ بہت سی ایسی خبریں ہیں جو آپ کو دینی ہیں۔ ان میں سے سب سے پہلی خبر یہ ہے کہ آپ لوگوں سے متعلق یہ فیصلہ کہ جب آپ تینوں واپس آئیں تو آپ کو یہاں سے نہ نکلنے دیا جائے۔ معتمد نے کل کیا تھا اس لئے کہ اسے خبر ہو گئی تھی کہ اس کے پیچھے پیچھے ایک دن کا وقفہ ڈال کر آپ بھی اشبیلیہ آ رہے ہیں۔ چنانچہ ہم نے بھی احتیاط سے کام لیا اور ہم نے اپنے دو جانثاروں کو سیر بن ابی بکر کی طرف روانہ کر دیا اور اسے ساری صورتِ حال سے آگاہ کر دیا ہے۔ جہاں تک میرا اندازہ ہے سیر بن ابی بکر اب قرطبہ سے لشکر لے کر اشبیلیہ کا رخ کرے گا۔ اشبیلیہ کا محاصرہ کرے گا اور معتمد کو اس کے گندے عزائم کی سزا دینے کی کوشش کرے گا۔''

Marfat.com

یہاں تک کہنے کے بعد وہ سالار رُکا دوبارہ اپنی گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''ابنِ ادریس! جواب میں کہنے لگا ہوں وہ غور سے سنیں آپ کی وجہ سے ہماری بہن روانده امّاں اُموسیہ اور بابا اینتش کو بھی خطرہ ہے۔ لہٰذا ان تینوں کے لئے ہم نے ایک انتہائی محفوظ جگہ کا اہتمام کر دیا ہے۔ میں آپ سے یہ کہوں کہ آپ کی طرف آنے سے پہلے غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم بھی اپنے اہلِ خانہ کو اسی محفوظ جگہ کی طرف روانہ کر دیں گے۔ اور انہیں ہمارے کچھ ساتھی ساتھ لے کر ادھر جائیں گے۔ اب میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ آپ محتاط رہیں۔ ابھی اسی وقت ہماری بہن روانده، امّاں اُموسیہ اور بابا اینتش تینوں کو محفوظ مقامات کی طرف روانہ کر دیں ابھی تھوڑی دیر تک میرے دو ساتھی آئیں گے وہ ہماری بہن اور امّاں کو اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ یہ شہر کے وسطی حصہ میں ہمارا ایک محفوظ تہہ خانہ ہے اس کے اندر رہیں گے۔ غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم کے اہلِ خانہ کو بھی اُدھر ہی منتقل کیا جا چکا ہے۔

زکریہ بن ادریس میرے بھائی! ابھی تھوڑی دیر تک اگر معتمد کا آدمی آپ کو بلانے کے لئے آئے تو میرا کسی سے ذکر نہ کیجئے گا۔ بلانے والے کو اندر نہ لایئے گا۔ دوسری بات یہ کہ اگر معتمد کا آدمی نہ آئے غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم دونوں آپ کو لینے کے لئے آئیں تب آپ بے شک انہیں اندر بلانا چاہیں تو بلا سکتے ہیں اس لئے کہ جو گفتگو میں آپ سے کر رہا ہوں وہ میں ان سے پہلے ہی کر کے آرہا ہوں۔

میں مزید آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ پیش کش معتمد آپ سے کرتا ہے تو آپ کا کیا جواب ہوگا؟''

زکریہ بن ادریس بپھر گیا کہنے لگا۔

''اس معتمد پر میں لعنت بھیجتا ہوں میں تو کبھی بھی اس کا کہا نہیں مانوں گا۔ معتمد کا کہا ماننے کا مطلب یہ ہے کہ اپنی ملّت اپنی قوم سے غداری کی جائے۔

ایسا کرنے سے بہتر ہے کہ انسان اپنی جان پر کھیل جائے۔''

زکریہ بن ادریس کے ان الفاظ پر روانده رونے والی ہو گئی تھی۔ اینتش اور اُموسیہ کی گردنیں بھی جھک گئی تھیں یہاں تک کہ وہ چھوٹا سالار خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

Marfat.com

"یہ الفاظ ادا کر کے امیر آپ نے میرا دل خوش کر دیا ہے۔ اب میں آگے آپ سے کہتا ہوں جو کہنا چاہتا ہوں۔

اگر آپ تینوں معتمد کے سامنے انکار کرتے ہیں کہ آپ معتمد کے ساتھ کام نہیں کریں گے اور سیر بن ابی بکر کے ساتھ رہتے ہوئے کام کریں گے تو لازم ہے کہ معتمد آپ تینوں کو تین دن کی مہلت دے گا ساتھ ہی زندان میں ڈال دے گا۔

اب آگے کیا ہونا ہے میری بات غور سے سنیں۔

آج ہی رات جس وقت معتمد آپ کو زندان میں ڈالے گا صبح اور آدھی رات کے درمیان زندان میں بغاوت اٹھے گی۔ اس لئے کہ زندان میں بھی ہمارے ہمنوا لوگ موجود ہیں جو یوسف بن تاشفین اور اس کے بھتیجے اور سالاروں کو اندلس کے لئے نجات دہندہ خیال کرتے ہیں اور ان کے خیالات کی تائید کرتے ہیں۔ چنانچہ جب زندان میں بغاوت اٹھے گی تو وہاں جو معتمد کے ہمنوا ہیں ان میں سے اکثریت کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔ زندان کے اندر پہلے سے جتنے قیدی ہیں سارے باہر نکال دیئے جائیں گے۔ ان کے ساتھ آپ بھی زندان سے نکلیں گے۔ اس موقع پر ہمارے کچھ لشکری آپ تینوں کی راہنمائی کریں گے اور آپ تینوں کو بھی انہی تہہ خانوں کی طرف لے کر جائیں گے جہاں آپ کے اہلِ خانہ کو رکھا جائے گا۔ مجھے امید ہے کہ یہ ایک دو دن کی بات ہے اتنی دیر تک امیر سیر بن ابی بکر بھی اپنا لشکر لے کر یہاں پہنچ جائیں گے اور اشبیلیہ شہر کا محاصرہ کرلیں گے۔ جب ایسا ہو جائے گا تو معتمد اور اس کے جانثار اپنی توجہ کو آپ تینوں اور آپ کے اہلِ خانہ کی طرف مبذول کرنے کی بجائے اپنی ساری قوتوں اپنی ساری سوچوں اور تفکرات کو سیر بن ابی بکر کی طرف منتقل کر دیں گے چونکہ شہر کا محاصرہ کرنے کے بعد امیر سیر بن ابی بکر اور داؤد بن عائشہ شہر میں داخل ہونے کی کوشش کرینگے۔ مجھے امید ہے کہ یہ معتمد اور اس کے حمائتی زیادہ دن تک سیر بن ابی بکر اور داؤد بن عائشہ کے سامنے اپنا دفاع نہیں کرسکیں گے اور اشبیلیہ شہر فتح ہو جائے گا۔ فتح ہونے کے بعد معتمد کو گرفتار کرلیا جائے گا اس کے بعد اس سے متعلق جو فیصلہ سیر بن ابی بکر کریں گے اسی پر عمل کیا جائے گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد وہ سالار رُکا پھر بڑی انہماک سے زکریہ بن ادریس کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے پوچھ لیا۔

Marfat.com

''اب بولیں آپ کیا کہتے ہیں؟''

زکریہ بن ادریس مسکرایا اور کہنے لگا۔

''میں نے کیا کہنا ہے سب کچھ تو تم نے کہہ دیا ہے اب میرے کہنے کے لئے تم نے کچھ چھوڑا ہی نہیں جو تم نے کہا ہے وہ درست ہے اور اسی پر عمل کیا جائے گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد زکریہ بن ادریس رُکا پھر روانده کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''روانده! اپنا سارا ضروری سامان اور اپنا جو قیمتی سرمایہ ہے سمیٹ لو۔'' پھر زکریہ بن ادریس نے انیتش کو مخاطب کیا۔

''بابا! آپ بھی اماں کے ساتھ مل کر جس جس چیز کی ضرورت ہے وہ تیار کر لیں۔ ابھی تھوڑی دیر تک آپ تینوں محفوظ مقام کی طرف چلے جائیں گے جہاں تک آپ کی دوکان کا تعلق ہے......''

یہاں تک کہتے کہتے زکریہ بن ادریس کو رُک جانا پڑا اس لئے کہ وہ آنے والا سالار پھر بول اٹھا۔

''دوکان کی آپ فکر نہ کریں اس کی حفاظت ہمارے ذمہ ہے''

انیتش مطمئن ہو گیا تھا۔ پھر زکریہ ادریس کے کہنے پر انیتش، روانده اور اُموسیہ تینوں اٹھے اور اپنا سامان سمیٹنے لگے تھے۔ جسے لے کر انہوں نے تہہ خانہ کی طرف منتقل ہونا تھا۔

روانده، اُموسیہ اور انیتش جس وقت سامان سمیٹ رہے تھے حویلی کے دروازے پر پھر دستک ہوئی تھی۔

اس موقع پر وہ سالار زکریہ بن ادریس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''دستک دینے والے اگر زیدون بن مسلم اور غیردر بن شبیب ہوں تو انہیں بے شک اندر لے آیئے گا دروازے پر کھڑے ہو کر بات نہ کیجئے گا اگر معتمد کا کوئی آدمی آپ کو بلانے کے لئے آئے تو اسے دروازے پر ہی فارغ کر دیجئے گا اور اسے یہ کہئے گا کہ تم جاؤ میں تمہارے پیچھے پیچھے آتا ہوں۔''

اس سالار کی اس گفتگو پر زکریہ بن ادریس مسکرایا دیوان خانہ سے باہر نکلا جب اس نے حویلی کا بیرونی دروازہ کھولا تو دروازے پر غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم

Marfat.com

کھڑے تھے۔

زکریہ بن ادریس ایک طرف ہٹا اور دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اندر آجاؤ!''

وہ دونوں اندر آئے زکریہ بن ادریس نے دروازے کو اندر سے زنجیر لگا دی پھر ان دونوں کو لے کر دیوان خانہ کی طرف گیا۔ روانده، اُموسیہ اور انیتش نے بھی ان دونوں کو آتے ہوئے دیکھ لیا تھا لہٰذا وہ بھی دیوان خانہ میں آ گئے تھے۔ اس موقع پر انیتش، غیر در بن شبیب اور زیدون بن مسلم کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''میرے بچو! یہ کیا ہو رہا ہے؟''

جواب میں زیدون بن مسلم مسکرایا اور کہنے لگا۔

''بابا! کچھ نہیں ہو رہا آپ بالکل بے فکر رہیں۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ آپ امّاں اور ہماری بہن روانده یہاں سے تہہ خانے کی طرف منتقل ہونے والی بات کریں۔ اس لئے کہ ہمارے اہلِ خانہ اُدھر جا چکے ہیں۔ آپ لوگ وہاں محفوظ رہیں گے۔ ہم دونوں زکریہ بن ادریس کو لینے کے لئے آئے ہیں۔ معتمد کے آدمی نے زکریہ بن ادریس کو بلانے کے لئے آنا تھا لیکن ہم نے اسے منع کر دیا۔ اس سے کہا کہ تم جاؤ زکریہ کو ہم اپنے ساتھ لے کر آتے ہیں۔ آپ ایسا کیجئے گا کہ حویلی کے صدر دروازے کو اندر سے زنجیر لگا کر پشتی دروازے سے ہمارے اس سالار کے ساتھ نکل جایئے گا یہ آپ کو محفوظ جگہ لے جائے گا فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم اب زکریہ بن ادریس کو ساتھ لے کر جاتے ہیں۔'' ہمارے اس سالار کے دو ساتھی آپ لوگوں کو لینے کے لئے آئے تھے لیکن اب وہ نہیں آئیں گے۔

اس موقع پر رو دینے والے انداز میں روانده نے زکریہ بن ادریس کی طرف دیکھا تھا۔ اس کی حالت کو زکریہ بن ادریس نے بھانپ لیا تھا۔

کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی غیر در بن شبیب بول اٹھا۔

''روانده میری بہن! آپ اکیلی نہیں ہیں یہ بھی مت خیال کرنا کہ آپ کے شوہر زکریہ بن ادریس کو کوئی نقصان پہنچائے گا۔ جس نے ایسا کرنے کی کوشش کی وہ خود اس دنیا میں نہیں رہے گا۔ میری بہن! تم مطمئن ہو کر جاؤ۔ پھر دیکھو! اشبیلیہ کے شہر کے اندر کیسا انقلاب اٹھتا ہے۔''

Marfat.com

ہم پہلے نکلتے ہیں ہمارے جانے کے بعد صدر دروازے کو زنجیر لگا کر پشتی دروازے سے نکل جایئے گا۔ ساتھ ہی زیدون بن مسلم نے زکریہ بن ادریس کی طرف دیکھا کہنے لگا۔

''بھائی اٹھو اب چلیں!'' زکریہ بن ادریس کھڑا ہو گیا۔ روانده بچاری رونے لگی تھی۔ دیوان خانہ سے نکلتے ہوئے زکریہ بن ادریس نے اس کا گال اس کا شانہ تھپتھپایا کہنے لگا۔

''پریشان نہ ہو! فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ حالات ہمارے ہی حق میں کروٹ لیں گے۔''

اس کے ساتھ ہی تینوں باہر نکلے۔ آنے والے سالار نے صدر دروازے کو اندر سے زنجیر لگائی تھی پھر وہ بھی روانده، انیتش اور اُموسیہ کو لے کر پشتی دروازے سے نکل گیا تھا۔

زکریہ بن ادریس، غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم تینوں اشبیلیہ کے قصر میں داخل ہوئے۔ قصر کا ایک محافظ ان تینوں کو ایک ایسے کمرے میں لے گیا جہاں معتمد اور اشبیلیہ کے کچھ اس کے سرکردہ ساتھی اور مصاحب بیٹھے ہوئے تھے۔

ہاتھ کے اشارے سے معتمد نے ان تینوں کو خالی نشستوں پر بیٹھنے کے لئے کہا جب وہ تینوں بیٹھ گئے تب بڑے خوشگوار انداز میں ان کی طرف دیکھتے ہوئے معتمد کہنے لگا۔

''سب سے پہلے تو میں تم تینوں کو اشبیلیہ شہر میں خوش آمدید کہتا ہوں ساتھ ہی یہ امید رکھتا ہوں کہ آنے والے دور میں تم تینوں اشبیلیہ کی بہتری اور بھلائی کے لئے کام کرو گے اور اسی سلسلے میں میں نے تم تینوں کو آج یہاں بلایا ہے۔''

معتمد کی طرف دیکھتے ہوئے زکریہ بن ادریس بول اٹھا۔

''کیسی بہتری اور بھلائی؟''

معتمد نے بھی ایک غائر نگاہ زکریہ بن ادریس پر ڈالی پھر کہنے لگا۔

''میں نے آج تم تینوں کو اس لئے بلایا ہے کہ تم میرے ساتھ عہد کرو کہ آنے والے دور میں تم تینوں صرف اشبیلیہ کے لشکر کے لئے کام کرو گے۔ میں یہ بھی چاہوں گا کہ تم واپس سیر بن ابی بکر کے لشکر میں نہ جاؤ۔

دیکھو! تم تینوں کا تعلق اشبیلیہ سے ہے اور تمہیں اشبیلیہ کے لشکر میں رہ کر ہی کام

Marfat.com

کرنا چاہئے۔ اس میں میری اور تم تینوں کی بہتری اور بھلائی ہے۔"

معتمد جب خاموش ہوا تب زکریہ بن ادریس پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اگر آپ بُرا نہ مانیں تو میں آپ سے یہ کہوں کہ آپ بذاتِ خود دو بار افریقہ گئے دونوں بار امیر یوسف بن تاشفین کی خدمت میں آپ حاضر ہوئے اور دونوں بار اس سے استدعاء اور التجاء کی کہ وہ اپنا لشکر لے کر اندلس کا رخ کریں اور اندلس کے مسلمانوں کو افونش کے ظلم اس کے جبر اور اس کی بربریت سے نجات دیں۔ آپ ہی کے کہنے پر یوسف بن تاشفین یہاں آئے اور انہوں نے افونش کو ایک نہیں کئی بار بدترین شکستیں دے کر اندلس کے مسلمانوں کی جان اور عزت کو محفوظ کر دیا۔ اب جب کہ امیر یوسف بن تاشفین واپس جا چکے ہیں اور ان کی جگہ یہاں ان کا بھتیجا سیر بن ابی بکر کام کر رہا ہے اور وہ دن بدن ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف جاتے ہوئے مسلمانوں کے سارے علاقوں کو محفوظ کرتا جا رہا ہے اور اگر وہ اسی طرح کی کوششیں جاری رکھتا ہے تو اندلس کے سارے مسلمانوں کی حفاظت کا سامان ہو جائے گا اور ان مسلمانوں میں اشبیلیہ کے لوگ بھی آتے ہیں لہٰذا اگر ہم صرف اشبیلیہ میں رہتے ہیں اور اشبیلیہ کے لشکر میں کام کرتے ہیں تو اس سے بقول آپ کے صرف اشبیلیہ کی خدمت ہو سکتی ہے۔ اشبیلیہ ہی محفوظ ہو گا اور اگر ہم سیر بن ابی بکر کے لشکر میں رہتے ہوئے کام کرتے ہیں تو اس سے اندلس کے سارے ہی مسلمان محفوظ ہوں گے اور ان میں اشبیلیہ شہر اور اس کے باشندے بھی آ جاتے ہیں۔"

زکریہ بن ادریس جب خاموش ہوا تب کسی قدر اپنا لہجہ تبدیل کرتے ہوئے اس میں سختی اور اپنی آواز میں کرختگی پیدا کرتے ہوئے معتمد کہنے لگا۔

"اگر میں اس عمل کو پسند نہ کروں تب......"

زکریہ بن ادریس پھر پہلے جیسے لہجے میں کہنے لگا۔

"محترم معتمد! ہم آپ کی پسند اور ناپسند کے مطابق تو کام نہیں کرتے ہم تو سیر بن ابی بکر کے لشکر میں اندلس کے مسلمانوں کی بہتری اور بھلائی کے لئے شامل ہوئے تھے اگر آپ اس بات کو پسند نہیں کرتے تو پھر ہم یہ سمجھیں گے کہ ہماری خواہش ہمارے شعور ہمارے دل ہمارے ارادوں ہمارے فیصلوں پر قدغن اور پابندی لگانا چاہتے ہیں اور کوئی بھی ذات، شخص ایسی پابندیوں کو قبول نہیں کرتا۔"

Marfat.com

معتمد نے شاید زکریہ بن ادریس کے ان الفاظ کو پسند نہ کیا تھا لہٰذا کسی قدر خفگی اور بیزاری میں کہنے لگا۔

''ابنِ ادریس! تمہارا یہ اندازِ گفتگو یقیناً ناپسندیدہ ہے۔ تم وہ شخص ہو جو ایک معمولی حیثیت میں اشبلیہ کی ایک نواحی سرائے میں زندگی کے دن گزارتے رہے ہو۔ یہ اشبلیہ ہی ہے جس نے آج تمہیں اس مقام پر پہنچایا ہے جو الفاظ تم نے ادا کئے ہیں تو تمہارے الفاظ سے مجھے بغاوت اور سرکشی کی بُو آتی ہے۔''

معتمد کے ان الفاظ کے جواب میں زکریہ بن ادریس پھر بول اٹھا۔

''ہم نے اندلس کے مسلمانوں کے اتفاق ان کی یکجہتی ان کے تعاون اور اتفاق کی بات کی ہے تا کہ اپنے متحدہ دشمن کے سامنے اُندلس کے مسلمان یکجاء اور یک جان ہو جائیں۔ اسی کا اظہار آپ نے قرطبہ شہر میں سیر بن ابی بکر کے سامنے کیا تھا اور آج آپ اسی سے انکار کر رہے ہیں۔''

گھورنے کے انداز میں معتمد نے زکریہ بن ادریس کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

''دیکھو! تم نہ میرے محتسب ہو نہ میرے حاکم یہ میرا اپنا فیصلہ ہے کہاں اور کس جگہ میں نے کون سے الفاظ استعمال کرنے ہیں اور اشبلیہ کے حاکم کی حیثیت سے ایسا کرنا میرا حق بنتا ہے۔''

جواب میں زکریہ بن ادریس بھی اسی کے لہجے میں کہنے لگا۔

''ہم بھی آزاد ہیں اور آزاد شخص کی حیثیت سے ہم بھی یہ حق رکھتے ہیں چاہے آپ کے لشکر میں رہتے ہوئے کام کریں چاہے سیر بن ابی بکر کے ساتھ کام کرنے کو ترجیح دیں۔''

''تم ایسا نہیں کر سکتے'' اس بار معتمد دھاڑا اور گرجا تھا۔

''ہم کسی کی دھونس، دھمکی کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ وہی کچھ کریں گے جو ہمارا دل ہمارا ذہن کہے گا۔''

''میری بات نہیں مانو گے تو تینوں کو زندان میں ڈال دوں گا''

اس دفعہ معتمد نے بری طرح دھمکانے کے انداز میں کہا تھا۔

''زندان سے ڈرنے والے اور لوگ ہوں گے ہم آپ کی اس دھمکی میں آنے والے نہیں۔ رہا سوال آپ کا ساتھ دینے کا تو میں آپ کے منہ پر کہتا ہوں کہ ہم آپ کے

Marfat.com

لشکر میں نہیں سیر بن ابی بکر کے لشکر میں رہتے ہوئے کام کریں گے۔"

اس موقع پر معتمد نے کھا جانے والے انداز میں زکریہ بن ادریس کی طرف دیکھا تھا اس کے بعد وہ باری باری زید بن شبیب اور زیدون بن مسلم کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"کیا تم دونوں کے بھی یہی خیال ہیں؟"

جواب میں زیدون بن مسلم مسکرایا اور کہنے لگا۔

"آپ نے ہم سے غلط سوال کیا ہے ہم تینوں ہی یکجان ہیں بھائیوں کی طرح ہیں اور پھر اپنی طرف سے گفتگو کے لئے ہم نے خود زکریہ بن ادریس کو مقرر کیا ہے۔ لہٰذا آپ کی گفتگو، آپ کے جن سوالوں کا جواب دے رہا ہے تو اس کے ہر جواب سے ہم دونوں متفق ہیں۔"

معتمد کچھ دیر تک غصہ میں ہونٹ کاٹتا رہا دوبارہ اس نے زکریہ بن ادریس کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

"میں جانتا ہوں جو فیصلہ تم کرو گے وہی غیرر بن شبیب اور زیدون بن مسلم بھی کریں گے اور تمہارے ہر ارادے سے یہ متفق رہیں گے۔ دیکھو! میں تمہیں غلط فیصلہ کی طرف نہیں بلا رہا۔ میں تم تینوں کو صرف اشبیلیہ کے لئے مخصوص کرنا چاہتا ہوں۔ اس لئے کہ......"

معتمد کی بات کاٹتے ہوئے زکریہ بن ادریس بول اٹھا۔

"دیکھیں! مسلمان صرف اشبیلیہ میں نہیں رہتے ہم لوگ سیر بن ابی بکر کے ساتھ کام کر رہے ہیں اور سیر بن ابی بکر سارے مسلمانوں کی بہتری و بھلائی اور فلاح چاہتے ہیں اور اندلس کے اندر اشبیلیہ تک محدود رکھ کر ایک طرح سے یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ آپ کو مسلمانوں کی یکجہتی، ان کے اتفاق اور آپس کے تعاون سے کوئی سروکار نہیں ہے حالانکہ جو باتیں آپ نے قرطبہ میں ہماری موجودگی میں سیر بن ابی بکر سے کی تھیں وہ آپ کے ان موجودہ خیالات سے بالکل مختلف تھیں۔"

زکریہ بن ادریس کے ان الفاظ سے معتمد فرید تاؤ کھا گیا تھا۔ کہنے لگا۔

"ابنِ ادریس! میں آخری بار تم سے پوچھتا ہوں کہ کیا تم اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ اب اپنے آپ کو اشبیلیہ تک محدود رکھنے کے لئے تیار ہو کہ نہیں؟"

Marfat.com

"ہرگز نہیں" زکریہ بن ادریس نے معتمد کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا تھا۔

غصہ میں اس موقع پر معتمد کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں کہنے لگا۔

"زکریہ بن ادریس یہ بھی سوچو تمہاری ایک بیوی ہے نام اس کا روانده ہے ٹھیک ہے ابھی رخصتی نہیں ہوئی پر تمہارا اس سے نکاح ہو چکا ہے اس لحاظ سے وہ تمہاری بیوی ہے اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ کسی دور میں افونش نے اس کی خوبصورتی، اس کے حسن سے متاثر ہر کر اور اس کی شخصیت میں ڈوبتے ہوئے اسے اپنے حرم میں داخل کرنا چاہا تھا لیکن اس روانده نے انکار کر دیا بھاگ کر یہاں آ گئی۔ تم سے محبت میں مبتلا ہوئی اب اگر اسی روانده کو میں گرفتار کر کے افونش کی طرف بھیج دوں تب بھی تم اپنے ان دونوں ساتھیوں کے ساتھ اپنے آپ کو اشبیلیہ تک محدود کرنے کے لئے تیار نہیں ہو۔"

معتمد کے ان الفاظ پر غصہ میں زکریہ بن ادریس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا کہنے لگا۔

"ہرگز نہیں معتمد! تم ہمیں اپنی باتوں سے پگھلا کر اپنے ارادوں اپنے عزائم کے مطابق نہیں ڈھال سکتے۔ دیکھو! ہم سیدھے راستے پر چلنا چاہتے ہیں لیکن تم ہمیں انہی راستوں پر لے جانا چاہتے ہو جن پر ہم جانے سے انکار کرتے ہیں۔ ہمیں ہمارے اہلِ خانہ کی دھمکی دیتے ہو پر یاد رکھو! ہمارے اہلِ خانہ کو تم کاٹ کر رکھ دو تب بھی ہم اشبیلیہ تک محدود رہنے کے تمہارے اس فیصلے کو قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں۔"

معتمد کے غصہ اور غضبناکی کی اب کوئی انتہاء نہ تھی اپنی نشست پر اچھل سا پڑا کہنے لگا۔

"اچھا! اگر یہ معاملہ ہے تو میں ابھی اسی وقت تم تینوں کو زندان کی طرف بھیجتا ہوں فرید تمہیں تین دن کی مہلت دیتا ہوں۔ ان تین دنوں کے دوران اگر تم تینوں نے میرا کہا ماننے کی حامی بھر لی تو باعزت طور پر تمہیں زندان سے نکالا جائے گا اور اپنے اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ رہنے کی اجازت دے دی جائے گی اور اگر پھر بھی تم نہ مانے تو نہ تم رہو گے نہ تمہارے اہلِ خانہ رہیں گے۔"

اس کے ساتھ ہی معتمد نے تالی بجائی۔ تالی کا بجنا تھا کہ کچھ مسلح جوان اپنی تلواریں سونتے اس کمرے میں داخل ہوئے اور معتمد نے تحکمانہ انداز میں انہیں مخاطب کر کے کہا۔

Marfat.com

"ان تینوں کو زندان کی طرف لے جاؤ۔"

معتمد کے ان الفاظ پر زکریہ بن ادریس، غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور مسلح جوان انہیں زندان کی طرف لے گئے تھے۔

آدھی رات کے بعد اچانک معتمد کی آنکھ کھل گئی اس لئے کہ اس کے کانوں میں شور کی آوازیں سنائی دی تھیں۔ اس موقع پر جلدی جلدی وہ اپنے قصر سے نکلا۔ قصر میں کام کرنے والے سارے خدّام اور خادمائیں باہر جمع ہو چکے تھے۔ معتمد کی بیوی رمیکیا کے علاوہ اس کی دوسری بیویاں بھی باہر نکل آئیں تھیں۔ اس موقع پر معتمد نے اپنے دو خدام کو حکم دیا۔

"دیکھو! پتہ کر کے آؤ یہ شور و واویلا کیا اٹھا ہوا ہے؟"

دونوں خدّام وہاں سے ہٹنا ہی چاہتے تھے کہ کچھ لوگ بھاگتے ہوئے قصر میں داخل ہوئے۔ وہ زندان کے محافظوں میں سے کچھ تھے۔ جب وہ معتمد کے قریب آئے تو معتمد نے بدحواسی میں انہیں مخاطب کر کے پوچھا۔

"یہ شہر میں شور اور غوغا کیسا اٹھا ہوا ہے؟"

اس پر ان آنے والوں میں سے ایک معتمد کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"آقا! یوں جانیں زندان کے اندر بغاوت ہو گئی ہے۔ کچھ قیدیوں نے سب سے پہلے بغاوت کی اس کے بعد باہر سے کچھ مسلح جوان یلغار کرتے ہوئے زندان میں داخل ہوئے۔ زندان کے اکثر محافظوں کو انہوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا اور قیدیوں کی کوٹھڑیوں کو انہوں نے کھولنا شروع کر دیا ہے۔ ان کے اس حملے کی وجہ سے زندان کے سارے قیدی بھاگ گئے ہیں اور زندان کے محافظوں میں سے اکثریت کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے اور ہم بڑی مشکل سے جانیں بچا کر آپ کی خدمت میں یہ اطلاع دینے کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔"

یہ خبر سن کر معتمد کی حالت بہت بُری ہو گئی تھی پھر دھاڑتی ہوئی آواز میں اس نے آنے والوں کو مخاطب کیا۔

"کل رات کے پہلے حصہ میں میں نے زکریہ بن ادریس، زید بن شبیب اور زیدون بن مسلم کو بھی زندان میں بھیجا تھا ان کا کیا ہوا؟"

اس پر ان آنے والوں میں سے ایک پھر بول اٹھا۔

Marfat.com

"مالک! وہ بھی بھاگ گئے ہیں۔" اس بار معتمد زور سے گرجا۔

"تم ابھی بھاگے بھاگے سب شہر پناہ کے سارے دروازوں کی طرف جاؤ۔ میری طرف سے شہر پناہ کے محافظوں کو حکم جاری کر دو کہ نہ اس وقت شہر سے کوئی نکلنے پائے اور نہ ہی باہر سے کوئی بندہ اندر آئے۔ شہر کے دروازے بند کر دیں۔ اس کے بعد تم یہ دیکھو کہ زکریہ بن ادریس، غیرذر بن شبیب اور زیدون بن مسلم کے اہلِ خانہ تو اپنے اپنے گھر میں موجود ہیں۔"

معتمد کا حکم پا کر آنے والے واپس بھاگ گئے تھے۔

معتمد وہیں کھڑا ہو کر ان کی واپسی کا انتظار کرنے لگا تھا وہ بڑا پریشان اور بڑا بے چین ہو رہا تھا یہاں تک کہ زندان کے وہ محافظ واپس آئے اور معتمد کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"مالک! شہر پناہ کے سارے دروازے بند کر دیئے ہیں؟ شہر پناہ کے محافظوں نے کہا ہے کہ اس دورانِ کوئی بھی شہر سے باہر نہیں نکلا اور نہ ہی کوئی شہر میں داخل ہوا ہے۔"

اس پر معتمد نے خوشی کا اظہار کیا پھر کہنے لگا۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر ہم اپنا گوہرِ مقصود حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ تم نے زکریہ بن ادریس، غیرذر بن شبیب اور زیدون بن مسلم کے اہلِ خانہ کا جائزہ لیا"

اس پر زندان کا محافظ معتمد کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"آقا! زکریہ بن ادریس، غیرذر بن شبیب اور زیدون بن مسلم تینوں کے اہلِ خانہ اپنے گھروں پر نہیں ہیں وہ بھی کہیں بھاگ گئے ہیں۔"

اس وقت معتمد کے غصہ کی کوئی انتہاء نہ تھی زمین پر پاؤں پٹختے ہوئے کہنے لگا۔

"جائیں گے کہاں؟ اگر شہر پناہ کے محافظ کہتے ہیں کہ کوئی بھی اس دوران شہر سے نہیں نکلا تو پھر وہ سچ کہتے ہیں۔ ان سب نے کہیں خفیہ جگہ یا کہیں تہہ خانہ میں پناہ لے رکھی ہو گی اور ہم عنقریب انہیں نکال باہر کریں گے۔"

اس کے ساتھ ہی معتمد مڑا اور پاؤں پٹختا ہوا قصر کے اندر چلا گیا تھا۔ معتمد اور اس کے کارندے اور اس کے مخبر کئی روز تک زکریہ بن ادریس، زید بن شبیب اور زیدون بن مسلم اور ان تینوں کے اہلِ خانہ کو تلاش کرتے رہے لیکن انہیں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا

Marfat.com

پھر معتمد کے لئے اس روزِ بد کی ابتداء ہو گئی جس کی وہ توقع اور امید بھی نہیں رکھتا تھا اسلئے کہ ایک روز اس کا بیٹا رشید انتہائی غصے اور مایوسی کی حالت میں اس وقت اس کے پاس آیا جس وقت معتمد، اس کی بیوی اور رشید کی ماں رمیکیا دونوں بیٹھے کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے کہ رشید آتے ہی بھڑک اٹھا اور بارود کی طرح پھٹ پڑا۔

''میں نے پہلے ہی آپ سے کہا تھا کہ امت کے اندر نفاق، مسلمانوں کے اندر انتشار پھیلانے کی کوشش نہ کریں لیکن آپ نے میری ایک بات نہیں مانی۔ میں نے خلوص کے ساتھ آپ کو مشورہ دیا تھا کہ زکریہ بن ادریس، غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم جو سیر بن ابی بکر کے ساتھ مل کر کام کر رہے ہیں انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیں انہیں مسلمانوں کی بہتری و بھلائی اور فوز مندی کے لئے کام کرنے دیں لیکن آپ نے میری ایک بات نہیں مانی۔ اب آپ اس برے وقت کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہو جائیں جس کی میں نے پہلے سے آپ کو تنبیہ کر دی تھی۔''

یہاں تک کہنے کے بعد رشید جب خاموش ہوا تب اسے رکنا پڑا اس لئے کہ اس کی ماں رمیکیا اسی جیسے کھولتے انداز میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''کھل کر کہو! کیا کہنا چاہتے ہو؟ کونسا برا وقت ہمارے خلاف اٹھ کھڑا ہوا ہے اور ہمارے سروں پر منڈلانے لگا ہے۔''

اس پر رشید نے پھر پہلے جیسے لہجے میں کہنا شروع کیا۔

''شہر کے اندر کھلبلی شہر کے اندر ایک بغاوت کی فضاء پھیلنے لگی ہے لوگوں کو یہ پتہ چل گیا ہے کہ آپ زکریہ بن ادریس، غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم کے خلاف حرکت میں آ رہے ہیں اور وہ شہر کے اندر کہیں روپوش ہو چکے ہیں اور شہر کے اندر اب یہ خبر بھی گردش کر رہی ہے کہ سیر بن ابی بکر ایک بہت بڑا لشکر لے کر آج اشبیلیہ پہنچ جائے گا اور شہر کا محاصرہ کر لے گا۔ میں نے آپ سے کہا تھا کہ اشبیلیہ شہر کے سب لوگ نہ آپ کے ہمنوا ہیں نہ آپ کے حق میں ہیں۔ اشبیلیہ کے لوگ اندلس کے مسلمانوں کے اندر اتفاق و اتحاد اور یکجہتی چاہتے ہیں جبکہ آپ ایسے سارے کاموں کے خلاف حرکت میں آئے ہوئے ہیں۔ اب اس وقت کا اندازہ لگائیں جب آج سیر بن ابی بکر اپنے لشکر کے ساتھ یہاں پہنچے گا اور شہر کا محاصرہ کر لے گا۔ کیا آپ سوچ سکتے ہیں کہ آپ اس کے سامنے شہر کا دفاع کر سکتے ہیں؟''

Marfat.com

رشید کی یہ گفتگو سن کر معتمد بھڑک اٹھا کہنے لگا۔

"بالکل میں سیر بن ابی بکر کے سامنے اشبیلیہ شہر کا دفاع کروں گا۔ اگر وہ لشکر لے کر اشبیلیہ کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے تو کیا ہم نہتے بیٹھے ہوئے ہیں؟ ہمارے پاس بھی لشکر ہے۔ شہر کی فصیل پر پہلے ہی ہمارے لشکری مستعد ہیں۔ شہر کے اندر جو لشکر ہے اسے بھی آج مستعد کر دیا جائے گا پھر میں دیکھتا ہوں سیر بن ابی بکر کیسے اشبیلیہ شہر کو فتح کرتا ہے اور کیسے شہر کے حصار کو توڑ کر شہر میں داخل ہونے کی کوشش کرتا ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد معتمد جب خاموش ہوا تب رشید عجیب سی مایوسی کے انداز میں کہنے لگا۔

"آپ اب بھی میری بات کو نہیں سمجھ رہے۔ سیر بن ابی بکر یونہی اپنا لشکر لے کر اشبیلیہ کا رخ نہیں کر رہا۔ میرے باپ! یاد رکھئے گا آپ جو اپنے تین نامور سالاروں اور ان کے اہلِ خانہ کے پیچھے پڑے ہیں تو ان تینوں کے بہت سے حمایتی شہر کے اندر بھی موجود ہیں اور میرا اپنا اندازہ ہے کہ ان ہی نے ساری صورتِ حال کی خبر سیر بن ابی بکر کو کر دی ہے اور سیر بن ابی بکر اب اپنا لشکر لے کر اشبیلیہ کا رخ کر رہا ہے۔ میرے باپ! اس معاملہ کو معمولی نہ سمجھنا۔ سیر بن ابی بکر اشبیلیہ کو فتح کئے بغیر نہیں جائے گا اور جب وہ شہر کو فتح کرے گا تو زکریہ بن ادریس، غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم جو ابھی تک اشبیلیہ شہر کے اندر ہی روپوش ہیں اور ان کے اہلِ خانہ بھی چھپے ہوئے ہیں۔ سیر بن ابی بکر کے ہاتھوں شہر کی فتح ہونے کے بعد یقیناً وہ اپنی روپوشی سے باہر آ جائیں گے۔ اس لئے کہ انہی کی مدد کے لئے سیر بن ابی بکر آ رہا ہے۔

چنانچہ شہر کی فتح کے بعد میری، آپ اور ہمارے سارے لواحقین کی حالت قیدی اور اسیر کی سی ہو گی۔ یاد رکھنا! اس موقع پر سیر بن ابی بکر زکریہ بن ادریس اور اس کے دونوں ساتھیوں سے مشورہ کرنے کے بعد ہمارے لئے سزا تجویز کرے گا۔ آپ نے جو زکریہ بن ادریس کے ساتھ سلوک کیا ہے کیا اس سلوک کے بعد آپ یہ امید رکھتے ہیں کہ زکریہ بن ادریس، سیر بن ابی بکر کو مشورہ دے گا کہ آپ کو اور آپ کے اہلِ خانہ کو معاف کر دیا جائے۔

آپ نے ان تینوں کے خلاف انتقامی کارروائی کی ہے اور ویسی ہی انتقامی کارروائی اب ایک ابتلاء و عذاب اور اذیت کی صورت میں اشبیلیہ شہر کا رخ کئے ہوئے ہے۔"

Marfat.com

یہاں تک کہنے کے بعد معتمد کا بیٹا رشید جب خاموش ہوا تب کچھ دیر تک خاموشی رہی۔ رمیکیا جو اس سے پہلے بھڑک اٹھی تھی بجھی ہوئی شمع کی طرح خاموش اور اداس ہو گئی تھی۔ کچھ دیر کی خاموشی کے بعد آخر معتمد اپنے بیٹے رشید کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"بیٹے! میں نے تیرے ذمہ بھی یہ کام لگایا تھا کہ تو کسی نہ کسی طرح اشبیلیہ شہر میں زکریہ بن ادریس اور اس کے دونوں ساتھی سالاروں کو تلاش کرنے کی کوشش کرو اور یہ بھی جانو کہ انہوں نے اب اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ کہاں روپوشی اختیار کر رکھی ہے لیکن میرے بیٹے اس سلسلے میں تم بھی ناکام رہے۔ اگر ان تینوں کو ان کے اہلِ خانہ کے ساتھ ہم نے تلاش کر لیا ہوتا اور اس وقت وہ ہمارے پاس ہوتے اور سیر بن ابی بکر اپنے لشکر کے ساتھ اشبیلیہ شہر کا محاصرہ کر لیتا تو میں سیر بن ابی بکر کی طرف پیغام بھجواتا کہ اگر وہ شہر کا محاصرہ ترک نہیں کرے گا اور اپنا لشکر لے کر واپس نہیں جائے گا تو میں زکریہ بن ادریس، غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم اور ان کے اہلِ خانہ کو موت کے گھاٹ اتار دوں گا پھر میں دیکھتا سیر بن ابی بکر کیسے اپنا لشکر لے کر واپس نہ جاتا۔"

معتمد کے ان الفاظ پر رشید نے بیزاری کا اشہار کیا کہنے لگا۔

"اے میرے باپ! آپ وہ باتیں کرتے ہیں جو انہونی ہیں۔ آپ وہ منصوبہ بندی کرتے ہیں جن پر عمل ہی نہیں کیا جا سکتا۔

اگر آپ سیر بن ابی بکر کو یہ دھمکی دیتے کہ اگر وہ لشکر کو واپس نہ لے کر گیا تو آپ ان تینوں سالاروں کو قتل کر دیں گے اور سیر بن ابی بکر نہ جاتا اور آپ انہیں قتل کر دیتے تو اے میرے باپ سیر بن ابی بکر تو بہت دور کی بات اشبیلیہ شہر کے لوگ بغاوت کر کے قصر پر چڑھ دوڑتے اور ہم سب کو موت کے گھاٹ اتار دیتے۔ میں اب بھی شہریوں کے اندر سے آ رہا ہوں شہر کے اندر بغاوت کے شعلے آہستہ آہستہ اٹھنے بھڑکنے لگے ہیں اور اگر آپ نے حالات پر گرفت نہ کی تو میں آپ سے کہے دیتا ہوں شہر میں داخل ہونے کے لئے سیر بن ابی بکر کو زیادہ تگ و دو نہیں کرنا پڑے گی۔ میرا اپنا اندازہ ہے کہ شہر کے لوگ خود ہی اس کے لئے شہر پناہ کا کوئی نہ کوئی دروازہ کھول دیں گے اور وہ جب اپنے لشکر کے ساتھ شہر میں داخل ہو گا تو اس کے داخلہ کے ساتھ ہی زکریہ بن ادریس، اس کے دونوں ساتھی سالاروں اور ان کے اہل خانہ کے اچھے دنوں اور ہمارے بُرے دنوں کی ابتداء ہو جائے گی۔"

Marfat.com

رشید کی اس گفتگو کا معتمد نے کوئی جواب نہ دیا اٹھ کھڑا ہوا، کہنے لگا۔

"بیٹے! اس موضوع کو چھوڑ دو۔ آؤ اب شہر کی حفاظت اور اس کے تحفظ کا سامان کریں۔" اس کے ساتھ ہی معتمد باہر نکلا رشید اس کے پیچھے جا رہا تھا۔ رمیکیا گردن جھکائے اشبیلیہ کے قصر کے دوسرے حصہ کی طرف جا رہی تھی۔

ان دنوں جو معتمد کی حالت تھی اس سے متعلق مؤرخین کچھ اس طرح لکھتے ہیں۔

"کہتے ہیں جس وقت سیر بن ابی بکر، زکریہ بن ادریس اور اس کے ساتھی یکے بعد دیگرے شہروں پر قبضہ کر کے مسلمانوں کی طاقت اور قوت کو بڑھا رہے تھے تب معتمد کی حالت بڑی نازک ہو گئی اسے بھی اپنا شہر چھن جانے کا خطرہ تھا اس لئے کہ اس سے پہلے اندلس میں مسلمانوں نے اپنی چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم کر رکھی تھیں اور ایک دوسرے سے برسر پیکار رہتے تھے۔ چنانچہ معتمد کی اس حالت سے متعلق مؤرخین لکھتے ہیں۔

اس نازک وقت میں معتمد کو صرف ایک شخص سے کچھ امید باقی تھی جو اس کی مدد کر سکتا تھا اور یہ نصرانی بادشاہ افونش تھا۔ معتمد نے اس سے مدد چاہی اور مدد کے معاوضے میں بڑے بڑے انعاموں کا وعدہ کیا تب افونش نے مدد دینے کا اقرار کیا تھا اور وعدہ ایفاء بھی کیا یعنی اپنے سپہ سالار فانیز کو بہت بڑا لشکر دے کر روانہ کیا لیکن افونش اور اس کے سپہ سالار فانیز کی بدقسمتی کہ اسے شکست ہوئی اور شکست اٹھا کر فانیز بھاگ گیا۔"

فانیز کی شکست کے بعد جو حالات معتمد کے لئے پیش آئے اس سے متعلق مؤرخین مزید لکھتے ہیں۔

"اس شکست کی خبر معتمد کے لئے ایک عظیم صدمہ ثابت ہوئی لیکن پھر بھی ہمت کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ دربار کے نجومی بھی اچھی خبریں اور اچھے خواب سنا کر ہمت بڑھاتے رہے۔ جب تک نیک فالیں نکلتی رہیں معتمد کو امید رہی کہ پردۂ غیب سے کوئی نہ کوئی صورت ایسی ضرور پیدا ہو جائے گی کہ اس کی سلطنت قائم دائم رہے گی۔

لیکن جب نجومیوں نے بُری فالیں اور خاتمہ کے قریب آنے کی خبریں سنائیں جن میں سے ایک خبر یہ بھی تھی کہ ایک شیر اپنے شکار پر جست لگانے کو ہے تو معتمد کے دل پر غم کی گھٹائیں چھا گئیں اور شہر کو مرابطین سے بچانے کا جس قدر کام تھا وہ اس نے اپنے بیٹے رشید کے سپرد کر دیا۔"

Marfat.com

مورخین مقصد اور اس کے شہر اشبیلیہ سے متعلق مزید لکھتے ہیں کہ اسی اثناء میں بدخواہوں نے جو ایک حکمران اور حاکم کی حیثیت سے معتمد کو پسند نہیں کرتے تھے شہر کو سیر بن ابی بکر کے حوالے کرنے کی سوچ رہے تھے۔ شہر کے لوگوں میں بغاوت کے آثار بھی نمودار ہو رہے تھے۔ معتمد کو ان لوگوں کا حال معلوم تھا۔ مورخین لکھتے ہیں کہ اگر وہ چاہتا تو انتقامی کارروائی کرتا لیکن اس سے حالات مزید خراب ہو جاتے بس اس نے صرف اس بات کو کافی سمجھا کہ ایسے لوگوں کو نظر میں رکھا جائے لیکن آخر میں معتمد کتنے لوگوں کی نگرانی کر سکتا تھا۔ چنانچہ ان حالات میں شہر کے لوگ مرابطین سے یعنی سیر بن ابی بکر سے رابطے قائم کرنے لگے۔

اسی دوران سیر بن ابی بکر بھی اپنا لشکر لے کر اشبیلیہ پہنچ گیا اور شہر کا اس نے محاصرہ کر لیا۔

پہلے دن کا حال لکھتے ہوئے مورخین مزید لکھتے ہیں کہ آتے ہی سیر بن ابی بکر نے شہر پر دھاوا بول دیا اسے معتمد پر بڑا غصہ اور غضب تھا۔ چنانچہ ایک جگہ سے ہمت کر کے سیر بن ابی بکر کے لشکر کے ایک حصہ نے شہر پناہ کے اندر سوراخ پیدا کر دیا لیکن جہاں سوراخ پیدا کیا گیا تھا وہاں ایک خاصہ بڑا لشکر معتمد کا موجود تھا۔ چنانچہ اس سوراخ سے جب سیر بن ابی بکر کے لشکری داخل ہوئے تو انہیں واپس جانا پڑا اور معتمد نے ہمت کر کے فصیل کے اندر پڑنے والے اس سوراخ کو بند کر دیا۔

دراصل سیر بن ابی بکر شہر پر کوئی بڑا حملہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ ایسا اگر وہ کرتا تو دونوں طرف سے مسلمانوں کا نقصان ہوتا اور سیر بن ابی بکر ایسا نہیں چاہتا تھا۔ چنانچہ وہ کچھ اس طریقے سے اشبیلیہ شہر کو فتح کرنا چاہتا تھا کہ مسلمانوں کا نقصان بھی نہ ہو اور اشبیلیہ شہر بھی فتح ہو جائے۔ چنانچہ پہلی کارروائی کے طور پر سیر بن ابی بکر نے ایک قدم اٹھایا۔

اشبیلیہ شہر چونکہ دریائے کبیر کے کنارے تھا اور دریائے کبیر کے اندر اشبیلیہ کی حکومت کے جہاز کھڑے رہتے تھے۔ یہی اشبیلیہ کی حکومت کا ایک طرح سے بحری بیڑہ تھا۔ یہ بحری بیڑہ جو معتمد کا تھا دریائے کبیر میں سے ہوتا ہوا سمندر کی طرف بھی جا سکتا تھا۔

چنانچہ معتمد کو اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے کے لئے مجبور کرنے کے لئے سیر بن ابی بکر نے

Marfat.com

سب سے پہلے اشبیلیہ کے وہ جہاز جو اس وقت دریائے کبیر کے اندر کھڑے تھے انہیں تباہ کر دیا۔

جہازوں کے تباہ ہونے کے بعد شہر کے اندر ایک بددلی اور سراسیمگی پھیل گئی اور شہر کے لوگ یہ خیال کرنے لگے کہ اب شہر کو محفوظ رکھنا معتمد کے لئے کسی بھی صورت مناسب نہیں رہے گا۔ بہتر یہی ہے کہ وہ شہر کو سیر بن ابی بکر کے حوالے کر دے۔

کارروائی کرنے کے بعد سیر بن ابی بکر اب پھر تیسرے پہر شہر پر حملہ آور ہوا۔ شہر کی فصیل کا ایک حصہ اس نے اپنے لشکر کے ساتھ توڑ پھینکا اور شہر کے اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ اس طرح بغیر کسی کے قتلِ عام کے سیر بن ابی بکر شہر میں داخل ہوا تھا۔ شہر کے لوگ پہلے ہی معتمد کو پسند نہیں کرتے تھے اس سے نالاں تھے۔ لہٰذا شہر کے لوگوں نے سیر بن ابی بکر کے شہر میں داخل ہونے پر خوشیوں اور طمانیت کا اظہار کیا۔ اس موقع پر اشبیلیہ کے قصر کی حفاظت کے لئے اس کے گرد پہرہ لگا دیا گیا تھا اور شہر کے اندر منادی کرا دی گئی تھی کہ زکریہ بن ادریس، غیرد بن شبیب اور زیدون بن مسلم جہاں کہیں بھی ہوں باہر آ جائیں۔ یہ اعلان ہونا تھا کہ وہ تینوں معتمد کے لشکر کے کچھ سالاروں کے ساتھ گھوڑوں پر سوار اس سمت آتے دکھائی دیئے جہاں اس وقت سیر بن ابی بکر اور داؤد بن عائشہ کھڑے تھے قریب آ کر وہ گھوڑوں سے اترے۔ سب ایک دوسرے سے گلے ملے۔ اس موقع پر سیر بن ابی بکر، زکریہ بن ادریس اور اس کے دونوں ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”مجھے بے حد افسوس ہے کہ تم لوگوں کو معتمد کی وجہ سے ایسے حالات کا سامنا کرنا پڑا۔ اس لئے کہ اپنے لواحقین کو لانے کے لئے میں نے ہی تم لوگوں کو بھیجا تھا۔ میں نہیں سمجھتا تھا کہ یہ معتمد اس قدر وعدہ خلاف ثابت ہو گا اور مسلمانوں کی نااتفاقی اور بے جہتی کے لئے کام کرے گا۔

بہر حال جو ہونا تھا وہ ہو چکا پہلے یہ کہو کہ تم لوگوں کے اہلِ خانہ کہاں ہیں؟“

اس پر زکریہ بن ادریس کہنے لگا۔

”آپ بے فکر رہیں۔ معتمد کے لشکر کے اندر کچھ سالار جو اس سے پہلے ہمارے ساتھ کام کرتے رہے ہیں انہوں نے ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے۔“ ساتھ ہی اپنے قریب کھڑے کچھ سالاروں کی طرف زکریہ بن ادریس نے اشارہ بھی کیا تھا۔ انہوں

Marfat.com

نے ہی ہماری سلامتی کا اہتمام تہہ خانوں میں کیا۔ اب ہم آپ کی طرف آئے ہیں اور ہمارے اہلِ خانہ اپنے گھروں کی طرف چلے گئے ہیں اس لئے کہ شہر کے اندر اب امن ہو گیا ہے۔

سیر بن ابی بکر نے سب سے پہلے ان سالاروں کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے ان تینوں کی سلامتی اور ان کے اہلِ خانہ کی حفاظت کے لئے کام کیا تھا اس کے بعد اپنے سارے سالاروں کے ساتھ مل کر سیر بن ابی بکر شہر کا نظم ونسق درست کرنے لگا تھا۔ ابھی تک قصر کے اندر معتمد موجود تھا اس کے ساتھ اس کے لشکر کا ایک حصہ بھی تھا۔ چنانچہ اس موقع پر اس کی کیفیت بیان کرتے ہوئے مؤرخین لکھتے ہیں۔

'معتمد اپنے قصر میں تھا اس کی بیگمات بھی اس کے ساتھ تھیں اور وہ رو رہی تھیں۔ ان کے دوست اور ان کے ہوا خواہ انہیں سمجھا رہے تھے کہ وہ قصر سے نکل کر سیر بن ابی بکر کی طرف جائیں اور اطاعت قبول کر لیں مگر معتمد ایسا ضدی ایسا ہٹ دھرم تھا کہ ہر ایک کے سمجھانے کے باوجود انکار کرتا رہا۔ چونکہ شاعر تھا لہٰذا نامرادی و ناکامی اور بدبختی کے اس موقع پر بھی اس نے کچھ اشعار کہے اور ان اشعار کا ترجمہ کچھ اس طرح تھا۔

''جب میرے آنسو بہنے بند ہوئے اور دکھتے ہوئے دل کو سکون ہوا تو لوگوں نے کہا۔ رضا قضاء مبتدائے سیاست ہے لہٰذا تیری جانب سے مرابطین کے لئے اطاعت ظاہر ہونی چاہئے لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس جامِ ذلّت سے زہرِ ہلاہل میرے لئے شیریں ہے۔

اگر دشمن نے میری قلمرو مجھ سے چھین لی ہے اور لشکریوں نے میرا ساتھ چھوڑ دیا ہے تو کیا ہوا میرا دل تو ہنوز پہلو میں ہے۔ پسلیوں نے ابھی تک دل کو تو نہیں چھوڑا۔ فطری شرافت تو مجھ سے چھینی نہیں گئی۔ کیا شرافت جو اعلیٰ درجہ کی چیز ہے چھینی جا سکتی ہے؟ جس روز میں نے دشمن پر حملہ کیا تو میں نے زرہ نہیں پہنی تھی۔ میں نے اس شان سے مقابلہ کیا کہ بجز کُرتے کے اور کوئی چیز جسم کو ڈھکنے والی نہ تھی۔ میں اپنی جان پر کھیل گیا تاکہ جسم سے خون نکلنے کے بعد جان بھی نکل جائے۔ میری موت میں تاخیر ہوگئی مگر میری خواہش کبھی نہ تھی کہ ذلّت واطاعت قبول کروں۔''

بہر حال اشبیلیہ میں حالت یہی تھی کہ اشبیلیہ شہر پر سیر بن ابی بکر اور اس کے سالاروں کا قبضہ ہو گیا تھا اور معتمد کی حکومت اس کے قصر تک محدود ہو کر رہ گئی تھی۔

Marfat.com

معتمد نے شروع میں اپنے بہی خواہوں اور اپنے ساتھیوں کا یہ مشورہ قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا کہ وہ سیر بن ابی بکر کی اطاعت قبول کرے لیکن جب اس نے دیکھا کہ اس کی طاقت و قوت تو صرف قصر تک محدود ہے اور یہ کہ اب اس کے پاس کچھ نہیں رہا اور یہ جو کچھ اس نے کھویا ہے اس کی حماقتوں اور اس کی غداری کی وجہ سے ہوا ہے تب اس نے اپنے بیٹے رشید کو سیر بن ابی بکر کے پاس اس امید کے ساتھ بھیجا کہ شاید صلح کی کچھ شرطیں منظور کی جائیں لیکن معتمد کی یہ امید بھی بے کار ثابت ہوئی۔ چنانچہ اپنے باپ کے کہنے پر رشید پھر سیر بن ابی بکر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت سیر بن ابی بکر کے پاس اس کے سارے سالار بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ چنانچہ اپنے باپ کا پیغام رشید نے سیر بن ابی بکر کے سامنے پیش کیا۔

رشید کی اس استدعاء کے جواب میں سیر بن ابی بکر نے غور سے اس کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

''تم نے مسلمانوں اور عالمِ اسلام کے خلاف اپنے باپ کا رویّہ دیکھا بظاہر مسلمانوں کی یکجہتی و اتفاق، تعاون اور اتحاد کی باتیں کرتا تھا لیکن جب میری طرف سے زکریہ بن ادریس، غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم اپنے اہلِ خانہ کو یہاں لینے کے لئے آئے تو انہیں زندان میں ڈال دیا اور یہ دھمکیاں دیں کہ وہ میرے لشکر سے نکل جائیں اور اس کے لشکر میں شامل ہو جائیں جب انہوں نے انکار کر دیا تو ان کو تین دن کی مہلت دی کہ تین دن بعد تمہیں تمہارے اہلِ خانہ سمیت موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔ اب وہ کس منہ سے صلح کی شرائط میرے پاس بھیجتا ہے کیا وہ اس قابل ہے کہ اس سے صلح کی جائے؟ کیا اپنے آپ کو اس نے اب اپنے کردار اور اخلاق کے باعث اس قابل چھوڑا ہے کہ اسے دوبارہ اشبیلیہ کا حاکم مقرر کر دیا جائے؟''

سیر بن ابی بکر کی یہ باتیں سچائی پر منحصر تھیں معقول تھیں۔ رشید بے چارہ شرمندہ ہو گیا تھا اس لئے کہ وہ جانتا تھا کہ جو حرکتیں اس کے باپ نے کی ہیں۔ ان سے اس نے منع کیا تھا لیکن وہ باز نہیں آیا۔ لہٰذا اس موضوع پر وہ سیر بن ابی بکر سے زیادہ گفتگو نہ کر سکا۔ جس کے جواب میں سیر بن ابی بکر نے رشید کو پیغام بھیجا۔

''اپنے باپ سے کہہ دو کہ وہ بلا کسی شرط کے اطاعت قبول کرے''

رشید جب واپس اپنے باپ معتمد کے پاس گیا اور اسے سیر بن ابی بکر کا پیغام دیا تب

Marfat.com

معتمد نے اب مشیت کے سامنے سر جھکا دیا۔ چنانچہ اپنے اہل و عیال اور لواحقین کے ساتھ اس نے سیر بن ابی بکر کی اطاعت قبول کر لی۔ اشبیلیہ شہر پر مرابطین یعنی سیر بن ابی بکر کا قبضہ ہونے کے بعد سیر بن ابی بکر نے اپنے سارے سالاروں سے مشورہ کیا آخر یہ طے پایا کہ معتمد کا اندلس میں رہنا درست نہیں ہے ایک تو وہ آنے والے دور میں ساز باز کرے گا دوسرے جن لوگوں کے ساتھ وہ ماضی میں زیادتیاں کرتا رہا ہے اس سے وہ انتقام لے سکتے ہیں۔ چنانچہ اس سے متعلق یہ فیصلہ ہوا کہ افریقی شہر طنجہ کی طرف روانہ کر دیا جائے۔ چنانچہ معتمد کو اس کے اہل و عیال سمیت جس میں اس کی بیویاں بیٹے سب شامل تھے جہاز میں سوار کرا دیئے گئے جو اشبیلیہ کے دریائے الکبیر میں لا کھڑا کیا گیا تھا۔ آخر افریقہ کی طرف جانے کے لئے معتمد اس میں سوار ہو گیا۔ معتمد کا ایک ذاتی دوست اور شاعر ابنِ لوبانہ تھا جس وقت افریقہ کی طرف جانے کے لئے دریائے کبیر میں کھڑے جہاز میں معتمد اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ سوار ہوا تو معتمد کے اس شاعر دوست نے اس موقع پر ایک نظم کہی تھی۔ اس نظم کا ترجمہ کچھ اس طرح ہے۔

”شجاعت کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے شہزادے مغلوب ہوئے پھر ان کو جہاز تک لائے۔ دریا کے کنارے پر خلقت کا ہجوم تھا عورتیں بے نقاب تھیں ان کے چہروں سے رنج و الم ٹپک رہا تھا جس وقت جہاز چلا اور مفارقت ہوئی تو وہ کون سی پُر درد آہیں تھیں کہ زبان سے نہ نکلیں ہوں اور کون سے آنسو تھے جو آنکھوں سے جاری نہ ہوئے ہوں۔ افسوس ہمارے لئے یہاں کیا رہ گیا ہے۔ اے اجنبی! اب یہاں سے تو بھی جا اپنا سامان سمیٹ جود وسخا کا مسکن اجڑ گیا۔ اے لوگو جو کبھی شوق سے یہاں آنا چاہو گے۔ معلوم رکھو کہ جس خاندان کو تم تلاش کرو گے وہ پہلے ہی یہاں سے چلا گیا۔ افسوس کششِ باراں نے ہماری کھیتیاں جلا دیں اور اے شاہسوار! جس کے جلو میں زرق برق سپاہی ہیں اپنے ہتھیار رکھ دے اب وہ ہتھیار بے کار ہیں چونکہ تجھے نگلنے کے لئے شیر نے اپنے جبڑے کھول دیئے ہیں۔“

بہر حال سیر بن ابی بکر کے حکم سے معتمد اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ افریقی شہر طنجہ پہنچا جہاں اسے کچھ دن مہمان کی حیثیت سے رکھا گیا اس کے بعد امیر یوسف بن تاشفین جنہوں نے اس وقت مراکش میں قیام کر رکھا تھا ان کی طرف سے معتمد کے لئے یہ حکم آیا کہ معتمد کو مقناسہ شہر کی طرف منتقل کر دیا جائے۔ چنانچہ جب امیر یوسف بن تاشفین

Marfat.com

کا یہ حکم آیا تو معتمد کو طنجہ سے مقناسہ محافظوں کے ساتھ روانہ کیا گیا۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ راستے میں معتمد اور اس کے اہلِ خانہ کو لوگوں کا ایک انبوہ دکھائی دیا جو بارش کی دعا مانگنے کے لئے مسجد کی طرف جا رہے تھے۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ اس موقع پر معتمد نے ان لوگوں کو دیکھ کر فی البدیع جو اشعار کہے ان کا ترجمہ کچھ اس طرح ہے۔

''جب لوگ جو مینہ کی دعا مانگنے والے تھے مجھے ملے تو میں نے کہا کہ میرے آنسو مینہ کی جھڑی کا کام دے سکتے ہیں۔ ان لوگوں نے جواب دیا یہ تو درست ہے کہ آپ کے آنسو ضرور کافی ہوں گے لیکن مشکل یہ ہے کہ ان میں خون ملا ہوا ہے۔''

دراصل معتمد سے متعلق امیر یوسف بن تاشفین کا آخری فیصلہ یہ تھا کہ معتمد کو مستقل طور پر اغماد شہر میں رکھا جائے گا لیکن چونکہ معتمد کے ساتھ اس کے اہلِ خانہ تھے لہٰذا اسے طویل سفر کی زحمت نہیں دی جا رہی تھی چنانچہ طنجہ سے معتمد کو مقناسہ میں منتقل کیا گیا۔ وہاں چند ماہ تک اس کی مہمان نوازی کی گئی اس کے بعد اسے اغماد پہنچایا گیا جو مراکش کا ایک نامور اور مشہور شہر ہے۔ اس موقع پر معتمد کے بیٹے رشید نے اپنے باپ کا بہت خیال رکھا حالانکہ مؤرخین لکھتے ہیں کہ معتمد اس کے ساتھ کسی وجہ سے ناراض تھا اس لئے کہ رشید کے خیالات عموماً اپنے باپ سے نہیں ملتے تھے۔

اب معتمد کی اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ مستقل رہائش ایک طرح سے افریقی شہر اغماد ہی میں تھی۔ اغماد میں معتمد کا بہت خیال رکھا گیا حالانکہ اندلس میں مسلمانوں کے اتفاق وتعاون اور یکجہتی کو نقصان پہنچانے کے لئے اس معتمد نے کوئی کمی نہیں چھوڑی تھی۔ اس نے ہر وہ برا فعل کیا جس سے مسلمانوں کی یکجہتی پارہ پارہ ہو سکتی تھی اس کے باوجود اغماد میں اس سے کوئی باز پرس نہ کی گئی اور امیر یوسف بن تاشفین کی طرف سے اسے مراعات فراہم کی گئیں۔

یہاں تک مؤرخین لکھتے ہیں کہ اغماد میں قیام کے دوران رمیکیا جو معتمد کی ہر دلعزیز بیوی تھی سخت بیمار ہو گئی اور اس کے بچنے کی کوئی امید نہ رہی۔ اب اغماد میں جو اس وقت طبیب تھے انہوں نے رمیکیا کا علاج کیا لیکن تندرست نہ ہوئی۔ اس وقت افریقہ میں امیر یوسف بن تاشفین کے پاس جو سب سے بڑا طبیب تھا وہ ابنِ زہرہ تھا اس کا پورا نام ابوالعلاء ابنِ زہرہ تھا۔ وہ مراکش میں امیر بن تاشفین یوسف کے پاس قیام رکھتا تھا لیکن معتمد نے اس کے ساتھ ایسی زیادتی اور بددیانتی کی کہ معتمد نے اس طبیب کے

Marfat.com

دادا کی جائیداد ضبط کر لی تھی جب امیر یوسف بن تاشفین کے بھتیجے سیر بن ابی بکر نے اشبیلیہ فتح کیا تب امیر یوسف بن تاشفین کے حکم پر طبیب ابو لعلیٰ زہرہ کی وہ ساری جائیداد واگزاشت کرتے ہوئے اسے واپس کر دی گئی تھی۔

اب معتمد کی غیرت، اس کی حمیت اور شرمندگی یہ گوارہ نہ کرتی تھی کہ امیر یوسف بن تاشفین سے گزارش کرے کہ طبیب ابو لعلیٰ کو اس کی بیوی کے علاج کے لئے بھیجے اس لئے کہ لوگ کہتے تھے کہ اس کا علاج ابو لعلیٰ ہی کر سکتا ہے۔

چنانچہ جب یوسف بن تاشفین کو خبر ہوئی کہ معتمد کی بیوی رمیکیا سخت بیمار ہے اور ابو لعلیٰ کا علاج چاہتی ہے تب امیر یوسف بن تاشفین نے اپنے طبیب ابو لعلیٰ کو معتمد کی بیوی رمیکیا کا علاج کرنے کے لئے مراکش سے اغماد روانہ کیا۔ ابو لعلیٰ کے ساتھ حالانکہ معتمد کی سخت دشمنی تھی۔ ابو لعلیٰ معتمد کو پسند بھی نہیں کرتا تھا لیکن یوسف بن تاشفین نے ابو لعلیٰ کو بھیجا اور ابو لعلیٰ نے بڑی محنت سے رمیکیا کا علاج کیا اور رمیکیا تندرست ہو گئی تب معتمد ایک طرح سے امیر یوسف بن تاشفین اور طبیب ابو لعلیٰ زہرہ کا معتقد ہو گیا تھا۔ بہر حال معتمد نے اپنی بقیہ زندگی کے دن اب اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ افریقی شہر اغماد میں گزار دیئے تھے۔

Marfat.com

✿

اشبیلیہ شہر کا انتظام درست کرنے کے بعد ایک روز اپنے سارے سالاروں کا اس نے اجلاس طلب کیا جب سارے سالار جمع ہو گئے تب سیر بن ابی بکر انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے عزیز بھائیو! میرے ساتھیو! ہماری خوش قسمتی ہے کہ اشبیلیہ کو ہم نے اندلس کے اتحاد میں شامل کر لیا ہے ہمارے اس فعل سے اندلس میں مسلمانوں کی طاقت اور قوت میں اضافہ ہوگا لیکن ابھی ہم نے بہت کچھ کرنا ہے۔ معتمد افریقہ جا چکا ہے اشبیلیہ میں جو اس کی باقیات ہے وہ اطاعت قبول کر چکی ہے لیکن ابھی اس کے دو بیٹے ہیں جو بغاوت اور سرکشی پر آمادہ ہو سکتے ہیں ایک راضی جو ان دنوں رندہ کا حاکم ہے اور یہ بڑا باغی اور بڑا متمرد اور گھمنڈ رکھنے والا انسان ہے۔ معتمد کا دوسرا بیٹا معتد مرتلا کے علاقے کا حاکم ہے اور یہ دونوں آسانی سے ہتھیار نہیں ڈالیں گے۔ اس سلسلے میں میں چاہتا ہوں دو لشکر تیار کئے جائیں ایک راضی کا رخ کرے گا دوسرا معتمد کے بیٹے معتد کی طرف جائے گا۔ میں چاہتا ہوں غیر در بن شبیب اور زیدون بن مسلم دونوں رندہ کا رخ کریں اگر تو راضی لڑے بغیر اطاعت قبول کرے تو اسے کچھ نہ کہا جائے اسے اس کے باپ کی طرف افریقہ روانہ کر دیا جائے اور اگر مقابلہ کرنے پر اترے تو پھر جو اس کی قسمت میں لکھا ہے وہ اسے مل کر رہے گا۔

دوسرا لشکر میں چاہتا ہوں زکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کی سرکردگی میں مُرتلا کا رخ کرے وہاں معتد سے مقابلہ کیا جائے اگر وہ بھی بغیر لڑے اپنے علاقے سے دستبردار ہو کر اندلس میں مسلمانوں کی ایک مضبوط اور مستحکم حکومت قائم کرنے کا حامی ہو

Marfat.com

جائے تو اسے بھی اس کے باپ کی طرف افریقہ روانہ کر دیا جائے کچھ نہ کہا جائے اور اگر لڑنے بھڑنے پر آمادہ ہو جائے تو پھر اس کا مقابلہ کیا جائے۔

یہاں میں یہ بھی کہوں گا کہ داؤد بن عائشہ نے اپنی بیوی کو جزیرۃ الخضراء سے یہاں بلا لیا اور اس وقت وہ اس کے ساتھ اشبیلیہ ہی میں قیام کیئے ہوئے ہے میں چاہوں گا کہ زکریہ بن ادریس بھی اس مہم میں اپنی بیوی کو اپنے ساتھ لے جا سکتا ہے اس لئے کہ اس لڑکی نے زکریہ بن ادریس کے لئے بڑے دکھ دیکھے ہیں اب اس کے سکھ اس کے سکون کا دور شروع ہو گا۔

لشکر کا تیرا حصہ یہاں میرے پاس اشبیلیہ میں رہے گا اور تیز رفتار قاصدوں اور مخبروں کے ذریعہ میرے تم چاروں کے ساتھ روابط اور تعلقات رہیں گے اور جہاں کہیں بھی ضرورت ہوئی میں رسد او کمک کا اہتمام اور انتظام کرتا رہوں گا اور کسی بھی سالار کو کسی شے کی کمی نہیں محسوس ہونے دوں گا اور جہاں میں دیکھوں گا کہ دشمن زیادہ زور کر رہا ہے تو وہاں لشکر لے کر خود بھی پہنچوں گا۔ میرے خیال میں کل سے ہمیں اپنی مہموں کی ابتداء کر دینی چاہیے۔"

سیر بن ابی بکر کے ان خیالات سے سب نے اتفاق کیا تھا۔ چنانچہ کچھ دیر وہاں بیٹھ کر منصوبہ بندی ہوتی رہی اس کے بعد وہ اجلاس ختم کر دیا گیا تھا۔

اس اجلاس کے بعد زکریہ بن ادریس حویلی میں داخل ہوا اس وقت انیتش، اموسیہ اور رواندہ تینوں دیوان خانہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ بھی سیدھا دیوان خانہ کی طرف گیا اور رواندہ کے قریب جو ایک خالی نشست تھی اس پر ہو بیٹھا۔ اس موقع پر زکریہ بن ادریس کو مخاطب کرتے ہوئے رواندہ کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ انیتش پہلے بول پڑا۔

"بیٹے! سیر بن ابی بکر نے سارے سالاروں کو بلایا تھا کیا کوئی اہم فیصلہ ہوا ہے؟"

انیتش کے اس سوال پر مختلف سمتوں کی طرف جو لشکر بھیجنے کی منصوبہ بندی کی گئی تھی اس کی تفصیل کہہ دی تھی۔

یہاں تک کہنے کے بعد زکریہ بن ادریس رُکا ایک غائر نگاہ اپنے پہلو میں بیٹھی رواندہ پر ڈالی پھر انیتش اور اموسیہ دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"میں آپ دونوں سے ایک انتہائی اہم امر کی اجازت لینا چاہتا ہوں اور وہ......"

زکریہ بن ادریس یہیں تک کہنے پایا تھا کہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے انیتش بڑی

Marfat.com

شفقت میں بول اٹھا۔

"بیٹے! یہ تم کس قسم کی گفتگو کرتے ہو؟ تم اب اس گھر کے فرد ہو۔ تم اس گھر کے لئے فیصلہ کرنے کے مجاز ہو جو فیصلہ تم کرو وہ ہمارے لئے آخری ہوا کرے گا۔"

انیتش کے ان الفاظ پر زکریہ بن ادریس کے چہرے پر مسکراہٹ کھیل گئی تھی پھر کہنے لگا۔

"بابا! بات دراصل یہ ہے اگر آپ اجازت دیں تو اس مہم میں روانده کو اپنے ساتھ لے جاؤں۔ یہ سیر بن ابی بکر کی بھی خواہش ہے۔ اس لئے کہ داؤد بن عائشہ نے بھی اپنی بیوی کو جزیرة الخضراء سے یہاں منگا لیا ہے اور اس کی بیوی بھی اس کے ہمراہ ہو گی۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ روانده کے جانے سے آپ کو کسی قسم کی......"

زکریہ بن ادریس کے ان الفاظ پر جہاں روانده بے پناہ خوشی کا اظہار کر رہی تھی وہاں انیتش نے پھر اس کی بات کاٹ دی۔

"بیٹے! تم آخر اس سلسلے میں معصوم کے معصوم ہی رہے۔ اپنا معاملہ پیش کرنے کے لئے تم نے میرے بچے الفاظ درست استعمال نہیں کئے۔ بچے! تمہیں یہ نہیں کہنا چاہئے تھا کہ میں روانده کو اپنے ساتھ لے جاؤں کہ نہیں؟ یہ کہنا چاہئے تھا کہ میں اس مہم میں روانده کو اپنے ساتھ لے جا رہا ہوں جہاں تک ہم دونوں کی تکلیف کا تعلق ہے تو میرے بچے تم روانده کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتے ہو تو اس میں ہماری خوشی اور طمانیت کی کوئی انتہاء نہ ہو گی۔

ہم تم دونوں کو خوش دیکھنا چاہتے ہیں۔ بس اس کے علاوہ ہمیں کچھ نہیں چاہئے۔"

انیتش کا جواب سن کر زکریہ بن ادریس خوش ہو گیا تھا پھر اس نے اپنے پہلو میں بیٹھی روانده کی طرف دیکھا کہنے لگا۔

"روانده! اس سلسلے میں تمہارا کیا خیال ہے؟"

روانده نے مسکراتے ہوئے اور کسی قدر گھورنے کے انداز میں زکریہ بن ادریس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔

"میرا اس سلسلے میں کیا خیال ہونا ہے؟ کیا مجھے آپ کے ساتھ رہتے ہوئے ڈر لگتا ہے؟ آپ کے ساتھ رہنا ہی تو میری زندگی کا مقصد ہے۔"

روانده کے اس جواب پر زکریہ بن ادریس کچھ دیر مسکراتا رہا پھر کہنے لگا۔

Marfat.com

"اچھا یہ بات ہے تو پھر اٹھو! کھانا کھائیں اور اس کے بعد اپنی تیاری کر لو۔ لشکر یہاں سے کوچ کرے گا۔"

اس پر روانده اٹھ کھڑی ہوئی پھر وہ دونوں ماں بیٹی دیوان خانہ میں کھانا لگا رہی تھیں۔

❊❊❊

طے شدہ منصوبہ بندی کے تحت غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم نے رندہ کے علاقے کا اور ذکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ نے اپنے لشکر کے ساتھ مُرتلا کی طرف پیش قدمی کی تھی۔

جہاں تک رندہ شہر کا تعلق ہے تو یہ اسپین کے موجودہ صوبہ مالقہ میں اس کی مغربی سرحد کے قریب جبلِ رندہ کی ایک چوٹی پر واقع ہے اور ایک پرانا شہر شمار کیا جاتا ہے۔ یہاں زراعت بہت کثرت سے ہوتی تھی اور شہر کے نیچے ایک دریا بھی بہتا تھا۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ ہجری 138ھ میں جس وقت عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام اندلس میں داخل ہوئے تو ان علاقوں پر بَربَر کا قبیلہ بنوالخلی آباد ہو چکا تھا۔ چنانچہ رندہ کے جنوب میں ایک چھوٹا سا شہر بنوخلی نے آباد کیا تھا جو اب تک موجود ہے اور جو اس قبیلہ کی بود و باش کی وجہ سے انہی کے نام پر مشہور ہو گیا۔

جغرافیہ دان لکھتے ہیں کہ رندہ کا شہر بالکل پہاڑی علاقہ میں واقعہ تھا جس کی کیفیت مشہور مغربی پروفیسر ڈوچی نے تفصیل کے ساتھ لکھی ہے وہ کہتا ہے۔

"ایک سیاح جو قرطبہ سے مالقہ کا سفر اختیار کرتا ہے اس شوق میں کہ ایک نہایت خوبصورت گو خطرناک ملک دیکھنے میں آئے گا اس کا کچھ خیال نہیں کرتا کہ دشوار و ناہموار راستوں پر گاڑی کے جھٹکے اور ہچکولے گھوڑوں کی سست روی اور سفر کی خستہ حالی کیا حالت کرے گی۔ جب قرطبہ سے چلتا ہے تو وادیٔ شُنیل تک اسے ایسی زمین ملتی ہے جو اونچی نیچی ضرور ہوتی ہے لیکن ہر طرف لہلہاتی کھیتیاں اور ہرے بھرے کھیت نظر آتے ہیں۔

جب دریائے شُنیل سے اتر لیتا ہے تو شہر قنبل تک ایک مُسطح زمین ملتی ہے۔ اس ہموار قطعہ سے نکل کر وہ رندہ اور مالقہ کے پہاڑوں میں داخل ہوتا ہے۔ یہ سب سے زیادہ خوشنما حصہ اس ملک کا ہے۔ یہاں جگہ جگہ پر پہاڑیاں اور پہاڑ بلند و خوشنما عجیب

Marfat.com

نمونہ خدا کی قدرت کے نظر آتے ہیں۔ شاہ بلوط اور کاک کے سرسبز جنگلوں نے پہاڑوں کے دامن ڈھک رکھے ہیں۔ ندیاں اور نالے گہرے اور تاریک جگہ جگہ ملتے ہیں اور ان کا پانی اپنی گزرگاہوں میں اونچی اونچی چٹانوں سے نشیب میں اس زور سے گرتا ہے کہ کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی۔

جا بجا پہاڑوں کی چوٹیوں پر برباد قلعے اور شکستہ برج نظر آتے ہیں کہیں کہیں پہاڑوں کی ڈھلانوں پر چھوٹے چھوٹے گاؤں آباد ہیں پہاڑوں کی چوٹیاں بالکل بے برگ و بار ہیں اور کہیں کہیں پہاڑوں کے کچھ حصے بالکل سیاہ اور خاکستر رنگ کے ہیں جن کو دیکھ کر خیال ہوتا ہے کہ ہزار ہا برس بجلیوں نے گر گر کر اس کو کچھ جلا دیا ہے۔

جبکہ انہی کے دوسروں حصوں کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ پھولوں میں پڑے ہنس رہے ہیں۔ جگہ جگہ تاکستان اور باغات ہیں جو بادام اور ترنج و انار کے درختوں سے پٹے پڑے ہیں۔ چپہ چپہ پر نہریں سیب و ناشپاتیوں کے باغوں میں سے ہوتی ہوئی چاروں طرف کی زمین کو شاداب کرتی ہیں۔ کھیت ہر طرف دکھائی دیتے ہیں جن میں سن کے علاوہ ہر قسم کا غلّہ پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ غلّہ وہ ہوتا ہے جس کی روٹی بہت ہی اجلی پکتی ہے۔

طارق بن زیاد اور موسیٰ بن نصیر کی ابتدائی فتوحات کے سلسلے میں رندہ اور اس کے سرسبز اور شاداب علاقے پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا تھا اور اس وقت سے طوائف الملو کی کی ابتداء تک یہ شہر اور اس کا علاقہ مسلمانوں کے تسلط میں رہا۔

تاہم امیر عبداللہ کے زمانہ میں یعنی ہجری 275 ھ اور 888 ء میں البتہ ایک باغی ابنِ حسون نے رندہ کے علاقوں پر تسلط کر لیا تھا لیکن اس کے بعد اندلس کے عظیم خلیفہ عبدالرحمٰن الناصر کے زمانہ میں جب ابنِ حسون کی بغاوت اور حکومت کا خاتمہ کر دیا گیا تو یہ علاقہ پھر بدستور مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا تھا۔

اور اب اس علاقے پر معتمد کے بیٹے رضی کی حکومت تھی۔ غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم جب دونوں اپنے لشکر کو لے کر رندہ پہنچے تو سب سے پہلے انہوں نے معتمد کے بیٹے رضی کو پیغام بھجوایا کہ وہ مقابلہ کرنے یا جنگ کی ابتداء کرنے سے بہتر ہے کہ رندہ ان کے حوالے کر دے وہ ایسا کرتا ہے تو اسے خیر و عافیت کے ساتھ اپنے باپ کے پاس افریقہ روانہ کر دیا جائے گا۔ غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم کے بار

Marfat.com

بار سمجھانے کے باوجود رضی نہ مانا تمرد اور سرکشی پر اُڑا رہا اور مقابلہ کرنے کی ٹھان لی۔ دراصل رندہ کا قلعہ ایک کوہستانی سلسلے کے اوپر تھا بڑا مضبوط اور مستحکم تھا اور رضی کا خیال تھا کہ غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم اسے فتح نہیں کر پائیں گے اور اسی قلعے میں اپنی قوت اور طاقت کو بڑھاتے ہوئے وہ اپنی عملداری کو مزید علاقوں تک پھیلاتا چلا جائے گا۔

لیکن غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم نے ہر صورت میں اسے فتح کرنے کا تہیہ کر لیا تھا۔ اس شہر پر غیردر بن شبیب کے حملے سے متعلق مسلمان مؤرخین لکھتے ہیں۔

''رضی کا خیال تھا کہ رندہ کا قلعہ حملہ آوروں سے مدت تک فتح نہ ہو سکے گا۔ غیردر بن شبیب مرابطین کا سپہ سالار جو رندہ کی فتح کے لئے مقرر کیا گیا تھا قلعہ سے کچھ دور رہتا تھا۔ آخر طویل جدوجہد کے بعد جب رضی کی ہمت ہار گئی اور اس نے یہ اندازہ لگا لیا کہ وہ اب زیادہ مدت تک قلعہ کا دفاع نہیں کر سکے گا تو اس نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا اس لئے کہ اب اس کے پاس رسد اور کمک دونوں کی کمی تھی جسے وہ کہیں پورا نہیں کر سکتا تھا چونکہ بار بار سمجھانے کے باوجود رضی نے ہتھیار نہیں ڈالے تھے قلعہ غیردر بن شبیب کے حوالے نہیں کیا تھا۔'' چنانچہ مؤرخین لکھتے ہیں کہ غیردر نے اس جرم میں رضی کو معاف نہیں کیا اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

دوسری طرف زکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ مرتلا کی طرف بڑھے۔ مرتلا کو جغرافیہ دانوں مارتلہ بھی لکھا ہے۔ اس کا اسپینی نام موراتلہ بھی ہے عربی میں زیادہ تر اسے مرتلہ ہی لکھا گیا اور یہ مشرقی اندلس میں صوبہ مرسید کا ایک مشہور شہر تھا۔

اس شہر کا قدیمی رومن نام مِتلس تھا۔ اس شہر کی نسبت مؤرخین اور جغرافیہ دان شریف ادریسی لکھتے ہیں۔

''یہ اپنے استحکام اور مضبوطی میں مشہور تھا یہاں کے گرم چشمے جہاں مریض صحت حاصل کرنے کے لئے آتے تھے۔ اب تک مشہور ہیں۔ ابتدائی فتوحات کے زمانہ یعنی پہلی صدی ہجری کے آخری دہم میں مسلمانوں کی حکومت اس شہر پر ہوئی۔ پہلے ملوک بنو امیہ اندلس کی حکومت رہی اس کے بعد زمانہ طوائف الملوکی میں ایک شخص ابنِ طیفور نے یہاں ایک خودسر حکومت قائم کر لی تھی جس کو اشبیلیہ کے حکمران معتضد نے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا تھا یہ معتضد معتمد کا باپ تھا اور اب اس شہر پر معتمد کا بیٹا معتد

Marfat.com

حکومت کر رہا تھا۔"

جو شرائط غیر در بن شبیب اور زیدون بن مسلم نے معتمد کے بیٹے رضی کو رندہ شہر میں پیش کی تھیں وہی زکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ نے مرتلہ کے حاکم معتد کو پیش کیں۔ معتد جانتا تھا کہ اگر اس نے باغیانہ رویہ اختیار کیا مقابلہ کرنے کی ٹھان لی تو اسے زکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کے ہاتھوں اپنی شکست کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لہٰذا اس نے بغیر لڑے بھڑے خاموشی اور رضامندی سے شہر زکریہ بن ادریس کے حوالے کر دیا اور زکریہ بن ادریس نے اس نے کوئی تعرض نہ کیا اور اسے امان دے کر اپنی مرضی سے جہاں چاہے چلے جانے کے لئے کہہ دیا تھا۔

اس کے بعد زکریہ بن ادریس، داؤد بن عائشہ غیر در بن شبیب اور زیدون بن مسلم چاروں نے اب اپنے دونوں لشکروں کو یکجاء کر لیا تھا۔ رندہ اور مرتلہ کی شاندار فتوحات کے بعد آخر انہوں نے پہلے سے طے شدہ منصوبہ بندی کے مطابق دوسرے علاقوں کا رخ کیا۔ پہلے المریہ پر ان کا قبضہ ہوا اس لئے کہ المریہ کی فتح ان کے لئے بڑی آسان ثابت ہوئی۔ المریہ کے پہلے حاکم کا جب انتقال ہونے لگا تو اس نے اپنے بڑے فرزند عزی الدین سے یہ کہہ دیا تھا کہ اگر سیر بن ابی بکر اشبیلیہ کو فتح کر لے تو تم افریقہ میں بجایہ کے بادشاہ کے پاس چلے جانا اور المریہ کو سیر بن ابی بکر کے لئے چھوڑ دینا۔ ایسا ہی ہوا المریہ پر بڑی آسانی سے قبضہ ہو گیا۔

المریہ کا انتظام سنبھالنے کے بعد چاروں پھر حرکت میں آئے اس کے بعد انہوں نے مرسیہ و دانیہ اور شادماں پر بھی فتح کے پرچم لہراتے ہوئے ان پر قبضہ کر لیا تھا اب چاروں اپنے لشکر کو لے کر بطلیوس کی طرف بڑھے۔

بطلیوس پر اس وقت متوکل کی حکومت تھی اس کے پاس بڑی عسکری طاقت بھی تھی۔ اس نے جب دیکھا کہ سیر بن ابی بکر کے چاروں سالار اس کے اردگرد کے سارے علاقوں کو فتح کر چکے ہیں تب اسے اپنے متعلق خدشات ہوئے اور بطلیوس کے حاکم متوکل نے اپنی عسکری تیاریوں کو زور و شور کے ساتھ عروج پر لانے کے انتظامات کر لئے تھے۔

جہاں تک بطلیوس شہر اور اس کی حکومت کا تعلق تھا تو یہ شہر دراصل مسلمانوں کا بسایا ہوا تھا۔ بطلیوس خود عربی لفظ نہیں ہے یہ خیال کیا جاتا تھا کہ یہاں پہلے کوئی ایسا شہر آباد

Marfat.com

ہو گا جس کا نام عربی کے علاوہ کسی اور زبان کا ہو گا اس کو عربوں نے معرب کر کے بطلیوس بنا لیا ہو گا لیکن باوجود کوشش کہ یہ نہیں دریافت ہو سکا کہ اس شہر کے موقعہ پر پہلے کوئی شہر آباد تھا اور اگر آباد تھا تو اس کا نام کیا تھا؟

بطلیوس شہر کے گرد مسلمانوں کی بنائی ہوئی شہر پناہ بھی تھی اور شہر پناہ کے گرد تین خندقیں تھیں جن میں سے ایک کی سطح دوسری سے اونچی بنائی گئی تھی۔ ان میں دو خندقیں خشک رہتی تھیں اور ایک میں پانی بھرا رہتا تھا اس خندق کے بھرنے کے لئے پانی کا ایک خزانہ بنا ہوا تھا جس سے اب تک شہر میں آب رسانی کا کام لیا جاتا ہے۔

یہ تمام تعمیرات مسلمانوں کے وقت کی اب تک کچھ نہ کچھ چلی آتی ہیں مسلمانوں کے وقت کا ایک قلعہ بھی شکستہ حالت میں اب تک موجود ہے۔ اس کی دیواروں اور بُرجوں کے بلند کنگرے اب تک شہر کی پیشانی کا تاج معلوم ہوتے ہیں۔ بطلیوس گو عربی لفظ نہیں لیکن مسلمانوں کا رکھا ہوا نام ہے اسی بطلیوس سے اس کا موجودہ نام بیڈہ جیوس رکھ دیا گیا ہے۔

بنو امیہ کے دور سلطنت میں ایک نو مسلم خاندان کا شخص ابنِ مروان جلیکی خلافتِ قرطبہ سے باغی ہو گیا تھا اور اس نے اپنا صدر مقام بطلیوس کو قرار دے دیا تھا۔ تقریباً 56 برس تک یہ شہر اور اس کا علاقہ دولتِ بنو امیہ سے بغاوت اور سرکشی پر آمادہ رہا لیکن خلیفہ عبدالرحمٰن الناصر کا زمانہ جب آیا تو وہ سلطنتِ قرطبہ کا بالکل مطیع ہو گیا۔

کہا جاتا ہے کہ پانچویں صدی ہجری کے اوائل میں محمد بن ابی عامر المنصور کے خاندان کا ایک آزاد غلام شاہ پور نامی بطلیوس میں خود مختار حاکم بن بیٹھا تھا اور المنصور حاکم خلیفہ ہشام ثانی کے نام کا سکہ اس نے اپنی طرف سے جاری کیا اور اب اسی شہر پر متوکل حکومت کر رہا تھا۔

جس وقت زکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ اپنے ساتھی سالاروں کے ساتھ دوسرے شہروں کو فتح کر رہے تھے اس وقت بطلیوس کے حاکم متوکل نے کوئی اہمیت نہ دی لیکن جب وہ شہر پر شہر فتح کرتے چلے گئے تب متوکل کچھ پریشان ہوا پہلے تو اس نے جنگی تیاریوں کو اپنے عروج پر پہنچا دیا لیکن جب اس کے امراء اور مشیروں نے اسے یہ مشورہ دیا کہ وہ کسی بھی صورت زکریہ بن ادریس اور اس کے ساتھی سالاروں کا مقابلہ نہیں کر سکے گا اور وہ بڑی آسانی سے بطلیوس شہر کو فتح کر لیں گے۔ لہٰذا اس کے سامنے

Marfat.com

دو ہی راستے ہیں۔

اوّل یہ کہ مسلمانوں کے اتحاد اور تعاون کی خاطر بطلیوس کی حکومت سے دستبردار ہو کر شہر سیر بن ابی بکر کے سالاروں کے حوالے کر دے۔

دوئم یہ کہ کسی کو اپنی مدد پر آمادہ کرے اور اس کے ساتھ مل کر اگر بطلیوس شہر کا دفاع کر سکتا ہے تو کر لے۔

متوکل نے دوسری صورتِ حال کو ترجیح دی چنانچہ اس نے سیر بن ابی بکر کے لشکر سے چھٹکارہ حاصل کرنے اور اس کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے دو تیز رفتار قاصد افونش کی طرف روانہ کئے تھے اور سیر بن ابی بکر کی طاقت اور قوت کے خلاف افونش سے مدد طلب کی تھی۔ اس طرح بطلیوس کے حاکم متوکل نے بھی وہی کام کیا جو اس سے پہلے اشبیلیہ کا حاکم معتمد کر چکا تھا اور جسے اس کی سزا بھی مل چکی تھی۔

❁❁❁

افونش ایک روز اپنی بیوی یستہ بیٹی مغرینا اور بیٹے برگنزا کے ساتھ بیٹھا سلطنت کے امور سے متعلق گفتگو کر رہا تھا کہ اس کا چوبدار آیا اور افونش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''مالک! بطلیوس کے حاکم متوکل کی طرف سے دو قاصد آئے ہیں اور فی الفور آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے ہیں۔''

ان الفاظ پر افونش چونکا تھا کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

''دونوں کو میرے پاس بھیجو تاکہ میں جانوں وہ کس مقصد کے تحت میری طرف آئے ہیں؟''

چوبدار پیچھے ہٹا پھر دو اشخاص کو وہ لے کر آیا اور انہیں افونش کے سامنے کھڑا کر دیا۔

افونش نے پہلے غور سے ان کا جائزہ لیا پھر انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے چوبدار نے مجھے بتایا ہے کہ تمہیں حاکم بطلیوس متوکل نے میری طرف بھیجا ہے کہو! میرے نام اس کی طرف سے کیا پیغام لے کر آئے ہو؟''

اس پر ایک قاصد بولا اور کہنے لگا۔

''اے شمال کے عظیم بادشاہ! بطلیوس کو اس وقت سیر بن ابی بکر کے لشکر سے انتہاء درجہ کا خطرہ ہے۔ ہمارے آس پاس اور ارد گرد جتنے شہر تھے ان پر سیر بن ابی بکر کے لشکر کا قبضہ ہو چکا ہے اب اس کا لشکر یقیناً ہمارے مرکزی شہر بطلیوس کی طرف بڑھے گا۔

Marfat.com

چنانچہ بطلیوس کے حاکم متوکل نے ہم دونوں کو آپ کی خدمت میں اس لئے بھیجا ہے کہ آپ سیر بن ابی بکر کے لشکر کے مقابلے میں حاکم بطلیوس متوکل کی مدد کریں۔"

قاصد جب خاموش ہوا تب غائر نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے افونش کہنے لگا۔

"اگر سیر بن ابی بکر کے لشکر کے مقابلے میں متوکل کی مدد کرتے ہیں تو اس کے حصہ میں متوکل ہمیں کیا دے گا؟"

اس پر قاصد جو سارا معاملہ پہلے سے متوکل کے ساتھ طے کر کے آیا تھا فوراً افونش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اگر آپ سیر بن ابی بکر کے مقابلہ میں ہمارے حاکم متوکل کی مدد کرتے ہیں تو متوکل نے ہمیں یہ کہلا کر بھیجا ہے کہ اس صلہ میں آپ متوکل کے تین شہروں کو اپنی سلطنت میں شامل کر سکتے ہیں پہلا شہر اشبونہ دوسرا شہر شنترہ اور تیسرا شہر شنترین ہیں۔ متوکل کا یہ بھی کہنا ہے کہ اگر آپ سیر بن ابی بکر کے لشکر کے مقابلے میں ہماری مدد کے لئے تیار ہو جائیں تو بھلے ابھی سے ان تینوں شہروں کو آپ اپنی مملکت میں شامل کر لیں۔"

قاصد کے اس جواب پر افونش خوش ہو گیا تھا پھر کہنے لگا۔

"تم دو دن یہاں میرے مہمان خانہ میں قیام کرو ان دو دنوں میں اپنے لشکر کی ترتیب دے لیتا ہوں اس کے بعد میں لشکر لے کر تمہارے ساتھ ہی متوکل کی مدد کے لئے روانہ ہوں گا۔"

افونش کا جواب سن کر متوکل کے قاصد خوش ہو گئے تھے پھر افونش کے کہنے پر اس کا چوبدار ان دونوں قاصدوں کو اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

دونوں قاصدوں کے جانے کے بعد افونش کی بیٹی مغریتا بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے افونش کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"بابا! اس سے بہتر اور شاندار موقع مسلمانوں پر ضرب لگانے کے لئے ہمیں نہیں ملے گا۔ اس کی دو وجوہات ہیں۔

(i) پہلی یہ کہ اب ہم نے مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے لشکر کی تیاری کو آخری شکل دے رکھی ہے اور ہمارا لشکر اب پہلے کی نسبت کئی گنا بڑا بھی ہے۔

Marfat.com

(ii) دوسری وجہ یہ کہ ہم نے تیغ زنی کا مقابلہ کرنے کے لئے دو بہترین تیغ زنوں کا انتخاب بھی کر لیا ہے جن سے ہم نے زکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کا مقابلہ کر کے مسلمانوں کے ان دونوں سالاروں کو موت کے گھاٹ اتروانا ہے۔

بابا! میں سمجھتی ہوں کہ متوکل کی مدد کرنے میں ہمیں بالکل تاخیر سے کام نہیں لینا چاہئے۔ فوراً ایک لشکر لے کر جنوب کا رخ کرنا چاہئے اور متوکل کے ساتھ مل کر سیر بن ابی بکر کے لشکر کو شکست دینی چاہئے۔

بابا! شروع میں جب انفرادی مقابلے ہوں گے تو اس بار میرا دل کہتا ہے کہ ہم نے اپنے جن دو نامور تیغ زنوں کا انتخاب کیا ہے وہ یقیناً زکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ دونوں کو انفرادی مقابلے میں زیر کرنے اور موت کے گھاٹ اتارنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ بابا! میں آپ سے کہوں کہ اگر مسلمانوں کے یہ دونوں سالار انفرادی مقابلے میں مارے گئے تو پھر مسلمانوں پر بد دلی چھا جائے گی۔ ان کے لشکریوں کے حوصلے پست ہو جائیں گے اور وہ ہمارا مقابلہ نہیں کر سکیں گے اور فتح ہماری ہو گی۔ ایک بار ہم نے مسلمانوں کے خلاف شاندار فتح حاصل کر لی تو پھر لکھ رکھیے آنے والے دور میں ہماری فتوحات اور سیر بن ابی بکر کی شکستوں کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔

''بابا! اس کے علاوہ جن دو تیغ زنوں کا ہم نے انفرادی مقابلے کے لئے انتخاب کیا ہوا ہے ان پر آپ نے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ اگر وہ دونوں جیت گئے تو ان دونوں میں سے ایک کے ساتھ آپ کی بیٹی مغریتا شادی کر لے گی اور ان دو میں سے میں خود انتخاب کروں گی کہ کسے میں نے اپنی زندگی کا ساتھی بنانا ہے۔ بابا! وقت نہیں ضائع کرنا چاہئے۔ اس سے بہتر موقع پھر ہمیں کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد مغریتا جب خاموش ہوئی تب اس کا بھائی برگنزا افونش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''بابا! اس سلسلے میں میں بھی اپنی بہن مغریتا سے اتفاق کرتا ہوں اس کا کہنا درست ہے۔ ہم ابھی سے اٹھ کھڑے ہوں اپنے لشکر کی تیاری کو آخری شکل دیں اور اس کا فوری سامان تیار کریں اور مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے روانہ ہو جائیں۔ اس موقع پر میں یہ بھی کہوں گا کہ عام مسلمان حاکموں کی نسبت متوکل کے پاس بڑا لشکر ہے اور اس کے ساتھ مل کر یقیناً ہم سیر بن ابی بکر کے لشکر کو شکست دینے میں کامیاب ہو

Marfat.com

جائیں گے۔“

افونش نے اس سے اتفاق کیا تھا لہٰذا اپنے لشکر کی تیاریوں کو آخری شکل دینے کے لئے افونش اور اس کا بیٹا برگنزا دونوں اٹھ کھڑے ہوئے تھے تاکہ اس مہم سے متعلق اپنے سالاروں کو آگاہ کرنے کے ساتھ ساتھ لشکر کی تیاری کو بھی آخری شکل دیں۔ اس طرح افونش نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کر کے اپنے نامور سالاروں کو اس میں رکھا۔ اس کی بیٹی مغریتا اور بیٹا برگنزا بھی لشکر میں شامل تھے پھر شاہانہ انداز اور عجیب سی کروفر اور شان و شوکت کے ساتھ افونش بڑے تمرد اور گھمنڈ کے ساتھ بطلیوس کے حاکم متوکل کی مدد کے لئے روانہ ہوا تھا۔ اس لئے کہ متوکل نے اسے تین شہر دینے کا لالچ جو دیا تھا۔

دوسری طرف زکریہ بن ادریس، داؤد بن عائشہ، غیرور بن شبیب اور زیدون بن مسلم چھوٹے بڑے سارے شہروں کا صفایا کرنے اور ان پر قبضہ کرنے اور وہاں کے انتظامات اور انصرام کرنے کے بعد بطلیوس کی طرف پیش قدمی کر رہے تھے کہ راستے میں انہیں ان کے مخبر آن ملے۔ چنانچہ لشکر کو روک دیا اس وقت چاروں لشکر کے آگے تھے۔ مخبر ان کے قریب آئے ان میں سے ایک زکریہ بن ادریس اور اس کے ساتھی سالاروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

”ہم آپ کے لئے ایک انتہائی اہم خبر لے کر آئے ہیں ہم یہ تو نہیں دعویٰ کرتے کہ یہ خبر اچھی ہے یا بُری لیکن اس کی اہمیت سے انکار نہیں کر سکتے اور اگر ہم بروقت قدم اٹھائیں تو فوائد بھی حاصل کر سکتے ہیں۔“

قاصد جب خاموش ہوا تب اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے زکریہ بن ادریس بول اٹھا۔

”میرے عزیز! کھل کر کہو کیا معاملہ ہے؟“

اس پر آنے والا مخبر بولا۔

”پہلے تو بطلیوس کے حاکم متوکل نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہ اپنے لشکر سے آپ کا مقابلہ کرے گا لیکن جب اس کے امراء اس کے سالاروں نے اسے یہ مشورہ دیا کہ وہ آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا تب اس نے اپنے تیز رفتار قاصد افونش کی طرف روانہ کیے اور افونش سے اس نے مدد طلب کی ہے۔ اس مدد کے صلہ میں متوکل نے افونش کو یہ پیش کش کی

Marfat.com

ہے اگر وہ سیر بن ابی بکر کے لشکر کے مقابلے میں اس کی مدد کرتا ہے تو متوکل اپنے تین بڑے شہر اشبونہ، شنترہ اور شنترین تینوں افونش کے حوالے کر دے گا اور افونش اس بات کا مجاز ہوگا کہ وہ ان تینوں شہروں کو اپنی سلطنت میں شامل کر لے یہ ایک خبر ہے۔

اس خبر کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ افونش نے اب اپنے لشکر میں بے پناہ اضافہ کر لیا ہے۔ اس کا لشکر اب پہلے سے کئی گنا بڑا ہے۔ اس لئے کہ اس کی اب سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ کسی نہ کسی طرح ایک بار مسلمانوں کے خلاف اپنی فتح کا در کھولے اس کے بعد اس کی فتوحات کا سلسلہ آپ سے آپ شروع ہو جائے گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد قاصد رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"افونش، اس کی بیٹی اور اس کے سارے سالاروں اور بیٹے تک کا یہ خیال ہے کہ مسلمانوں کے مقابلے میں ان کی شکست کا باعث آپ چاروں سالار ہیں خصوصیت کے ساتھ زکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ آپ دونوں کو تو وہ اپنا بدترین دشمن خیال کرتے ہیں۔ لہٰذا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر آپ دونوں کا خاتمہ کر دیا جائے تو افونش کی فتوحات کا سلسلہ کھل جائے گا۔ چنانچہ انھوں نے اپنی ساری مملکت سے دو عمدہ قسم کے سالاروں کا چناؤ کیا ہے اور یہ چناؤ گزشتہ کئی ہفتوں کے تیغ زنی کے مقابلے کرانے کے بعد عمل میں آیا ہے اب انہوں نے دو بہترین تیغ زنوں کا جو انتخاب کیا ہے وہ تیغ زن آنے والے ٹکراؤ میں زکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ آپ دونوں کو باری باری انفرادی مقابلے کی دعوت دیں گے اور ان کا دعویٰ ہے کہ اس انفرادی مقابلے میں وہ آپ دونوں کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔ لہٰذا آپ دونوں محتاط رہیے گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد وہ قاصد رکا پھر کہنے لگا۔

"فی الحال ہمارے پاس یہی خبریں ہیں ہم پھر اپنی منزل کی طرف جاتے ہیں اور اگر کوئی مزید تبدیلی ہوتی ہے تو بروقت اس سے آپ کو آگاہ کریں گے۔"

اس کے ساتھ ہی وہ مخبر جدھر سے آئے تھے ادھر چلے گئے۔ زکریہ بن ادریس، داؤد بن عائشہ، غیرور بن شبیب اور زیدون بن مسلم چاروں نے اپنے لشکر کی پیش قدمی شروع کی۔ اب انہوں نے اپنی رفتار تیز کر دی تھی۔ چنانچہ اپنے مخبروں سے ملنے والی اطلاعات کی روشنی میں چاروں بڑی تیزی اور برق رفتاری کے ساتھ حرکت میں آئے۔ سب سے پہلے انہوں نے تینوں بڑے شہروں اشبونہ، شنترہ اور شنترین کا رخ کیا۔ ان پر

Marfat.com

قبضہ کرنے کے بعد وہاں اپنا انتظام اور انصرام کر لیا۔ تا کہ وہ شہر افونش کی طرف نہ جا سکیں۔ اس کے بعد افونش کی آمد سے پہلے پہلے وہ بطلیوس پر حملہ آور ہوئے۔ متوکل نے مقابلہ کیا لیکن بدترین شکست کھائی اور اس ٹکراؤ کے نتیجہ میں اسے گرفتار کر لیا گیا۔

کہا جاتا ہے کہ متوکل کے پاس بہت خزانے تھے جو اس نے مستور رکھے ہوئے تھے چھپائے ہوئے تھے اور اس کی خبریں زکریہ بن ادریس سے داؤد بن عائشہ اور ان کے ساتھی سالاروں کو بھی ہو چکی تھیں۔ چنانچہ جب متوکل پر سختی کی گئی تو اس نے سارے خزانوں کا راز اگل دیا اور سب پر ان چاروں سالاروں نے قبضہ کر کے خزانوں کا بڑا حصہ اپنے لشکریوں میں تقسیم کر دیا تھا اس طرح لشکریوں کے حوصلے مزید بلند ہو گئے تھے۔ اسی ٹکراؤ کے نتیجہ میں متوکل کی بدقسمتی کہ وہ اپنے دو جوان بیٹوں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا تھا جو مارے گئے تھے۔

اس ساری کارروائی تک افونش بھی اپنے لشکر کی تیاری کر چکا تھا چنانچہ اب اس نے تہیہ کر لیا تھا کہ مسلمانوں کے ساتھ ٹکرائے گا اور اپنی فتوحات کا سلسلہ شروع کرے گا۔ چنانچہ وہ جنوب کی طرف بڑھا تو اشبونہ شہر کے نواح میں کھلے میدانوں کے اندر زکریہ بن ادریس و داؤد بن عائشہ نے اپنے ساتھی سالاروں اور لشکریوں کے ساتھ افونش کی راہ روک لی تھی اور وہیں اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لیا تھا۔

دوسری طرف افونش نے بھی اپنے لشکر کے ساتھ ان کے سامنے پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

ایک دن اور ایک رات دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ کیے رہے۔ اس سے اگلے روز جنگ کی ابتداء کرنے کے لئے صبح ہی صبح افونش نے اپنے لشکر میں طبل اور دفیں پیٹنے کا حکم دے دیا تھا۔

چنانچہ اس کے ساتھ ہی افونش کے لشکر کی صفیں درست ہونے لگی تھیں۔ دوسری طرف زکریہ بن ادریس، داؤد بن عائشہ، زید بن شبیب اور زیدون بن مسلم بھی اپنے لشکر کو استوار کر رہے تھے اور اپنے لشکر کے سامنے آن کھڑے ہوئے تھے اتنے میں افونش کے لشکر سے ایک سوار نکلا دونوں لشکروں کے درمیانی حصہ میں آیا اور پھر زکریہ بن ادریس کا نام لے کر اس نے انفرادی مقابلے کے لئے للکارا تھا۔

اس موقع پر اپنے گھوڑے کو ایڑھ لگا کر داؤد بن عائشہ زکریہ بن ادریس کے پاس آیا

Marfat.com

اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''ابنِ ادریس میرے بھائی! تم اس سے پہلے میرے ساتھ زیادتی کر چکے ہو۔ تیغ زنی کا مقابلہ جس نے مجھ سے کرنا تھا تم نے اس کو بھی میدان کے اندر موت کی نیند سلا دیا۔ اب جو خبریں ہمارے مخبر دے چکے ہیں ان کے مطابق افونش نے اب اپنے دو بہترین تیغ زنوں کا انتخاب کیا ہے ان میں سے ایک میرے ساتھ دوسرا تمہارے ساتھ انفرادی مقابلہ کرے گا۔ لہٰذا ایک سے انفرادی مقابلہ کرنے کے بعد میرے بھائی واپس آ جانا دوسرے سے میں خود نمٹوں گا۔''

جواب میں زکریہ بن ادریس نے مسکراتے ہوئے داؤد بن عائشہ کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

''میرے عزیز بھائی! میں مقابلہ کے لئے میدان میں اترتا ہوں۔ اپنے لشکر کو تیار اور استوار رکھنا اس کے ساتھ ہی زکریہ بن ادریس نے اپنے گھوڑے کو ایڑھ لگائی اور آگے بڑھا تھا۔

اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا زکریہ بن ادریس جب انفرادی مقابلہ کرنے والے کے سامنے گیا اور اپنے گھوڑے کو روکا تب اس نے اپنے سامنے اپنی تلوار لہرائی اور پھر کھا جانے والے انداز میں زکریہ بن ادریس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''کیا تمہارا ہی نام زکریہ بن ادریس ہے؟''

زکریہ بن ادریس مسکرایا کہنے لگا۔

''جب تو نے زکریہ بن ادریس کا نام لے کر انفرادی مقابلے کی دعوت دی ہے تو یقینی بات ہے کہ مقابلے پر زکریہ بن ادریس ہی آئے گا۔''

اس نے پہلے کی نسبت پھر زیادہ بھیانک انداز میں زکریہ بن ادریس کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

''تُو اب تک میری قوم کے خلاف محرومیوں کے زخم و درد کی تعبیریں سجاتا رہا ہے۔ جلتی رُتوں کے اندر یہ شورِ ماتم تُو نے بہت برپا کیا لیکن اب تاریخ کے قافلے میں مقابلے کے اس میدان میں تیری ساری جرأت مندی دکھ کے آسیب اور تیری تیغ زنی کا سارا ہنر و آہ و فغاں اور تیری ساری بے باکی اُجڑے گلستانوں سے بھی بدتر بنا کر رکھوں گا اب تک تُو نے جنگوں میں بہت سوں کو موت کے گھاٹ اتارا ہوگا اس لئے کہ تیرے

Marfat.com

متعلق مجھے بڑی تفصیل سے بتا دیا گیا ہے لیکن اب شاید یہ میدان تیری زندگی میں مقابلے کا آخری میدان ہو۔ اس میدان میں تیری روح کی تڑپ تیرے کرب کی حرارت کو ٹھنڈا کروں گا اور مقابلہ شروع ہونے کے ساتھ ہی تنہائیوں حدت میں بے کل نفس کی طرح تجھے تڑپانا شروع کر دوں گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد وہ شخص رکا پھر زکریہ بن ادریس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میں نے تیرا نام پوچھا ہے لیکن جواب میں تو نے نام نہیں پوچھا۔"

اس موقع پر زکریہ بن ادریس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ نمودار ہوئی کہنے لگا۔

"تیرا نام پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ تیرا نام میں پہلے ہی جانتا ہوں۔ تیرا نام منوکش ہے اور تیرے بعد جو آئے گا اس کا نام برزیل ہے۔ دیکھ! یہ موت کا میدان اس میں بڑھ چڑھ کر باتیں کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اب تم مجھ سے یہ پوچھتے ہو کہ میں نے تمہارا نام نہیں پوچھا تو موت جب آتی ہے اور جس پر وارد ہوتی ہے تو اس کا نام تو نہیں پوچھتی سو مجھے بھی تیرا نام پوچھنے اور جاننے کی ضرورت نہ تھی جہاں تک تیرا یہ کہنا ہے کہ مقابلے کا یہ میدان شاید میری زندگی کا آخری میدان ہو تو یہ بھی تو نے سچ ہی کہا۔ اس لئے کہ شاید اس کے بعد کسی اور کو میرے مقابل آنے کی جرأت اور جسارت ہی نہ ہونے پائے۔ سن منوکش! یہ مقابلے کا میدان ہے شادی بیاہ کا معاملہ نہیں ہے۔ تجھے یہ لالچ دے دیا گیا ہے کہ اگر تو یہ مقابلہ جیت گیا تو افونش کی بیٹی کو تم سے بیاہ دیا جائے گا۔ ظالم کے بچے! اس میدان سے بچ کر جاؤ گے تو شادی اور بیاہ کی امید رکھو گے۔ میں تو بھری زمین کے ان میدانوں میں تیری نس نس میں آگ تیرے تن من میں زخم تیرے ذہن و شعور میں بھبھوکا چنگاریاں بھر کر رکھ دوں گا۔ تُو مجھے دھمکی دیتا ہے کہ تو میرے نفس کو بے کلی کا شکار کر دے گا۔ کیا تُو خوف نہیں کھاتا کہ تھوڑی دیر تک تُو ایک کڑے سفر کی طرف روانہ ہونے والا ہے اور اس سفر کی منزل پر پہنچ کر کوئی بھی اس دنیا میں واپس نہیں آتا۔ آ! ایک دوسرے سے ٹکرائیں پھر دیکھیں قبرستان کا رُخ کون کرتا ہے اور اپنے لشکر کی طرف واپس کون جاتا ہے؟"

زکریہ بن ادریس کے ان الفاظ پر منوکش تاؤ کھا گیا تھا۔ لہٰذا ایک دم اس نے اپنے گھوڑے کو ایڑھ لگائی اس کے بعد وہ امیدوں کے ساحلوں کو درد و الم کی شرح سے ڈھانپتے طوفانوں و دھواں دھواں شام کے الاؤ میں لہو میں بھانپتی خواہشوں کو عناد و

Marfat.com

عداوت وعقوبت وعذاب کا شکار کرتے بگولوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

زکریہ بن ادریس نے اپنا وہی پرانا طریقہ استعمال کیا شروع میں اس نے اپنے آپ کو بالکل دفاع تک محدود رکھا۔ گھوڑے کی باگیں دائیں بائیں کرتا پینترے بدلتا مختلف انداز و مختلف جہت وسمتوں سے اس کے حملوں کو روکتا رہا۔ اس طرح حرکتیں کر کے گویا زکریہ بن ادریس نے منوکش کے ذہن میں ایک ہیجان برپا کر کے رکھ دیا تھا۔ منوکش یہ سمجھنے لگا تھا کہ وہ کیسا بھی کسی بھی قسم کا سخت یا جس سمت یا جس جہت سے بھی خوفناک حملہ کرے زکریہ بن ادریس اسے روکنے اور اپنا دفاع کرنے کی خوب مہارت رکھتا ہے۔

کچھ دیر تک ایسا ہی سماں رہا پھر زکریہ بن ادریس نے اپنے گھوڑے کو ذرا پیچھے ہٹایا اور اس کے بعد اپنے کھولتے لہجے میں وہ منوکش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”منوکش! تیری نیت کی ساری خرابی تیرے مقاصد کی مکمل خباثت تیرے ارادوں کی ساری ناپاکی کو میں نے اچھی طرح بھانپ لیا ہے۔ تُو کس انداز میں حملہ آور ہوتا ہے تیرے وار کرنے کا اندازہ کیا ہے؟ دیکھ! اب تک میں نے تیرے خلاف جوابی کارروائی نہیں کی۔ کی ہوتی تو اب تک تیرے جسم کے مختلف حصوں پر زخم بولتے۔ ہزیمت کے غم کراہتے اور تیری جان پر اعصابی دورے پڑتے۔

سن! میں نے اب تک اپنے آپ کو دفاع تک محدود رکھا ہوا تھا منوکش میں دفاع ترک کرنے لگا ہوں۔ جارحیت پر اترتا ہوں۔ میں نے اتنی دیر تیرے سامنے دفاع کا بندھ باندھا۔ اپنا دفاع کیا تیرے حملوں کو روکا۔ تو میرے جسم پر ایک معمولی سا زخم بھی نہ لگا سکا۔ اب میں دیکھتا ہوں تو میرے جارحانہ حملوں کو کیسے اور کس طرح روکتا ہے۔“

یہاں تک کہنے کے بعد زکریہ بن ادریس رک گیا تھا۔ دو ایک بار اس نے اپنے گھوڑے کی گردن تھپتھپائی جس کے جواب میں گھوڑا نتھنے پھڑپھڑانے لگا تھا۔ بڑی تیزی سے کنوتیاں بدلتے ہوئے اپنے مالک کے اشاروں کا جواب دینے لگا تھا۔ اس کے ساتھ ہی زکریہ بن ادریس نے اپنے دائیں پاؤں سے بندھی مہمیز جب گھوڑے کی پچھلی ٹانگ کے حصہ پر لگائی تب گھوڑا بری طرح وحشیانہ انداز میں ہنہنایا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی دونوں ٹانگیں اٹھائیں اور فضا کے اندر الف ہو گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اسی کے سے پرجوش انداز میں زکریہ بن ادریس حرکت میں آیا اور ضبط کے

Marfat.com

آنچلوں سے نکل کر خون آشنا کرتی وقت کی بدترین عقوبت گاہوں، حلقہ در حلقہ کرب جاں ے مضمرات بڑھتے قضاء کے بے عکس مناظر اور صداؤں کے اندر خون چاٹتی خواہشوں کی طرح حملہ آور ہوگیا تھا۔

کچھ دیر تک زکریہ بن ادریس وحشیانہ انداز میں منوکش پر حملہ آور ہوتا رہا۔ منوکش کو اتنی مہلت ہی نہ مل رہی تھی کہ وہ دفاع سے نکل کر جارحیت پر اترتا یا زکریہ بن ادریس کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی کرتا۔ زکریہ بن ادریس نے سر سے لے کر پاؤں تک اسے بری طرح دفاع پر محدود رہنے پر مجبور کر دیا تھا۔

کچھ تک ایسا ہی سماں رہا۔ پھر اچانک زکریہ بن ادریس نے ایک چکمہ منوکش کو دیا اور اپنی تلوار کی نوک کی ایک گہری خراش اس نے منوکش کی گردن پر لگائی تھی۔

اس کے بعد زکریہ بن ادریس نے پھر اپنے گھوڑے کو پیچھے ہٹایا اور منوکش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''منوکش! میں نے تجھے کافی موقع دیا اور اپنے آپ کو دفاع تک محدود رکھا لیکن تو میرے خلاف کوئی کارروائی کرنے میں کامیاب نہیں ہوا۔ دیکھ! میں نے تیری گردن پر اپنی ایک نشانی لگا دی ہے جس سے خون بری طرح بہہ رہا ہے جس نے تیرے لباس کو رنگین کرنا شروع کر دیا ہے۔ منوکش! مجھے بے حد دکھ اور صدمہ ہو رہا ہے کہ تو اس میدان سے بچ کر واپس نہ جانے پائے گا اور افونش کی بیٹی مغریتا سے شادی نہ کر پائے گا۔''

اس کے ساتھ ہی پھر وحشیانہ انداز میں اپنے گھوڑے کو ایڑھ لگاتے ہوئے زکریہ بن ادریس آگے بڑھا اور منوکش پر دوبارہ وہ زیست کی ساری تمکنتوں، نمود تشخص کے سارے وجود اور بے نیازی پر زوال و فنا طاری کرتی بربادی کی لامتناہی پرچھائیوں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔ کچھ دیر تک زکریہ بن ادریس بڑے تیز حملے کرتا رہا۔ اس کے مقابلے میں اب منوکش کی حالت رقص کرتی تاریکیوں میں ہانپتی زیست کے بھیانک کھنڈرات بہتے رنگوں کی نفرت کے سامنے روح کے در پہ موت کے حصار سے بھی زیادہ ابتر ہونا شروع ہوگئی تھی۔

یہاں تک کہ ایک موقع پر زکریہ بن ادریس نے اسے اپنی تلوار کا چکمہ دیا۔ یہ بڑا خوفناک وار تھا جسے منوکش روک نہ سکا اور اس کی تلوار اور ڈھال دیکھتی رہ گئی جبکہ زکریہ

Marfat.com

بن ادریس کی تلوار اس پر گری اور خون میں نہلاتی موت سے ہمکنار کرتی چلی گئی تھی۔
منوکش کا خاتمہ کرنے کے بعد زکریہ بن ادریس نے اپنی تلوار صاف کی۔ اس کے بعد اس نے افونش کے لشکر کی طرف منہ کیا اور دوسرے تیغ زن بزریل کا نام لے کر اسے انفرادی مقابلے کی دعوت دے دی تھی۔

اس موقع پر افونش کی بیٹی مغریتا اور اس کی ماں یستہ اپنے لشکر کے پشتی حصہ میں یہ انفرادی مقابلہ بڑے شوق اور انہماک سے دیکھ رہی تھیں، جب زکریہ بن ادریس نے منوکش کو اپنے سامنے زیر کر دیا اور اس کا خاتمہ کر دیا۔ تب مغریتا کچھ دیر تک گہری سوچوں میں ڈوبی رہی۔ اس کے بعد بڑی سنجیدگی میں اپنی ماں یستہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"اماں! کاش یہ زکریہ بن ادریس ہمارے لشکر میں ایک سالار کی حیثیت سے ہوتا تو ہم اس کی وہ قدردانی کرتے کہ دنیا دیکھتی۔ اماں! کبھی کبھی میرے ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ کاش اس زکریا بن ادریس سے میرا کوئی تعلق کوئی رشتہ کوئی واسطہ ہی ہوتا۔ کبھی میرا دل چاہتا ہے کہ اس کی جرأت مندی، اس کی دلیری، اس کی شجاعت اور تیغ زنی میں اس کی ہنرمندی کو ہمہ وقت سلام کرتی رہوں اور اماں! کبھی کبھی تو میں یہ بھی خواہش کر جاتی ہوں کہ میں اس زکریہ بن ادریس کی بیوی ہوتی۔ اماں! دیکھ اس نے کیسی ہنرمندی سے منوکش کو اپنے سامنے آسانی کے ساتھ زیر کر دیا ہے حالانکہ منوکش کا چناؤ ان گنت تیغ زنوں میں سے ہوا تھا اور زکریہ بن ادریس نے بزریل کا نام لے کر اسے پکارا ہے اور میرا دل کہتا ہے کہ منوکش سے بھی کم وقت میں یہ زکریہ بن ادریس بزریل کو اپنے سامنے موت کے گھاٹ اتار دے گا۔"

یہاں تک کہتے کہتے مغریتا کو رک جانا پڑا اس لئے کہ اتنی دیر تک بزریل اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا زکریہ بن ادریس کے سامنے جا رکا تھا۔ زکریہ بن ادریس نے اسے مخاطب کیا۔

"میں جانتا ہوں کہ میرے مقابلے پر آتے ہوئے تو پریشان ہے اس لئے کہ تیرے ذہن میں یہ بات ڈالی گئی تھی کہ تو داؤد بن عائشہ سے مقابلہ کرے گا۔ دیکھ! تیرا ساتھی قبرستان کی طرف کوچ کر چکا ہے اور تیرے کوچ کا وقت تجھ پر منڈلا رہا ہے۔ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ آ! مقابلے کی ابتداء کریں اور ایک دوسرے کو زمین میں دفن

Marfat.com

کرنے کی تیاری کریں۔"

بزریل نے آؤ دیکھا نہ تاؤ نفرت کی کڑی دھوپ میں حرکت میں آتے بھولے بسرے وحشی انسانوں، جراحتوں کے لمحات کھڑے کرتے بیابانوں کے اجنبی وحشیوں اور گھورا ماوس کے ماحول میں موت کا لاوہ پھیلاتے آگ کے حادثوں کی طرح زکریہ بن ادریس پر حملہ آور ہوگیا تھا۔

زکریہ بن ادریس بھی جوابی کارروائی کرتے ہوئے ہر شے کو شکست کا شکار کرتے ہوئے بارش کی طرح برستے ہولناک عذابوں و اذیتوں کے حصار میں کھڑے ہو کر جوان جذبوں کا اظہار کرتے طاقت وقوت کے شہہ سواروں اور نفرت کی ہولناک آگ کا شکار کردینے والی بے کنار ریاضتوں اور استقامت کی طرح حملہ آور ہوگیا تھا۔

زکریہ بن ادریس شاید اس مقابلے کو طول نہ دینا چاہتا تھا۔ لہٰذا شروع سے ہی وہ بڑی بھیانک جارحیت پر اترا تھا۔ شاید وہ مقابلے کو جلد اپنے انجام تک پہنچانے کے درپے تھا لہٰذا تھوڑی دیر کے ٹکراؤ کے بعد ہی بزریل کو اس نے اپنے سامنے زیر کردیا اور موت کے گھاٹ اتارا اور اس کے بعد اپنی تلوار صاف کرنے کے بعد اس نے تین بار تکبیریں بلند کرتے ہوئے اپنی فتح مندی کا اظہار کیا۔ پھر وہ اپنے گھوڑے کو موڑتا ہوا اپنے لشکر کی طرف چلا گیا تھا۔

وہ اپنے لشکر کے سامنے داؤد بن عائشہ کے قریب گیا تب شکایت بھرے انداز میں داؤد بن عائشہ اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میرے عزیز بھائی! میرے بھی سارے کام تم ہی نمٹا جاتے ہو اس لشکر کے سالارِ اعلیٰ تم ہو لہٰذا میں تمہارے سامنے بولنے کی جرات اور جسارت نہیں کر سکتا پر تم سے یہ کہتا ہوں کہ عزیز بھائی! کبھی کبھی انفرادی مقابلے میں اپنے اس بھائی کو بھی آزما لیا کرو۔ جواب میں زکریہ بن ادریس مسکرایا اور کہنے لگا۔

"داؤد بن عائشہ! آزمائے ہوئے کو کیا آزمانا تمہاری جرات مندی، تمہاری ہنر مندی پہلے سے طے شدہ ہے میرے بھائی میرا دل چاہ رہا تھا ان دونوں کو اپنے سامنے زیر کروں پھر لشکر میں آؤں تو برا مت ماننا۔

میرے بھائی! یہ کام ہم دونوں کا سانجھا اور مشترکہ ہے۔

اب آؤ! اپنے لشکر کو تیار رکھیں کہ دشمن ہم پر ضرب لگانے کے لئے یہ اپنے لشکر کو

Marfat.com

آگے بڑھائے گا۔ اس لئے کہ انفرادی مقابلے میں جو انکے دو سورما مارے گئے ہیں۔ اس سے ان کے لشکر میں بد دلی پھیلے گی اور اس بد دلی کو دور کرنے کے لئے یقیناً وہ ہم پر حملہ آور ہونے میں پہل کریں گے۔''

زکریہ بن ادریس کی اس گفتگو سے داؤد بن عائشہ نے اتفاق کیا تھا اس کے بعد دونوں تیار اور مستعد ہو گئے تھے۔

زکریہ بن ادریس کا اندازہ درست ہوا اس لئے کہ افونش نے اپنے سالاروں کو لشکر آگے بڑھا کر حملہ آور ہونے کا حکم دے دیا تھا جبکہ افونش اور اس کا بیٹا اپنے لشکر کے وسطی حصہ میں رہے تھے تا کہ اپنے لشکریوں کا حوصلہ بڑھاتے رہیں پھر افونش کے کہنے پر اس کا لشکر حرکت میں آیا اور مسلمانوں پر کرب و فناء کے بگولوں کی بارش، اذیتوں کے رنگ بکھیرتی طوفانی یورش، نفس نفس کے بیابانوں اور زندگی کے کاروانوں میں قہر بکھیرتی ساعتوں اور آن کی آن ساعت کی ساعت میں آسمان سے برستی آگ اور بے چین شراروں کی اُڑان کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

دوسری طرف زکریہ بن ادریس، داؤد بن عائشہ، غیرور بن شبیب اور زیدون بن مسلم نے اپنے حصہ کو دو حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ لشکر کا ایک حصہ زکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ اور لشکر کا دوسرا حصہ غیرور بن شبیب اور زیدون بن مسلم کی قیادت میں تھا۔ جب افونش کا لشکر حملہ آور ہوا تب مسلمانوں نے بھی اپنے کام کی ابتداء کی سب سے پہلے جوابی کارروائی کے طور پر زکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ نے اپنے کام کی ابتداء کی اور وہ فناء کی طرح ہر شئے کو ریزہ ریزہ کر کے بکھیرتے قضاء کے عذابی ریلے و قطرہ قطرہ پگھلاتی و زرہ زرہ سلگاتی عذابوں میں لپٹی صداؤں و زہریلی آندھیوں اور غم کے چڑھتے طوفانوں کی طرح حملہ آور ہوئے تھے۔

زکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ کے بعد غیرور بن شبیب اور زیدون بن مسلم نے بھی اپنے کام کی ابتداء کی اور وہ بھی درد کی بے انت راہوں پر وقت تک کو ساکت کرتے کرب کے کھولتے ریگزاروں، بے کراں آسماں تلے ہوش و حواس کے رخ پر دھوئیں کی طرح اٹھتی افسردہ لہریں طاری کر دینے والی صداؤں اور سوچوں کے طوفانوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

دونوں لشکروں کے ٹکرانے سے حرص و ہوس کے کھولتے سمندر میں کھولتی کراہتی قضاء

Marfat.com

کی سی آہیں اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔ بیاضِ وقت کے اوراق خون آلود ہونا شروع ہو گئے تھے۔ زمین کے زندان میں لمحوں کو ویران کرتی گھنگھور گھٹاؤں کے اندر موت کی برق جوش مارنے لگی تھی۔ بڑے بڑے تیغ زن موت کے جزیروں میں ویران اور بے نام ہو گئے تھے۔ ہر کوئی اپنی تیغ زنی کی شعبدہ گری سے دوسرے پر سلگتی ریت کے صحرا کی طرح وارد ہونا شروع ہو گیا تھا۔

افونش اور اس کے لشکریوں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح اپنی کامیابی کو یقینی بنائیں لیکن زکریہ بن ادریس اور اس کے ساتھی سالاروں نے ان کی ساری نفاست اور تازگی کو بگاڑ کر رکھ دیا تھا اور پھر وقت کی آنکھ نے دیکھا افونش، اس کے سالاروں اور لشکریوں کی حالت اب آہستہ آہستہ روزنِ زندان میں پتھر کی طرح اداس چپ زندگی کو اجاڑتی ان گنت خراشوں، رات کی دہلیز پر اترتی غم آلود شام ولطف ولذت کی نیرنگیوں سے محروم دوپہر اور بے نسب و بے گمان لمحوں سے بھی زیادہ ابتر ہونا شروع ہو گئی تھی۔

یہاں تک کہ تھوڑی دیر کی جنگ کے بعد افونش کے لشکر نے شکست قبول کی۔ لشکر کے اندر پسپائی کے بگل بجے پھر لشکر بھاگ کھڑا ہوا۔ اس موقع پر زیدون بن مسلم کو لشکر کے ایک حصہ کے ساتھ اپنے پڑاؤ کی حفاظت پر چھوڑا گیا جبکہ زکریہ بن ادریس، داؤد بن عائشہ، غیر در بن شبیب نے بھاگتے لشکر کا تعاقب شروع کر دیا تھا۔ یہ تعاقب کچھ دیر تک جاری رہا اس تعاقب کے دوران بھی افونش کے لشکر کی تعداد کافی حد تک کم کر کے اس کی طاقت اور قوت پر کاری ضرب لگا دی گئی تھی تا کہ آنے والے دور میں پھر کبھی وہ اس طرح مسلمانوں کے سامنے آکر مقابلہ کرنے کی جرات اور جسارت نہ کر پائے۔

کچھ دور تک تعاقب کرنے کے بعد زکریہ بن ادریس، داؤد بن عائشہ اور غیر در بن شبیب واپس اس جگہ آئے جہاں جنگ ہوئی تھی۔ ان کی آمد تک زیدون بن مسلم نے افونش کے پڑاؤ کی ہر چیز پر قبضہ کر لیا تھا۔ ساتھ ہی اپنے زخمیوں کی دیکھ بھال بھی کر لی تھی۔ اس موقع پر زکریہ بن ادریس جب اپنے خیمے میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ حسین اور خوبصورت روانده اس وقت خیمے کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک چہل قدمی کر رہی تھی شاید بڑی بے چینی اور بے تابی سے اسی کی آمد کا انتظار کر رہی تھی۔ جونہی اس نے خیمے میں زکریہ بن ادریس کو داخل ہوتے دیکھا اس کی طرف بھاگی۔

Marfat.com

زکریہ بن ادریس نے اپنے ہاتھ آگے بڑھا کر اسے اپنے سے ذرا فاصلے پر ہی رکھا اور کہنے لگا۔

''میرے کپڑے خون آلود ہیں تمہارے کپڑے خراب ہو جائیں گے'' اس پر روانده نے کوئی پرواہ نہ کی آگے بڑھی۔ زکریہ بن ادریس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے باری باری دونوں ہاتھوں کو اس نے طویل بوسے دیئے پھر فخریہ اور توصیفی انداز میں وہ زکریہ بن ادریس کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

''آج میں آپ کی ذات پر جتنا فخر کروں کم ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ میں دنیا کی خوش قسمت ترین لڑکی ہوں۔ جس وقت انفرادی مقابلہ شروع ہوا اور آپ نے پہلے تیغ زن کو اپنے سامنے زیر کیا تب ہمارے پڑاؤ کی جو حالت تھی وہ دیدنی تھی۔ عورتیں بھاگ بھاگ کر میرے خیمے کی طرف آتی تھیں اور مجھے مبارکباد دیتی تھیں۔ اس کے بعد جب آپ نے افونش کے دوسرے تیغ زن کو بھی اپنے سامنے زیر کر دیا تب پڑاؤ کی کیا حالت تھی وہ میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتی۔ اس وقت جہاں ہمارے لشکر میں تکبیریں بلند ہو رہی تھیں وہاں پڑاؤ کے اندر جس قدر عورتیں اور بچے تھے باہر نکل آئے تھے زور دار انداز میں تکبیریں بلند کرتے رہے تھے۔ کچھ عورتوں نے مجھے اپنے کندھوں پر اٹھا لیا بے پناہ خوشی کا اظہار کرنے لگیں۔ ایسا کرنے والیوں میں داؤد بن عائشہ، غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم کی بیویاں پیش پیش تھیں وہ کبھی میری پیشانی چومتی تھیں کبھی میرے ہاتھ اور مجھے مبارکباد دیتی تھیں کہ میں آپ کی بیوی ہوں۔''

اتنا کہنے کے بعد روانده رکی پھر پہلے کی نسبت زیادہ پیار بھرے انداز میں زکریہ بن ادریس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''افونش کے خلاف یہ ہماری شاندار اور عظیم فتح ہے اور اس فتح کے علاوہ آپ کے انفرادی مقابلے میں کامیاب رہنے کی خبریں جب اشبیلیہ پہنچیں گی تو جہاں میرے ماں باپ کی خوشی کی کوئی انتہاء نہیں وہاں میرا دل کہتا ہے اشبیلیہ کے لوگ میرے ماں باپ کی ذات پر بھی فخر کریں گے کہ ان کی بیٹی روانده زکریہ بن ادریس کی بیوی ہے جس نے دشمن کے لشکریوں ہی نہیں بڑے بڑے تیغ زنوں کی چولیں ہلا کر رکھ دی ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد روانده جب رکی تو زکریہ بن ادریس نے کہنا شروع کیا۔

''روانده! جو کچھ میں نے کیا ہے وہ میرے فرائض میں شامل ہے اس لئے کہ......

Marfat.com

”زکریہ بن ادریس کو رک جانا پڑا اس لئے کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے روانده بول اٹھی تھی۔

”ایسے خوشی کے موقع پر جب آپ گفتگو کیا کرتے ہیں تو عموماً آپ میرا گال تھپتھپایا کرتے تھے لیکن آج آپ نے ایسا نہیں کیا“

جواب میں زکریہ بن ادریس مسکرایا اور کہنے لگا۔

”آج میرا ہاتھ اس وقت خون آلود ہے چلو یہ کسر میں بعد میں کسی موقع پر نکال دوں گا۔“ اس پر روانده مسکرائی زکریہ بن ادریس کا ہاتھ جو خون آلود تھا دو تین بار اپنے گال پر ہلکے سے مارا پھر کہنے لگی۔

”اب کہیں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟“

جواب میں زکریہ بن ادریس کھل کر مسکرا دیا کہنے لگا۔

”میں نے کچھ بھی نہیں کہنا پہلے میں طہارت خانہ جاتا ہوں نہاؤں گا لباس تبدیل کروں گا پھر بیٹھ کر بات کریں گے۔“

اس پر روانده بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

”آپ کو اس سلسلے میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ طہارت خانہ میں اس وقت پانی گرم پڑا ہوا ہے۔ آپ کے لئے نیا لباس نکال کر میں نے باہر رکھا ہوا ہے۔ انگوچھا بھی میں نے طہارت خانہ میں رکھ دیا ہے۔ آپ نہا کر لباس تبدیل کریں اس کے بعد اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔“

روانده کے ان الفاظ پر زکریہ بن ادریس خوش ہو گیا تھا۔ پھر روانده کے کہنے پر وہ طہارت خانہ کی طرف چلا گیا تھا۔

❁❁❁

زکریہ بن ادریس، داؤد بن عائشہ، غیرد بن شبیب اور زیدون بن مسلم نے اپنے لشکر کے ساتھ ابھی تک وہیں قیام کر رکھا تھا۔ جہاں افونش کے ساتھ جنگ ہوئی تھی۔ ایک روز چاروں سالار اپنے پڑاؤ میں دھوپ کے اندر اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے کہ زکریہ بن ادریس نے کچھ سوچا پھر اپنے تینوں ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میرے عزیز بھائیو! اس وقت میرے ذہن میں ایک منصوبہ بندی ہے اگر تم لوگ میرا ساتھ دو اور اس پر عمل پیرا ہونے کے لئے تیار ہو جاؤ تو یاد رکھنا مسلمانوں کی طاقت

Marfat.com

اور قوت شمال تک پھیل جائے گی اور آنے والے دور میں شمال کی کسی نصرانی قوت کو مسلمانوں کے علاقوں تک دیکھنے کی جرات اور جسارت نہیں ہو پائے گی۔“

زکریہ بن ادریس جب خاموش ہوا تب داؤد بن عائشہ، غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر داؤد بن عائشہ زکریہ بن ادریس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”ابن ادریس میرے بھائی! تم کس قسم کی گفتگو کر رہے ہو؟ اگر کوئی منصوبہ بندی تمہارے ذہن میں ہے تو کھل کر کہو اس کے لئے تمہاری تجویز پر عمل نہ کرنا ہم تینوں گناہ خیال کریں گے۔ اس وقت جس تجویز یا منصوبہ بندی کے متعلق تم نے سوچ رکھا ہے کھل کر اس کا اظہار کرو تاکہ اس پر عمل کر کے مسلمانوں کی بہتری اور بھلائی کے لئے کام کیا جائے۔“

داؤد بن عائشہ جب خاموش ہوا تب اس کی طرف مسکرا کر دیکھتے ہوئے زکریہ بن ادریس کہنے لگا۔

”میرے بھائی! میں چاہتا ہوں یہاں سے کوچ کر کے بلنسیا شہر پر حملہ آور ہوں جہاں اس وقت نصرانیوں کی حکومت ہے۔ یہ علاقہ افونش کے تحت بھی نہیں ہے وہاں نصرانیوں کی ایک خودمختار حکومت ہے جو گزشتہ آٹھ سال سے وہاں قائم ہے اور بلنسیا کے نصرانی حکمرانوں نے مسلمانوں کو نقصانات بھی بہت پہنچائے ہیں اگر ہم یہاں سے کوچ کر کے بلنسیا کا رخ کریں تو میں آپ لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ بغیر کسی مزاحمت کے بلنسیا پر ہم قابض ہو جائیں گے اور اگر بلنسیا کو ہم نے فتح کر لیا تو پھر شمال کی طرف سے مسلمانوں کے لئے کوئی خطرہ نہیں اٹھے گا اور مسلمان محفوظ ہو جائیں گے اور اسلامی سلطنت میں وسعت بھی پیدا ہو جائے گی۔ اس وقت ہمارے پاس طاقت اور قوت بھی ہے۔ اندلس کے اندر ہماری فتوحات کی دھوم بھی ہے چنانچہ اندلس میں کوئی طاقت ہمارے سامنے دیوار نہیں بنے گی اور اگر بنے گی بھی تو اسے ریت کی سمجھ کر گراتے چلے جائیں گے۔ میرے بھائی! یہ کوئی مشکل مہم نہیں ہے۔“

زکریہ بن ادریس جب خاموش ہوا تب داؤد بن عائشہ کہنے لگا۔

”میرے بھائی! یہ بہترین تجویز ہے اگر یہ مشکل مہم ہو تب بھی میرے بھائی ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اب جو تجویز میرے بھائی! تم نے پیش کی ہے یہ بہترین ہے میں سمجھتا

Marfat.com

ہوں اپنے لشکر کے ساتھ کل یہاں سے کوچ کریں۔ بے شک بلنسیا پر حملہ آور ہونے کے لئے ہمیں سیر بن ابی بکر نے نہیں کہا لیکن یہ مہم مسلمانوں کے لئے چونکہ بڑی سود مند ہے لہٰذا اسے سر کر لینا چاہئے۔ میرے بھائی! اگر ہم لشکر کے ساتھ یہاں سے کوچ کریں تو پھر تمہارا کیا خیال ہے؟''

زکریہ بن ادریس ہی نہیں غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم نے بھی اس سے چونکہ اتفاق کیا تھا پھر اس سلسلے میں چھوٹے سالاروں سے بھی مشورہ کیا گیا۔ سب نے جب اپنی رضامندی کا اظہار کیا تب اگلے روز لشکر نے وہاں سے بلنسیا پر حملہ آور ہونے کے لئے کوچ کیا تھا۔

جہاں تک بلنسیا کا تعلق ہے تو یہ شہر بھی ہے اور صوبے کا نام بھی ہے۔ اس شہر کا پرانا نام والنسیا ہوا کرتا تھا۔ بقول مؤرخین یہ بہت پرانا شہر تھا آجکل بلنسیا کا دارلحکومت ہے اس سے پہلے بھی اور طوائف الملوکی کے دور میں یہ اس علاقے کا صدر مقام رہا۔ یہ شہر دریائے ابیض کے دائیں کنارے پر آباد ہے۔ بحیرۂ متوسط کا ساحل وہاں سے تین میل کے فاصلے پر ہے ہوا معتدل اور خشک ہے۔ سمندر سے پُروا ہوا چلتی ہے تو بارش آتی ہے ورنہ مینہ کم ہی ہوتا ہے۔

شہر کی وضع قطع اب تک اسلامی نظر آتی ہے بُرج اور مینار بھی کثرت سے ہیں۔ سنہری اور سفید رنگ کی روغنی اینٹیں مسلمانوں کے زمانے کی طرح اب تک برج اور میناروں پر لگائی جاتی ہیں۔

مؤرخ اور جغرافیہ دان شریف ادریسی شہر سے متعلق لکھتا ہے۔

''شہر بلنسیا اندلس کا ایک مرکز ہے سطح زمین پر واقع ہے علاقہ آباد ہے تاجروں اور باہر والوں کی بڑی کثرت ہے۔ بازار بہت اور تجارت بے شمار ہے۔ مال بہت اترتا اور چڑھتا ہے۔ بلنسیا سے دریائے ابیض کے کنارے کنارے جاؤ تو سمندر تین میل طے کرنے کے بعد آ جاتا ہے۔ شہر دریائے ابیض کے کنارے واقع ہے۔ اس دریا سے یہاں کی زمینوں کو بڑا نفع پہنچتا ہے۔ کھیتوں میں آبپاشی اسی دریا سے ہوتی ہے۔ شہر کے گرد بازار اور عمارتیں مسلسل چلی گئیں ہیں۔''

مؤرخین مزید لکھتے ہیں کہ بلنسیا اندلس کے مشرقی حصہ میں واقع ہے اس کو مدینۃ

Marfat.com

التراب بھی کہتے ہیں۔ یہاں زعفران پیدا ہوتی ہے اور ایک پھل ہوتا ہے جس کو اُرضہ کہتے ہیں۔ یہ انگور کے برابر نہایت شیریں اور خوشبو دار ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اندلس کے تمام شہروں میں بلنسیا سب سے زیادہ روشن ہے یہاں سیر گاہیں اور عمارتیں بہت ہیں۔ باغوں میں سب سے زیادہ مشہور رصافہ ابنِ ابی عامر ہے جن کے گلزار اور چمن، روشیں اور نہریں بڑی دلفریب ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں پھولوں اور پھلوں کے باغ کثرت سے ہیں اور ہر وقت خوشبو رہتی ہے۔

رصافہ جس باغ کا نام ہے وہ نہایت پُر فضا مقام ہے اور اس کے قریب صاف شفاف پانی کی ایک جھیل ہے آج کل اس جھیل کو البحیرہ کہتے ہیں۔ لوگوں کا بیان ہے کہ اس جھیل سے آفتاب کی شعاعیں منعکس ہو کر اس طرح پڑتی ہیں کہ شہر میں روشنی بڑھ جاتی ہے۔

بعض سیاحوں نے لکھا ہے کہ یہاں مچھر اور مکھیوں کی کثرت ہے۔ ایک شاعر لکھتا ہے کہ بلنسیا میں مچھر بانسریاں بجاتے ہیں اور مکھیاں انکی لے پر ناچتی ہیں۔ شہر کے گرد ایک فصیل رومنوں کے زمانے کی مدت تک سلامت رہی مگر اب اس کے صرف دو دروازے اور چند برج باقی ہیں۔

دریا سے آبپاشی اسقدر ہوتی ہے کہ شہر کے قریب دریا میں پانی کم رہ جاتا ہے شہر کے کوچے اور بازار تنگ اور پیچیدہ ہیں۔

اس شہر میں آج کل جو سینٹ نکولس کا کلیساء ہے یہ عمارت کبھی مسلمانوں کی تھی۔ مصنوعات میں روغنی اینٹیں اور ریشمی کپڑے یہاں کے مشہور ہیں پھلوں میں یہاں کے باغوں میں کشمش و بادام و انجیر وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔ گیہوں، چاول، زعفران بھی پیدا کی جاتی ہے۔ ریشم کے کیڑوں کی پرورش کر کے ریشم بہت جمع کیا جاتا ہے۔

بلنسیا کے لوگ ایسے تھے جن کو رزم و بزم دونوں میں فضیلت تھی ان میں بڑے بڑے فقیہہ و ادیب اور شاعر تھے اور بڑے بڑے مردان کارزار پیدا ہوئے جنہوں نے ہمیشہ بڑی ہمت سے نصرانیوں کا مقابلہ اور لڑائیوں کے خون آلود میدانوں میں تاجِ شان حاصل کیا۔

اہلِ بلنسیا بڑے متزین ہوتے تھے ان کا اخلاق اچھا تھا اور دین کی ہر بات کے بڑے پابند تھے۔ نہایت مہمان نواز تھے۔ اس شہر پر مسلمانوں کی حکومت صدیوں تک

Marfat.com

رہی اور مسلمان مدت تک وہاں عیسائیوں کی حکومت میں آباد رہے۔

مؤرخین لکھتے ہیں جہاں تک اس شہر کی تاریخ کا تعلق ہے تو 413ء میں قوطیوں نے نے اسے رومنوں سے چھینا۔ 713ء مسلمانوں نے قوطیوں کی حکومت ہٹا دی اور خود اس شہر کے مالک بنے۔ بنو امیہ کی کچھ اوپر تین سو برس حکومت کے بعد جب طوائف الملوکی ہوئی تو عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن نے جو منصور بن ابی عامر کے پوتے تھے یہاں ایک خودمختار حکومت قائم کر لی تھی جس کی شوکت کافی تھی۔

اس کے بعد ہجری 487ھ میں ایک عیسائی سالار نے جو کہ مسلمانوں کی ملازمت قبول کر کے کام کرتا رہا تھا ایسی قوت حاصل کی کہ بلنسیا پر قابض ہو گیا۔ نصرانی مؤرخین نے اس کا نام سِد لکھا ہے جبکہ عربی مؤرخین نے اس کا نام کنبتور لکھا ہے۔

نصرانی مؤرخین کی زبان اس نصرانی سردار کی تعریف میں خشک ہوئی جاتی ہے۔ مسلمان اس کو ابن الخبیث یا کلب الجلیکیہ لکھتے ہیں اور اس کی دغا بازیاں اور مکاریاں پورے طور پر ثابت کرتے ہیں۔ کنبتور کی حکومت اس شہر پر آٹھ برس رہی تھی۔ اب جبکہ مسلمانوں کا لشکر بلنسیا پر حملہ آور ہونے کے لئے جا رہا تھا تو اس وقت تک کنبتور تو مر چکا تھا لیکن اس کا خاندان اس شہر پر حکومت کر رہا تھا۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کا لشکر جب بلنسیا کی طرف بڑھا تو بلنسیا کا جو حکمران نصرانی خاندان تھا اس نے تیز رفتار قاصد افونش کی طرف بھجوائے اور اس سے التجاء کی کہ مسلمان بلنسیا پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کے خلاف وہ ان کی مدد کرے۔

مؤرخین مزید لکھتے ہیں کہ بلنسیا کی اس التجاء کو افونش نے کوئی اہمیت نہ دی اس لئے کہ مسلمانوں کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے افونش کی عسکری حیثیت پہلے ہی کچلی جا چکی تھی۔ اس کے لشکر کی کثرت موت کے گھاٹ اتر چکی تھی۔ لہٰذا جس وقت زکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ اپنا لشکر لے کر بلنسیا کی طرف بڑھے اور بلنسیا کے حکمرانوں نے افونش سے مدد طلب کی تو افونش نے مدد کرنے سے انکار کر دیا اس لئے کہ وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے بلنسیا والوں کی مدد کی تو مسلمان موت کی طرح اس کے پیچھے لگ جائیں گے۔ لہٰذا اس نے بلنسیا والوں کی کوئی مدد نہ کی جس کے نتیجہ میں بلنسیا میں جو حکمران اور نصرانی لشکر تھے وہ شہر خالی کر کے بھاگ گئے۔ اس طرح بلنسیا اور جس

Marfat.com

علاقے کا بلنسیا مرکز تھا اس پر زکریہ بن ادریس اور داؤد بن عائشہ نے قبضہ کر لیا تھا۔

یہ شاندار فتح تھی جو مسلمانوں کو حاصل ہوئی۔ اس فتح کے بعد اندلس میں مسلمانوں کی حکومت مضبوط اور مستحکم ہو گئی تھی۔ اس سے پہلے چھوٹے چھوٹے علاقوں پر مسلمان حاکم تھے۔ ہر ایک نے اپنی چھوٹی چھوٹی ریاست بنا رکھی تھی اور یہ مسلمان ریاستیں ایک دوسرے کے خلاف برسرِ پیکار رہتی تھیں اور اکثر و بیشتر ایک دوسرے کو زیر کرنے کے لئے نصرانی حکمران افونش سے مدد کے طالب رہتے تھے لیکن اب ان سارے چھوٹے چھوٹے مسلمان حکمرانوں کا خاتمہ کر کے اندلس کے اندر ایک مضبوط اور مستحکم حکومت قائم کر دی گئی تھی اور اس حکومت کا سربراہ امیر یوسف بن تاشفین کا بھتیجا سیر بن ابی بکر تھا۔

بلنسیا پر قبضہ کرنے وہاں کا انتظام و انصرام اپنے حق میں درست کرنے کے بعد شہر اور ارد گرد کی حفاظت کے لئے وہاں ایک لشکر رکھا گیا۔ اس کے علاوہ مقامی مسلمانوں کو تربیت دے کر علاقوں کی حفاظت پر مقرر کرتے ہوئے وہاں ایک حاکم بھی مقرر کیا۔ اس کے بعد لشکر نے واپسی کا کوچ کیا۔ حالت یہ تھی کہ لشکر کے آگے آگے زکریہ بن ادریس، داؤد بن عائشہ، غیردر بن شبیب اور زیدون بن مسلم تھے اور اب یہ لشکر فتح و کامیابی اور فوز مندی کے گیت گاتا ہوا بلنسیا سے اشبیلیہ کا رخ کر رہا تھا۔

(تمت بالخیر)

Marfat.com

Marfat.com

تاریخ کے نامور مصنف اسلم راہی ایم اے کے تاریخی ناول

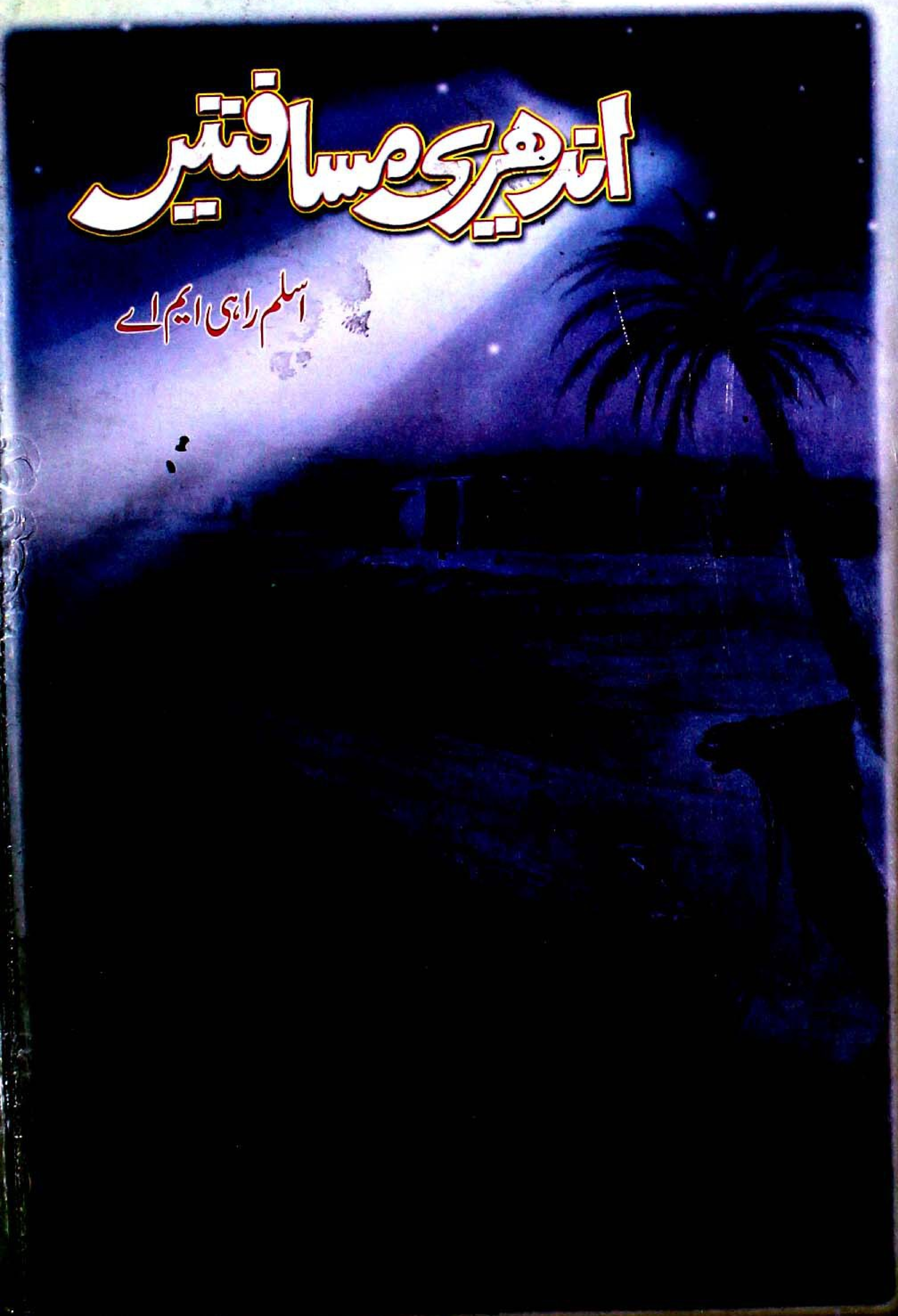

Marfat.com